

تمہ لکھ

توضیح اسمای ہندی مندرجہ مہا بھارت وغیرہ کے بیان

نام قدیم	نام جدید	کیفیت	نام قدیم	نام جدید	کیفیت
آرت	ہراث	دوسرا ملک اور اسکوا اور پکوانا	سوریک	سوریک	سوریک
انگ دیس	.	جس مقام پر گنگا اور جی سورج گجرات	گجرات	گجرات	گجرات
اندھر	.	الحاق ہوا ہے اور سکوا اور دیس	کاش	چترال	اسکو کاش کا راجھی کہتے ہیں اور نقشوں میں بنام کاش گدہ درج ہے متصل ملک بدخشاں
اوتی	اوتی				
بالیک	بلخ		کامبوج	کامبوج	کامبوج
بارانس	بارانس		کرات	کرات	کرات
براہمہ			گھنڈا	گھنڈا	گھنڈا
بال	بہار		لک	لک	لک
پالہو	پہلو	معلوم ہوتا ہے کہ جس مقام کو سل	اودہ	اودہ	اودہ
		زبان پہلوی ملک پراگوشانی خوشاب			
		میں تھی اوس سرمد سے کہش کچھ			
پارٹ	پارٹیا		کمپور	کمپور	کمپور
پراگہ جوگ			گندار	گندار	گندار
پراچہ	پلاسی	گدہ دیس کو کہتے ہیں	متس	متس	متس
پینال	کپل		میتیل	میتیل	میتیل
پونڈر	.	شہر میں صفات جنگالہ	مدر	مدر	مدر
پانلی پترا	پٹنہ		منی پور	منی پور	منی پور
ترکوتہ	.	لک سکندیا کن سرمد ہے			

اس کل مردم شماری میں تخمیناً آٹھواں حصہ مسلمان تھے اور باقی اہل ہندو اور انہیں تخمیناً بارہ لاکھ آدمی
تھیں۔ یہ جو مردم شماری ملک پنجاب میں دہلی وغیرہ ملک اودہ کے تفصیل مرد و عورت
ذیل میں درج ہے اس پر لحاظ ہو کہ مردم شماری کل ہندوستان پرزن و مرد وغیرہ کا
قیاس ہو سکتا ہے۔

نام ملک	مرد	عورت	شمار بارہ برس سے کم عمر کا	شمار بارہ برس سے کم عمر کی	میزان کل
پنجاب مع دہلی وغیرہ	۶۱۹۱۸۱۲	۵۱۵۶۳۹۸	۳۳۸۹۳۸۰	۲۸۵۸۹۴۲	۶۰۹۶۴۵۲
اودہ	۳۶۱۹۱۸۴	۳۵۵۱۴۲۲	۲۱۸۳۸۵۸	۱۸۴۲۳۳۱	۱۱۹۸۰۹۵
میزان	۹۸۱۰۹۹۶	۸۷۰۸۲۲۰	۵۵۷۳۳۳۸	۴۷۰۱۵۹۳	۱۰۴۱۲۸۴۷

اس مردم شماری سے صدر نظام پور کا کہنا ہے کہ اگر وہ ریتیں کم ہوں گی کیونکہ کل ذکر ایک کروڑ تریس
پچاس ہزار تین سو چونتیس اور کل اثاثہ ایک کروڑ چونتیس لاکھ نو ہزار پانسو تیرہ ہیں۔

اب چند شہر لمی کلان ہندوستان کی مردم شماری درج ذیل ہوتی ہے۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶
لکھنؤ	کلکتہ	بنارس	دہلی	اکبر آباد	امرتسر
۲۸۲۷۸۷	۲۶۵۰۰۰	۱۷۵۱۸۸	۱۵۳۲۱۷	۱۴۹۰۰۸	۱۳۰۸۱۳
۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
لاہور	کشمیر	پشاور	مٹان	فیض آباد	راولپنڈی
۹۸۹۲۴	۶۵۰۰۰	۵۸۵۵۵	۵۶۸۲۶	۳۷۸۰۴	۳۷۸۰۴

سات کرنی	۱۹	سات کرنی	۱۹	بریل سین	۱۱
شیر	۲۰	شیر	۲۰	شیر	۱۲
شیر	۲۱	شیر	۲۱	سات کرنی	۱۳
شیر	۲۲	شیر	۲۲	چکوا	۱۴
شیر	۲۳	شیر	۲۳	سات کرنی	۱۵
شیر	۲۴	شیر	۲۴	سیوسوت	۱۶
شیر	۲۵	شیر	۲۵	گوتی پتر	۱۷
شیر	۲۶	شیر	۲۶	ایمان	۱۸

ہندوستان کی مردم شماری اور سطح کے بیان میں

ہندوستان کی آبادی کثیر ہے اس کی شماری تک ۱۹۰۰ میل اور چوڑائی دریائے سندھ کے رانہ سے ان پھاڑوں تک جو برہمن پتر دریا کے مشرق میں ہیں ۵۰۰ میل سے زیادہ زیادہ اور ہندوستان کی سطح پچاس تین لاکھ ستاسی ہزار چار سو تراسی میل مربع ہے اور آبادی یعنی مردم شماری چودہ کروڑ پچیس لاکھ ہتر ہزار سات سو نوزی تین لاکھ ہے۔

آبادی	میل مربع	تفصیل
۳۷۵۰۰۰۰	۱۵۳۸۰۲	پنجاب اور سرحد
۳۲۲۰۰۰۰	۹۹۵۱۰	پنجاب اور سرحد
۳۲۰۰۰۰	۱۵۷۰۰	پنجاب اور سرحد
۱۳۵۰۰۰	۱۷۱۹۲۳	پنجاب اور سرحد
۹۸۰۰۰	۹۷۹۳۸	پنجاب اور سرحد
۱۷۳۰۴۴۷۰۰	۹۱۷۶۱۰	پنجاب اور سرحد
۵۳۵۰۰۰	۹۰۰۰	پنجاب اور سرحد
۱۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	پنجاب اور سرحد
۱۷۲۵۷۲۷۰۰	۱۷۸۷۸۱۳	پنجاب اور سرحد

ہشاش	۱۷	دشہرتہ	نند	۱۱	نندا
پوکام	۱۸	سوکام	نند کے	۱۲	نند کا شمشہ کلین
لوپک	۱۹	سلی یک	چند گیت	۱۳	چند گیت
مہاشمہ	۲۰	سوم سرا	ویندوسار	۱۴	نند سار ۱۴ قبل مسیح
پنڈا	۲۱	ست دہشوان	چشوک	۱۵	اشوک
پش	۲۲	برہہرتہ	سوپا	۱۶	سپا

سنگ کا خاندان

۱۷۸ برس قبل عیسوی

پاڈریک	۶	پنڈیک	۱	پیشہر
پش	۷	گوشیم	۲	اگن ہتر
وچمیت	۸	بجہرہتر	۳	مچ ہیشٹ
भागवत	۹	بہاگوت	۴	بسوتہتر
देवभूमि	۱۰	دیوہوم	۵	آرداک

کونکا خاندان ۶۶ برس قبل عیسوی

ناپا	۳	ناراین	۱	بسدیو
सुशर्मा	۴	سشرا	۲	بہوتہتر

اندرا کا خاندان ۲۱ برس قبل عیسوی

मेघसाय	۴	میگہ سوات	۱	اسپرک
पतमान	۷	پت مان	۲	کرشن
अष्टकर्म	۸	اڑشٹ کرم	۳	سات کرنی
रण	۹	رن	۴	شہودہر
प्रतापक	۱۰	پتاپک	۵	بیک

دشادھ	۱۷	دشادھ	۱۱	نند	نندا
مکام	۱۸	مکام	۱۲	نند کے	نند کے
سلیوک	۱۹	سلیوک	۱۳	چند گیت	چند گیت
سوماسم	۲۰	سوماسم	۱۴	ویندسار	ویندسار
شادھن	۲۱	شادھن	۱۵	چشوک	چشوک
دھدھ	۲۲	دھدھ	۱۶	مہا	مہا

سنگ کا خاندان

۱۷۸ برس قبل عیسوی

پرائیک	۶	پرائیک	۱
پرم	۷	پرم	۲
وچمیت	۸	وچمیت	۳
भागवत	۹	भागवत	۴
देवभूमि	۱۰	देवभूमि	۵

کنو کا خاندان ۶۶ برس قبل عیسوی

नारायण	۳	नारायण	۱
सुशर्मा	۴	सुशर्मा	۲

اندر کا خاندان ۱۱ برس قبل عیسوی

मेघसाय	۴	मेघसाय	۱
पतमान	۷	पतमान	۲
चरितकर्मी	۸	चरितकर्मी	۳
रण	۹	रण	۴
प्रताप	۱۰	प्रताप	۵

گلدہ دیس کے راجا متعلقہ فضیل
باب ۱ حصہ ۲

سونا	۱۲	شوج	۱۲	جاسن	۱	جرا سندی
کامی	۱۳	جی	۱۳	سکھ دے	۲	سکھ دیو
سورن	۱۴	شیرتہ	۱۴	سوم	۳	سومپ
پرم	۱۵	دہرم	۱۵	سورمان	۴	شرت مان
سورمان	۱۶	ششم	۱۶	سورمان	۵	ایوتا بو
دھرمین	۱۷	دورین	۱۷	نرمین	۶	نرمین
سورمان	۱۸	شمنت	۱۸	سورمان	۷	شکستہ
سورمان	۱۹	سبل	۱۹	سورمان	۸	سورمان
سورمان	۲۰	ستیہ	۲۰	سورمان	۹	سورمان
سورمان	۲۱	بشوجت	۲۱	سورمان	۱۰	سورمان
سورمان	۲۲	رہنجی	۲۲	سورمان	۱۱	سورمان

شنگ کا خاندان

جنک	۲	پشوت	۱	پشوت
نندیردین	۵	پشوت	۲	پشوت
		پشوت	۳	پشوت

سیناک کا خاندان

۴	اجات سترو	۴	سیناک	۱	سیناک
۵	دربہک	۵	سیناک	۲	سیناک
۶	ادیکہ	۶	سیناک	۳	سیناک
۷	نندیردین	۷	سیناک	۴	سیناک
۸	مہاند	۸	سیناک	۵	سیناک

कुशंभ	۲۶ کشنبه	शकु	۵ اسوددا
देवराय	۲۷ دلورتنه	वितराय	۴ چترारتنه
देवक्षेत्र	۳۱ दीर्घक्षेत्र	शरविन्द	۶ सारबन्द
मधु	۳۲ मधु	एधुश्रवा	۸ प्रतीक्षुदा
चनवराय	۳۳ अनुरा	तमस	۹ तमस
पुहकुत्स	۳۴ प्रकृति	कशनस	۱۰ अक्ष
चनुय	۳۵ अरु	सुतेजस	۱۱ स्त्री
पुहोत्र	۳۶ लोपुत्र	वृत्तमान	۱۲ रक्षान
चंगस	۳۷ अंगस	कवच	۱۳ कबि
सात्वत	۳۸ सात्वत	पाएदत	۱۴ पारादत
भजमान	۳۹ भजमान	ज्यामच	۱۵ ज्ये
विदूय	۴۰ विदूय	विदर्भ	۱۶ विदर्भ
सूर	۴۱ सूर	क्रय	۱۷ क्रय
शमन	۴۲ शमन	कुन्ति	۱۸ कुन्ति
प्रतिक्षेत्र	۴۳ प्रतिक्षेत्र	वृत्ति	۱۹ वृत्ति
स्वायम्भुव	۴۴ स्वायम्भुव	निर्वृति	۲۰ निर्वृति
हृदीका	۴۵ हृदीका	दशार्ह	۲۱ दशार्ह
देवमेधा	۴۶ देवमेधा	विजयमान	۲۲ विजयमान
सूर	۴۷ सूर	जीमूत	۲۳ जीमूत
वसुदेव	۴۸ वसुदेव	विराति	۲۴ विरति
कृष्ण	۴۹ कृष्ण	भीमराय	۲۵ भीमराय
		नवराय	۲۶ नवराय
		दशराय	۲۷ दशराय
		शकुन	۲۸ शकुन

کھڑ	۱	دھول	۱	سید
نکھ	۲	کھار	۲	بہار
کھار	۳	سنگات	۳	سنگات
کھار	۴	پنکات	۴	پنکات
کھار	۵	کھار	۵	کھار
کھار	۶	کھار	۶	کھار
کھار	۷	کھار	۷	کھار
کھار	۸	کھار	۸	کھار
کھار	۹	کھار	۹	کھار
کھار	۱۰	کھار	۱۰	کھار
کھار	۱۱	کھار	۱۱	کھار
کھار	۱۲	کھار	۱۲	کھار
کھار	۱۳	کھار	۱۳	کھار
کھار	۱۴	کھار	۱۴	کھار
کھار	۱۵	کھار	۱۵	کھار
کھار	۱۶	کھار	۱۶	کھار
کھار	۱۷	کھار	۱۷	کھار
کھار	۱۸	کھار	۱۸	کھار
کھار	۱۹	کھار	۱۹	کھار
کھار	۲۰	کھار	۲۰	کھار
کھار	۲۱	کھار	۲۱	کھار
کھار	۲۲	کھار	۲۲	کھار
کھار	۲۳	کھار	۲۳	کھار
کھار	۲۴	کھار	۲۴	کھار
کھار	۲۵	کھار	۲۵	کھار
کھار	۲۶	کھار	۲۶	کھار
کھار	۲۷	کھار	۲۷	کھار
کھار	۲۸	کھار	۲۸	کھار
کھار	۲۹	کھار	۲۹	کھار
کھار	۳۰	کھار	۳۰	کھار

تاریخ جامع ہندوستان

کھار	۱	کھار	۱	کھار
کھار	۲	کھار	۲	کھار

تاریخ جامع ہندوستان

کھار	۱	کھار	۱	کھار
کھار	۲	کھار	۲	کھار

धर्म	۱۸	प्रतिबोध	۹۵
कृतज्ञप	१९	देवकार	९६
एणज्ञप	११०	सहदेव	९८
सज्ञप	११	वृहदश्व	९८
शाका	११२	भानुदत्त	९९
क्रोधदान	११३	सुप्रतीक	१००
अनुल	११४	मनुदेव	१०१
प्रसेनजित	११५	सुनक्षत्र	१०२
कुट्टक	११६	केशीनर	१०३
काण्डक	११७	अंतरिक्ष	१०४
सुरथ	११८	सुवर्ण	१०५
सुमित्र	११९	अमित्रजित	१०६
		वृहदस	१०७

شعبه خزان من رت برن کوراجه بل کا دوست بیان کیا ہے اور شکستہ ہا کنگ نا کوشا گرد
 جین کا لکھا ہے اور جاگو لک فی اسی سے جوگ شاستر سیکھا اور راجہ ورث دی راجہ ہے
 جسک جنگ کا بقیہ مان ہمارا جد پیشتر فی اینہ اسمید جگ من مرث کیا اور
 اہل یورپ بیان کرتے ہیں کہ راجہ شمتز فی راجہ بکراجیت سے کچھ پیشتر انتقال کیا

خیزر مہنسی خاندان متعلقہ فصل ۲ باب حصہ ۲

जनमेजय	۴	यज्ञवा	۱
प्रजिन्वान	۵	आय	۲
प्रवीर	۸	नहुष	۳
मनस्य	۹	ययाति	۴
अभयद	۱۰	यज्ञ	۵
		वृहद	۶

دھار	دوارک	۷۰	چندریک	۴۰
چندیन	انیک	۷۱	سندھ ویپ	۴۱
کوت	کر	۷۲	ایوتاش	۴۲
پارینا	پارپار	۷۳	ارت پرن	۴۳
دل	دل	۷۴	سرب کام	۴۴
چل	چل	۷۵	سند اس	۵۰
بجنا	بجنا	۷۶	کلیا که پاد	۵۱
اکو	اکو	۷۷	اشک	۵۲
شیکنا	شیکنا	۷۸	برکج	۵۳
شیشا	شیشا	۷۹	دستر	۵۴
هیرنا	هیرنا	۸۰	در لہ	۵۵
پش	پش	۸۱	شیشا	۵۶
دھرو	دھرو	۸۲	کٹواگ	۵۷
ایبرم	ایبرم	۸۳	دیرکنا	۵۸
سیک	سیک	۸۴	رگو	۵۹
مرو	مرو	۸۵	چج	۶۰
پرشو	پرشو	۸۶	دستر	۶۱
سو	سو	۸۷	رام چند	۶۲
آز	آز	۸۸	کس	۶۳
عاشو	عاشو	۸۹	آیت	۶۴
بر	بر	۹۰	نیک	۶۵
بربت	بربت	۹۱	نل	۶۶
آرکیپ	آرکیپ	۹۲	نہ	۶۷
بتس	بتس	۹۳	پندریک	۶۸
بتس	بتس	۹۴	جیم	۶۹

تتمہ لکیر

فہرست راجاؤں کی سورت بنی خاندان سے متعلقہ تفصیل

باب احصہ ۲

अनरण्य	۳۳ ازنیہ	ह्याकु	۱ اچھوڑا
वृषदश	۳۴ پرکدیں	विकुक्षि	۲ کبشی
हर्षश्व	۳۵ ہرخش	प्रज्ञाय	۳ پورنجی
वसुमान	۳۶ بسمان	ककुत्स्थ	۴ کاکا کتہ
त्रयन्वा	۳۷ تروہنواں	अनेना	۵ اونیاس
त्रयारण्य	۳۸ تر یارنیہ	एयु	۶ یرتہ
विशंकु	۳۹ विशंक	विष्णुश्व	۷ بیس گشو
हरिश्चंद्र	۴۰ ہرشچندر	आर्द्र	۸ آردر
रहिताश्व	۴۱ رہیتاس	भाद्रपद	۹ بہار دآردر
राधित	۴۲ رادیت	पुवनाश्व	۱۰ جوہناس
चञ्च	۴۳ چنج	श्रावस्त	۱۱ اوست
विजय	۴۴ ویکو	वृहदश्व	۱۲ برہدش
उउकं	۴۵ اووک	कुवत्पाश्व	۱۳ کلبیاس
वृक	۴۶ برک	दृढाश्व	۱۴ دڈاس
॥ वाङ्	۴۷ بابو	हर्षश्व	۱۵ ہرخش
सगर	۴۸ سگر	निकुम्भ	۱۶ نکمبہ
असमञ्जस	۴۹ असमं	संहताश्व	۱۷ سہتاس
अशुमान	۵۰ اشمان	प्रसेनजित	۱۸ پسین جت
॥ दिलीप	۵۱ دلپ	पुवनाश्व	۱۹ جوہناس
भगीरथ	۵۲ بگیشہ	मांधाता	۲۰ مانتا
शुत	۵۳ شت	पुत्रकुत्स	۲۱ پوتن کڈ
नाभाग	۵۴ ناہاگ	वसदश्व	۲۲ ترصدش

یہ دارو تھارن صاحب کشنہ قسمت جہلم بعدہ تحصیلدار می ضلع گجرات مامور ہوا ۱۸۵۵ء
 چند وجوہ مستثنی ہو کر مہاراجا پسا ۱۸۵۹ء میں کہ سلطنت ملک اودہ منتزع ہوئی یعنی جیار
 مسٹر فلکفیلڈ صاحب کشنہ کہ جو بعد فدر جین کشنہ ملک اودہ تھے عہدہ تحصیلدار می ضلع
 میں پایا ۱۸۵۶ء شروع ایام فدر میں بعد تشریف رسی حکام انگریزی کے جب میں نے
 تحصیل کو چھوڑا اٹھائے راہ میں زمینداران بیک گنج عمری نے ہم لوگوں کو گرفت
 کیا اور آٹا دے قتل ہوئے بہ مشکل اول کے ہاتھ سے جان بچی روپیہ اسباب
 اول کے نذر کیا پھر لکھنؤ میں سپاہیان باغی نے عزیزا داکشن لٹ کے میرے کو کہ جو اس زمانہ
 میں ہجرت دس گیارہ سال تھا اور اب بعد ہجرت جی عدالت ضلع بمشاورہ مسو روپیہ مامور ہر گرفتار کر
 آٹا دے فساد ہو کر اوس دن بھائی کے شش روزہ اہل قوم سکنت کشمیری محلہ بجات ملی پھر اوس
 حالت میں مجھ کو ایک قافلہ کے ارادہ مہتر جانے کا کیا اٹھائے راہ میں بمقام بریلی رسالہ باغی تمام
 قافلہ کو پکڑ کر مشکل و مان سے بھی ٹائی پائی الغرض جو صعوبات و تکالیف کہ ایام فدر میں
 اگر مفصل بیان کروں ایک دفتر چاہئے ۱۸۵۸ء میں بعد فتح لکھنؤ بجات جیار کر نیل جان صاحب
 سابق دہلی کشنہ حال کشنہ قسمت لکھنؤ و متوجہ جیار کر نیل اسٹیل صاحب دہلی کشنہ
 پھر دستور عہدہ تحصیلدار می درجہ اول پایا چنانچہ جولائی ۱۸۶۹ء تک بعدہ تحصیلدار
 نہ کو رامور نا باہا اگست ۱۸۶۹ء میں حسب ریش جیار مسٹر ڈیوس صاحب ہاورد جی کشنہ
 و حال لفتنٹ گورنر بہادر ملک پنجاب بعدہ ۱۸۶۸ء اسٹیل صاحب کشنہ بمشاورہ دار صفتا ہو
 چنانچہ اب تک اسی عہدہ پر ضلع پرتاب گدہ ملک اودہ میں مامور ہوں جو کہ اس حال
 شوق مطالعہ کتب تواریخ وغیرہ اکثر دانشگیر خاطر را اور بوجہ متذکرہ دیباچہ ارادہ ہوا
 چندا جزا در باب تاریخ ہند تحریر کروں شکر ہے اوس کریم کار ساز کا کہ باوجود
 شرت کار سرکار و دیگر مشاغل و بیوی یہ کتاب بخیر و خوبی انجام کو پہنچی ہے
 نقل نقشی ست کرنا یاد ماند کہ ہستی را نمی بینم بقائے اب ناظرین الایمت سے امید رکھتا ہوں کہ
 میں یہو و خطا ملاحظہ میں آئے تو معاف بلکہ باصلاح اوسکر توجہ فرما دیں کہ الان مرگین
 روایان ہیں نوشتہ صرف کردم روزگار من نہانم این باند یادگار ہر روز ۱۸۶۳ء

چونکہ فتح است ہمدام او نام او کوٹوریا	نجات و دولت ہمہ کاشن باشد و از بھم
ملک مغرب تلمیشرق باشد شرفان بدر	بحر و برش ننگاہ و تاج و چترش مهر و
سال تاریخ جلو شش با نفقہ حبس	عقل گفت او باد زیر سایہ فضل الہ
مادہ تاریخ را گیری اگر با تمیہ	سال عیسی نہ ہجری کرد آن جہ

اور بوجہ برپا ہونے غدر ہندوستان کے ۱۵۵۰ء میں جناب محمد علی
جو متحدہ سرکار ایست انڈیا کمپنی سے بابت ہندوستان ہستہ سے
جلا آتا تھا او کو منسوخ فرما کر انتظام سلطنت ہندوستان کا دھتار
اپنے میں لیا اور توجہ عطا فرمائی نسبت بہبودی ہندوستان ہندو
فرمانی اللہ تعالیٰ اللہ بادشاہ عادل رحمت پروردگار گستر کواد پر رعایا و کائنات
انام و خاص و عام کے سایہ افکن و ظل گستر رکھے۔

خاتمہ

بندہ ہیچ میرز پٹ کشن لال بن جناب پٹ موقی لال صاحب محنت
سکیمیا بن پٹ پلدر رام بن پٹ جنتا من رینہ بن پٹ شنکر ناتھ
بن پٹ ہرناتھ صاحب شہسوار ہونہ کشمیری اب کچھ مختصر حال اپنا
گزارش کرتا ہے کہ پیدائش اس خاکسار کی بمقام مراد آباد بھاکن
سودھی ۸ ستمبر ۱۸۵۵ء مطابق ۱۱ مارچ ۱۸۲۹ء بروز چار شنبہ ہولی
۱۸۲۹ء سے بعد فراغ تحصیل علم فارسی وغیرہ چند روز تک پاس
والد ماجد اپنے کہ تحصیل در درجہ اول ضلع متھرا میں تھے اور اب سرکار انگریزی
سے سنور و پتہ ماہواری و طیفہ پنشن پاتے ہیں کاروبار و دفاتر انگریزی سے
دقیقت حاصل کی جنوری ۱۸۴۸ء سے ۱۸۴۹ء تک بعدہ سیاہہ نویسی
و صدقہ قانوگوئی سرکار انگریزی میں مامور ہاں ۱۵۵۰ء میں بغایت مہتر

شہر ہوئی اور پھر کبھی چھ دن تک لڑائی ہوتی رہی ۹ اکتوبر ۱۵۱۹ء کو فوج سرکاری
قلعہ میں داخل ہو گئی اور باغی لوگ بھاگے اور بادشاہ مقتید کے گئے اور رانگ
بھیجے گئے اور نام و نشان سلطنت تیمور سے کا باقی نہ رہا ۱۰ اور جولاہی سنہ الیہ کو کا پیور
فتح ہوا نانائے شکست کھائی ۱۱ اکتوبر ۱۵۱۹ء کو کچھ فوج سرکار چلائی گئی
قریب لکھنوپور پہنچ گئی تھی اوسیں سے کچھ تو عالم باغ میں باہر شہر کے
ہی اور کچھ محصورین پہلی گارو سے جا ملی تھوڑی تھی کہ محصورین کو آج
ساتھ نکال لیوے لیکن باغیان نے ہر چار طرف سے پہلی گارو کا محاصرہ
رہا کہ پھر نکلتا ممکن نہوا پھر ۹ نومبر کو صاحب کمانڈر اسٹیفٹ بہادر
نہیں ہزار اور فوج لیکر تشریف لائے تب محصورین پہلی گارو کو نکال کر
روانہ کائنور کیا اور کچھ فوج بمقام عالم باغ چھوڑ دی اور پھر شروع
مارچ ۱۵۲۰ء قیسوی میں اور فوج قریب بیس ہزار کے جانب لکھنواہی
اور ادھر ہمارا راج جناب بہادر وزیر نیپال مع فوج گورکھاوا
ایداد کے آپہنچی ۶ مارچ تک خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخر فوج باغی نے
شکست کھائی ہر چالیس قدر اور نانائے اور بیگم مادر مر جیس
علامہ نیپال میں بھاگ گئے پھر تو جا بجا ہر طرف سے آواز فوج و ظفر کی
آنے لگی آج یہ مقام فتح ہوا کل دو ستر مقام سے باغی شکست کھا کر بھاگے
نورضکہ آخر ۱۵۲۰ء تک سب مطلع صاف ہو گیا اور عہداری سرکاری باقی
سے زیادہ استحکام کے ساتھ دستور قائم ہو گئی ۱۲
اب اس باب کو اوپر ذکر خیر جناب ملکہ معظمہ کوین و کپور یا بادشاہ
ہند و انگلند و امیت اقبالہا و ضاعت اجلالہا ختم کرنا ہو
جانبہ مروجہ ۲۰ جون ۱۵۲۰ء میں مطابق ۶ اربع الاول ۱۵۲۰ء ہجری بمبر ہند
رواق افروز و ہم خلافت و زب دہ تخت سلطنت ہوئیں تاریخ جلوس سنہ ۱۵۲۰ء
ملکہ بلقیس ثانی باغ خورشید و ماہ
ہند و ہند آمد و انگلستان بزرگ
شہر لندن گشت دار الملک آن گیتی

کانپور میں نانارا و دھوند وینتہ سردار بنایہ مانا وہ شخص ہے جسکو باجی او
 پیشوا مغرول پونا والے نے اپنا لڑکا بنایا تھا پیشوا مرگور پیشن دارا ٹھہ لاکھ روپے
 ہسکتے کا تھا ساہ و ستمبر ۱۵۲۸ء م مرگیا لیکن وہ پیشن ناناکو سرکار نے نہیں دی
 — یہ شخص پٹھور ضلع کانپور میں بود باس رکھتا تھا اور اس ضلع میں
 جاہلاد پیشوا مرجم پر قابض تھا سرکار سے اجازت پاخ سو سوار و پیادہ
 و تین ضرب توپ کی اوسکو حاصل تھی ۶ جون ۱۵۲۸ء کو کانپور میں فوج
 بغاوت کی ۷ جون ۱۵۲۸ء کو انگریز لوگ مورچال میں محصور ہوئے اور نانا و فوج
 نے مورچال پر گولہ زنی شروع کر دی ۲۶ جون ۱۵۲۸ء تک لڑائی ہوتی رہی لیکن
 جب نانا نے عہد و بیان محصورین سے کیا اور وہ لوگ آمادہ روانگی الہ آباد
 ہوئے ۲۷ جون ۱۵۲۸ء وقت صبح کو محصورین جانب کشتیوں کے روانہ ہوئے
 اوسوقت دغا بازی سے خلاف عہد و بیان کے گراب اور گولہ اور گولیاں گولیوں
 برسنی شروع ہوئی آخر کار سب انگریز اور میم اور بچے کچھ مارے گئے کچھ ڈوبے
 کچھ مقتید ہوئے کہ وہ بھی پیچھے سے مارے گئے اور ایک کشتی جو
 چل نکلی تھی اوس پر کچھ انگریز لوگ بھاگے اٹھائے
 راہ میں اوس میں سے کچھ مارے گئے اور ڈوب گئے غرض کہ
 تھینا ساٹ سو انگریز زن و مرد و بچہ جو محصور ہوئے تھے اوس میں سے صرف
 چار پانچ آدمی توجان سلامت لیگے اور سب کے سب طعمہ ننگ اہل ہوئے
 — اور اس طرف لکھنؤ میں بھی ۱۵۲۸ء کو اگرچہ کچھ فوج نے بغاوت
 کی اور وہ مغرور ہوئی مگر بعد چند روز شہر میں امن رہا لیکن جب اضلاع ملک
 اور وہ سے فوج باغی جمعیت کثیر طرف لکھنؤ آئی تب ۱۵ جون ۱۵۲۸ء کو فوج کو
 وجہ حکام مقام بیل گار د میں محصور ہوئے اور فوج باغی شہر میں گیس
 آئی اور بلوائے عام ہو گیا اوس طرف بمقام دہلی فوج سرکاری ہمراہی
 کمانڈر انچیف نے جن سہ ایہ کو ہارٹی پر مورچال اپنے قایم کئے اور بعدہ
 اور بد بھی پنجاب سے پہونچی گئی اور اکثر لڑائیاں فوج سرکاری اور باغیان
 سے وقوع میں آئیں ۱۵ ستمبر ۱۵۲۸ء کو فوج سرکاری حملہ آور ہو کر داخل

محب کسی کو نہ دیئے جاوین اور ایک ترکیب تواعد کی ایسی پیدا کی گئی کہ کار توں
دانت سے نہ کاٹا جائے اور بغیر دانت کے کٹ جاوے لیکن شدنی تو اور تباہ
تھی ایسے احکام کا کچھ اثر نہ ہوا۔

۲۶ مارچ ۱۸۵۷ء رجب ۱۲۵۷ء بمقام برہام پور نے ناخوشی ظاہر کی اور اپنے
کار توں سے انکار کیا اور وقت شب اپنی چاؤنی سے شور و غل مچا
یاہرے آغوش بنمائش افسران خاموش ہوئے بہاؤ مارچ ۲۷ء رجب مذکور
بمقام بارکپور طلب ہو کر نام اس رجب ۱۲۵۷ء کاٹ دیا گیا اور بمقام بارکپور
یہ حال سنکر اور بھی شعلہ فساد کا بھڑکا بمقام بارکپور منگل پانڈے
سیاہی رجب ۳۴ نے اپنے افسر کو مجروح کیا اور جو سپاہی اور
افسر موجود تھے انھوں نے اسکی گرفتاری میں کچھ مدد نہ دی جنیل صاحب
نے بذات خود ارادہ اسکی گرفتاری کا کیا لیکن اسنے آگے بندہ وق سے مارا
الٹا ملاں ہوا اور گرفتار کیا گیا اور بہاؤ مارچ ۲۷ء دی گئی چنانچہ بجگم گورنر
سات کہنی اس رجب کی جو وہاں موجود تھیں موقوف کر دی گئیں اور
ایشری سنکر جمہدار اور ایک سپاہی کو پھانسی دی گئی ۲۴ مارچ ۱۸۵۷ء
سواران رسالہ ستوم میرٹھ نے کار توں لینے سے انکار کیا کہ بعد تحقیقات
کورٹ مارشل سے ۹ مئی ۱۸۵۷ء کو انکو سزا دی گئی امی السیہ کو وقت شام چھاؤ
کی فوج ہندوستانی نے بلوا کر دیا چاؤنی میں آگ لگا دی اور سیمون اور بچون کو
جو سامنے آیا قتل کیا اور یہ فوج باغی شاہب داندہ دہلی ہوئی اور امی السیہ کو
دہلی پہنچکر وہاں کی فوج ہندوستانی سے شامل ہو گئی اور وہاں بھی میرٹھ
حال کیا اور بہادر شاہ شاہ دہلی کو اپنا بادشاہ مقرر کیا اور لوٹ پلٹ
شروع ہو گئی پھر تو جا بجا فوج ہندوستانی نے بغاوت اختیار کرنی شروع
چھاؤنیان جلا دین خزانہ لوٹ لے جیلے نے توڑ دئے ڈاکہ زنی ہونے لگی
جنے جسکو چاہا بار ڈالا لکھنؤ میں ہر جیس قدر کو گدڑی پر بٹھایا
فرخ آباد میں افضل حسین خان بریلی میں خان بہادر خان
سردار مقرر ہوئے جہاں نسبی میں رانی سابقہ نے پھر اپنی حکومت قائم کر لی

کیا اور بادشاہ کو کلکتہ بھیج دیا بارہ لاکھ روپیہ سالانہ ذمہ نشین مقرر کر دیا
 ۱۷۵۷ء میں ہندوستان میں ایسا غدر برپا ہوا کہ فوج ہندوستان میں خود
 سرکار انگریزوں کی ہو گئی اور بعض جگہ رعایا نے بھی بلوہ کر دیا چاہئے تھے را حاتوا
 ہو گئے لوٹ مار جاری ہوئی ہزار ہا آدمی قتل ہوئے شور و محشر برپا ہو گیا
 اوائل میں علامت اس مفسدہ کی یہ ظاہر ہوئی کہ مختلف مقامات پر چاد
 سرکار میں آگ لگنی شروع ہوئی بعدہ تمام اضلاع فرخ آباد گورگانوہ
 بانڈا دہلی وغیرہ اور ملک اودہ وروہیلکھنڈ میں چپتیاں تقسیم ہوئیں
 یہ کام معرفت چوکیداران دیہات انضمام پایا چوکیدار دیہہ دوروٹیان لیکر
 اپنے قریب کے گاؤں میں جانا اور وہ روٹیان دھان کے چوکیدار کو دیکر یہ کہتا
 کہ پانچ چہ روٹیان اور بنا کر چوکیداران دیہات قرب وجوار کو دو دو فی نفر دیکر
 بھی طریقہ تقسیم بہ دیہات دیگر بتلادینا چاہئے یہ روٹیان ایسی تقسیم ہوئیں
 کہ قیاس سے باہر ہے ہر چند تحقیقات کی گئی لیکن یہ ثابت نہ ہوا کہ ابتدا کی
 کہاں سے اور کس طرح ہوئی

دھرم معاملہ کار تو س کا پیش ہوا کہ ایک نئی قسم کا ریفل جس کی گولی دور
 تھیں فوج کے لئے ولایت سے منگایا گیا تھا اور اس ریفل کے چلانے کی ترکیب
 لکھا تھا کہ کار تو س اسکا چلنا کیا جاوے چاہئے ایسے کار تو س مجرب بذریعہ
 تھیکہ داران بمقام دم سرکار نے بنوانے شروع کئے ایک وزیر ایک خلاصی نے
 ایک سپاہی برہمن سے لوٹا پانی کا انگا سپاہی نے انکار کیا خلاصی نے جواب
 کہ لوٹا دیئے میں بخیاں ذات کے انکار کرتے ہو اور جب شور اور گائے کی چربی لگے
 کار تو س دانست سے کاٹو گے تو ذات کہان باقی رہیگی پس اس وقت سے یہ امر
 مشہور ہونے لگا کہ اب کار تو سوں میں چربی گائے اور سور کی لگائی جاتی ہے اور
 ارادہ سرکار کا ایمان بگاڑنے کا ہے چاہئے اس افواہ کی رپورٹ آخر جنوری ۱۷۵۷ء
 میں کمائڈنٹک آفسر کو کی گئی اور پھر الجلاخ اسکی گورنر جنرل بہادر کو دی گئی کہ
 فوج نسبت اس کار تو س کے شبہ نہ کرتی ہے موسم اور تیل لگانے کی اجازت
 دیجاوے اس خبر کے پہنچنے ہی سرکار نے منظور فرمایا اور حکم دیا کہ کار تو

صاحبان مجروح کو مار ڈالا جب یہ خبر لاہور میں پہونچی کنبہ فوج بہ سخت حکم
 شہر سنگہ روانہ لٹان ہوئی اور نیز دیگر افواج انگریزی کو حکم روانگی ہوئی
 فی حشر راکنور واسطے مقبضی قلعہ حشار گڑھ کے ہمارے سپہ جہدی
 جون ۱۸۵۶ء کو متصل دیر کا پھیل خان فوج سرکاری اور مولراج سے مقابلہ ہوا
 تانیوں نے شکست کھائی اور بھی چند لڑائیاں ہوئیں اور لٹانی شکست
 کھاتے رہے اس عرصہ میں اور فوج سرکاری پہونچ گئی اور آدھ قلعہ گیری ہوئی
 لیکن اس عرصہ میں حشر سنگہ ہزارہ میں باغی ہو گیا شہر سنگہ بٹیا
 اوسکا ہزارہ چلا گیا اور چھوٹے چھوٹے راجہ بھی باغی ہو گئے پنجاب میں غور ہو گیا
 آخر جب اور فوج سرکاری فراہم ہو گئی تب پھر لڑائی شروع ہوئی اور قلعہ
 حملہ کرنا تجویز ہوا لیکن ۲۲ جنوری ۱۸۵۶ء کو مولراج خود قلعہ چھوڑ کر حاضر ہو گیا
 کہ مقبضہ کیا گیا اور فوج سرکاری واسطے تبنہ شہر سنگہ روانہ ہوئی اور
 بمقام رام نگر شاہ دولہ پور اور جلیان سحر کے سخت وقوع میں آئے
 اور فوج سرکاری فتحیاب ہوئی کہ اخیر میں بمقام گہات سکھوں نے
 شکست فاش کھائی اور بھاگ گئے ۱۲ مارچ ۱۸۵۶ء کو حشر سنگہ شہر سنگہ بھی
 حاضر ہوئی اور ہتھیار حوالہ سرکار کر دئے اور جا بجا امن مان ہو گیا
 ۱۶ مارچ ۱۸۵۶ء کو گورنر جنرل نے حکم ضبطی پنجاب کا نافذ فرمایا اور راجہ دلپ سنگہ
 کے واسطے پانچ لاکھ روپیہ لائے پیش مقرر ہوا اور اجازت فرخ آباد میں
 رہنے کی ملی مولراج دریائے شور گیا شہر سنگہ حشر سنگہ کلکتہ میں
 نظر بند کیے گئے اور پھر اکوہ پور جوڑ سمیت سنگہ نے شاہ شجاع
 لے لیا تھا بخدمت ملکہ معظمہ بھیجا گیا اور اب عملداری سرکار پنجاب میں
 قائم ہو گئی۔ ۱۵ اگست ۱۸۵۶ء میں بمقام رنگون کچھ ف دبر ہوا کہ
 فوج سرکاری روانہ ہوئی اور بہ اپریل ۱۸۵۶ء مرتبان فتح کیا گیا اور رنگون
 بھی لے لیا اور سوائے اسکے چند لڑائیاں ہوئیں اور سرکار فتحیاب ہوئی
 لیکن پھر راجہ بڑمھا سے سلسلہ اتحاد جاری ہو گیا۔
 بہ فروری ۱۸۵۶ء بوجہ انتظامی ملک اووہ کے سرکار نے ملک اووہ قبضہ

بلوچ ہندوستان میں ایک اور شہر جس کا نام شہر شہر ہے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۷۶ء میں اس کو فوج سے کھارے کے فوج سے

۱۸۴۲ء میں جب دوبارہ فوج سرکاری پشاور سے جاتے ہوئے کابل روانہ ہوئے
 اتنے ہی راہ میں انگریز خان سے لڑائی ہوئی لیکن اوسکی کچھ پیش نہ گئی اور
 فوج سرکاری کابل میں داخل ہو گئی شاہ شجاع تو پشت سے اپنے بیٹے
 کے ماتھے سے مارا گیا تھا فوج سرکاری قیدیوں اپنے کو چھوڑ کر فرار ہو کر
 چلی آئی اور دو سب سے بڑے خان کو بھی چھوڑ دیا سرکار کا اس لڑائی
 میں سترہ کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے

۱۸۴۳ء میں بلوچوں نے بلوہ کیا اور غیر صاحب سے حیدر آباد
 تین کوس کے فاصلہ پر امیران سندھ کی فوج سے ہنگامہ کارزار گرم ہوا امیران
 کی فوج نے شکست کھائی دشمن کے پانچ ہزار آدمی کام آئے تب امیران سندھ
 غیر صاحب کے پاس حاضر ہوئے بعد صاحب موصوف نے امیر
 غیر کو شکست دی اور امر کوٹ کے قلعہ کو فتح کیا اسی عرصہ میں
 گوالیار میں جھنگو جی لالہ مراد اور اوسکی رانی نے جیا جی نامے
 لعل بیگم سے لہ کو جو اوسکا رشتہ دار تھا گود لیکر مسند نشین کیا
 اس میں باہم سرداران کے ناجاتی عمل میں آئی اور باہم لڑو آخر الامر داوا خاں
 قید ہوا اور یا لہ کو سمیٹ لیا دیوان مقرر کیا گیا اسی عرصہ میں لشکر گورنر جنرل
 باظہار حفاظت ہمارا ج کی طرف گوالیار کر روانہ ہوا اور فوج سینہ سپر
 خوب معرکہ جدال و قتال گرم ہوا فوج سینہ سپر نے شکست کھائی اور فوج
 انگریزی ۱۸۴۴ء میں داخل گوالیار ہوئی اور عہد نامہ جدید تحریر ہوا
 کہ بلوچ راجہ انتظام ریاست بصلاح رزیدینٹ ہو کرے اور فوج کٹھنٹ
 ایزاد کی جائے اور واسطے مصارف اوسکے کچھ سپرد سرکار کیا جائے اور اس

ریاست میں نو ہزار فوج اور ۲۰۰ توپ سے زیادہ نہ رہے

۱۸۴۵ء میں بلوچ لاہور چکے ولیک کے نام سے مسند نشین تھا فوج
 عہداری سرکار پر یورش کی اور وہیں سندھ کے گورنر جنرل نے بھی
 لڑائی کا جاری فرمایا اور میدان عدلی میں نو فوجوں سے معرکہ جدال و قتال
 گرم رہا آخر کار سرکار انگریزی فتحیاب ہوئی بعدہ انگریزی فوج نے بمقام پشاور

۱۸۲۶ء میں بہرہ پور فتح کیا گیا اور درجن سال مقتید ہوا جس کا مقصد
 ذکر تذکرہ ریاست بھرت پور میں درج ہے ۱۸۳۷ء میں نصیر الدین
 مرگیا غازی الدین حیدر کی بی بی نے متا جان کو مسند نشین کیا
 لیکن رزٹینٹ نے تیسرے اور متا جان کو قید کر کے جیل رکھا
 بھیج دیا اور نصیر الدین کو محمد علی شاہ کے نام سے مسند نشین کر دیا
 اسی عرصہ میں ستارہ کے راجہ نے سرسورسٹ اور کھایا لیکن سرکار
 اس کو قید کر کے بنارس بھیج دیا اور بجائے اس کے اس کے بھائی کو مسند
 شاہ شجاع الملک ٹونا احمد شاہ درانی کے جوبادشاہ افغان
 کا تھا اس کو اس کے بھائی محمود نے وہاں سے نکال دیا تھا اور شجاع الملک
 حیدر روز لاہور میں رنجیت سنگھ کے بیان مقتید ہوا اور وہ مشہور ہیر کوہ
 راجہ نے اس سے لے لیا بعد شاہ موصوف ۱۸۳۸ء میں عملداری سرکار
 میں آکر نیاہ گیر ہوا اور دھر محمود نے فتح خان وزیر اپنے کو مار ڈالا
 دوست محمد خان سپر وزیر متوفی نے بادشاہ کو تخت سے اتار کر
 کابل پر اپنا قبضہ کیا محمود بہرہات چلا گیا اور بعد اس کے اس کا
 لڑکا کامران وہاں کا بادشاہ ہوا اور دھر سرکار نے شاہ شجاع الملک
 کی طرف درباری کی:

۱۸۳۹ء میں فوج سرکاری جانب کابل روانہ ہوئی اور قندھار
 پہونچ کر شاہ موصوف کو تخت نشین کیا اور وہاں سے شاہ موصوف
 داخل کابل ہوئے دوست محمد خان بھاگ گیا اور جب حاضر آباطن
 کلمتہ نظر بند کر کے بھیج دیا گیا اور فوج سرکاری کچھ جانب ہندوستان
 واپس آئی اور کچھ فوج واسطے انتظام ملک کے وہاں رکھ لی گئی لیکن اس
 عرصہ میں جو خدام و خلاف تہذیب افغان انگریزی سے نسبت کنار اس
 ملک کے وقوع میں آئے تو ۱۸۴۱ء میں ایک صورت بلوہ کی پیدا ہو گئی
 فوج سرکاری کے بہت لوگ مارے گئے اور کچھ مقتید ہوئے اور کچھ جا بجا
 کے آئے اور ان کے خلاف سے ضائع ہوئے۔

مکاوہن پور فوج سرکاری اور نیپالی سے ظہور میں آیا اور نیپالیوں نے شکست کھائی اور پھر صلح نامہ دربار نیپال سے ہو گیا اس صلح نامہ کے رو سے کالی ندی نیپال کی حد مغربی قرار پائی اور راجہ شکم کا علاقہ جو نیپالیوں نے مشرق میں دہالیا تھا واپس کر دیا اور کالی ندی میں ایک رزیدنٹ سرکاری رہنے لگا۔

۱۸۱۸ء میں پھر پیشوا وغیرہ نے سراوٹھیا اور سرکار انگریزی نے بھی اپنی فوج کوجا بجا فراہم اور تیار کیا اور جا بجا لڑائیاں ہوئیں ۱۸۱۸ء میں پھر استھاک تھاکا کر آٹھ لاکھ روپیہ کی پیشکش قبول کر کے ملک سے دست بردار ہوا اور پھر پور میں حکومت اختیار کی اور اسی عرصہ میں راجہ ناگپور سے لڑائی ہوئی اور راجہ نے شکست کھائی لیکن رزیدنٹ نے پھر آیا صاحب کو مسند نشین ملگور کیا لیکن وہ شرارت سے باز نہ آیا چنانچہ سرکار نے بجائے اس کے پورے رکھو جی ہو کر اس کو مسند نشین فرمایا۔

۱۸۱۹ء میں بعد وفات جسونت راو کے اس کی فوج نے اس کے لڑکے نابالغ کے نام سے لڑائی شروع کر دی لیکن سرکار نے ایسا پس پا کیا کہ انھوں نے صلح نامہ تحریر کر دیا۔ اجمیر بھی قبضہ سرکار کیا اور کچھ اور گجرات اور راجپوتانہ کے سب راجہ مہیش و فرمان بردار ہو گئے اور امیر خان نے بھی جھکے جانے اب نواب ٹونک میں غم نامہ لکھ دیا۔

۱۸۲۰ء میں برہما والے پورش کرنے لگے۔

۱۸۲۲ء میں سرکار نے فوج کشی کی اور علاقہ آسام میں اپنا دخل کر لیا اور کچھ فوج نے اراکان پر قبضہ کیا اور باقی فوج رنگون جا پہنچی اور جب فوج سرکاری آگے بڑھی تو ہر ایک معرکہ میں برہما والوں کو شکست دی آخر شہ راجہ نے گھبرا کر صلح کر لی اور آسام اراکان اور مرتبان کا بالکل علاقہ تفویض سرکار کر دیا۔

منی لٹ باقی رہا تھا اور لوٹ مار کرتا پھرتا تھا اور سپہزہی سرکار انگریزی نے کوچ کا
 اور قلعہ ٹونک کو فتح کیا لیکن پھر شکست کھائی اسوجہ سے حوصلہ ہولکر کا
 بڑھ گیا اور جا کر محاصرہ دہلی کا کیا لیکن شکست کھا کر واپس آئے پھر ملکر
 دہلی میں ایک لڑائی ہوئی وہاں بھی مرہٹوں نے شکست کھائی تب متصل
 فتح آباد ایک معرکہ جدال و قتال کا ظہور میں آیا ہلکر پاس رنجیت سنگھ
 والی بہرت پور پناہ گزین ہوا لارڈ لیک نے بہرت پور کا محاصرہ
 کیا اور چار مرتبہ قلعہ پر حملہ آور ہوئے لیکن کچھ نہوا آخر الامر راجہ نے ہلکر کو
 جواب دیا اور لیک صاحب سے راجہ نے صلح کر لی
 پھر ملکر سے بھی پنجاب میں جہان دہ سکھوں سے مدد لینے گیا تھا غلام
 سرکار انگریزی سے ہو گیا ششہ اع میں پنجاب میں رنجیت سنگھ
 سکھوں کا راجہ بن بیٹھا اور ہر طرف سے ملک دہانا شروع کیا ششہ اع
 میں رنجیت سنگھ سے صلح نامہ ہو گیا اور دریائے ستلج سرحد
 ملک قرار دی گئی ششہ اع میں کالینج فتح کیا گیا
 ششہ اع میں سعادت علی خان فوت ہوا غازی الدین
 از جانب سرکار سندھین او وہ کیا گیا
 اور اسی سنہ میں فوج سرکاری واسطے تدارک نیپالیوں کے سہارنپور
 دہرہ دون کو روانہ ہوئی اور وہاں سے اڈھائی گوس کے فاصلہ پر
 قلعہ کلنگا پر حملہ کیا اور خالی کرالیا اور سوائے اسکے جو حملہ جانب
 سر مور اور گورکھ پور اور بقیہ کی جانب سے ہوئے ان سے
 کچھ فائدہ نہوا لیکن براہ کیا یون کے المورٹری کا قلعہ نیپالیوں سے
 خالی کرالیا گیا بعدہ ہندو کی دارالحکومت مالاکٹھہ کو نیپالیوں
 خالی کرالیا گیا نیپالیوں کی عملداری اور وقت کوٹ کا گٹھہ تک
 گئی تھی راجہ رآتم سنگھ والی مالاکٹھہ ہمراہ فوج سرکاری تھا
 ششہ اع میں سرکار نے رام گٹھہ پر بھی قبضہ کر لیا اور بعدہ ریلوا
 دیو تھل بھی قبضہ سرکار آگے زان بعد ایک بڑا معرکہ متصل

۱۸۰۱ء میں نواب سعادت علی خان سندھ نشین اودھ سے فوج کا اڈا انہر سکاٹب سرکار نے اوسکے عوض ملک دو آب و روہیکھٹ اوس سے لیکر اپنے علاقہ میں شامل کیا اور اس انتظام میں نواب فتح آباد کو بھی

پیشن سرکار سے مقرر ہو گئی۔

۱۸۰۲ء تک پیشوا اطاعت سرکار انگریزی سے منحرف رہتا تھا لیکن جب جسوٹ رائو ملکر نے اوس پر حملہ کیا اوسوقت مضطرب ہو کر پیشوا عہد نامہ سرکار انگریزی کو لکھ دیا اول اگرچہ پیشوا ہلکے سے شکست کھا کر بھاگا اور پاس انگریزوں کے پناہ لی لیکن فوج سرکار نے پھر اوس کو لوٹنا میں پہنچا دیا ہلکے موقع وقت دیکھ کر اپنے ملک کو واپس گیا یہ معاملہ ۱۸۰۳ء کا ہے۔ ۱۸۰۳ء میں سرکار انگریزی نے سینڈھیہا سر دار اور راگہوچی ہو سکے راجہ برار ناگپور پر فوج کشی کی وکن میں جب احمد نگر فوج سرکاری کے قبضہ میں آگیا تو گوداوری کے اوس پار سینڈھیہا کا بالکل عمل جاتا رہا اور بہر وچ کو بھی سرکار نے لے لیا اور ادھر لارڈ لیکپ نے فوج سے چکر فوج سینڈھیہا کو مقام علی گڑھ شکست دی اور وہاں سے دہلی پہنچے اور وہاں بھی سینڈھیہا نے شکست فاش کھائی اور بعد فتح دہلی لارڈ لیکپ نے شاہ عالم بادشاہ سے جو برائے نام بادشاہ رہ گیا ملاقات کی اور وہاں سے روانہ ہو کر اگرچہ مرہٹوں سے لے لیا اودھر وکن میں بعد لینے احمد نگر کے اسانی کے میدان میں مرہٹوں کو شکست دی اور برار ناگپور اور اس پر گڑھ کے قلعہ کے لیے اور پھر بعد فتح ارگاکو کے گاؤ گڑھ سے قلعہ کو لیکر راگہوچی کے بھی پیش اور لے آکر کار راجہ ناگپور نے علاقہ کٹاک کو دے کر سرکار سے صلح کر لی اور پھر سینڈھیہا نے بھی احمد نگر بہر وچ دیکر عہد نامہ لکھ دیا۔

اور چونکہ پیشوا کا بوندیل کھنڈ پر دعوی تھا اس لیے سرکار نے جو علاقہ اوسکا وکن اور گجرات میں فتح کیا تھا عوض بندیل کھنڈ اوسے واپس کیا۔ ۱۸۰۳ء عیسوی میں کہ صرف جسوٹ رائو ہلکے راجہ اندول

بھانجہ اوسکے کو سند نشین کیا۔

۱۵ء میں لارڈ ہسٹنگس مستعفی ہو کر ولایت چلا گیا۔

۱۶ء میں لارڈ کلاک ہارٹو الیس گورنر جنرل مقرر ہوا۔

۱۹ء میں ٹیپو نے راجہ ٹرانگور کے ملک پر یورش کی لارڈ کلاک ہارٹو

نواب نظام الملک والی حیدرآباد اور ٹیپو اسے اقرار داد

لیکھ کر فوج کشی کی اور لڑائی شروع ہو گئی اور ٹیپو کے کٹر قلعہ فتح ہوئے اور

فوج سردکاری بڑھتی گئی۔

۱۹۲ء میں ٹیپو کی دار الخلافہ سرسنگ پٹن میں فوج سرکار

انگریزی داخل ہو گئی آخر الامر ٹیپو نے نصف ملک انگریزوں اور نواب نظام الملک

اور مرہٹوں کو دیدیا اور صلح نامہ لکھ دیا انگریزوں کے حصہ میں مبارک پور و

نندگل اور بارہ محال آئے۔

۱۹۵ء میں محمد علی نواب کرناٹک مراد پٹیا اوسکا عہدہ الہ

سند نشین ہوا۔ ۱۹۷ء میں آصف الدولہ کا انتقال ہوا اور وزیر علی

گدی پر بیٹھا لیکن سردکار انگریزی نے سعادت علی خان کو گدی پر

بٹھایا اوسنے الہ آباد کا قلعہ حوالہ سردکار انگریزی کیا آخر ۱۹۷ء میں

ٹیپو نے یوہا اوسکی مدد کے فوج کشی کرنا انگریزی ہوئی۔ اور مرہٹوں کے

قتال گرم ہو کر سرسنگ پٹن مفتوح ہوا اور ٹیپو مارا گیا اور ہم ۱۹۹ء

میں انگریزی قلعہ پر نصب کر دیا گیا ٹیپو کی صرف لاش ملی اور عورت و اطفال

ٹیپو حاضر ہوئے ۹۲۹ ضرب توپ اور ایک لاکھ بندوق اور قریب ایک

کرور روپیہ کے نقد و جواہر انگریزوں کے ماتھے آیا بعدہ ریاست میسور و بیکن

راجہ ترمیم کے حوالہ کی گئی مگر جو ملک کہ خدیر علی اور ٹیپو سلطان نے

نئے فتح کیے تھے وہ اپنے پاس سردکار انگریزی نے رکھے تلمیحا جی راجہ

تجور لادہ کر گیا سرکار نے سرسنگ پٹن پر قبضہ کیا اوسکے کو سند نشین کیا

اور خدمت دیوانی و فوجداری اپنے اختیار میں رکھی اور بعد وفات نواب

یہی حال دہان کا ہوا اور یہی معاملہ کرناٹک بعد مر عہدہ الامرا کے طور میں آیا۔

رانی کے لڑکا پیدا ہونے کی خبر سنی تو ڈر کر گجرات کی طرف بھاگ گیا۔ ۱۷۶۷ء سے
نفاذ شدہ ۱۷۶۸ء باہم پیشوا اور رگھو ناتھ راو اور سیندھیا اور انگریزوں
کی فوج کشی ہوتی رہی اور صلحنامہ تحریر ہوئے۔

۱۷۶۸ء میں پھر لڑائی شروع ہوئی فوج انگریزی نے احرار آباد میں اپنا دخل کر لیا
اور سیندھیا وہلکر کو بھی اوس فوج نے شکست دی اور ہر حملوں
گو ہڈ سے جو رانا کے علاقہ میں تھا نکال دیا اور قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا
اور بہرہبری ایک چور کے بگٹھنڈی کی راہ پہاڑ پر چڑھ کر اور سیندھیا میں لگا داخل
قلعہ ہوئے اوس وقت فوج انگریزی نے بسین کو جا کر لے لیا اور فوج نے کنکن میں
پیشوا کو شکست دی اور اس طرف ہنگالہ کی فوج نے سرحد میں
سیندھیا کو ہزیمت دی آخر کار سیندھیا سے اس شرط پر
صلح ہوئی کہ بجز اوس علاقہ کے جو گو ہڈ کے رانا کو دیا گیا ہے باقی جو کچھ تھا
انگریزوں کے قبضہ میں آگیا ہے سب جہاں راج سیندھیا کو
واپس دیا جائے اور پیشوا سے اس شرط پر صلح کی جائے کہ جو کچھ
انگریزوں نے پور بندر میں صلحنامہ لکھے جانے کے بعد ملک فتح کیا ہے سب
مع قبضہ پیشوا کو پھر دیا جائے اور پیشوا حیدر علی سے اون
علاقوں کو جو اون کے کرناٹک میں دبائے ہیں انگریزوں کو دلوادے
اور پھر وچ سیندھیا کے قبضہ میں رہے اور رگھو ناتھ راو
عملداری سیندھیا میں رہے تو تین لاکھ روپیہ سالانہ پیشوا سے
مدد معاش پایا کرے یہ معاملہ ۱۷۶۸ء کا ہے۔

۱۷۶۸ء میں حیدر علی نے پھر غدر حیا دیا اور ساتھ سرکار انگریزی کے
خوب لڑائیاں لڑا یکم جولائی ۱۷۶۸ء فوج انگریزی نے اوس کو ایسی
شکست دی کہ دس ہزار آدمی مارے گئے، بڑا دسمبر حیدر علی نے
انتقال کیا بیٹا اوسکا مسند نشین ہوا۔

۱۷۶۸ء میں لارڈ ٹیلس اور جیت سنگھ راجہ بنارس
لڑائی ہوئی راجہ بھاگ گیا اور لارڈ ٹیلس نے بابو جیت سنگھ

ولوان سنجی راج کی فوج میں رہتے رہتے اس قدر بڑھا کہ دہان کے راجہ کے
 توپشن مقرر کر دی اور آپ تمام ملک کا مالک بن بیٹھا۔
 ۱۶۹۷ء میں نظام علی نے بشمول فوج انگریزی حیدر علی پر حملہ کیا
 حیدر علی شکست کھا کر نظام علی سے جا ملا اور پھر دونوں نے
 متفق ہو کر انگریزوں سے مقابلہ کیا لیکن انگریزوں نے شکست دی آخر الامر
 نظام علی نے تو کچھ دیکر انگریزوں سے صلح کر لی اور حیدر علی پھر لڑا
 ۱۶۹۸ء میں انگریزوں سے اور حیدر علی سے بھی صلح ہو گئی۔
 ۱۷۰۰ء میں بعد وفات شجاع الدولہ کے اوسکا بھائی منار الدولہ
 بن گیا کہ صوبہ دار ہوا ۱۷۰۳ء میں یارلیمنٹ انگلستان سے
 یہ تجویز ہوئی کہ واسطے ہندوستان کے ایک گورنر جنرل مقرر ہو
 اور اس کے ساتھ ایک کونسل رہے اور ایک عدالت سوپریم کو
 مقرر کیا جائے جب شاہ عالم بادشاہ کا دل پھر دہلی میں تخت نشین
 کے لئے مائل ہوا تب بادشاہ نے تنکا جی ہلکڑ اور مہاجی سندھیا
 پیام ادا کیا جس پر مہٹوں نے ۱۷۰۷ء میں بادشاہ کو دہلی میں
 پہونچا پھر تخت نشین کیا اور الہ آباد اور کوٹھی کا علاقہ زیر دست
 اپنے نام لکھا لیا تب انگریزوں نے علاقہ الہ آباد اور کوٹھی کا ضبط کر کے
 بعض پچاس لاکھ روپیہ کے شجاع الدولہ کے ساتھ فروخت کر دیا
 ۱۷۰۸ء میں شجاع الدولہ انگریزوں کو چالیس لاکھ روپیہ نقد دین
 روہیلون پر چڑھائی کی اور انکو شکست دیکر پریشان کر دیا روہیلون کے
 سرداروں میں سے صرف ایک فیض اللہ خان بچ رہا تھا اس کے لئے
 پندرہ لاکھ روپیہ کی جاگیر مقرر کر دی۔
 ۱۷۰۹ء میں شجاع الدولہ نے انتقال کیا اور آصف الدولہ بیٹا اوسکا
 سند نشین ہوا اوس سے علاقہ بنارس کا انگریزوں نے لیا
 بعد وفات بالاجی راویشوا کے اوسکا بھائی رکھونا ۱۷۱۰ء
 نے اوس کے بیٹے تارا میں راویشوا کو مار ڈالا اور جب مارا گیا تو

چنانچہ یکسریں شجاع الدولہ سے ایک اچھی لڑائی ہوئی نواب شجاع الدولہ شکست کھا کر بھاگے۔

۱۶۹۸ء میں انگلستان اور فرانس کے درمیان جنگ ہوئی تو شجاع الدولہ نے اپنے جہاد میں حصہ لیا اور فرانس کے ساتھ ہو کر جنگ لڑی۔ ۱۶۹۹ء میں جب قدر فرانسسوں کی کوٹھیان ہندوستان میں تھیں وہ سب ان کے حوالہ کر دی جاوے لیکن وہ صوبہ دار بنگالہ کے علاقہ میں نہ فوج رکھنے پاوے اور نہ کوئی قلعہ بنانے پاوے۔ ۱۷۰۱ء میں میر جعفر مرگیا۔ انگریزوں نے شجاع الدولہ بھائی اوس کے گورنر بنائے۔ اسی سال میں شجاع الدولہ نے کوڑے جہان آباد میں شکست کھائی اور پھر انگریزوں نے علاقہ الہ آباد اور کوڑے کا بھی اپنے قبضے میں کر کے صلح کر لی اور چونکہ بنارس کا راجہ بلوچت سنگھ یکسری لڑائی میں انگریزوں کا طرفدار رہا اسلئے اوسوں نے صلح نامہ میں یہ بھی لکھوا لیا کہ شجاع الدولہ بلوچت سنگھ کو کسی طرح کی ادیت نہ پہنچاوے اور اسی زمانہ میں فرمان دیوانی بنگالہ بہار اور ولسیہ کا بادشاہ سے پیام کہنی حاصل کیا۔ نظامت شجاع الدولہ کے حصہ میں رہی لیکن اوس سے یہ عہد و پیمان کرایا نہ بجز سالیانہ روپیہ سالیانہ کے اور کچھ سروکار ملک سے نہ کئے ملک کا سب کام انگریزوں کے ہاتھ میں رہے۔

۱۶۹۸ء میں شجاع الدولہ مر گیا اور اوس کا بھائی سید الدولہ شجاع الدولہ نظام علی صوبہ دار دکن بنے۔ ۱۷۰۱ء میں اپنے بھائی جملہ شجاع الدولہ گرفتار کر کے سندھ نشین ہوا تھا علاقہ کرناٹک پر چڑھائی کی مگر انگریزی فوج جو بہ ملک فتح علی آئی تھی دیکھ کر واپس آیا کلاٹھو نے بادشاہ سے عرض کر کے فتح علی کو کرناٹک کی علیحدہ سند دلوادی یعنی گنتور کے سوا شمالی سرکار کنجاہ حکما میں راج ہندرمی مچھلی بندر گنتور کی سند اپنی سرکار کہنی کے نام لکھا لی اس زمانہ میں حیدر علی ٹیپو اور کا حاکم تھا جس کا باپ ریاست میں نواب سمری کے رتبہ پیادگی سے منصب فوجداری پر پہنچ گیا تھا اور حیدر علی اپنی شجاعت سے ریاست میں

اور میر جعفر بیگم لہ کا نواب ہوا۔

۱۷۵۹ء میں انگریزوں نے فراسیس سے موسلی میں چھین لیا اور دکن کے صوبہ دار صلابت جنگ سے اسکی اور کئی ضلعوں کی

نام سند لکھوائی۔ ۱۷۵۹ء میں دہلی کے شہزادہ عالی گہر نے اپنے والد بادشاہ عالمگیر سے ناراض ہو کر زمانہ ولی عہدی میں باغواے صوبہ اراوڑہ کے بہادر

فوج کشی کی لیکن کلائیو میر جعفر کی مدد کو آپہنچا اور ولی عہد کو واپس آنا پڑا بادشاہ نے جو زمینداری کمپنی کو دی تھی اسکی مالگداری میں روسیہ کی جنگ پیٹھہ کی سفارش سے کلائیو صاحب کو بطور

جائگہ عطا فرمائی۔ ۱۷۶۰ء عیسوی میں کلائیو انگلستان کو چلا گیا۔

عالی گہر بعد مارے جانے اپنے والد عالمگیر ثانی کے بادشاہ ہوا اور اپنا لقب شاہ عالم رکھا اور پھر بہار پر غزیت کی اور پٹنہ کے متصل لڑائی ہوئی لیکن انگریزوں نے پھر اسکو شکست دی قاسم علی

میر جعفر کے داماد کی نیت میں فدا کیا اسنے انگریزوں سے سازش کی اور اسی غرض میں قاسم علیخان نے بادشاہ سے بھی چوبیس لاکھ سالانہ دینے کا اقرار کر کے سند صوبہ داری حاصل کر لی۔ اسلئے

میر جعفر جان بچا کر کلکتہ کو چلا گیا اور قاسم علیخان تخت پر بیٹھا لیکن جب قاسم علیخان نے جاناکہ انگریزوں کے سوداگری کے حقوق ضبط کرے اور بعد بمقابلہ بواسطہ اسخون نے اسکی مغرولی اور میر جعفر

سجالی کا اشتہار دیا ۲۲ جولائی ۱۷۶۵ء کو انگریزی فوج مرشد آباد میں داخل ہوئی اور قاسم علیخان پٹنہ کو بھاگا راستہ میں اسکی فوج اور انگری فوج سے دو لڑائیاں ہوئیں قاسم علیخان کی طرف سے شہر و حواص

میں فراسیسوں کے یہاں کا سارا جنٹ تھا خوب لڑا لیکن آخر کار انگریز فتحیاب ہوئے اور قاسم علیخان کا تعاقب کرتے ہوئے چلے گئے

مدد سے اوسکی دارالحکومت پر حملہ کیا تب سرکار انگریزی نے محمد علی کو مدد دی
ارکاٹ کو لے لیا چندا صاحب ایک پنجوری جنرل مانگ جی کے نام
جو محمد علی کا مددگار تھا مارا گیا مگر پھر بھی انگریزوں اور فرانسسینوں
تتارے موقوف نہ ہو آخر لاہر فرانسسینوں نے دہلی کو چاروں سرکار کی حکومت
جو صلاہت جنگ صوبہ دار دکن سے حاصل کی تھی چھوڑ کر ۱۸۵۷ء
محمد علی اربکاٹ میں سندنشین ہو کر بدولت سرکار انگریزی تمام

کرناٹک کا نواب ہو گیا ۱۸۵۶ء میں سراج الدولہ کہ اپنے چچا الہ وردی
کی جگہ اوسکی وفات کے بعد شیکاگو ہمارا اور ٹیسہ کا صوبہ دار ہوا تھا
کلکتہ پر حملہ آور ہوا اور قلعہ کو فتح کر کے سب مال تجارت برباد کیا بہت انگریز کشتیوں
پر سوار ہو کر نکل گئے ۱۸۵۶ء انگریز گرفتار ہو کر آئی اؤنکو ایک تنگ مکان میں رات بھر قید
رکھا کہ اوسمیں سے صبح کو صرف ۲۳ آدمی زندہ نکلے جب یہ خبر مدراس میں
پہونچی وہاں سے کئی کلاں صاحب فوج لیکر آئے اور قلعہ کلکتہ
کا دشمنوں کے ہاتھ سے ۱۲ جنوری ۱۸۵۷ء کو چھوڑا یا اور ۳ فروری ۱۸۵۷ء کو متقل
کلکتہ کے سراج الدولہ سے لڑائی ہوئی لیکن سراج الدولہ نے گھبرا کر صلح نامہ
لکھ دیا کہ جو مال کمپنی کا اوسکی فوج نے لوٹا ہو یا ضبط کیا ہو اسے واپس کر دے اور
۵۰۰ گاون کی زمینداری پر جسکی سند ۱۸۵۷ء میں حاصل کی تھی انگریزوں
قبضہ رکھیں اس میں شک نہیں کہ یہ شرائط سراج الدولہ نے صرف واسطے
دھوکا دینے کے کہی تھیں۔

ض جو وقت سراج الدولہ نے فرانسسینوں سے مدد مانگی تھی خواہ مخواہ
انہوں کو نواب کا تدارک کرنا پڑا الحاصل جب مسٹر کلائیو تین ہزار سپاہ
نویسٹ توپ لیکر کلکتہ سے روانہ ہوا تب ادھر سے سراج الدولہ
الیں پچاس فرانسسینوں کے بجمیت پچاس ہزار سپاہ و
نے کے پلاسی تھیں ۲۳ مئی ۱۸۵۷ء کو وہاں لڑائی ہوئے لگی
ج الدولہ شکست کھا کر بھاگا اور راج محل میں مارا گیا

اور پکل اون لوگوں کے جو اونکی کوٹھیوں میں زیر حکم اونکے رہتے تھے اور بھی اختیار جنگ و مصالحہ ساتھ سارے رئیسان ہندوستانی کے حاصل کیا اور مہنسی کہ پرتیکیزوان کے پاس تھی جب اونکی شاہزادی انقضا چارلس ثانی انگلستان کے بادشاہ کو بیاہی گئی تب اوکے جہیز میں وہ مکان بھی انگریزوں کے ماتھے آیا اور ۱۶۹۶ء میں سنور ویسہ سالانہ خراج برعالمہ کمپنی ہوا ۱۶۹۸ء میں انگریزوں نے چوٹا منٹھی اور گوبند کی سند بادشاہ دہلی سے حاصل کر کے وہاں فورٹ ولیم قلعہ بنانا شروع کیا ۱۷۰۱ء میں بذریعہ سفیران مرسلہ پریسیدنٹ کلکٹ کے پیشگاہ بادشاہ فرخ سے اجازت خریدنے ۳۸ گاون کی حاصل کی لیکن زمینداری کو اس وقت صوبہ دار بنگالہ نے انگریزوں کے ماتھے لگنے مذیا ۱۷۰۲ء

۱۷۰۲ء میں درمیان انگلستان اور فرانسیس دشمنی ہو گئی بمقام مدراس و باند بھری ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے پھر راجہ پرتاب سنگھ نابالغ تھا ساہوچی اوکے بھائی نے انگریزوں سے درخواست اخراج پرتاب سنگھ و سند نشینی اپنے کی گئی چنانچہ فوج انگریز نے حملہ آور ہو کر قلعہ کو فتح کیا راجہ پرتاب سنگھ نے قلعہ دیسی کوئی کا حوالہ سرکار انگریزی کیا اور ساہوچی کے واسطے معاش سالانہ مقرّر کر دی ۱۷۰۸ء

۱۷۰۸ء میں بعد مرے آصف جاہ نظام الملک صوبہ دار دکن جب اوکے بیٹے اور پوتوں میں جھگڑا ہوا گورنر مالد بھری نے اوکے پوتے منظر جنگ کو مدد دیکر سند نشین کرایا چنانچہ اوکے عوض میں منظر جنگ نے بعد بے سند کے دریائے کرشناسی راہیں ایک کی حکومت حوالہ فرانسیس کر دی اور اوسے کے دوست چند اصحاب کو جو سابق کے نوابوں کا کچھہ رشتہ دار تھا مقام ارکاٹ و کرناٹک کا نواب بنا دیا اور محمد علی پسر انوار الدین جسے آصف جاہ نے نواب بنایا تھا ترجیا پالی کا نواب بنایا جب چند اصحاب فرانسس کی

سفر کے کٹارہ ملیمار مرگلی کوٹ میں پہونچ کر لنگر انداز ہوا اگرچہ راجہ دلال
 آبادہ خاطر داری تھا لیکن باغواے اہل عرب وہ ملتفت نہوا بدربافر
 امر کے واسطے کوٹ کا مایا اپنے ملک کو واپس آیا دوسرے برس شاہ نکو
 الہار زکابریل کو مع تیرہ ہزار جمعیت بارہ سو سپاہ کے روانہ ہندوستان
 کیا مگر اوس میں سے چھ ہزار کالی کوٹ تک پہونچے راجہ اس ہجوم کو دیکھ کر
 ڈر گیا اور انکو کالی کوٹ میں کوٹھی بنانے کی اجازت دی جس کے ذریعہ سے انھوں
 نے رفتہ رفتہ اور جگہ جگہ کوٹھیاں قائم کیں چنانچہ سلع میں انھوں نے
 کچے پور والوں سے گواچھ میں لیا اور اب تک ہندوستان میں وہی اونکا
 دار الحکومت کہلاتا ہے سرنگمال والوں کو دیکھ کر ڈرچ اور فراسیس
 بھی اپنے ہزاروں لانے لگے تب انگریزوں کو بھی شوق پیدا ہوا
 ۱۹۹۱ء میں اننگلستان کے چندا شیاں باہم شریک ہو کر تیس لاکھ روپے
 پندرہ سالہ اس مضمون کی حاصل کر لی کہ اوس مدت تک دوسرا شخص بلاد
 شرقی کی تجارت نہ کرنے پاوے اس جماعت کا نام الیسٹ انڈیا کمپنی تھا
 ۱۹۹۱ء میں اس کمپنی کی طرف سے سر مشری ڈرلٹن صاحب
 مع تین ہزار کے سورت میں آیا لیکن باعث کسی تکرار معاملہ خرید و فروخت
 کے اوس کو وہاں کے حاکم نے اجازت کوٹھی کھولنے کی نئی ۱۳۹۱ عیسوی
 ان لوگوں کو جہانگیر بادشاہ نے سورت کھوکھا کہنات
 حمدا باد میں اور بعد چندے شاہ جہان بادشاہ نے سندھ
 بنگالہ میں بھی کوٹھیاں کھولنے کی اجازت دیکر فی صدی پچھڑھصول
 نے چندر گری کے راجہ سے جوئے نگر والوں کی اولاد میں سے تھا
 ت لیکر پھر اس کو آباد کیا اور وہاں قلعہ سینٹ جارج تعمیر کیا
 ان دنوں شاہ جہان کی اجازت سے ایک کوٹھی ہو گلی میں بھی تکی
 ۱۹۹۱ء میں انھوں نے بموجب قوانین انگلستان کے اختیار سے

اٹھ دس برس اس نے الہ آباد میں اوقات بسر اور سوقت دلی نجات الدولہ
تحت حکومت تھی جب نجیب الدولہ مر گیا تب بادشاہ ۲۵ دسمبر ۱۷۸۷ء
ملک اور مرہٹوں کی مدد لیکر دلی میں داخل ہوا اور وہاں وہ نجف خان
مختاری میں چند روز آرام کرنے پائے پھر نجیب الدولہ کا پوتا غلام قادر خان
روہیلوں کی فوج لیکر آہو نچا اور شاہ عالم کو زمین پر گرد چھاتی بریڑا بنا
دیا اور لوٹ مار شروع کر دی جب یہ خبر مہاجی سیندھیا کو پہونچی
تب وہ مع فوج دلی میں پہونچا اور غلام قادر خان کو گرفتار کر کے
نہایت بیعتی سے قتل کیا بعدہ سیندھیا نے بادشاہ کو قلعہ کے اندر
بند کر لیا اور باہر آپ قابض رہا لیکن ۳۱ نومبر ۱۷۸۷ء میں لارڈ لیک نے دلی میں
داخل ہو کر شاہ عالم سے ملاقات حاصل کی اور ایک لاکھ روپیہ ماہواری نقد
اونکے واسطے مقرر کر دیا شاہ عالم نے بتاریخ ۱۹ نومبر ۱۷۸۷ء وفات پائی
اور بجائے اوسکے اکبر شاہ تخت نشین ہوا اور اوسکے بعد ۳۱ نومبر ۱۷۸۷ء میں
اوسکا بیٹا بہادر شاہ تخت پر بیٹھا انکو اجازت سرکار انگریز کی بھیجی کہ اسکا
قرب و جوار دلی اور کہیں نہ جاوے اور نہ خطاب کیو عطا کریں اور نہ سکے
اپنا جاری کریں مگر یہ اختیار تھا کہ قلعہ کے سب مقدمات دیوانی و فوجداری
موافق اسنی مرضی کے فیصلہ کریں :

غدر ۱۸ نومبر ۱۷۸۷ء میں وہ فوج باغی کے بادشاہ ہوئے اور بعد فتح دلی گرفتار ہو کر
رنگون بھیجے گئے اور وہاں اُنکھوں نے وفات پائی اور خاندان تیموریہ کا
خاتمہ ہو گیا یہ بادشاہ شعر گوئی میں بہت دخل رکھتا تھا تخلص طفر تھا
دیوان اسکا مشہور ہے تاریخ پیدائش اوسکی ابو ظفر ہے جس سے ۱۱۹۹ ہجری تک ہے

باب چارم سلطنت انگریزی کی بیان میں

زمانہ سابق میں اہل یورپ کو ہندوستان کی آمد و رفت کا راستہ
معلوم نہ تھا ۱۷۹۱ء میں نیرنگال کے بادشاہ امانوال نے واسکو گاما
تین جہاز دیکر ہندوستان کے جانے کا حکم دیا وہ بعد گیارہ مہینے کے

ہمدی علی خان کشمیری قتل کر آیا تاریخ اس واقعہ کی یہ ہے مئی ۱۸۱۷ء
 و شیعہ کشمیری قاتل جان شہا و ابن وزیر شہا احمد شہا
 پیشوا کو جب حال احمد شاہ درانی معلوم ہوا تو اس نے حکم کیا
 ایک بہت بڑا لشکر تخت حکم سعد کشمیری و راوہا و اپنے چھوٹے
 بھائی کے روانہ کیا اور تیس ہزار سوار راجہ سورج مل کے اس لشکر میں
 شامل ہوئے لیکن راجہ سورج مل جو چند روز کے مقام دیلی سے جدا ہو کر اپنا
 ملک کو چلا گیا احمد شاہ درانی انویں شہرین تھانولی میں ٹھوڑی فاصلہ
 موجود تھی بھاؤ ولی میں داخل ہوا اور بہت زیادتیان کیں بعد بھاؤ
 روانہ ہوا ادھر احمد شاہ درانی بھی چلا اور وہ لاکھو شہا کو تھانولی
 عبور کیا شجاع الدولہ احمد شاہ سے موافق ہو گیا مرہٹوں نے متصل
 پانی پت مورچہ جمائے بھاؤ ولی فوج میں اس وقت ستر ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادہ
 اور دو سو توپ تھی کہ سب بھٹنہار مع ہر ایمان کے تین لاکھ کے قریب ہو گئی
 نھی احمد شاہ درانی کے ساتھ تین ہزار سوار اور ۳۰ ہزار پیادہ اور تیس ہزار توپ
 تھیں بھاؤ نے پیام صلح معرفت شجاع الدولہ پیش کیا ادھر بھی صلح
 صلح کے آمادہ تھے لیکن شہید الدولہ زوہیلہ نے نہانا کہ اگر اس مرتبہ احمد شاہ
 بلا تدارک کامل چلا گیا تو ہمارا پٹانہ لگے گا دوسرے روز معرکہ جہاں قتال کا گرم ہوا
 فوج درانی نے فتح پائی ہر مہمہ بھاؤ کے ان کا تعاقب ہوا بیس ہزار آدمی گرفتار
 ہو کر لونڈی غلام بنائے گئے بھاؤ کی لاش کاپتہ بھی نہ لگا اس لڑائی میں
 دو لاکھ آدمی مارا گیا جمہاچی سپندرھیا بانی ریاست گوالیار اسی لڑائی میں
 لنگر ہوا لہار اوہلکر ابتدائے جنگ میں بھاؤ کے راجہ احمد شاہ درانی
 تو بعد فتح پائی اپنے ملک کو چلا گیا اور شجاع الدولہ نے عالمگیر ثانی کے بیٹے عالی گڑ
 بنگال سے بلا کر ولی کے تخت پر بٹھا دیا
 شاہ عالم اکبر شاہ بہادر شاہ
 عالی گڑ نے لقب اپنا شاہ عالم رکھا تاریخ جلوس فضل ربانی ہے جس سے
 شہا ہجری نکلتے ہیں مطابق ۱۲۱۷ھ عیسوی ۱۸۰۲ء

اپنے نقصان کے دلی میں داخل ہوا اور واسطے وصول کرنے روپیہ کے لوگوں پر ظلم نادری پھر ہونے لگا اور شجاع الدولہ سپر صفدر جنگ پروا وصول کر فرما کر فوج متعین کی گئی اور جانوں سے روپیہ تحصیل کرنے کے لئے احمد شاہ آپ روانہ ہوا اول راجہ بلب گدہ کو اس نے قتل کیا پھر متھرا میں داخل ہو کر قتل عام شروع کیا اتفاقاً اس روز میلہ کسی تیوٹا رند ہی کا تھا بہت سے جاتری مرد و عورت بیگناہ قتل ہوئے چونکہ موسم گرمی کا آگیا تھا اس لئے جو کچھ ملا اس کو لیکر چونکہ وہاں اپنے ملک کو واپس کیا اور حسب درجہ عالمگیر کے نجیب الدولہ روپیہ کو اپنے طرف سے امیر الامرا یعنی سپہ سالار مقرر کر کے چلا گیا بعد اس کے غازی الدین نے امیر الامرائی کا منصب احمد خان بنگش حاکم فرخ آباد کو عنایت کیا اور نجیب الدولہ کو معطل رکھا اور اپنی مدد کے واسطے مرہٹوں کو طلب کیا۔ بالاجی پیشوا کا بھائی رکھنا تھا راوہد کے واسطے آیا ایک مینے محامد دلی کا کیا بادشاہ نے شاہ عالم اپنے بیٹے کو تو پہلے ہی سے علم دے کر دیا تھا مگر نجیب الدولہ کے بچاؤ کی دشواری باقی تھی سو ہولکر کو رشوت دینے سے وہ کام بھی پورا ہوا اور بادشاہ نے قلعہ کے دروازے کھولے اور غازی الدین خان کو وزیر اہل تسلیم کیا۔ نجیب الدولہ خاص اپنے ملک یعنی نجیب آباد کو چلا گیا۔

بعد رکھنا تھا راوہد نے بعد فتح دلی کے بہاؤ میں روانہ ہو کر لاہور اور تمام پنجاب پر قبضہ کیا ورائی لوگ پیچھے کو ہٹے چلے گئے رکھنا تھا پنجاب میں ایک مرہٹے کو مقرر کر کے دکن کو چلا آیا اور شاہ درانی نے حال سن کر فوج میں پھر ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور سندھ کے اس پار آیا مرہٹے پنجاب چھوڑ کر بھاگ گئے احمد شاہ نے مع اپنی فوج کے سہارنپور کے پاس جینا کا عبور کیا اور سوقت غازی الدین خان نے خوف کھا کر عالمگیر ثانی و انتظام خان خاں خانان سپر قمر الدین خان کو باہری باقی بیک خان بھی

صوبہ دار پنجاب سے خراج قبول کر کے وطن کو چلا گیا۔ بہ ماہ اپریل ۱۷۴۶ء میں شاہ
بادشاہ مرگیا اور احمد شاہ بٹیا اوسکا جانشین ہوا۔

احمد شاہ

اس بادشاہ نے صفدر جنگ پسر سعادت خان کو اپنا وزیر مقرر کیا
لیکن صفدر جنگ اور غازی الدین خان پسر گلان آصف جاہ
عداوت تھی سب لوگ غازی الدین خان کے طرفدار تھے اسلئے اکثر
فتنہ و فساد برپا رہنے لگا چنانچہ صفدر جنگ وزارت سے استعفا دیکر اپنے
صوبہ اودھ کو چلا گیا غازی الدین خان نے سورج مل جاٹ بھرت پور سے
کہ صفدر جنگ کا شریک تھا انتقام لیا اور سورج مل پر چڑھ گیا اور دیکھ کر
بھرت پور کے قلعوں کے محاصرہ میں بہت مصروف رہا مگر بادشاہ غازی
کے غرور و نخوت سے اسقدر ناراض ہوا کہ ویسا صفدر جنگ سے نہ تھا جبکہ
غازی الدین خان محاصرہ بھرت پور و دیکھ میں مصروف تھا بادشاہ
شکار کے بہانے اوسپر فوج لیک کر چڑھا لیکن غازی الدین خان نے
یہ خبر سن کر راستہ ہی میں بادشاہ کو مع اوسکی ماں کے گرفتار کیا اور
دونوں ماں بیٹوں کو نابینا کیا یہ حادثہ جولائی ۱۷۵۲ء میں گذرا اور سجائے
جہاندار شاہ کے بیٹے کو تخت نشین کیا اور لقب اسکے عالمگیر ثانی رکھا۔

عالمگیر ثانی

جب عالمگیر ثانی تخت نشین ہوا اور غازی الدین نے وزارت کا عہدہ
اختیار کیا ۱۷۵۶ء میں غازی الدین نے صوبہ دار نابالغ لاہور کی
بہن کے ساتھ نکاح کرنے کے بہانے سے لاہور پہنچ کر یکایک شہر کو
جا دیا اور والدہ بیوہ صوبہ دار کو گرفتار کر کے اپنے لشکر میں قید کر لایا
جو کہ یہ صوبہ دار از جانب احمد شاہ درانی امور تھا احمد شاہ اس
خبر کو سن کر فوراً واسطے انتقام کے روانہ ہوا اور قریب دلی کے آہوچا
غازی الدین نے اس عرصہ میں صوبہ دار کی والدہ کو راضی کیا اور اود
ذریعہ سے احمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا احمد شاہ واسطے معاو

تینیا تیس ہزار آدمی مارے گئے اور بعض مورخ ایک لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ بیان کرتے ہیں
 بعدہ محمد شاہ کی شفاعت سے غیظ اوسکا ٹھنڈا ہوا اور حکم مسدود ہی قتل دیا گیا
 کہ فوراً اوسکی فوج نے تسلیم کیا اور قاتلون کے ہاتھ جہان کے تہاں رہ گئے لیکن بادشاہ
 نے بادشاہی خزانہ اور جواہرات پر قبضہ کیا جس میں تخت طاؤسی بھی داخل تھا۔
 اور پھر رئیسوں امیروں ملازمان اور رعایا سے سختی و کمال جبر و تہدید مال اذیتاں
 میں لیا گیا اور اس تحصیل میں اکثر آدمی مارے بھی گئے سب عنیمت کی تعداد پندرہ کروڑ
 سے تیش کرورتک مختلف روایات میں بیان کی گئی ہے بعدہ محمد شاہ سے
 عہد نامہ تحریر کرایا جسکے رو سے انگ کے مغرب کا ملک سلطنت نادر شاہ داخل ہوا
 اور اٹھارہ دن دہلی میں رہ کر اپنے ملک کو واپس گیا اور کچھ روز بعد بادشاہ
 اپنے ملک میں بلوائیوں کے ہاتھ سے مارا گیا تاریخ وفات یہ ہے فی السقر مع الجہد والیدر اس سے
 بعد جانی نادر شاہ کے مرہٹوں نے سریشور شہر اٹھایا اور لکھنؤ
 شاہی سے جا بجا لڑائیاں ہوئیں اور نیز آپس میں بھی ایک دوسرے پر لڑتے پھرتے
 اس زمانہ میں روہیلوں نے بھی سرکشی کی جو اوہ سے بہاڑوں تک لنگھ گئے
 مشرقی ملک پر قابض تھے اور افغانستان سے آکر بسے تھے اور کچھ افغان
 میں ہندوستان کے قصے قضایوں میں بہت مغرور ہو گئے تھے اور سردار
 اذیتاں علی محمد خان نومسلم تھا جسکو ایک افغان اپنے مسلمان کر کے بیٹا
 بنایا تھا اور بادشاہ اس مہم میں بذات خود شہداء میں گیا بعد مرنے نادر شاہ
 کے احمد خان ابدالی کے سابق بے چوہدری نادر شاہ کے مقرر ہوا تھا
 اور بعد عرصہ قلیل کے قوم ابدالی کا سردار بن گیا تھا اور خاندان سدوزی
 سے تھا ماہ اکتوبر ۱۷۴۷ء عیسوی میں قندھار میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور
 اپنی قوم کا نام ابدالی بدل کر احمد شاہ درانی کے خطاب سے خلیفہ ہوا
 اور بلخ اور سندھ و کشمیر پر قیامت نگر کے قصد ہندوستان
 کیا لاہور کو فتح کرتا ہوا سندھ میں آپہنچا فوج اسکے ساتھ صرف بارہ ہزار
 اس مقام پر بادشاہی فوج سے باہ مارچ ۱۷۴۸ء شکست کھا کر

در را ناجی سید ہمایا ناجی راو کے زیر حکم بڑی بڑی فوج کے سردار تھے
 ماب فارس میں خانہ ان صفوی کو زوال ہوا تو وہاں افغانوں نے حملہ کیا
 وراصفہان کو جو دارالسلطنت تھا چھین لیا اور شاہ حسین کو قتل کیا
 طہماسپ لڑکا شاہ حسین کا اصفہان سے بھاگ کر قوم گجر کی
 سپاہ میں گیا اور سرداروں میں سے جو خود بخود حاکم ہو گئے تھے ایک کٹر دار
 ناؤر قلی تھا وہ شریک طہماسپ کا ہوا اور اپنی کوشش و لیاقت سے
 سپہ سالار ہو گیا :

اور پھر ایران پر حملہ کر کے اصفہان کو افغانوں سے لے لیا اور سپاہ
 رضا و رغبت سے بادشاہ بن گیا اور نادیر شاہ لقب رکھا گیا
 نادیر شاہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور ہندوستان کے حدود پر پہنچا
 اتفاقاً چند افغان جو اس ملک سے بھاگ کر نواح غزنی میں آئے تھے نادیر نے
 ان کی گرفتاری یا اخراج کے واسطے محمد شاہ سے درخواست کی لیکن یہاں سے
 کچھ جواب نہ گیا نادیر کا بل پر بڑھا اور ۱۷۳۸ء میں ایک ایچی دلی کو روانہ کیا
 جسکو سپہاڑی بیٹھانوں نے مار ڈالا تب نادیر شاہ نے ارادہ دلی کا کیا اور دریا
 اٹک سے عبور کر کے لاہور کو فتح کرتا ہوا دلی سے شومیل کے فاصلہ پر پہنچا
 اور متصل کرناٹ محمد شاہ بھی پہنچ گیا اور لڑائی شروع ہوئی محمد شاہ
 نے شکست کھائی اور پیام اطاعت پیش کیا چنانچہ ۳ افروری ۱۷۳۹ء کو
 محمد شاہ شکر ایرانی میں گیا نادیر شاہ بہت خاطر داری سے پیش آیا
 لیکن اپنی فوج سے باہر جانے نہ دیا اور دو نو بادشاہ دلی کو روانہ ہوئے اور باہ
 باہر ۱۷۳۹ء دلی میں پہنچ کر دو نو بادشاہ محسون میں اترے —

دوسرے دن یہ افواہ اوڑھی کہ نادیر شاہ مر گیا ہندوستانوں نے
 ایرانیوں کا قتل شروع کیا اگرچہ نادیر شاہ نے اول فساد کا دہانا جا
 اور گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلا کہ اسکو زندہ دیکھ کر امن و امان قائم ہو جاوے
 لیکن جب اس پر بھی تیرو بان برسے شروع ہوئے تو نادیر شاہ نے
 غصہ میں اگر قتل عام کا حکم دیا چنانچہ صبح سے بہت دن چڑھتے تک قتل ہوا

مورث اعلیٰ شاہان اودہ کا ہے اور سابق میں وہ خراسان کا ایک سوداگر تھا رفتہ رفتہ فوج کی حکومت اوسکو ملی تھی :

اصف خان نے مالوہ سے چکر قلعہ اسیر گدہ پر داخل کیا اور فوج شاہی نے زیرافسی سید دلاور خان و عالم علی خان کے مقابلہ اوسکا کیا تو شکست کھائی اور یہ دونوں سید مارے گئے حسین علی خان مع محمد شاہ و فوج شاہی جانب دکن روانہ ہوا اور عبداللہ خان دلی میں چھوڑا لیکن راستہ میں ایک مسلمان نے حسب صلاح گروہ مخالف سید ذن کے حسین علی خان کی بالگی کے پاس بہ بہانہ دینے عرضی کے پہنچ کر کام حسین علی خان کا تمام کیا یہ واقعہ ۱۰ اکتوبر ۱۷۵۷ء عیسوی کا ہے پھر بادشاہ نے دلی کو مراجعت فرمائی عبداللہ خان نے بادشاہ کا مقابلہ کیا اور راجہ چورامن بھرت پور والہ بھی اوسکا شریک ہوا مگر عبداللہ خان نے بہاؤنمبر سنہ الیہ شکست کھائی اور گرفتار کیا گیا :

بادشاہ نے اصف جاہ کو اپنا وزیر مقرر کیا لیکن اصف جاہ نے دربار کی اچھی نہ پائی بادشاہ پیش آرام میں مصروف رہتا چھوکرے نصا نے قمر محل شاہین رہتی تھی اصف جاہ وزارت سے استعفا دکر دکن میں اپنی حکومت پر چلا گیا اور حیدر آباد کو دارالریاست قرار دیا اگرچہ بادشاہ کو تحفہ تحائف بھیجتا رہا لیکن خود مختار بنارہا —

ساہوچی نے بالاجی بٹنونا تھہ راو کو جو کسی گانوں کا پٹواری تھا پیشوا بنایا تھا اور اوسکا بیٹا باجی راو پیشوا بڑا صاحب حوصلہ ہوا اس عرصہ میں سلطنت دلی کم زور ہو گئی تھی باجی راو نے موقع مصلحت قصد دلی کا کیا اور مالوہ و بندیل کھنڈ لوٹتے ہوئے متصل دلی پہنچا لیکن جو کہ اوسکو ڈرانا بادشاہ کا مقصد تھا اور سوائے اسکے اصف جاہ بھی بہادر بادشاہ دکن سے آتا تھا اسلئے باجی راو جانب دکن واپس گیا لیکن ملک پر تادریا ہے اپنا قبضہ رکھا یہ واقعہ ۱۷۵۷ء کا ہے مہاراد،

ہمارے ناظم سید حسین علی خان ان دونوں بھائیوں سے
 مدد ملی تھی اس واسطے بادشاہ نے عبداللہ خان کو وزیر اور حسین علی خان
 الامرا مقرر کیا لیکن ان کے دلوں میں فرق پڑ گیا اور بادشاہ کو ان کی طرف سے
 کاپیدا ہوا اور وہ بادشاہ سے خائف ہوئے اور جب حسین علی خان نے
 کاپی ہوئی مرثیہ سے معاملہ کر کے ایک عہد نامہ لکھا مہینہ حاصل کیا اور
 بادشاہ نے وہ نامہ منظور فرمایا تو یہ باعث زیادتی ناراضی کا ہوا :۔
 آخر شہنشاہ کا یہ ہوا کہ پورے چند روز کے حسین علی خان سے ولی پر حملہ کیا
 اور شہر میں داخل ہوا اور غوری ۱۶۱۹ء میں بادشاہ کو حملہ سے گرفتار کیا
 اور خفیہ خفیہ اس کو گروہن مارا بعدہ سیدوں نے رفیع الدین جات
 و رفیع الدین شہزادوں کو تخت پر بٹھایا لیکن وہ صرف تین تین مہینے
 سلطنت کر کے راہی ملک عدم ہوئے بعدہ سیدوں نے روشن اختر کو
 جوٹا اور ناگ زیب کا سہارا لاش کر کے تخت پر بٹھایا جس نے باہر
 ۱۹۱۰ء تخت نشینی کی اور محرم شاہ کے خطاب سے خطاب ہوا تاریخ
 سر پر آ رہے جاہ دولت آئے جس سے ۳۱ سالہ ہجری نکلتے ہیں -

محرم شاہ

جب محرم شاہ تخت نشین ہوا سیدوں سے کہ وہ سلطنت میں حاوی
 ہو گئے تھے بدل ناراضی تھا لیکن سردست ان کی علیحدگی کا کوئی موقع نہ پایا
 اس زمانہ میں حسین علی خان آصف جاہ جس کا باپ علی محمد علی
 عالمگیر کے نامی تو رانی سرداروں میں تھا اور جس کی اولاد اب تک حیدر آباد
 میں نظام شاہی کے نام سے موجود ہے سیدوں کا مخالف ہو گیا
 اور وقت وہ حکومت مالوہ پر متعین تھا جب سیدوں نے اس کو مالوہ
 کی حکومت سے دوسری حکومت پر منتقل کرنا چاہا تو آصف جاہ نے
 ۱۸ ماہ اپریل ۱۸۱۲ء بغاوت اختیار کی اور جانب دکن روانہ ہوا اور سیدوں
 مخالفوں نے نسبت قتل سیدوں کے صلاحین و سازشیں کیں اور ایک
 کروہ اپنا بنایا جنہیں سعادت خان بھی شریک تھا یہ سعادت خان

فتحی کشی کہ وہ لوگ پہاڑوں کے جانب بھاگے بندو سر دارا کا ایک قلعہ میں
 خصوصاً جو ان کے تابستانہ تھا اور بھاگے پیر مجبور ہوا ایک جلیہ اس کا جو گرفتار
 ہوا کیا گیا یا پتہ لا جو رحمت الدیس آیا اور اسی عمر میں بے عمر اکثر و
 اور سخت کیونچہ یہ کسی بہادر فرد کی شہسوار اس جان نثانی سے رطبت کی
 رحمت الدیس

[illegible]

اور اورنگ زیب نے وصیت نامہ میں لکھا تھا کہ مرزا اعظم ولی میں تخت نشین
 اور مرزا اعظم اگر آباد میں اور مرزا کا بخشش کو لکھنا ہے حالانکہ
 قابض رہے لیکن جب اورنگ زیب مرگیا تو مرزا اعظم اپنے باب کے لڑکے
 میں پہونچ کر تخت نشین ہوا اور دھر مرزا اعظم نے شہر کا کل میں تاج سلطنت کو
 سرفرازی بخشی اور بہادر شاہ خطاب اپنا کیا اور دونوں نے الیہس لڑائیوں
 کی طیاری کی اور متصل اگر وہ دونوں فوج میں سخت لڑائی طور میں آئی کہ مرزا اعظم
 مع دونوں جوان بیٹوں کے مارا گیا یہ لڑائی ماہ جون ۱۶۵۷ء میں ہوئی بعد جب
 مرزا کا حکم بخش نے بھی بادشاہی بہادر شاہ کو تسلیم نہ کیا تو اس پر بھی فوج
 ہوئی اور متصل حیدر آباد متوجہ جہاں لڑائی و قتال گرم ہوا آخر شش فروری ۱۶۵۷ء
 میں مرزا کا حکم بخش بھی مجروح ہو کر مرگیا مرزا اعظم نے دکن سے مرزا اعظم
 مقابلہ کے واسطے آنے وقت سہا ہو ہر جہت کو قید سے چھوڑ دیا تھا اور کھروان
 کے صوبہ دار شاہی اس کو چھوڑ دیا تھا چارم دیے میں کچھ عذر کیا اسلئے بہادر شاہ
 دکن کی جانب سے اطمینان ہوا اسلئے او دے پور و جے سنگھ
 والی جے پور و اجیت سنگھ والی جو وہ لوگ سے عہد نامہ جات خانہ
 لا جاؤں کے تحریر ہوئے لیکن ۱۶۵۷ء میں جب اس کو خبر ملی کہ سکھوں نے
 سرحد پر قبضہ کر لیا تو متوجہ اوسطی کا ہوا کہ لوگوں کا ایک فرقہ مذہبی تھا
 اور اس کی بنیاد نانک شاہ نے پندرہویں صدی میں ڈالی تھی اور وہ
 کبیر کے معتقدین ہیں سے تھا جب یہ فرقہ چپ چلتے ایک صدی سے
 زیادہ ترقی کر چکا تھا تو اکبر شاہ کے سال وفات کے اندر گرو اس فرقہ کا
 سلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا لیکن یہ لوگ بادشاہی علاقوں پر لوٹ مار کرتے رہے
 اور جب فوج اونپر جاتی پہاڑوں میں بھاگ جاتے ۱۶۵۷ء میں گرو گوہند سنگھ
 گڈھی پر بیٹھا یہ شخص کمال استعداد عالی حوصلہ تھا لیکن بوجہ کمی جمعیت کچھ ترقی
 نہ کر سکی اور اپنے ایک دشمن کے ہاتھ سے مارا گیا؛
 اب ان سکھوں نے جب سرحد کے حاکم کو شکست دی اور شہر لوٹ لیا اور
 قابض ہو گئے اور سہارنپور تک شور و فساد مچا دیا تو بہادر شاہ نے

شاہی ملک مرہٹہ پر تھوڑا تھوڑا قبضہ تصرف کرتے جاتے تھے ایک روز ایک شاہی نے سبھاچی پر دھاوا مارا اور اسکو غافل دیکھ کر قتل کیا اور دربار شاہی میں حاضر کیا کہ جان وہ نہایت بیرجی سے ماہ اگست ۱۶۸۹ء میں گردا گیا۔ مرہٹوں نے بمقام رائے گڈہ ساہوچی نابالغ لیسر سبھاچی کی بیٹی پر بٹھایا اور راجا رام بھائی سبھاچی کو نائب مقرر کیا فوج شاہی اوسکا محاصرہ کیا آخر شش ماہوچی گرفتار ہوا راجا رام بھاگ کر بمقام چمچی گڈی ہوا اب فوج شاہی جانب چمچی روانہ ہوئی۔

اس عرصہ میں مرہٹوں سے مختلف مقاموں پر فوج شاہی نے لڑائیاں کیں اور چند بار محاصرہ قلعہ چمچی کا کیا گیا انجام کار ۱۶۹۱ء میں قلعہ مفتوح ہوا اور راجا رام بھاگ گیا اور اپنی دار الحکومت ستارہ میں منتقل کیا۔

اب بادشاہ جانب ستارہ متوجہ ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کیا گیا چنانچہ اپریل ۱۶۹۱ء میں وہ قلعہ فتح ہو گیا راجا رام قبل فتح مرجا تھا اور سیواچی ثانی بیٹا اوسکا گڈی نشین کیا گیا تھا بعد اوزنگ زیب نے چار برس کے عرصہ میں اور چند قلعجات مرہٹوں کے بعد متواتر لڑائیوں کے فتح کئے لیکن روز بروز حال خراب ہوتا جاتا تھا راجا رام جوت تو پہلے سے ہی کھل کھیلے تھے نواح ہ میں جاٹوں نے فتنہ برپا کیا جس کے فرو کرنے کے واسطے فوج شاہی روانہ ہوئی اور ادھر فتوحات ملک مرہٹہ بھی جاری رہیں لیکن مرہٹوں کا حال کہ وہ دوسری طرف فتنہ و فساد برپا کرتے ایسی ہی جھگڑے بکھیرے قائم تھے کہ اوزنگ زیب نے ۲۱ فروری ۱۶۹۲ء کو عمر نواسی سال و سلطنت کے سوین برس جان فانی کو پدر و دنیا کی تاریخ وفات آفتاب عالم تاب ہے جس سے ۶۷ سالہ عمری نکلتے ہیں۔

فصل پانزدہم اوزنگ زیب کے

جانشینوں کے سپاہیں ذکر بہادر شاہ

وزنگ زیب کے تین بیٹے تھے مرزا اعظم مرزا معظم مرزا کا بخش

فسادوں کے باعث مزاج بادشاہ کا برہم ہوا اور ہندوؤں پر جبر تہ لگایا اور ان
 کو ہی محتسب مقرر ہوا کہ پستش کو سنایش اور خود سے ہونے دے ہندوؤں کے
 یوں کی مخالفت کی اور ایک حکم جاری کیا کہ آئندہ ہندو کا لازم نکسے جاوین اگرچہ
 آخر کی تعمیل نہ ہوئی لیکن نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ لوگوں کو بدگمانی پیدا ہوئی اور حسد
 اور تنفر فیما بین اہل مذہب ملان ظاہر ہوا یہاں تک کہ عام ناراضی قائم ہوئی
 اور ۱۶۷۷ء عیسوی میں اول راجپوتوں نے بگڑنا شروع کیا اور دکن کے سب مذہب
 کے شریک ہو گئے جو وہ لوہر کا راجہ جسو نت سنگھ کا بل کی ہم پر
 مارا گیا اور اوسکی رانی اور لڑکے بلا انتظار اجازت بادشاہ کے دلی کو آتے تھے
 کہ بادشاہ نے ان کے محاصرہ کرنے کا حکم دیا اگرچہ رانی اور لڑکے نابالغ تھے جس پر
 نکل گئے اور ان کے عوض مخالطہ دہی سے دوسرے حاضر کئے گئے کہ وہ مقید کئے گئے
 لیکن اس حرکت سے اور خراب اثر پیدا ہوا اجمیت سنگھ جو وہ لوہر کا لڑکا
 بیٹھا اور تاحیات اورنگ زیب کبھی اطاعت نہ کی اور راج سنگھ رانا
 اور دے لوہر بھی اوس سے موافق رہا ۱۶۷۹ء میں جو وہ لوہر اور دے
 بادشاہی فوج روانہ ہوئی لیکن کچھ فائدہ مثبت نہوا اور رانا
 اور دے لوہر سے مصالحہ ہو گیا گو کہ بعد چند روز کے پھر وہ قائم نہ رہا
 سیوا جی نے اس گزشتہ مدت میں اور بھی فتوحات حاصل کیں
 جب فوج شاہی محاصرہ بیجا پور میں مصروف تھی تو سیوا جی بیجا پور
 معاون ہوا اور کامیابی حاصل کی لیکن اپریل ۱۶۷۹ء میں بھڑاہ سال
 سمجھا جی بیجا اوسکا بد چلن نکلا اور طرح طرح کے ظلم کرنے شروع کئے
 اورنگ زیب نے ۱۶۸۳ء میں جانب دکن پھر کوچ کیا اور
 جدال و قتال کے بادشاہ ابو الحسن عروج تانا شاہ والی گولکن
 اور نیز والی بیجا پور پر فتح پائی اور دونوں ریاست کو اپنے ملک میں داخل
 خاتمہ ان معرکوں کا ۱۶۸۹ء میں ہوا
 اس عرصہ میں سیوا جی کے خاص خاص سردار باوصیت اپنے اپنے
 دوستی کے بادشاہی مقابلوں پر کوشش کرتے رہے لیکن باوجود اس

گھوڑے پر سے گر کر مر گیا تب سیواجی نے پھر بجا پور والوں سے لڑائی شروع کی اور سب طرف لوٹ کھسوٹ کرتا رہا اور علمداری شاہی میں دست درازی شروع کی اور خطاب راجگی اختیار کیا اور ایک کشتی حاجی لوگوں کی لوٹ لی چنانچہ ۱۶۶۵ء میں اورنگ زیب نے راجہ جے سنگھ و دلیر خان کو مع فوج اوس جاہلانہ کیا سیواجی نے صلح چاہی اور عہد نامہ باہم تحریر ہوا اور جب سیواجی مع سنبھاجی بیٹے اپنے کے واسطے ملازمت بادشاہ دلی میں گیا تو اورنگ زیب نے خاطر اوسکی کچھ نکلی اور نظر بند کیا سیواجی بڑے بڑے ٹوکروں میں واسطے فقیروں کے کھانا بھیجا کرتا چنانچہ ایک روز خود مع اپنے بیٹے کے دو ٹوکروں میں بیٹھ کر اسٹ شاہی سے نکل گیا اور سوار ہو کر راستہ دکن کا پکاڑا اور دسمبر ۱۶۶۶ء میں راے گڑھ میں سلامت پہونچا اسی عینے میں شاہ جہاں نے انتقال کیا ۱۶۶۷ء عیسوی میں بذریعہ راجہ جسونت سنگھ و شاہزادہ معظم کے سیواجی نے اورنگ زیب سے پھر صفائی حاصل کی اور جو ملک رکھ اورنگ زیب نے اوس سے لے لیا تھا وہ واپس ملا اور خطاب راجگی تسلیم کیا گیا ان باتوں سے غرض اورنگ زیب کی تیھی کہ پھر سیواجی کو دھوکا دیکر گرفتار کرے لیکن کچھ اثر نہ ہوا ۱۶۷۱ء میں بادشاہ نے علامہ گرفتار سیواجی کا حکم دیا لیکن سیواجی نے ایک قلعہ سنگمر کو جو قبضہ فوج شاہی تھا فتح کیا اور فوج شاہی واسطے محاصرہ قلعہ نہ گور آئی تو فوج مرہٹوں نے اوس کو میدان میں ۱۶۷۲ء عیسوی میں شکست فاش دی اور یہ لڑائی بلا کسی فریب و دغا کے اول مرتبہ مرہٹوں نے جیتی اور جو کہ اس زمانہ میں اطراف کابل میں سب پٹھانوں نے مع یوسف زئیوں کے شور و فساد پر بارگاہ تھا چنانچہ ۱۶۷۳ء لغایت ۱۶۷۵ء عیسوی بادشاہ اوسط طرف متوجہ رہا لیکن کامیابی دلخواہ حاصل نہ ہوئی ۱۶۷۶ء عیسوی میں ایک ہندی بھگتوں کے فرقہ موسوم بہ ست ناراینی نے جانب نارنول بشور شس اوٹھایا اگرچہ اوس فرقہ نے چند بار فوج شاہی کو کہ جو تدارک کو گئی تھی شکستیں دیں اور جانب دلی متوجہ ہوئے لیکن پھر انھوں نے شکست کھائی اور متفرق ہو گئے

رٹکے کے قید کر کے پاس اورنگ زیب بھیج دیا اورنگ زیب نے اول
 بغیر حصول کے ہاتھی پر سوار کر کے لشکر کرایا اور پھر قید کر کے بھرم ارتداد اور
 قتل کرایا اور اس کے بیٹے سپہر شکوہ کو قلعہ گوالیار میں مقید کیا سیوا جی
 مرہٹہ جو تھوڑی مدت سے بوجہ صنعت سلطنت بیجا پور ڈاکہ زنی کرتے کرتے
 چند قلعہ جات علاقہ بیجا پور پر قابض ہو گیا تھا اور ۱۶۵۵ء میں جب کہ بمالٹا ہنر کا
 اورنگ زیب جانب دکن گیا تھا تو سیوا جی نے اس کی ملاقات حاصل
 کی تھی اور اقرار طاعت کیا تھا جب کہ اورنگ زیب دکن کو واپس
 گیا تو سیوا جی نے پھر بیجا پور پر حملہ شروع کیا چنانچہ
 افضل خان سردار مع فوج بیجا پور سے واسطی تدارک اور
 روانہ ہوا سیوا جی نے اطاعت اپنی ظاہر کی اور بوجہ خوف و ہراس اپنی
 افضل خان کو آمادہ ملاقات اپنی کا کیا جبکہ افضل خان واسطی ملاقات
 سیوا جی کے آیا تو اس نے عین ملاقات میں کام افضل خان کا تہ کیا
 پھر تو مرہٹے فوج افضل خان پر لوٹ پڑے اور فتحیاب ہوئے
 یہ واقعہ اکتوبر ۱۶۵۹ء کا ہے بعد اسکے بغایت ۱۶۶۲ء سیوا جی اور
 بیجا پور والوں سے اور بھی لڑائیاں ہوئیں اور پھر صلح بھی ہو گئی لیکن اس
 عرصہ میں سیوا جی کے مقبوضہ ملک کو اور بھی وسعت ہوئی اور حسب
 علاقہ اورنگ آباد علاقہ شاہی کے طرف لوٹ مار شروع کی تو فوج شاہی
 تحت حکم شالستہ خان روانہ ہوئی اور پونا تک پہنچی اور شالستہ خان
 قلعہ پونا میں مقیم ہوا سیوا جی وقت شب جمعیت ۲۵ آدمی بہ تبدیل لباس
 ہمراہ ایک برات کے داخل شہر ہو کر قلعہ میں گھس گیا اور عقب مکان سے
 اندر داخل ہوا جہاں شالستہ خان موجود تھا اور وہاں ہتیار جمعے لگا
 شالستہ خان تو بعد زخمی ہوئی کے کھڑکی کے راہ سے کود کر بھاگا لیکن
 اس کا اور بہت سے آدمی جان سے مارے گئے سیوا جی پھر اسی طرح سوار
 پھر آیا جیسا کہ آیا تھا اور کسی کو خبر نہ ہوئی ۱۶۶۲ء میں ساہو جی باب سیوا جی کا

روانہ ہوا اور جون ۱۵۰۰ء میں شہر اگرہ پر قابض ہوا اور شاہ جہاں سے غدر مندر
 کہلا بھیجی اور اس وقت تک اس بات پر راضی تھا کہ باپ کو راضی رکھے اور اس کے
 نام سے حکومت کرتا رہے لیکن جب اس نے دیکھا کہ صفائی اپنے باپ سے اور دروز
 محبت دارا شکوہ کا باپ کے دل سے ممکن نہیں تو وہ خود مختار ہو گیا۔
 اور ایک رات فرزا مراد کو بچیلہ دعوت بولایا اور شراب پلائی اور جب وہ خود رختہ ہوا
 تو اس کے ہتیار کھولے اور اس کو قید کر کے قلعہ گوالیار میں بھیج دیا۔
 بعدہ اورنگ زیب دلی کو روانہ ہوا اور بادشاہت اختیار کی اور ایک برس تک
 نہ سکے اپنا جاری کیا نہ تاج اپنے سر پر رکھا لیکن ۲۰ اگست ۱۶۵۹ء کو دلی میں جا کر
 تخت پر بیٹھا اور اپنی بادشاہت کی منادی کرانی شاہ جہاں نے تین برس
 بادشاہت کی اور ۶ برس کی عمر میں سلطنت اس کے ہاتھ سے جاتی رہی
 اور ۷ برس کی عمر میں وفات پائی۔

فصل چہارم مہم محی الدین اورنگ زیب عالمگیر

اورنگ زیب نے تخت نشین ہو کر لقب اپنا عالمگیر رکھا اور واسطے لقب
 دارا شکوہ کے جانب پنجاب روانہ ہوا راستہ میں خبر پائی کہ دارا شکوہ
 جانب ملتان گیا تو اورنگ زیب بھی راستہ لاہور کا چھوڑ کر
 جانب ملتان چلا اس عرصہ میں جب اورنگ زیب کو خبر پہونچی کہ شجاع
 بنگالہ سے آتا ہے تب فوراً جانب الہ آباد آئے اور بمقام کچوی مشغول
 الہ آباد شجاع سے مقابلہ ہوا فرزند شجاع شکست کھا کر پھر بنگالہ کو بھاگا
 اور جب دہان بھی اس کا تعاقب ہوا تو اراکان میں چلا گیا اور وہاں کے لوگوں
 کے ہاتھ سے قتل ہوا اور دارا شکوہ ملتان سے بھاگ کر سندھ اور
 کچھمہ ہوتا ہوا گجرات میں آیا اور شاہ نواز خان حاکم گجرات سے
 ملکر جمعیت چالیس ہزار آدمی کے اجمیر میں پہونچا لیکن وہاں اورنگ زیب
 سے شکست کھا کر قندھار کے جانے کا ارادہ کیا اٹھارے راہ میں بہت
 اورنگ زیب سے حد شرعی سندھ پر پہونچا تو برادر حاکم اس نواح نے اس کو معاف

اور خود غرض اور شاہ شجاع شراب خوار مراد بخش سیدھا سادہ تھا
ولی عہد شاہجہان کا داراشکوہ تھا لیکن اورنگ زیب حصول
سلطنت کی فکر میں رہتا تھا۔

شکوہ

۱۶۵۶ء میں شاہ جہان سخت بیمار ہوا انصرام اوہ کی سلطنت کا دارا
کو تفویض کیا گیا جب یہ حال مشہور ہوا تو اول مرزا شجاع نائب السلطنت
بنگالہ نے دارالسلطنت کے ارادہ پر قدم بڑھایا بعدہ مرزا مراد نائب
کجرات نے اوہ کی پیروی کی اورنگ زیب جو نائب السلطنت دکن تھا

اسنے مثل شجاع و مراد کے بادشاہی خطاب تو اختیار نہ کیا لیکن فوج کی ہتھکڑی
حکم دیا اور شجاع اور داراشکوہ کی لڑائی کا منتظر رہا اور مرزا مراد کو
اپنے سے موافق کیا اور اوہ کو لکھا کہ تخت نشینی تجھ کو مبارک ہو میرا ارادہ کہ
جانے کا ہے لیکن داراشکوہ لاندہ کے مقابلے پر تیرا ساتھ ہی ہوں اور

جسونت راو کا فر کو جو ہارے لئے روانہ کیا گیا اوہ سے بمقابلہ پیش آنا چاہیے
اور مرزا داراشکوہ نے جسونت راو کو مراد اور اورنگ زیب سے
دیکھ بھال کو روانہ کیا اور سلیمان شکوہ کو بتائید راجہ جے سنگھ مرزا
شجاع کے مقابلہ پر بھیجا مرزا شجاع سے مرزا سلیمان سپرداراشکوہ کا
مقابلہ قریب بنارس کے ہوا شجاع نے شکست کھائی اور بنگالہ کو واپس
گیا اور راجہ ۱۶۵۷ء میں اورنگ زیب و مراد جانب جسونت راو

روانہ ہوئے اور اوہیں کے قریب مقابلہ ہوا جسونت راو نے شکست کھائی
اور اپنے ملک کو چلا گیا یہ دونو بھائی آگے بڑھے اور دریائے چنپل پر پہنچے
جون ۱۶۵۷ء میں داراشکوہ مع فوج روانہ ہوا اور متصل شاماگڑ چوگرہ

کے قریب پہنچے اور آرائی ہوئی اول حملہ داراشکوہ کی جانب سے ہوا
پھر توجہ ڈرائیان باہم ایسی ہوئی کہ راجہ رام سنگھ مارا گیا اور داراشکوہ
کا ماتھی مخرج ہو کر بھاگا داراشکوہ زمین پر گر پڑا فوج نے جانا کہ مارا گیا سب
فوج منتشر ہو گئی اور داراشکوہ بھی بھاگا اور بوجہ ندامت کے بدون ملاقات
شاہ جہان کے مع بال بچہ کے جانب لاہور روانہ ہو گیا اورنگ زیب اگر کہ

فصل سیزدہم شہنشاہ الدین محمد شاہ جہاں

جب جہانگیر فوت ہوا شاہ جہاں اس وقت دکن میں تھا چنانچہ دکن سے روانہ ہو کر ۲۶ جنوری ۱۶۲۸ء کو آگرہ میں پہنچ کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنی سلطنت کو بڑی رونق دی بجائے ولی کے شہر شاہ جہاں آباد کیا اور قلعہ عمر پور اور درمیان شہر کے ایک جامع مسجد طیار کرانی جس کا طویل نوے گز اور عرض تیس گز و بصرف دس لاکھ روپیہ کے طیار ہوئی اور اگر آبادی میں روضہ تاج سلیم ایسا تعمیر کرایا جس کا ثانی آج تک روئے زمین پر نہیں جس کے نام سے یہ مقبرہ معروف ہے درحقیقت ممتاز محل شاہ جہاں کی بی بی تھی اور اس روضہ کی طیارش تین کروڑ سترہ لاکھ اڑھتالیس ہزار چھپیس روپیہ خرچ ہوئے ہے۔

شخص ظالم و سس ساڑھے چھ کروڑ کی لاگت سے بنوایا جہن لعل اور زمرہ اور ہیرے اور موتی جڑے تھے اس کے دیکھنے سے چشم نگاریاں خیرہ ہوتی تھی اور اس کی محراب پر ایک طاؤس طلانی مرصع کار بیٹھا ہوا تھا اور طرح طرح کے جواہرات اوسمیں جڑے ہوئے تھے۔

یہ بادشاہ اگرچہ داد و بخش کثرت سے کرتا لیکن جب مراجعہ کروڑ و بقولے چوبیس کروڑ روپیہ خزانہ میں موجود تھا۔

آدنی سلطنت کی اس کے وقت میں ۲۳ کروڑ و بقولے بیس کروڑ تھی۔

اسی کے عہد میں علی مردان خان صوبہ دار قندھار شاہ اران باغی ہو کر شاہ جہاں سے آملایہ علی مردان خان بڑا نامی شخص ہو گیا منجملہ اس کے کاموں کے ایک وہ نہر ہے جو آب بھی دلی میں جاری ہے میر جملہ سوداگر جو دکن میں تجارت ہیرے کی کرتا تھا اسی نے کوہ نور نا ہیرا جو مشہور ہے شاہ جہاں کے حضور میں نذر گزارا تھا۔

شاہ جہاں کے چار بیٹے تھے اول دارا شکوہ دوسرا شاہ شجاع تیسرا اورنگ زیب چوتھا مرزا مراد بخش دارا شکوہ صوفی بن گیا تھا اور فقیران سے صحبت رکھتا اور رنگ زیب مذہب میں متعصب

مہابت خان پر حملہ آور ہوئی الاچھہ فائدہ نہوا اور نور جہان کا ماتھی سونڈ
کے کٹنے سے دریا میں بھاگ گیا اور بہت دور جا کر کنارے لگا آخر کہ مجبور ہو کر بادشاہ
کے پاس قید میں چلی آئی مہابت خان بادشاہ کو لیکر جانب کا بل روانہ
ہوا اور قید میں بادشاہ کی تواضع عظیم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور
بادشاہ بھی حسب صلاح نور جہان جیسا کچھ مہابت خان کہتا اور
بلا حجت ماننا اور ایسا سیدھا سادہا بنکر مہابت خان سے خطاب
ہوتا تھا کہ بھائی تم نور جہان کو ایسا پاک طینت نہ سمجھنا جیسا کہ میں سمجھا
نسبت صاف سینہ ہوں غرض کہ ان جوڑوں سے مہابت خان غافل
ہو گیا اور بادشاہ کی جانب سے مطمئن ہوا:

جہانگیر نے نور جہان بیگم کی صلاح سے مہابت خان سے کہہ حکم
دلوایا کہ سب جاگیر دار اپنے اپنے سواروں کی موجودات دیوین نور جہان
بھی ایک جاگیر دار تھی اپنے سواروں کو آراستہ اور نہ سوار اس حکمت سے خفیہ
بھرتی کرنے لگی مہابت خان کو اگرچہ نور جہان بیگم کی طرف سے اشارہ
ہوا لیکن جہانگیر نے یہ کہہ کر کہ آپ کا جانا واسطے ملاحظہ سواران نور جہان
مناسب نہیں ہے ہم خود جا کر دیکھ آؤں گے رفع کر دیا مگر بادشاہ جیوت
مع نور جہان بیگم واسطے ملاحظہ سواران گیا تو سواروں نے بادشاہ کو گھیر لیا
اور مہابت خان کے آدمیوں کو جو ساتھ بادشاہ کے تھے قتل کیا اور
بادشاہ مع بیگم ہاتھ سے مہابت خان کے نکل گئے بادشاہ کا بل سے
کشمیر چلا گیا اور وہاں عارضہ دم کی ایسی شدت ہوئی کہ لاہور تک آسکا
و پھر ساٹھ برس ۱۶۲۷ء اکتوبر ۱۶ء کو جان فانی سے کوچ کیا تاریخ وفات
جہانگیر از جہان غریب سفر کردہ یعنی ۲۷ سالہ عمر میں بادشاہ کے
عہد میں جانب اہر ملک سے ہندوستان میں آیا خیاچہ بادشاہ نے انکے
دربارہٴ محافت تھا کو جاری کیا تھا اور غنیا کو لفظ لغریہ کا ہے تلمسی و اس
شاعر ہند ہی مولف کتاب راہنہ اسی بادشاہ کے عہد سلطنت میں ۱۶۲۳ء
بلدہ بنارس میں وفات پائی:

خاضر ہونے سے پہلے اوسے اپنی لڑکی کا نکاح بلا اجازت بادشاہ کے ایک جوان سردار
 بہ خور دار نامے کے ساتھ کر دیا تھا اور قاعدہ یہ تھا کہ ایسے یاہر کے لوگ اپنے بال بچوں
 رشتہ ناتا بلا اجازت بادشاہ کے نکرتے تھے بادشاہ یہ حال سنکر نہایت ناراض
 ہوا اور بہ خور دار کو گرفتار کر کے اوسکو تنگ کر لیا اور کوڑوں سے پیٹوایا اور سب مال و
 اسباب اوسکا ضبط کیا۔

مہابیت خان بادشاہی فوج میں پہونچا اور اوسکو معلوم ہوا کہ اب حضور بادشاہ
 نصیب گئی تو وہ دربار آزارسانی ہوا۔

چنانچہ سہ ماہ ۲۶ھ فوج شاہی کنارہ دریائے جیلیم پڑی تھی اور کشتیوں کے
 ذریعہ سے پاراوترنے اور کابل کے جانے کی طیاری ہو رہی تھی چنانچہ فوج شاہی دوبارہ
 گئی صرف جہانگیر مع ذاتی سپہ و خاص خاص ملازمان کے اس پار رہ گیا تھا
 مہابیت خان نے قبل طلوع آفتاب دو ہزار راجپوت کو بل پر قبضہ کرنے کو
 روانہ کیا اور دوسو دلاور لئے ہوئے خیمہ بادشاہ پر آیا بادشاہ گھبراؤٹھ کھڑا ہوا
 اور تلوار کو سنبھالا اور چلا کر بولا کہ اومہابیت خان دعا بازیہ کیا بات ہے
 مہابیت خان آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ مخالفوں کی داد فریاد اپنے ولی
 کے پاس کرنے کی کوئی صورت نہ پائی تب زبردستی کا طریقہ اختیار کیا الغرض جب
 جہانگیر نے آپ کو سنجہ مہابیت خان میں دیکھا تو بد لجنی و زمانہ سازی و
 نرمی باتیں کرنے لگا اور جب بادشاہ نے زمانہ خیمہ میں جانا چاہا تاکہ نور جہاں
 کچھ صلاح و مشورہ کرے لیکن اس امر سے روکا گیا اور مانگی پر سوار کیا گیا اور
 دو راجپوت دائیں بائیں اوسکے بٹھائے گئے تب تو مہابیت خان کے مقابلہ
 کا اثر بادشاہ کے دل پر پیدا ہوا اور پھر بلا کسی حیلہ حوالہ کے جانب خیمہ
 مہابیت خان بڑھا اور خیمہ مہابیت خان میں آیا نور جہاں بیگم
 بھیس بنا بدل کر ایک ٹوٹی سی ڈولی میں سوار ہو کر دریا پار چلی گئی کہ محافظان
 پل کو حکم دیا گیا تھا کہ اس پار سے اوس پار جانے والے کی روک نہ کیجاوے اور
 اوس پار سے کسی کو اس پار نہ آنے دین نور جہاں بیگم جب اپنی فوج
 پہونچ گئی دوسرے روز تیر و کمان مانگھ میں لے مانگی پر سوار ہو کر پل پر عبور کر کے

پہن لگی اس عرصہ میں ایرانیوں نے قندھار پر قبضہ کر لیا اور جہان کو یہ موقع
 غیب ہاتھ آچا کہ شاہ جہان کو در بھینک دے اور بادشاہ کو سمجھا
 اس مہم کے قابل شاہ جہان ہے جس نے دکن کو فتح کیا چنانچہ بادشاہ نے شاہ جہان
 کو حکم دیا اول تو شاہ جہان نے قبول کیا لیکن جب نتیجہ اوسکا سہ جا
 تو جانے سے اوس نے حیلہ و بہانہ پیش کیا پھر تو احکام بادشاہ نے شاہ جہان
 خلاف صادر ہونے لگے جاگیرین شاہ جہان کی حوالہ شہر یار ہوئیں شاہ جہان
 حکم ہوا کہ عرض اونکے دکن میں لے لیوے شاہ جہان نے بغاوت اختیار کی
 ماندو سے جانب اگرہ کوچ کر دیا جہانگیر اوس وقت لاہور میں تھاجہ خبر
 ماہ فروری ۱۶۲۳ء لاہور سے روانہ ہوا اور جب بادشاہی فوج انجا پہنچی
 میل پہنچ گئی تو شاہ جہان پھر ماندو کی طرف واپس آیا فوج شاہی نے تعاقب کیا
 شاہ جہان تلنگانی کی طرف بھاگا اور پھر چھلی سیدر ہوتا ہوا بنگالہ
 بہار پر قابض ہو گیا لیکن پھر وہاں سے بھی فوج شاہی نے شکست دی تو دکن
 میں آیا اور اب جمعیت بھی اسکے ساتھ کم رہ گئی آخر میں عاجز ہو کر باب سے
 خواہاں عفو و تقصیر کا ہوا بادشاہ نے حکم دیا کہ رہتاس گڑھ واقع بہار
 اور سیر گڑھ واقع دکن جواب بھی اوسکے قبضہ و تصرف میں تھے ملازمان
 شاہی کو حوالہ اور دارا شکوہ اور اورنگ زیب پسران اپنے کو بطور اول یعنی
 المضافی کے دربار میں روانہ کرے غرض کہ ۱۶۵۷ء عیسوی میں شاہ جہان
 نے حکم اوسکا قبول کیا اس عرصہ میں جہانگیر نے چاہا کہ کئی فرقہ رشتہ
 جنھوں نے سواٹھایا تھا کی جائے اور ارادہ کا بدل کیا اور دھر نور جہان حکیم
 کو کچھ خیال آیا کہ صدوہ بنگالہ کے حساب سمجھانے کے واسطے قہار جہان
 کو طلب کیا جائے اور اوسکے ذمہ الزام ظلم و تعصب اوس زمانہ کے بابت لگایا تھا جبکہ
 وہ بنگالہ پر متصرف تھا:

مہابت خان باشندہ کابل اکبر کے عہد سلطنت میں پانصدی کو پہنچا تھا
 اور جبکہ جہانگیر تخت نشین ہوا تو اوس نے اوسکو بڑے بڑے مرتبوں پر پہنچایا
 چنانچہ جب مہابت خان جمعیت پانچ ہزار راجپوت کے آیا تو بادشاہ کے پاس

۱۴. خان کا کام تمام کیا پھر نور جہاں گرفتار ہو کر یاس جہانگیر آبادہ حاضر کی گئی اور بادشاہ نے اس کے ساتھ نکاح کیا باپ اس کا وزیر اعظم بنایا گیا اور بڑا بھائی اس کا بڑے مرتبہ کو پہنچا نور جہاں جیسی حسین تھی ویسی ہی عقیل اور دانا تھی سب کاروبار سلطنت اس کے صلاح و مشورہ سے ہوتا تھا نور جہاں میں ایک بات قابل تعریف یہ تھی کہ فی البدیہہ عمدہ شعر کہتی تھی یہ شعر اس کا مشہور ہے شعر نور جہاں گرجہ بصورت زن ست بد صدف مروان زن شیر افکن ست ۱۵ء میں جہانگیر نے شاہزادہ مرزا خورم یعنی شاہجہاں کو طرف اوڑھے لور روانہ کیا شاہزادہ نے جا کر راجپوتوں کو حملہ کیا لیکن رانا اودے پور بخضر شاہزادہ حاضر ہوا شاہزادہ بہت طر سے پیش آیا اور اس کا ملک جو بعد اگبر فتح ہوا تھا اس کو واپس دیا اور رانا کے بیٹے کو ہمراہ اپنے باپ کی خدمت میں حاضر کر کے اس کو منصب دلویا ۱۵ء میں جب بادشاہ جانب دکھن جاتا تھا تو جمیس اول شاہ ننگستان کی طرف سے مسترٹامس رود صاحب ایچی دربار جہانگیر میں بمقام اجیمیر ۲۳ دسمبر سنہ ۱۶۱۷ء کو حاضر ہوا اور بادشاہ کے کاتب مقام ماند واور کجرات تک گیا اور ۱۶ء کے اخیر میں بادشاہ سے خصت ہوا وہ لکھتا ہے کہ بسبب نکلنے بار برداری کے ہم اور بادشاہ ایران و چند روز اجیمیر میں پڑے رہے اور بادشاہ بھی اگر انہی فوج کے ساتھ دیر سے نہ جلو دیتا تو کوچ اس کا بھی ملتوی رہتا اجیمیر کے مقام سے بادشاہ نے شاہجہاں کو روانہ جانب دکھن کیا اور چند روز میں شاہجہاں ہم دکن بفتح و نصرت بخضر بادشاہ حاضر ہوا۔

شاہ جہاں جو کہ آصف خان برادر نور جہاں کا داماد تھا اس وجہ سے نور جہاں ہمیشہ اس کی طرف دار اور متحد و معاون رہتی تھی لیکن جب کہ نور جہاں نے شادی اپنی لڑکی کی جو نطفہ شیر افکن خان سے پیدا ہوئی تھی ساتھ مرزا شہریار چھوٹے بیٹے جہانگیر کے گردی تب سے مرکز خاں اس کا شہریار جانشین اپنے باپ کا ہودے اس لیے درپردہ خلاف شاہجہاں

۱۶۷ء میں خسرو بلیا بادشاہ کا منحرف ہو کر مع چند آدمیوں کے
اگرہ سے روانہ ہوا اور جانب لاہور آستانہ میں دس ہزار آدمیوں
سے زیادہ اس کے ساتھ بھڑ بھڑا ہو گئی اور لاہور میں پہنچ کر دغا بازی
قابض ہو گیا لیکن جب فوج شاہی سے مقابلہ کیا اور شکست کھائی
تو جانب کا بل چلا اور جیکہ عبور دریا سے جھل کر تاتھا تو کشتی اس کی زین
شہر گئی اور وہ گرفتار ہوا و بوسے اپنے باپ کے حاضر کیا گیا
بحکم بادشاہ سات سو آدمی صلاح کار اور رفیق اس کے بہت سختیوں سے
مارے گئے اور خسرو کو باقی رہ سوار کر کر مقتولوں کے قطار کے ساتھ
پھروایا اور اگلے پلڑا کے آگے کھتا جاتا تھا کہ صاحب زادہ صاحب اپنے
خاص ملازمین کا آداب تسلیمات قبول فرمائے

۱۶۸ء میں بادشاہ نے نور جہاں بیگم سے نکاح کیا۔

نور جہاں کا دادا بادشاہ طہران سلطنت ایران میں کسی عہدہ پر
ممتاز تھا اور مرزا خیاث بیٹا اس کا ایک محتاج ہوا کہ مع زن و بچہ
ارادہ ہندوستان کا کیا اور جب قندھار پہنچا تو نور جہاں
پیدا ہوئی لیکن اس نے بوجہ اپنی مصیبت کے اس بچہ کو راستے میں ہینکے
اتفاقاً ایک قافلہ سوداگر کا جو اس راستے سے آنکلا لار قافلہ نے
اس بچہ کو دیکھ کر ازراہ رحم اوٹھالیا اور اس کی پرورش کی اور جس عمر تک
کہ اس نے واسطے دو وہ پلانے بچہ کے نوکر رکھا وہی اس کی ماں تھی اور
اس کے باپ سے قافلہ والے کام کاج لینے لگے رفتہ رفتہ بادشاہی نوکر ہو گیا
نور جہاں جب اپنی ماں کے ساتھ اکبر کے محلوں میں جانے لگی تب نظر
جہانگیر کی اس پر پڑی اور رفیق ہو گیا روز چھٹیر چھاڑ کرنے لگا جب اکبر کو خبر
ہوئی تو اکبر نے شادی اس کی شیر افکن خان سے کر دی جب جہانگیر بادشاہ
ہوا تو اس نے حاکم ہنگالہ کو لکھ بھیجا کہ نور جہاں کو شیر افکن خان سے لیکر ہمارے
پاس بھیج دو حاکم ہنگالہ نے شیر افکن خان کو سمجھایا لیکن اس نے نہ مانا اور
صوبہ دار نے دھمکایا تو شیر افکن خان نے اس کو قتل کیا ملازمان صوبہ دار

مرزا سلیم بھی اس وقت موجود تھا بادشاہ نے اس کو بہت سے تلقین اور نصیحت کی اور سب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اگر مجھ سے کوئی قصور آب صابون کی نسبت ہوا ہو تو معاف کرو اس وقت مرزا سلیم بھی قدموں پر گر پڑا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اگر نے اپنی تلوار کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ میرے ساتھ اپنی کمر میں باندھو اور ایک بڑے عالم کو بلا کر اپنے دین اسلام کا کلمہ پڑھنا شروع کرو اور اسی حالت میں انتقال فرمایا تاریخ وفات فوت اکبر شاہ ہے جس سے سنہ ۱۶۰۵ ہجری نکلتے ہیں :

اکبر آباد کا قلعہ اسی بادشاہ کا بنایا ہوا ہے اور قلعہ الہ آباد بھی اکبر نے تعمیر کرایا تھا۔ اکبر سال بھر میں متفرق ایام میں قریب تین مہینے کے گوشت نہ کھاتا تھا اور رات دن میں تین گینٹے سے زیادہ نہ ہوتا تھا پندرہ بیس کوئس پیادہ پا چل سکتا تھا بادشاہ نے رعایا کے فائدے کے واسطے اچھے اچھے قانون جاری کئے جزیہ لینا موقوف کر دیا۔ باطنی و انبی اسی بادشاہ کے وقت میں تھے اور سمٹ امین گذرے تھے اکبر بادشاہ سورج کو بہت سے سلام کیا کرتا اور کھیک دوپہر کو سورج کے سامنے کھڑا ہو کر دھیان اپنا لگاتا تھا منشا اسکا یہ تھا کہ وہ معقد سورج کا تھا بلکہ باعث اسکا صرف تالیف قلوب ساتھ اہل ہند کے تھا ورنہ مذہب سکھ وارتھوڈوکس

فصل دوازدهم نورالدین محمد جہانگیر

اکتوبر سنہ ۱۶۰۵ء مطابق جمادی الاول سنہ ۱۰۱۵ ہجری میں مرزا سلیم بیٹا اکبر کا تخت نشین ہوا اور جہانگیر کے خطاب سے پکا را گیا اس بادشاہ نے ناک کاٹنے کی سزا موقوف کی اور باد و صف اپنی میخواری کی شہاب خواری کے نسبت سخت ممانعت کی اسلام کے قاعدوں کو اجاڑ دیا ایک زنجیر اوسے دیوار قلعہ اندرونی جانب سے باہر کو لٹکائی اور اوس زنجیر کے اندر والے سرے میں سونے کی گھنٹیاں عین بادشاہی محل کے اندر لگائیں تھیں جب کوئی داد خواہ آتا اوس زنجیر کو بلاتا بادشاہ کو آگاہی ہوتی :

ایسا مقابلہ کیا کہ فوج شاہی کو واپس آنا پڑا اور آخر شش دو نوں گروہوں نے بڑا فیروزی
 ۱۵۹۶ء صلح کر لی چاند بی بی نے صوبہ براہویہ احمد نگر والے چند روز سے قلعہ
 ہوئے تھے بادشاہ کے حوالہ کیا اور فوج شاہی واپس آئی :

بعد چند روز کے محمدرخان وزیر چاند بیگم جو بنام زردیشوا تھا چاند بیگم
 سے باغی ہو گیا پیشوا کا خطاب بھمینی بادشاہوں کے وقت نسبت وزیر مروج
 تھا اس کے بعد شمارہ والے راجاؤں کے برہمن وزیر اس خطاب سے
 مخاطب رہے اور مرہٹوں کی حکومت پر اسی خطاب سے حکمران رہے جب کہ
 محمدرخان نے بغاوت کی اور اس نے شاہزادہ مرزا مراد سے جو ملک براہویہ
 تھا اعانت طلب کی اور چاند بیس کا بادشاہ بھی بہ اعانت شاہزادہ ہو گیا
 اور گو لکھنؤ کا بادشاہ پہا لور اور احمد نگر والوں کی امداد پر آیا اور وہ
 ۱۵۹۶ء میں یا جنوری ۱۵۹۶ء میں بہت بڑی لڑائی ہوئی لیکن کوئی فریق کامیاب
 نہوا اور اس عرصہ میں بادشاہ اکبر نے ابوالفضل کو اس مہم پر مامور کیا
 اور پھر ۱۵۹۹ء میں خود اکبر اس طرف روانہ ہوا لیکن اس کے پہنچنے سے پیشتر
 قلعہ دولت آباد اور چند قلعہ مفتوح ہو چکے تھے اور جب فوج شاہی
 آگے بڑھی اس وقت احمد نگر کے سپاہیوں نے بلوہ کر کے چاند بیگم کو مار ڈالا
 پھر تو فوج شاہی نے حملہ کر کے قلعہ میں داخل کیا اور قلعہ اے شب مار کے گئے
 اور بہادر نظام شاہ کو قید کر کے گوالیار میں بھیج دیا :

اکبر بادشاہ کو برہانپور میں خبر بغاوت شاہزادہ مرزا سلیم کی ہوئی
 یہ شاہزادہ کثرت سے شراب اور افیون استعمال کرتا تھا اس نے بغاوت
 اختیار کر کے الہ آباد اور صوبہ اوڈہ اور بہار پر قبضہ کر لیا لیکن اکبر نے
 اپنے فرزند پرثویش کو نہ مناسب نہ سمجھا اور بعد چند روز صوبہ بنگالہ اور
 اوڑیسہ اس کے حوالہ کیا مرزا سلیم کو ابوالفضل سے کمال عداوت
 تھی جبکہ ابوالفضل دکن کی مہم سے فارغ ہو کر آگے کو آتا تھا لہذا وجہ نزاع
 دیو والی اور چھانے مرزا سلیم کے اشارہ سے اس کو قتل کیا
 ۱۵۹۷ء عیسوی میں اکبر نے بیمار ہو کر اس جہان فانی سے رحلت کی :

بیجا جلالا جب سردار ہوا تو اس نے بڑی دھوم دھام سے سرداری کی غرض کے
 جو فوج شاہی بسر کردگی راجہ بیربل وزیر خان بھیجی گئی تو اول مقابلہ
 اذکافوہ یوسف زئی سے ہوا اور بیربل مارا گیا۔
 اس لڑائی میں اکبر کو بڑے کڑے مقابلے پیش آئے اور فوج بہت ماری گئی
 اور بہت تھوڑی کامیابی حاصل ہوئی بعد ایک مدت کے جلالا تسلیم
 میں ایک لڑائی میں جان سے مارا گیا اور یہ مذہبی لڑائی جہانگیر اور شاہجہاں
 کے وقت تک قائم رہی یہاں تک کہ روستہ و والون کے جوش خروش
 ہو چکے مگر چٹانوں کی اصلی آزادی قائم رہی اور وہ کسیکے مطیع نہ ہوئے ۱۵۹۱ء
 میں اکبر نے جانب سندھ ایک حصہ فوج کا قلعہ سہوان پر اور دوسرا حصہ
 امرکوت دورستون سے روانہ کیا حاکم سندھ نے بدول اطاعت
 جاریہ کا راپنا نہ لکھا اور ۱۵۹۲ء عیسوی میں فرمان برداری اختیار کی۔
 اکبر نامہ میں مذکور ہے کہ والی سندھ نے پرتگالی سپاہیوں کو اس
 لڑائی میں لڑایا اور دوسو ہندوستانیوں کو یورپ والوں کی دردی سے
 آراستہ کیا تھا چنانچہ قاعدہ دانی اور وردی کی حیثیت سے وہ ہی سپاہی
 یورپ والوں کے پہلے پہلے ہندوستان میں نمونہ تھے۔
 ۱۵۹۳ء میں قبضہ و تصرف اکبر قندھار پر بھی ہو گیا۔
 ۱۵۹۵ء میں کنہین جو پیشتر سے احمد نگر اور سخی پور عرف بیجا پور اور
 گولکنڈی کے جہاد بادشاہ ہوتے چلے آتے تھے احمد نگر میں اس غرض میں
 سلطنت کے چار دعویدار کھڑے ہوئے ایک نے جو اس وقت میں احمد نگر میں
 تھا اکبر سے مدد مانگی بادشاہ نے فوج اپنی روانہ کی ابھی فوج نہ پہنچی تھی کہ
 احمد نگر دوسرے دعویدار بہادر نظام شاہ نابالغ کے قبضہ میں آ گیا اور اس کی
 جانب سے ہجی اس کی چاند بیگم جو بہت دلیر اور صاحبہ صلا تھی آمادہ
 کارزار ہوئی اور جس وقت فوج شاہی نے سرنگ اور اکر قلعہ پر چڑھنا چاہا تو
 چاند بیگم اپنے مونہ پر نقاب ڈال اور زور بکتر پہن اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں
 آتے ہوئے اس کھڑی ہوئی اور اپنی فوج کو غیرت دلائی اور مقابلہ شکست دیا اور

دوسرے برس کے اندر رن ہمنورا اور کالینچر کا قلعہ فتح کیا۔

۱۵۷۱ء میں جب سرحد چودہ لوریہ پوئیا راجہ مالدریو نے اپنے بیٹے کو واسطے استقبال کے بھیجا لیکن اکثر نے وہ خاضی کافی نہ سمجھی اور ناراض ہوا اور ۱۵۷۲ء عیسوی میں حکومت چودہ لوریہ راجے سنگھ والی بھیجا کہ مرحمت فرمائی لیکن راجے سنگھ کو قبضہ چودہ لوریہ نصیب نہ واجب مالدریو مر گیا تو اس کے بیٹے نے امانت قبول کی:

۱۵۷۲ء عیسوی میں اکبر نے جانب گجرات توجہ کی جو ایک تہہ سے اور بادشاہوں کے قبضہ و تصرف میں تھا اور اس ملک میں چند سر کے ظہور میں آئے آخر ش تمام اس ملک کو فتح کر کے اپنے قلمرو میں دوبارہ داخل کر کے ہم جون شہنشاہ کو دلی میں واپس آیا اور ۱۵۷۳ء میں داؤد شاہ حاکم بنگال مارا گیا اور بہار بھی فتح ہو گیا:

۱۵۷۴ء میں فوج شاہی جانب کشمیر روانہ ہوئی: قبل از چودہویں صدی کے سلطنت کشمیر ہندوؤں کے قبضہ میں رہی اور کبھی رائٹاروں کے قبضہ میں مسلسل چلی آئی لیکن بعد چودہویں صدی کے کبھی قابض ہو گئے تھے اب اکبر نے صوبہ ہندوستان کا قرار دیا اور والی کشمیر اور واسطے اس کے صوبہ بہار میں جاگیر اس کی مقرر کی گئی اسی سال راجہ پیر اکبر کا نامی صاحب سندھ مار یوسف زینبیوں کی لڑائی میں مارا گیا اور وجہ اس لڑائی کی یہ تھی کہ چند سال پیش ایک شخص ہارنرید نامی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور ایک بڑا فرقہ اپنا قائم کر کے نام اور کار و شینیا رکھا اور پاس پڑوس کے لوگوں پر اپنا عیب داب بٹھایا کہ اکبر کو اس جانب ہونا پڑا۔

اون لوگوں نے فوج شاہی کا مقابلہ کیا اور اس کے مریدوں کا قتل عام اور بانیہ خود شکست کھا کر بعد چند روز کے مر گیا: ۱۵۷۵ء عیسوی میں بانیہ کے بیٹوں نے اس کی گڑھی ہوئی بڑیوں کو اوکھا کر تابوت میں رکھا اور اپنے گروہ کے آگے لئے پھرے آخر سندھ گور میں اپنے گرو

اسی عرصہ میں مالوہ کے حاکم بازہا در نے سرکشی کی فوج شاہی نے اوسکو شکست دی اور حکومت مالوہ کی پیر محمد خان کو دی گئی الا بازہا در نے پھر قبضہ کیا لیکن ۶۱ ۱۵۶۱ عیسوی میں فوج شاہی نے اوسکو پھر مغلوب کیا اور بعد کھوڑے عرصہ کے بازہا در نے الحاحت قبول کی نہارا رفل والی جے پور اکبر سے مستحق تھا نہاننگ کہ آغاز محبت میں اپنی لڑکی کا بیاہ اکبر سے کیا اور خود راجہ اور بھگوان داس بٹیا اوسکا فوج میں بڑے بڑے عہدوں پر تیار ۶۱ ۱۵۶۱ میں مارواڑ پر فوج کشی ہوئی اور میرٹھا کا قلعہ فتح ہوا ۶۱ ۱۵۶۱ میں چتور یعنی اودے پور کے راجہ پر حملہ آور ہوا راجہ اودے سنگھ پسر راجہ سنگھ چتور کو چھوڑ کر جانب گجرات بھاگ گیا لیکن فوج اوسکی قلعہ چتور گڑھ میں موجود رہی چنانچہ محاصرہ قلعہ کا کیا گیا اور مددے طیار ہوئے اور سرنگین کھودی گئیں تجویز تھی کہ جب دونوں سرنگ اور آئی جاوین تو قلعہ پر حملہ ہو اتفاق یہ ہوا کہ اول ایک سنگ اور فوج نے حملہ کیا دوسری سنگ عین حملہ میں اور فوج کے فریقین کے آدمی زیادہ تلف ہوئے اور حملہ اول پس ایک رات اکبر دہلی میں کو دیکھ بھال رہا تھا دیکھا کہ جیل افسر فوج راجہ کا دیوار شکستہ قلعہ میں مشعل لئے مصروف ہے اکبر نے ایک تیر شاہ ناک کرا لیا مارا کہ جیل کے سر میں لگا اور کام اوسکا تمام ہوا فوج نے بہت باری دے دی اور کو اسٹھ لاشن جیل کی جلا کر آمادہ پیکار ہوئے کم سے کم آٹھ ہزار آدمی ہاتھ فوج شاہی سے قتل ہوئے اور بادشاہ فتحیاب ہوا یہ واقعہ مارچ ۱۵۶۱ء کا ہے باوجود اس فتح کے راجہ اودے سنگھ جنگوں میں آزاد پھر تار مارا ۱۵۶۱ء میں راجہ برتا سنگھ اوسکے بیٹے اور جانشین کے قبضہ سے کوٹھیر اور کوکنہہ کے قلعہ نکال گئے اور راجہ دریا کے کنارے کے قرب جوار میں بھاگنا پھر لیکن الیہ عالی بہت تھا کہ اکبر کی وفات سے پیشتر اپنے ملک میں قابض ہو گیا تھا اور اپنے باپ کے نام شہر اودے پور کو بایا اور اسی خانہ نے بادشاہ اسلام کو اپنی بیٹی نہیں دی جے پور اور جو وہ پور کی دو بیٹیاں تو اکبر کی محل تمہیں اور جہانگیر اوسکے بیٹے کو دوسری بیٹی جے پور کی بیٹی تھی

اکبر نے قبضہ کیا پیرم خان جہاں کار و بار سلطنت اپنی رائے سے کرتا اور
 ایک کچھ حقیقت نہ سمجھتا تھا اور ایک دو امر میں نسبت اکبر بھی اس سے
 بے اعتنائی وقوع میں آئی اب دربار میں دشمن اس کے زیادہ ہو گئے اور باد
 بھی اب جوان ہوتا چلا چنانچہ اکبر کو اب تخت اختیار پیرم خان رہنا
 ناگوار گذرا الترض بجلید شکار کے اکبر تابو پیرم خان سے نکل کر دلی پہنچا
 اور ارج ۹۹۹۹ میں ایک اشتہار جاری فرمایا کہ اب انتظام سلطنت
 میں نے اپنے ہاتھ میں لیا سوائے میرے حکم کے دوسرے کے حکم کی تعمیل نہ کی جا
 او سو وقت پیرم خان خواب غفلت سے بیدار ہوا اور کعبہ جانے کا ارادہ
 مستمم کیا لیکن گجرات میں پہنچ کر اس کی نیت بدل گئی اور کچھ فوج جمع کر
 بغاوت اختیار کی اور سچا سب کی جانب حملہ آور ہوا لیکن فوج شاہی
 شکست کھائی اور اکبر ۹۹۹۹ خواتین عفو ہوا اکبر نے بلحاظ خدات سابقہ اس کے
 قصور کو معاف فرمایا بعدہ پیرم خان نے بوجہ غیرت رہنا یہاں کا پسند
 نہ کیا بارادہ روانگی کہ گجرات گیا اور وہاں وقت طیاری ساز و سامان
 جہاز ایک پٹھان نے پیچھے سے آکر کام اوسکا تمام کیا جسکے باپ کو عہد ہمالو
 میں پیرم خان نے عین میدان میں قتل کیا تھا اکبر نے جب یہ بارگران اپنے
 سر پر رکھا اوس وقت عمر اوسکی اٹھارہ برس کی تھی اور چونکہ تعلیم و
 تربیت اچھی پائی تھی اور حالت مصیبت میں پیدا ہوا تھا اور اپنے چچا کے
 قید میں ہوش سنبھالا اور بہا اور ان کے ساتھ مترکون میں رہا تھا اس سبب
 سے متحمل اس بارگران کا ہوا تعجب مذہب کو مطلق ترک کیا اہل مذہب مسلمان
 اپنی اپنی لیاقت کے موافق بڑے بڑے درجوں پر سرفراز ہوئے پاک طینت
 ۹۹۹۹ سے ۹۹۹۹ تک عملداری اپنی لکھنؤ اور شرق جو منور تک پہنچا
 تھا اور اجمیر و گوالیار کا قلعہ بھی فتح کر چکا تھا لیکن شیر شاہ ثانی
 ولد شاہ عدلی بارادہ تصرف دوبارہ جانب جو منور بڑھا کہ خان
 سردار اکبر نے اوسکو شکست دی الا خود اس سردار سے آثار بغاوت ظاہر
 ہونے لگے تب ۹۹۹۹ میں خود اکبر اوسکے جانب متوجہ ہوا کہ وہ برسر تی کیا

کا مران نے اگر کابل پر دخل کیا لیکن ہمایوں نے فوراً اگر اوسکا شکست دی
اور محصور کیا آخر کار اپریل ۱۵۳۷ء میں کا مران بھاگ کر بلخ چلا گیا
اس عرصہ میں اور بھی فسادات وقوع میں آئے اور مرزا کا مران سے لڑایا
ہوئیں آخر کار مرزا کا مران گرفتار ہوا اور اندھا کر اوسکو کعبہ کو بھیج دیا
اور ہمایوں بلاخر خستہ سلطنت کابل کرتار بنا
جب ۱۵۴۰ء میں سلیم شاہ مر گیا اور ملک اوسکا پانچ حصوں پر تقسیم
چنانچہ اوس میں سے سکندر شاہ نے دلی ابراہیم شاہ سے خلیفہ
کرالی جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے پھر ہمایوں جنوری ۱۵۴۵ء میں ہندو
سوار لیک کابل سے روانہ ہوا اور سکندر شاہ سے لڑکر پوری
فتح حاصل کر کے اگر یہ پر قبضہ کیا لیکن سکندر شاہ نے پھر خروج
کراؤسکے مقابلہ کے واسطے بیرم خان کو مع شاہزادہ اکبر جانب
پنجاب روانہ کیا لیکن اس عرصہ میں ایک روز ہمایوں زہر سے
آرتتا تھا کہ یاتوں اوسکا پھسلا اور سر کے بل نیچے گرا سخت صدمہ
ہونچا اور چوتھے دن مر گیا تاریخ اوسکے وفات کی یہ ہے ہمایوں شاہ
ازبام قنادہ جس سے ۹۶۲ھ ہجری نکلتے ہیں
فصل یازدہم حلال الدین محمد اکبر شاہ

اکبر تیرہ برس چار مہینے کا تھا کہ ہمایوں نے انتقال کیا ۱۵۵۶ء میں تخت نشین
ہوا تاریخ جلوس جلوس خداوند عالم بنا ہے جس سے ۹۶۳ھ ہجری نکلتے ہیں
اسوقت اکبر حسب ارشاد ہمایوں مع بیرم خان خانبخاران
پنجاب میں بتدارک سکندر شاہ مصروف تھا بیرم خان مقیم
سردار ہمایوں کا تھا اور لوجہ صغر سنی اکبر کے مدار کار سلطنت
راے پر منحصر تھا جب یہ خبر ملی کہ ہمایوں نے محمد شاہ کو مار ڈالا اور
قصہ لاہور رکھتا ہے تو بیرم خان نے بمقام پانی پت اوسکو
شکست دی اور گرفتار کیا جیسا کہ سابق مذکور ہوا اور بعدہ دلی اگر ہ

اور آخر فتح پانی اور محمد سوری اور گیارہ اسطرت ہمالیوں اگرہ میں لگیا تھا
 اور ہیمولن نے تیاری لڑائی کرنے کی شروع کی تھی کہ اوسکو خبر ملی کہ ہمالیوں
 مرگیا اور اکبر بیٹا اوسکا جو پنجاب میں تھا جانشین ہوا اس بات سے
 ہیمولن بہت خوش ہوا اور اس انقلاب سے ہمت اوسکی بڑھی اور
 محمد شاہ عادل کو چار گڑھ چھوڑا اور آب جانب اگرہ روانہ ہوا
 اور جا کر فتح کیا اور پھر جانب لاہور چلا اور آخر کار سیرم خان بھٹانا
 بمقام پانی پت ۱۵ نومبر ۱۵۵۶ء اوسکو شکست دی اور گرفتار کیا
 اور پھر جان سے مار ڈالا اور دھرم پور کے محاصرہ کے محمد شاہ عادل اور
 دارالسلطنت بہار و بنگالہ کے قابض رہ کر ایک لڑائی میں مارا گیا جو کہ
 اوس سے اور ایک نئی دعویدار واقع ہوئی جو بنگالہ میں پیدا ہوا تھا واقع ہوئی -
 فصل دہم ہمالیوں کی دوبارہ

جبکہ ہمالیوں ایران کو چلا گیا تو شاہ ایران نے اسکی بہت خاطر داری کی
 اور بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور اگرچہ پیچھے پیچھے معاملات مذہب میں
 کچھ کچھ ناراضی و قہر میں آئی لیکن تمام جلسوں میں بہت لیا ط و پاس ہوتا رہا
 اور ہمالیوں کے ساتھ اوس ایام میں صرف سات سو آدمی کی بیکثیر بھاری
 لیکن جب شاہ ایران نے اوسکو مدد دی تو چودہ ہزار فوج ایرانی بافسری
 مرزا مراد فرزند شاہ ایران اسکے ساتھ ہوئی اور مارچ ۱۵۵۶ء میں
 قندھار کی جانب روانہ ہوا اور محاصرہ قندھار کا کیا فرزند
 حاکم قندھار کہ بھائی اسکا تھا محاصرہ کی تکلیف سے تنگ ہو کر مطیع
 لیکن پھر قید کیا گیا اور قندھار کو ہمالیوں نے والہ ایرانیوں کے کیا کہ وہ
 متصرف رہے اور جب مرزا مراد اپنی موت مراتب ہمالیوں نے قبضہ
 اپنا قندھار پر کیا پھر جانب کابل روانہ ہوا مرزا کا مران
 بھاگ کر بمقام بکد علاقہ قندھار پناہ لی ہمالیوں نے کابل میں
 اپنے فرزند اکبر کو دوبارہ حاصل کیا جب ہمالیوں جانب بدخشان

میواڑ کے راجہ کو مطیع کیا اور بعدہ کالیچر کا محاصرہ کیا اور جبکہ شیر شاہ اپنے
تو سنا نہ ملاحظہ کرتا تھا اتفاقاً ایک گولہ دشمن کا اس کے میگزین میں پڑا کہ میگزین
اور گتیا اور اس کے صدر منہ سے شیر شاہ بھی جل گیا اور وقت شام ۱۲ بجی
۱۵۵۲ء کو یہ حادثہ واقع ہوا تاریخ اس کے وفات کی زائش مرد ہے جس میں
۹۵۲ ہجری تکلفے ہیں :

سلیم شاہ

سلیم شاہ بعد وفات باپ اپنے کے تخت نشین ہوا اصل نام اسکا جلال
تھا دلی میں سلیم گڑھ اسی نے بنایا ۲۵ مئی ۱۵۷۵ء عیسوی کرتخت پر
بیٹھا اور ۱۵۵۳ء میں یقضانے الی فوت ہوا یہ بادشاہ بھی مثل اپنے
باپ کے نیک نام رہا اور اس کے عہد میں بمقام بیانہ شیخ علامی نائب
ایک فقیر محمد وہ فرقہ کا بانی ہوا جو سید محمد جو پوری کو محمدی موعود
سمجھتے تھے :

محمد شاہ سوری عہد ملی

جبکہ سلیم شاہ مر اتوفر وزیر خان سپرد وازدہ سالہ سلیم خان کو
محمد خان گجراتی اس کے قتل کیا اور آیت تخت پر بیٹھا اور لقب اپنے
محمد شاہ عادل رکھا اور اپنے بھتیجے کے قتل سے خون ناحق کا دھبہ
لگایا یہ بادشاہ نہایت ظالم و زنا کار و نادان تھا انتظام اس کی حکومت کا
ہیمو بھال کو سپرد کیا تھا جو کسی زمانہ میں دوکان کرتا تھا لیکن جو شیازیل
اس کے عہد دولت میں خزانہ خالی ہو گیا امیر دن کی جاگیرین ضبط ہوئیں
آدمی بدل ہو گئے بغاوت شروع ہو گئی ابراہیم سوری نے دلی پر گرفت
کیا پنجاب میں سکندر سوری دوسرا بھتیجا شیر شاہ کا بادشاہ
بن بیٹھا اور بنگالہ میں محمد سوری جاگیر نے بغاوت اُٹھائی اس کی
سکندر نے ابراہیم پر حملہ کر کے دلی اگر وہ سے اس کو خارج کیا
ہیمو بھال واسطے رفع بغاوت بنگال کے گیا تھا کہ اس کو دریافت ہوا کہ ہمالہ
پھر ہندوستان میں داخل ہوا لیکن ہیمو بھال لڑائی بنگال میں مضر

راجہ اس فکر میں ہے کہ گرفتار کر کے حوالہ دشمن کرے وہاں سے واپس ہو کر جاوے
 کہ امر کوٹ چلا جاوے جو اٹک کے قریب ایک ریگستان میں واقع ہے
 چنانچہ روانہ ہوا اور راہ میں مصیبتیں جھیلتا ہوا امر کوٹ پہونچا اور ایشاد راجہ کوٹ
 بہت ادب سے پیش آیا اور سندھ کی فتح کے واسطے اوسنے امداد بھی
 کی اس حالت افسردگی میں ۱۴ اکتوبر ۱۵۲۲ء کو حمیدہ بیگم کے پیٹ سے
 جلال الدین اکبر پیدا ہوا اس سے ایک دن پہلے سندھ کی جانب کوچ ہو چکا تھا
 اور راجہ امر کوٹ بھی اسکے ہمراہ تھا لیکن اثنائے راہ میں کچھ ایسی حرکت واقع
 ہوئی کہ راجہ امر کوٹ ناراض ہو کر واپس چلا گیا اب ہمالیوں نے تنہا رہ گیا آخر
 ۹ جولائی ۱۵۲۲ء کو ہمالیوں نے جانب قندھار روانہ ہوا اوسوقت مرزا عسکری
 از جانب کابل حاکم قندھار تھا جب قندھار قریب ایک سو تیس میل
 کے رنگیا تو ایک سوار نے ہمالیوں کو خبر دی کہ مرزا عسکری تنہا رہی
 گرفتاری کے لئے آہو نجات ہمالیوں نے اپنی بیگم کے ایک گھوڑے پر سوار
 ہو کر بھاگا اور اکبر کو اوسے جگہ چھوڑا مرزا عسکری نے پہونچ کر جب ہمالیوں
 کو نہ پایا تو اکبر کو لے کر روانہ قندھار ہوا اور ہمالیوں کو مرزا عسکری اور سینیست
 ہونے ہونے ہرات میں پہونچا اور وہاں سے ایران کو چلا گیا

فصل نہم افغانوں کی سلطنت کا بیان

ذکر شیر شاہ بادشاہ

شیر شاہ ۱۵۴۱ء مطابق ۹۲۴ ہجری میں ہمالیوں کے ممالک
 قابض ہوا اور پنجاب بھی کا مران نے اوسکے حوالے کیا چنانچہ شیر شاہ
 دریائے جہلم کے کنارے پر ایک قلعہ طیار کر کے ہمار کے قلعہ ریتھاس کے
 نام پر نام اوسکا رکھا اور اگر وہ کو واپس آیا اور حاکم بنگال کو مغلوب کیا
 ۱۵۴۲ء میں صوبہ مالوہ اور ۱۵۴۳ء میں قلعہ رایت پور کو فتح کیا
 جو سندھ میں ہندی راجہ کے بیٹے کے قبضہ میں تھا
 ۱۵۴۴ء عیسوی مالدیور راجہ مار وار پر چڑھائی کی اور اوسکو شکست دی پھر

بادشاہی کا خطاب اختیار کر کے نام اپنا شیر شاہ رکھا اور ہمالیوں بکسر میں
 پہنچا تھا اوسط طرف سے شیر خان محاصرہ جو نیور کا اوٹھا کر کمال استعجال
 بکسر میں پہنچا اور جید چند روز کے جولاہائی ہوئی تھی شیر شاہ نے ہمالیوں کی
 شکست دی ہمالیوں نے گھوڑا گنگا میں ڈالا لیکن گھوڑا دریا میں بھک تڑپ
 ڈوب کر مر گیا ہمالیوں کو نظام نامے ایک سقہ نے مشک پر بٹھایا جس کے ذریعہ
 وہ سقہ پانی میں پیرتا پھرتا تھا غرض کہ ہمالیوں بھاگتا رہا اور گھوڑی سب جمعیت
 سمیت کالپی تک پہنچا اور وہاں سے اگر وہ کو گیا باقی فوج کچھ باری گئی کچھ
 ڈوب کر مری ہمالیوں کی بیگم دشمن کے ہاتھوں میں پڑی مگر شیر شاہ
 نے بڑی انانیت کی اور نہایت ادب سے پیش آیا اور محفوظ مکان میں
 بیگم صاحب کو بھجوا دیا یہ واقعہ ۲۶ جون ۱۵۲۹ء کا ہے اپریل ۱۵۳۰ء میں
 اگر وہ سے دوبارہ روانہ ہوا اور اس وقت کا مران بھائی اوس کے نے بھی تین
 ہزار آدمیوں کی کمک اوس کو دی شیر شاہ بھی قہوج کے برابر پہنچا
 ہمالیوں نے گنگا پار اوتھ کے مقابلہ کیا لیکن پھر شکست کھائی اور ہاتھی پر
 سوار ہو کر گنگا سے اوترنا جا چو کہ کنارہ اوسط طرف کا اونچا تھا ہاتھی نکل نکلا
 مگر دوسپا ہیوں نے اپنی بگڑیاں ڈالیں تب ہمالیوں لٹک لٹکا کر نکلا او
 پھر کچھ فوج بھی پہنچ گئی ہمالیوں نے راستہ اگر وہ کا پکڑا اور اگر وہ بچ کر
 ہمالیوں و مرزا بندال و مرزا عسکری لاہور کو پاس کا مرا
 چلے گئے اور وہ جولائی ۱۵۳۰ء کو لاہور میں داخل ہوئے لیکن کا مران
 التفات نہ کیا بلکہ کا مران نے شیر شاہ سے صلح کر کے اور پنجاب کو
 بھی حوالہ شیر شاہ کیا اور آب کابل چلا گیا تب ہمالیوں جانتے منہ
 چلا کہ شاید وہ صوبہ میری الماعت کرے لیکن کچھ حاصل نہوا اور ڈیڑھ برس
 حسین ارغونی سے بیفاہ لڑتا جھکاتا رہا یہ عرصہ ڈیڑھ برس کا
 اور سہواں کے محاصرہ میں صرف ہوا جب خزانہ اوسکا صرف ہو گیا
 اوس سپاہی بھی نوکری چھوڑ چھوڑ جانے لگے تو ارادہ کیا کہ جو وہ لور جا کر راجہ
 امداد لیے جب اوس کے قریب پہنچا تو دریا نہایت بڑا تھا

زمانہ سے اس نے ترقی پائی تھی بعدہ ہمالیوں جانب بہا ور شاہ گجراتی واقع
 بہار مصروف ہوا لیکن ۳۵ھ میں بہا ور شاہ مورچال کو چھوڑ
 مع پانچ چار آدمی کے ماندو بھاگ گیا چنانچہ تعاقب اوسکا کیا گیا تو وہ ماندو
 سے چھٹا نثر اور چھٹا نثر سے کہو جا اور وہاں سے مقام دیو میں گیا
 جو گجرات کے اخیر نثر ہے ترواقع ہے ہمالیوں بھی اوسی دن شام کو دا
 ہوا لیکن وہ گرفتار نہ ہو سکا تب تعاقب چھوڑ کر مصروف قبضہ کیے گئے
 اور جلد متصرف ہو گیا اور پھر حنیانیر کا قلعہ بھی گشت ۳۵ھ میں فتح کیا لیکن
 اوسکو خبر ملی کہ شیر خان نے پھر بغاوت کی تو ہمالیوں اگرہ کو واپس آنا
 اور جس وقت شیر خان محاصرہ کوڑ دارالسلطنت بنگالی میں مصروف
 تھا ہمالیوں نے یہ وقت غنیمت جانا اور جانب شیر خان روانہ ہوا
 اور ہمالیوں اول حصار گڑھ پہونچا اور اوسکا محاصرہ کیا کئی مہینے تک محاصرہ
 قائم رہا اور محصورین لڑتے بھرتے رہے جب امید مدد و اعانت نہ رہی تو محصورین
 نے اعلیٰ عت قبول کی پھر ہمالیوں آگے بڑھا اور منہور مٹھ تک نہ پہونچا تھا
 کہ محمود شاہ بادشاہ بنگالہ سے ملاقی ہوا جو شیر خان کے دباؤ سے
 بھاگا پھر تاتھا شیر خان اپنے عیال و اطفال کو مع مال و دولت رہنما
 میں لیکر گیا تھا اور کوڑگی غنیمت بھی وہاں پہونچائی تھی چنانچہ ہمالیوں بڑھتے
 بڑھتے کسی مقابلہ کے کوڑ پر قابض ہوا اس عرصہ میں موسم برسات آگیا راستے
 میں دودھو گئے اور پھر بعد برسات ہمالیوں کے لشکر میں بیماری پھیلی سب کام
 بند ہو گئے اس زمانہ میں شیر خان اپنے گوشہ سے نکلا اور بہار و بنارس
 پر قبضہ کر کے حصار گڑھ کو دوبارہ حاصل کیا اور حوٹور کے محاصرہ میں مصروف ہوا
 اور قشوج تک جا بجایا فوج اپنی مامور کردی ہمالیوں اگرہ کی آمد و رفت کے راستہ
 دوبارہ مدد دیا کر چاہا کہ فوج اپنی بنگالہ میں چھوڑ کر تھوڑے لوگوں سمیت
 اگرہ چلا جاوے لیکن پھر بعد تھوڑے توقف کے ایک بڑا حصہ اپنی فوج کا تخت
 خاٹخاٹان آگے روانہ کیا جب فوج اوسکی موگیہ پہونچی تو شیر خان کی فوج
 اوسپر چھا پابارا ہمالیوں کی فوج نے شکست کھائی اور اب شیر خان

راجہ سانگا بھگا گا اور اپنی جان بچائی ۱۵۲۸ء میں بابر نے میدنی را سے راجہ
 چندیری پر حملہ کیا جب لشکر شاہی داخل قلعہ ہوا اور جہولون نے اول غور و نظر
 کیا پھر فوج شاہی پر ٹوٹ پڑے لیکن فوج شاہی کے ہاتھ سے مارے گئے
 یہ واقعہ ۲۰ جنوری ۱۵۲۸ء میں واقع ہوا اسی سال بابر نے افغانوں سے
 دودھ اور بہار کو بھی لے لیا اور اسی عرصہ میں قلعہ رن تھنور پر بھی تسلط ہوا
 جسکو راجہ سانگا کے دو سرے بیٹے اسکے حوالہ کیا اور اسلئے کہ راجہ
 سانگا مر چکا تھا اور بڑا بیٹا اوسکا جانشین اوسکا ہوا تھا بابر نے
 ۱۶ دسمبر ۱۵۲۸ء مطابق ۹ مئی ۱۵۲۹ء کو راجہ سانگا کو پچاس برس اور بادشاہت
 ۲۸ برس پورے کر کے بیماری سے بمقام اگرہ جہان خانی سے کوچ کیا اور
 ۲۸ مئی ۱۵۲۹ء میں مدفون ہوا تاریخ وفات اوسکی بہشت روزی باد ہے جس سے
 ۲۸ مئی ۱۵۲۹ء تک رہیں

ذکر ہمالیوں
 بعد انتقال بابر کے ہمالیوں تخت نشین ہوا اوسوقت مرزا کامران
 بھائی اوسکا حاکم کابل وقت ہمار تھا اور مرزا بستان
 و مرزا عسکری جو پاس ہمالیوں کے تھے اونکو ہمالیوں نے
 سنبھل و میوات کا ناظم علیحدہ قلعہ مقرر کیا
 مرزا کامران نے تخت حکومت ہمالیوں رہنا پسند نہ کیا تو ہمالیوں نے
 اوسکی درخواست قبول کی اور پنجاب و اٹک بھی اوسکے حوالہ دیا
 ب ہمالیوں کے پاس صرف ملک مغلوں باقی رہ گیا لیکن اوسمیں فساد شروع
 ہوا اور جب ہمالیوں محاصرہ کالینجر میں مصروف تھا تو اوسکو خبر ملی کہ
 بابر و بابرید افغانوں کے سرداروں نے اضلاع جوئیور میں دوبارہ
 فساد برپا کیا لیکن ہمالیوں نے فوراً دفع کیا اور بعدہ چٹار گڑھ پر حملہ اور
 چٹار گڑھ اطاعت قبول کی اور ہمالیوں نے بھی منظور کیا اس شیر خان کا
 پ حسن خان سہسرا میں پاشو ٹورڈن کا جاگیر دار تھا لیکن بقیہ

سے کابل میں سلطنت کرتا تھا بولا اگر بعض سرداران فوج دولت خان کو بکومت
خارج کر کے بابر سے بمقابلہ پیش آئے لیکن بابر نے ۱۵۲۳ء میں متصل لاہور اور فوج
شکست دی اور لاہور کو پھونک دیا اور پھر دیپال پور پر حملہ آور ہو کر
لوگوں کو قتل کیا اور وہاں سے بارادہ دہلی روانہ ہو کر سرسوتھ تک پہنچا
کہ اس عرصہ میں دولت خان مذکور نے بغاوت اختیار کی اور بہار و
کی طرف چلا گیا بابر ایسے خطرناک دشمن کا پیچھا چھوڑنا مناسب نہ سمجھ کر کابل کو

واپس گیا اور پھر وہاں سے جلد واپس آیا اور لاہور میں ہو کر بہار و
میں دولت خان کو شکست دیتا ہوا بمقام روپر کنارہ دریا بے ستلج
پھونچ کر سیدھا دلی روانہ ہوا اور یابیٹ پہنچا اور اس طرف
سلطان ابراہیم لودی ایک لاکھ فوج اور ایک ہزار ہاتھی لیکر آمادہ متاع
ہوا اور بابر کے ساتھ بارہ ہزار سے زیادہ فوج نہ تھی ابراہیم لودی
لڑائی میں ۲۱ اپریل ۱۵۲۶ء کو شکست کھا کر مارا گیا اور پندرہ سو لہ ہزار
آدمی دشمن کے قتل ہوئے گوالیار کا راجہ جو رفاقت میں ابراہیم لودی
کے تھا میدان میں مارا گیا بعد بابر نے بڑے کراگرہ پر اپنا قبضہ کر لیا
فصل ہشتم خاندان تیموریہ کے بیان میں

ذکر طہیر الدین محمد بابر

بابر تیمور کی چھٹی پشت میں تھا ابو سعید بن پوتہ تیمور کا دادا
تھا ابو سعید نے ملک اپنا اپنے بیٹوں پر اس طرح تقسیم کیا کہ سمرقند
بشارا احمد مرزا اور بلخ محمود مرزا اور کابل الخ خان کو دیا اور جھوٹا
بیٹا عمر شیخ مرزا بابر کا جو پہلے حاکم کابل کا تھا وہ فرغانہ کو تبدیل
ہوا ۱۵۲۹ء میں عمر شیخ مرزا مر گیا اور بابر تخت نشین ہوا تو عمر اوس کی بارہ
کی تھی اور جہی سے اکثر معرکوں میں وہ لڑتا پھر تارباکھی فرغانہ رت لایا
سمرقند کے تخت پر بیٹھا ایک وقت دو نو سلطنتوں پر مسلط رہا

جس سے شہنشاہ ہجری نکلے تہن بعد جانے پھر کے چند روز دلی ویران پڑی
 پھر محمود غزنوی نے گجرات سے اگر بادشاہی کی اور ۱۳۱۳ء میں اپنی
 موت سے مرگیا بعد ازاں کے دولت خان لودھی نے تخت سلطنت پر
 جلوس کیا اور پندرہ چھینے اور سنے سلطنت کی تھی کہ ۱۳۱۴ء میں مطالبہ ۱۶
 ہجری میں سید خضر خان حاکم پنجاب نے اوسکو خارج کیا اور
 تیمور کے نام سے آپ سلطنت کرنے لگا لیکن اس زمانہ میں برائے نام سلطنت
 دہلی تھی سوائے دلی کے کوئی ضلع یا پرگنہ اوسکے قبضہ میں نہ تھا اوسکے
 سید مبارک ۱۳۲۱ء اور سید محمد ۱۳۲۵ء عیسوی میں اور سید
 علاء الدین ۱۳۲۴ء میں اوسکی اولاد میں سے حکمران رہے
 ۱۳۲۵ء میں مطابق ۵۴۲ھ ہجری میں علاء الدین بہلول خان لودھی
 کو جو حاکم پنجاب بن بیٹھا تھا دلی کو حوالہ کر کے آپ بھاہوں کی طرف
 چلا آیا اور گوشہ نشینی اختیار کی :

فصل ہفتم لودھیوں کا خاندان

بہلول خان کی تخت نشینی سے پنجاب پھر دلی میں شامل ہوا اور بعد
 ۲۶ برس کے جو غنور بھی فتح کیا گیا اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں
 ظہور میں آئیں آخر ۱۳۵۷ء مطابق ۷۶۲ھ ہجری میں مرگیا اسوقت پھر
 سلطنت دہلی بہت وسیع ہو گئی تھی سکندر لودھی ایک سنار سے
 پیدا ہوا تھا جب تخت پر بیٹھا تو بہار و چندری کو فتح کیا اور ملک کے
 بندوبست میں مصروف رہا یہ بادشاہ سخت شغوب تھا مندرون کو ڈھاتا
 جتوں کو توڑتا اور ہندیوں کو تیرتھ کرنے سے روکتا تھا ۱۳۵۸ء میں اس جہان
 سے رحلت کی تاریخ وفات تاری شد ہے جس سے ۷۶۳ھ ہجری نکلے ہیں :

ابراہیم لودھی اپنے باپ کا جانشین ہوا لیکن کمال مغرور اور وہی تھا
 ہر طرف فساد برپا ہوا ایک بھائی اوسکا تو جو غنور کا بادشاہ بن گیا لیکن
 مغلوب ہو کر قتل کیا گیا اور جاجا حاکم بوجہ بغاوت قتل ہوئے دولت خان لودھی
 حاکم پنجاب نے بغاوت اختیار کی اور اپنی مدد کو پار بادشاہ کو جو عرصہ قلیل

اور سو حمان سرزمین تالاب اور سو شفا خانہ اور سو حاتم اور دیکھ
پل بنوائے اور ایک نہر حمان کی براہ کرناں دمان سے حصار کھود دوائی

۳۹۸۔ تخت پر بیٹھا جن لوگوں نے کہ اس کو تخت پر بیٹھایا اوسے اویسے سمجھ
چھپر چھار شروع کی وہی لوگ پھر محل سلطنت ہوئی یہاں تک کہ مانج
مینے کے اندر اندر فروری ۸۹۹ء میں تخت سے اوتارا اور جان سے ہار گیا
— ابو بکر تخلق جو فیروز تخلق دوسرے بیٹے کا بیٹا تھا تخت
ہوا اویسے ایک برس بھی سلطنت نہ کی تھی کہ سلطان ناصر الدین
فیروز تخلق جو سر مور کے ہار ڈون کی طرف چلا گیا تھا ہارے اوترایا

اور ابو بکر کو قید کر کے آپ تخت پر بیٹھا اور بعد وفات اوسکے ہمالوں
تخلق بڑا بیٹا اوسکا پادشاہ ہوا اسکندر شاہ اوسکا لقب تھا
بعد ۴۵ دن کے وہ بھی مر گیا تو اوسکا چھوٹا بھائی محمود تخلق
تخت نشین ہوا ۹۴۲ء

۳۹۹۔ ام مطابق ۹۶۱ھ ہجری میں محمود تخلق سربراہی سلطنت ہوا
خرد سال تھا گجرات مالوہ خاندیس خود سر ہوئے وزیر نے
جن پور میں فی سلطنت اپنی قیام کر لی

۱۳۹۹۔ عیسوی میں امیر تیمور لنگ جو خاندان چنگیز خان سے
شہر سمرقند سے تاتاری فوج لیکر ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور
اتنا سے راہ میں فتح کرتا ہوا ملک کو غارت کرتا ہوا باہر دسبرسلہ تیب
دلی کے پہونچا اور ۱۲ دسمبر کو داخل دہلی ہوا اور ہشتاد ہندو برس کی

طرف بھاگ گیا تیمور بادشاہ ہندوستان ہوا اور پانچ دن دلی
رہ کر بعدہ میرٹھ میں قتل غام کرتا رہا ہر دو اور ختم ہوتا ہوا
دلیس چلا گیا اور مانج ۱۳۹۹ء شروع کو ہندوستان سے باہر نکل گیا تاریخ دلا
تیمور مولد تیمور ہے جس سر ۲۶ھ ہجری نکلتے ہیں اور تاریخ وفات تیمور قات ہے

بعد میں راجہ رام دیو والی دیو گڑھ کے بیٹا اوسکا جانشین ہوا اوسنے باؤ
سے بغاوت کی اور کرناٹک میں بھی فساد ہوا چنانچہ ۱۲۳۱ء مطابق ۱۲ ستمبر ہجری
میں ملک کا فور نے جا کر راجہ دیو گڑھ کو قتل کیا اور تمام مہاراشٹر
اور کرناٹک پر چڑھائی کی اور جن راجاؤں نے اطاعت و باج گزاری قبول
کی ملک اوسکا اوند کو دیکر واپس آیا اخیر دور سلطنت میں ملک کا فور اوسکے
مزارع میں ایسا حادثہ ہو گیا کہ جو کچھ وہ چاہتا ویسا ہی ہوتا اور احوالات
سخت جاری ہونے لگے یہ حالات دیکھ کر تمام قلمرو میں ناراضی پھیل گئی کچھ
والے علانیہ باغی ہو گئے رانا ہمیر نے چور گڑھ پر قبضہ کیا راجہ دیو
داما دھر مال دیو نے دکن میں بڑا فساد برپا کیا آخر کار نتیجہ اسکا یہ ہوا
کہ مشہور ہے کہ ملک کا فور نے بادشاہ کو زہر دیا اور اوسکا کام تمام کیا
یہ بادشاہ ۱۹ دسمبر ۱۲۳۱ء مطابق ۴ شوال ۶۱۷ ستمبر ہجری سلطنت کے

بیش برس بعد فوت ہوا
بعد وفات عمار الدین کے ملک کا فور نے بذریعہ ایک نوشتہ
جل کے جسکا مضمون یہ تھا کہ شہاب الدین چھوٹا بیٹا بستی
ملک کا فور ولی عہد قرار دیا سلطنت پر قبضہ کیا اور خضر خان
شادی خان پسران بادشاہ کو نابینا کرایا اور مبارک شاہ
پسر سوم کے قتل کا ارادہ کیا لیکن مبارک شاہ حکمت عملی سے بچ گیا
اور ملک کا فور کو سپاہیان نے قتل کیا مبارک شاہ دوبارہ
خاموش رہا بعدہ برادر خرد سال شیرخوارہ کو نابینا کر کے قتل کیا
اور ۲۲ مارچ ۱۲۳۱ء مطابق ۱۷ محرم ۶۱۷ ستمبر ہجری کو تخت نشین ہوا لیکن
حرکات اسکی بہت ناشائستہ اور شراب خواری کثرت سے کرتا ایک غلام
اپنے کو جو ہندی سے مسلمان ہو گیا تھا خسر و خان کا خطاب دیکر وزارت
کا عہدہ اوسکو عنایت کیا

اور ۱۳۱۱ء آغاز سلطنت میں دکن پر حملہ آور ہوا اور رام دیو کے داماد
ہرمال دیو کو گرفتار کر کے نہایت بیرحمی سے قتل کیا جب خسر و خان

اور سلطان پور واقع خاندیس کی راہ دیوگڑھ پہونچا اور ملک کو شہت
اور تاراج کیا رام دیو راجہ دیوگڑھ حاضر ہو گیا اور اطاعت اختیار کی
جسوقت کہ دیوگڑھ سے لڑائی ہوئی تھی گولادیس جی جی راجہ گجرات کی
رانی تھی اور وقت فتح گجرات گرفتار ہو کر حضور بادشاہ حاضر کی گئی تھی
اور جو کہ وہ بہت حسین تھی بادشاہ اسے شیفہ ہو کر اپنے عقد نکاح میں
لایا تھا اسوقت وہ بادشاہ سے خواہاں ہوئی کہ دیول دیسی بیٹی سیری جو
بہت حسین ہے اور ساتھ راجہ مفرد گجرات کے پھرتی ہے اسکو منگا دو
بادشاہ نے بنام الخ خان جاگم گجرات نسبت تلاش اس کے حکم بھیجا جب الخ خان
واسطے مدد ملک کا فور چلا تھا تو اٹھارے راہ میں بمقام گڑھی بنگلانہ جہان راہ
گجرات جان بجائے پڑا تھا پہونچا راجہ سے خواستگار اسکا ہونا راجہ سے انکار
کیا الخ خان نے اسے پھرتی گئی جو کہ راجہ رام دیو کا بیٹا عرصہ سے
دیول دیسی کا خواستگار تھا اور چونکہ رام دیو قوم کامر بیٹہ تھا اس وجہ سے
راجہ گجرات اس خواہش اسکی کو قبول نہ کرتا تھا لیکن ایسے وقت میں
اوسنے منظور کیا اور دیول دیسی کو روانہ دیوگڑھ کیا الخ خان نے
یہ خبر سنا اسکی جیسو کی اور اسکو ایلورہ کے غار وین میں پہونچا کر حاضر
ولی ہوا بادشاہ نے نکاح اسکا ساتھ شہزادہ خضر خان سے کر دیا اس
مہم کے زمانہ میں خود بادشاہ نے جھالور اور سوانہ کو جو مار وار میں گجرات
کے شمال میں واقع ہے فتح کیا۔

۹۔ شہنشاہ مطابق شہنشاہ بھری میں تلنگ پر حملہ ہوا شہنشاہ میں ملک کا فور کو
کرنا ملک راجہ بلال دیو کے مقابلہ پر روانہ کیا اور اسے تمام حصہ شرقی اوس
ملک کا فتح کیا اور بمقام رایتش جسکو آدم کا پل کہتے ہیں اوسنے ایک مسجد تعمیر
اور دلی کو واپس کیا اسی زمانہ میں بادشاہ نے اون تمام مغلوں کو موقوف
کیا جو نو مسلم ہوئے تھے بعض بعض نے اون میں سے ارادہ ہلاکت بادشاہ کا کیا
لیکن راز فاش ہو گیا تو بادشاہ کے حکم سے سارے مغل بارے کے جنگی تعداد
پندرہ ہزار بیان کی گئی ہے۔

وزیر کا بھائی اور ناصر شاہ کا بھتیجا مارا گیا آخر کار حکم بادشاہ بہت آدمی فوج کے قتل کئے گئے اور باقی پاس اچہ ران رنہ پھوڑ پناہ گزین ہوئے لیکن بال بچے اون کے بھی قتل ہوئے اسی عرصہ میں مغلوں نے چند جگہ ہندوستان پر کئے اور شکست کھاتے رہے آخری جگہ میں بادشاہ کو بہت بڑی فتح نصیب آئی اور ہزار نامہ ل جاں سے مارے گئے بنے

۹۹ء مطابق ۹۹۹ھ ہجری میں علاء الدین نے اپنے بھائی اور وزیر کو جانور قلعہ رشتہ پور روانہ کیا اور وہ جہاں پر جو اس قلعہ کے قریب ہے قابض ہو اور محاصرہ قلعہ کا کیا لیکن کامیاب نہ ہوئے چنانچہ علاء الدین دہلی سے خود روانہ ہوا اور اٹھارے راہ میں جبکہ بادشاہ شکار میں مصروف تھا اور دو آدمی اس کے ساتھ تھے سلیمان اس کے بھتیجے نے یہ ارادہ حصول سلطنت اس کو زخمی کیا اور جب سمجھا کہ کام اس کا تمام ہوا تو اگر سخت پر بیٹھا اس عرصہ میں علاء الدین بھی اپنے زخموں کو باندھ کر طرف لشکر روانہ ہوا فوج اس کو دیکھ کر اس کی جانب روانہ ہوئی سلیمان بھاگا لیکن گرفتار ہو کر قتل کیا گیا بادشاہ وہاں سے روانہ ہو کر پاس بھائی اپنے کے پہنچا اور محاصرہ رشتہ پور کا شروع ہوا غرض کہ ۱۰۰۰ھ میں بعد محاصرہ ایک سال رشتہ پور فتح ہوا اور راجہ مت اہل و عیال کے قتل کیا گیا۔

بعد ۱۰۰۰ھ میں علاء الدین نے چٹوڑ گڑھ پر حملہ کیا اور راجہ کو قید کیا مگر دوسرے برس وہ راجہ قید سے بھاگا اور فساد برپا کیا کہ علاء الدین نے سب کو سمجھ کر وہ قلعہ راجہ مال دیو کو جو بھتیجا راجہ کا واپس لے ستھنیں غیر تھا حالہ کیا مال دیو بادشاہ کی آخر سلطنت کے قریب تک باج گزار رہا مگر بعد اس کے پھر دیو پہلے راجہ کے بیٹے نے اس کو قلعہ سے خارج کیا ۱۰۰۲ھ ۱۰۰۳ھ میں مغلوں نے حملہ ہندوستان پر کئے اور پس پا ہوئے آخر حملہ میں نو ہزار مغل مارے گئے اور پھر عرصہ تک اونھوں نے سر نہ اٹھایا ۱۰۰۴ھ ۱۰۰۵ھ میں فوج شاہی تحت حکم ملک کا فوراً فکے جانب دیکھی روانہ ہوئی کا فوراً

بیٹھا عمر اسکے ستر برس کی تھی کیقتا دے تپتہ شیر خوار کو اول توقید میر
 بعد چند روز کے اوس معصوم کو مروا ڈالا ملک جا جو بھتیجہ غیاث الدین
 بلہین نے جو حاکم کرٹہ مانگیور کا تھا بغاوت کی لیکن فوج شاہی نے اسے
 گرفتار کیا مگر بادشاہ نے ازراہ ترقم اوسکو راکر کے سلطان کو بھیج دیا اور جاگیر
 اوسکی مقرر کر دی دوسری بغاوت مالوہ میں ہوئی ۱۲۹۲ عیسوی میں
 بادشاہ روانہ ہوا اگرچہ کامیاب ہوا لیکن قلعہ دقم بخوبی نکیا ۱۲۹۳ میں پھر مالوہ پر
 چڑھائی کی مگر پھر بھی پورا کامیاب نہوا لیکن اس زمانہ میں علاء الدین اوسکا بیٹا
 حاکم کرٹہ مانگیور کا بہت زبردست ہو گیا چنانچہ اوسنے باجارت اپنے چچے
 ملک مالوہ پر حملہ کیا اور اوسنے فسادوں کو مٹایا اس کارگزاری سے چچا اوسکا بہت
 راضی ہوا اور اودہ کی حکومت بھی اوسکو عطا کی ۱۲۹۴ ع میں علاء الدین نے
 دکن پر لشکر کشی کی اور براہ ایلیج پور کے دیوگڑھ پہنچا جو اب دولت آباد
 مشہور ہے راجہ رام دیو نے اوسکا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی تب بہار پر ایک
 قلعہ میں چلا گیا علاء الدین نے اوسکا محاصرہ کیا تب راجہ گھبراکر آدہ صلح ہوا
 لیکن بیٹا راجہ کا اور فوج لیکر آپہنچا اور سخت معرکہ ٹھوڑی میں آیا علاء الدین فتح پانچواں
 آخرش راجہ نے علاقہ ایلیج پور اور سب مال و دولت دینا قبول کیا علاء الدین
 خاندان سے گذر کر مالوہ کو چلا گیا جب علاء الدین کرٹہ مانگیور میں
 واپس آیا تب اوسنے بادشاہ یعنی چچا اپنے کو ترغیب کر کے مانگیور لے کر واسطے
 ملاقات کے کرائی اور اس دھوکے سے اوسکو بلوا کر عین ملاقات میں اوسکو مروا ڈالا
 اور اس قتل سے کہ جو اسے اپنا چچا ضعیف اور محسن اپنے کا کرایا سوا الوجہ فی الدار
 ہوا یہ سنا ۱۹ جولائی ۱۲۹۵ ع مطابق ۱۲ رمضان ۶۹۵ شہری میں ۱۱ اوسوقت عمر
 جلال الدین ۴۷ شہری میں ۱۲ رمضان ۶۹۵ شہری میں ۱۱ اوسوقت عمر
 ۱۲۹۵ ع میں علاء الدین دلی میں اگر تخت نشین ہوا یہ بادشاہ نہایت
 بیباک تھا ۱۲۹۵ عیسوی میں اول گجرات پر حملہ کیا اور فتح کامل نصیب ہوئی تمام
 منوبہ پر قبضہ ہو گیا راجہ بگلامہ جو دکن کا قریب جتہ ہے بھاگ گیا بادشاہ جب
 دلی میں واپس آیا تو مل غنیمت فوج سے لینا چاہا فوج نے انکار کیا اسبابت پر روئے

وزیر کا بھائی اور ناصر شاہ کا بھتیجا مارا گیا آخر کار حکم بادشاہ بہت آدمی فوج کے قتل کئے گئے اور باقی پاس اچہ رن تہہ مشورہ پناہ گزین ہوئے لیکن بال بچے اون کے بھی قتل ہوئے اسی عرصہ میں مغلوں نے چند حملہ ہندوستان پر کئے اور شکست کھاتے رہے آخری حملہ میں بادشاہ کو بہت بڑی فتح نصیب ہوئی اور ہزار نامہ مل جان سے مارے گئے۔

۹۹ء مطابق ۹۹۹ھ ہجری میں علاء الدین نے اپنے بھائی اور وزیر کو جان فانیہ رشتہ پر روانہ کیا اور وہ جہاں پر جاؤں قلعہ کے قریب ہے قلعہ پر اور محاصرہ قلعہ کا کیا لیکن کامیاب نہ ہوئے چنانچہ علاء الدین دلی سے خود روانہ ہوا اور اٹھارے راہ میں جبکہ بادشاہ شکار میں مصروف تھا اور دو آدمی اوس کے ساتھ تھے سلیمان اوس کے بھتیجے نے یہ ارادہ حصول سلطنت اوس کو زخمی کیا اور جب سمجھا کہ کام اوس کا تمام ہوا تو اگر تخت پر بیٹھا اس عرصہ میں علاء الدین بھی اپنے زخموں کو باندھ کر طرف لشکر روانہ ہوا فوج اوس کو دیکھ کر اوس کی جانب روانہ ہوئی سلیمان بھاگا لیکن گرفتار ہو کر قتل کیا گیا بادشاہ وہاں سے روانہ ہو کر پاس بھائی اپنے کے پونجا اور محاصرہ رشتہ پر کا شروع ہوا غرض کہ ۱۰۰۰ھ میں بعد محاصرہ ایک سال رشتہ پر فتح ہوا اور راجہ مت اہل و عیال کے قتل کیا گیا۔

بعد ۱۰۰۰ھ میں علاء الدین نے چھوڑ گڑھ پر حملہ کیا اور راجہ کو قید کیا مگر دوسرے برس وہ راجہ قید سے بھاگا اور فساد برپا کیا کہ علاء الدین نے سچ سمجھ کر وہ قلعہ راجہ مالدیو کو جو بھتیجا راجہ کا واپس لے لیٹھن غیر تھا حال کیا مالدیو بادشاہ کی آخر سلطنت کے قریب تک باج گزار رہا مگر بعد اوس کے ہمیشہ راجہ کے بیٹے اوس کو قلعہ سے خارج کیا ۱۰۰۷ھ ۱۰۰۸ھ میں مغلوں نے حملہ ہندوستان پر کئے اور پاس پا ہوئے آخر حملہ میں نو ہزار مغل مارے گئے اور کچھ عرصہ تک اوتھوں نے سر نہ اٹھایا ۱۰۰۸ھ ۱۰۰۹ھ میں فوج شاہی تحت حکم ملک کا فوران کے جانب دھکی روانہ ہوئی کا فوران

بیٹھا عمر اسکے ستر برس کی تھی کمیتا دے پتہ شیر خوار کو اول توقید میں رکھا
 بعد چند روز کے اوس معصوم کو مروا ڈالا ملک جا جو بھیتہ غیاث الدین
 بلہین نے جو حاکم کرٹہ مانگیور کا تھا بغاوت کی لیکن فوج شاہی نے اوسے
 اوسکی بفر کر دی دوسری بغاوت مالوہ میں ہوئی ۱۲۹۲ عیسوی میں
 بادشاہ روانہ ہوا اگرچہ کامیاب ہوا لیکن قلعہ واقع پنجویں تکیا ۱۲۹۳ میں پھر مالوہ پر
 چڑھائی کی مگر پھر بھی پورا کامیاب نہوا لیکن اس زمانہ میں علاء الدین اوسکا بیٹا
 حاکم کرٹہ مانگیور کا بہت زبردست ہو گیا چنانچہ اوسنے باجارت اپنے چچا
 ملک مالوہ پر حملہ کیا اور اوسنے فسادوں کو مٹایا اس کارگزاری سے چچا اوسکا بہت
 راضی ہوا اور اودہ کی حکومت بھی اوسکو عطا کی ۱۲۹۴ ع میں علاء الدین
 دکن پر لشکر کشی کی اور براہ ایچ پور کے دیو گڑھ پہنچا جواب دولت آباد
 مشہور سے راجہ رام دیو نے اوسکا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی تب بہار پر ایک
 قلعہ میں چلا گیا علاء الدین نے اوسکا محاصرہ کیا تب راجہ گجرا آبادہ صلح ہوا
 لیکن بیٹا راجہ کا اور فوج لیکر آہنچ اور سخت معرکہ لہور میں آیا علاء الدین فتح ہوا
 آخر راجہ نے علاقہ ایچ پور اور سب مال و دولت دینا قبول کیا علاء الدین
 خاندان سے گذر کر مالوہ کو چلا گیا جب علاء الدین کرٹہ مانگیور میں
 واپس آیا تب اوسنے بادشاہ یعنی چچا اپنے کو ترغیب کر کے مانگیور کے قریب
 ملاقات کے کرنی اور اس دھوکے سے اوسکو بلوا کر عین ملاقات میں اوسکو مرنے کا واسطہ
 ہوا یہ سنا سنہ ۱۹ جولائی ۱۲۹۵ مطابق ۱۲ رمضان ۶۹۵ ہجری میں اوسوقت عمر
 جلال الدین ۶۷ تھیں ستر برس کی تھی
 ۱۲۹۵ میں علاء الدین دہلی میں آکر تخت نشین ہوا یہ بادشاہ نہایت
 باک تھا سنہ ۱۲۹۶ عیسوی میں اول ہجرات پر حملہ کیا اور فتح کامل نصیب ہوئی تمام
 بربر قبضہ ہو گیا راجہ بگلا نہ جو دکن کا قریب حصہ ہے بھاگ گیا بادشاہ جب
 دکن واپس آیا تو قتل غنیمت فوج سے لینا چاہا فوج نے انکار کیا اسلئے راجہ

افسدہ میں بلین کو پہنچا اور اوسنے بھراخان عرف قراخان دوسکے بیٹے کو بولا یا لیکن وہ بلا اجازت باپ کے بنگالہ کو چلا گیا بادشاہ اوسکی حرکت سے ناراض ہوا اور کچھسیر و سپر شہا ہار دہ محمد کو ولیعہد اپنا کیا جب بادشاہ کا انتقال ہوا تو وزیروں نے عاقبت اندیشی سے کہہ دیا دوسرے بھراخان کو بادشاہ مشہور کیا اور کچھسیر و کو اوسکے باپ کی جگہ ملتان پر قابض رکھا اور ۱۶۹۶ء مطابق ۱۲۵۰ھ ہجری میں کیتھاد تخت نشین ہوا مگر الدین کیتھاد کی عمر اسوقت اٹھارہ برس کی تھی بعد تخت نشینی کے عیش و عشرت میں مصروف ہوا نظام الدین اوسکے وزیر نے بادشاہ کا دل چاہا کچھسیر و اوسکے چچے بھائی سے بہیم کیا اور اوسکو قتل کر دیا اور علاوہ اسکے اور بہت اسیروں کو ازراہ فریب بادشاہ سے قتل کر دیا۔
 اس عرصہ میں یہ حالات سنکر بھراخان باپ اوسکا واسطے سمجھانے اپنے کے مع فوج آیا باخدا اوس وزیر نابکار کے کیتھاد آما وہ مقابلہ ہوا لیکن بھراخان دربار میں واسطے ہجری کے حاضر ہوا بادشاہ نے نا التفاتی کی اور جب مکر آداب بجا لایا تب بھی کیتھاد نے کچھ خیال کیا باپ اوسکا اس حرکت او سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تب کیتھاد وندامت سے اوسکے باپ کی طرف دوڑا اوسنے اوسکو گلے لگایا آخر شش جب باپ نے دیکھا کہ وزیر اسکا اسپر حاوی ہے نصیحت سود مند نہیں لاچار ہو کر بنگالہ کو واپس چلا گیا لیکن کیتھاد پھر مصروف عیاشی بدستور رہا اور عین جوانی میں ضعیف ہو گیا رفاہ نے گھیر لیا تب کچھ پوش میں آیا اور وزیر کے ہاتھ سے پیچھا اپنا چھٹا فالج نے گھیر لیا تب کچھسیر و دیکھ بھاگ گیا لیکن وزیر کے مرنے ہی سے چاہا جب یہ امر ممکن نہوا تو وزیر کو زہر دیکر ہلاک کیا لیکن وزیر کے مرنے ہی سے کھل کھیلے اور خلجی لوگوں نے کہ جو سرداران کیتھاد سے تھے نہایت بیدار سے اوسکو مار ڈالا اور اوسکی لاش کو ایک کٹر کی کے راہ سے جنما میں پھینک دیا۔
 یہ واقعہ ۱۶۹۶ء مطابق ۱۲۵۰ھ ہجری کا ہے۔

فصل پنجم خلجی خاندان کا بیان

جلال الدین خلجی سمانہ کا نائب ناظم تھا اور جب یہ ۱۶۹۶ء

کہ تار ما اول دلی سے کا لیختر کر صاف کیا اور پھر میوات اور ریتھو
 جو میوات سے لاپرواہ اور بے خبر ہوئے چشور پر قبضہ کیا پھر مار وارٹ کے قاعدہ کو فوج
 اور خدیویری و مالوہ پر قابض ہوا اور آجھہ پر حملہ آور ہوا
 اسی زمانہ میں شیر خان حاکم پنجاب مغلوں کو دفع کر کے غزنی پر بھی قابض
 ہو گیا بعدہ بادشاہ نے باغوالے امام الدین کو اسکی جگہ نامور کیا لیکن چونکہ غیاث الدین
 مغزول کر کے امام الدین کو اسکی جگہ نامور کیا لیکن چونکہ غیاث الدین
 سے بہت سے عصبہ متفق تھے اس وجہ سے لاچار اور کچھ غیاث الدین
 کو بحال کرنا پڑا امام الدین نے فساد برپا کیا اور جان سے مارا گیا لیکن اس مفسد میں
 ۲۵۵ھ تک قائم رہی ماہ فروری ۱۲۶۶ء عیسوی میں بادشاہ نے وفات پائی
 یہ بادشاہ درویشانہ اوقات گزار رہا تھا اخراجات اپنے کتابت کی اجرت سے
 چلاتا تھا اور بی بی اسکی کھانا پکاتی تھی ۱۲۶۶ء میں غیاث الدین
 کو تمام اختیارات سلطنت اسکی ماتھے میں تھے بادشاہ بن بیٹھا
 امیر خسرو ملک الشعراء اسی کے عہد میں تھا علم الملک اور طوطی کرمل
 تاریخ وفات اسکی ہے ۱۲۶۶ء میں بلوائیوں نے تلوہ کیا اور اپنے کفر و
 کو پیونے کہ قریب ایک لاکھ بلوائی کے مارا گیا
 ۱۲۶۹ء میں طغرل خان حاکم بنگال نے بغاوت کی اور دریا مسکنا
 جسکو اب تیرا کہتے ہیں جان نگر یا جاج پور علاقہ ملک پر چڑھ آیا لیکن
 مال لوٹ کا اسکی تابعدار نہ دلی کو کچھ نہ بھیجا اور حاکم خود سر ہو گیا چنانچہ
 بادشاہ نے فوج بھیج کر ارادہ گوشتالی کا کیا لیکن اوس فوج نے شکست کھائی
 بادشاہ حملہ آور ہوا تب طغرل خان بھاگا اور گرفتار ہوا اور مارا گیا
 —————
 تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ فوج مغلوں کی جو ارغون خان شاہ
 ایران سے متعلق تھی پنجاب پر حملہ آور ہوئی شاہنژادہ محمد طریا
 لیکن کا جو حاکم پنجاب تھا اسنے مغلوں کو شکست دی بعدہ دوسری فوج
 جو انی اسکی پانچویں شاہنژادہ مارا گیا اور امیر خسرو بھی گرفتار ہوا

بڑا صدمہ ملیں کو پہونچا اور اوسے پیرا خان عرف قراخان دوسرے بیٹے
 اپنے کو بولایا لیکن وہ بالا اجازت باپ کے بنگالہ کو چلا گیا بادشاہ اوسکی اس
 حرکت سے ناراض ہوا اور کچھ عیسوی سپہ سالار وہ بھیج کر ولید پنا کیا جب
 بادشاہ کا انتقال ہوا تو وزیروں نے عاقبت اندیشی سے کیتھیا و سپہ سالار
 کو بادشاہ مشہور کیا اور کچھ عیسوی سپہ سالار کے باپ کی جگہ ملتان پر قابض رکھا
 اور ۱۶۱۶ء مطابق ۱۰۲۵ھ ہجری میں کیتھیا تخت نشین ہوا مگر الدین
 کیتھیا و کی عمر اسوقت اٹھارہ برس کی تھی بعد تخت نشینی کے عیش و
 عشرت میں مصروف ہوا اٹھارہ سال الدین اور کے وزیر نے بادشاہ کا دل جا
 کچھ عیسوی سپہ سالار کے بھائی سے براہم کیا اور اوسکو قتل کر دیا اور علاوہ اسے
 اور بہت امیروں کو ازراہ فریب بادشاہ سے قتل کر دیا۔
 اس عرصہ میں یہ حالات سنکر پیرا خان باپ اوسکا واسطے سمجھنے لگے
 اپنے کے مع فوج آیا باخو اوس وزیر نابکار کے کیتھیا و آما وہ مقابلہ ہوا لیکن
 پیرا خان دربار میں واسطے مجبوری کے حاضر ہوا بادشاہ نے نا اتفاقی کی اور جب
 مکر آداب بجالایا تب بھی کیتھیا و نے کچھ خیال نکیا باپ اوسکا اس حرکت سے
 سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تب کیتھیا و ندامت سے اوسکے باپ کی طرف
 دوڑا اوسنے اوسکو گلے لگایا آخر شش جب باپ نے دیکھا کہ وزیر اسکا اسپر
 حاوی ہے نصیحت سودمند نہیں لاچار ہو کر بنگالہ کو واپس چلا گیا لیکن
 کیتھیا و پھر مصروف عیاشی بدستور رہا اور عین جوانی میں ضعیف ہو گیا عرشہ
 فالج نے گھیر لیا تب کچھ پیش میں آیا اور وزیر کے ہاتھ سے پیچھا اپنا چھوڑا
 چلا جب یہ امر ممکن نہوا تو وزیر کو زہر دیکر ہلاک کیا لیکن وزیر کے مرنے ہی سبب شہر
 کھل کھیلے اور خلجی لوگوں نے کہ جو سرداران کیتھیا و سے تھے نہایت بیداری
 سے اوسکو مار ڈالا اور اوسکی لاش کو ایک کٹر کی راہ سے جہنا میں پھینک دیا
 یہ واقعہ ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۰۳۴ھ ہجری کا ہے۔

فصل پنجم خلجی خاندان کا بیان

جلال الدین خلجی سمانہ کا نائب ناظم تھا اور جب یہ ۱۰۳۴ھ ہجری

اور ۱۲۱۰ ع مطابق ۱۲۱۰ھ بمطابق ۱۲۱۰ھ ہجری میں مر گیا۔
 ارام شاہ بیٹا اوسکا تخت نشین ہوا لیکن اندر ایک سال کے شمس الدین
 بہمنوی اوسکے تخت سے اوتا رہا۔
 شمس الدین التمش غلام قطب الدین ایبک کا تھا اور دختر قطب الدین
 بھی اوسکو بیٹا ہی تھی اور حاکم صوبہ ہماچل کا تھا ۱۲۱۰ ع مطابق ۱۲۱۰ھ ہجری
 میں شمس الدین تخت نشین ہوا تاج الدین کو جب کہ شاہ خوارزم
 نے غزنوی سے خارج کیا تو وہ ہندوستان پر تسلط کرنے کو چلا
 اور تھانویسر تک پہنچا لیکن ۱۲۱۰ ع مطابق ۱۲۱۰ھ ہجری میں شکست کھا کر
 قتل ہوا اور قید میں مر گیا۔
 اسی زمانہ میں جنگیز خان مغل نے شاہ خوارزم پر حملہ کیا اور اوسکو شکست پر
 شکست دی شاہ خوارزم قتل ہوا جلال الدین اوسکا بیٹا
 جانشین ہوا ایک لڑائی بمقام قندھار لڑا اور آخر لڑائی جو ۱۲۱۰ ع مطابق
 ۱۲۱۰ھ ہجری میں لڑی اٹک پر واقع ہوئی اس میں جب اوسنے اپنی فوج کو
 پریشان دیکھا تو دریائے اٹک سے عبور کیا لیکن مغلوں نے پنجگور اور
 دھکیا تپ جلال الدین نے دلی میں آکر التمش سے امداد مانگی تمش
 نے جواب دیا تو جلال الدین نے برفاقت کا کردن کے لوٹ مار کے
 ذریعہ سے ایک فوج جمع کی اور ناصر الدین حاکم سندھ و ملتان پر حملہ آور
 ہوا ناصر الدین ملتان میں پہنچا گرین ہوا جلال الدین سندھ پر
 قبضہ کیا لیکن پھر ۱۲۱۰ ع مطابق ۱۲۱۰ھ ہجری میں ناصر الدین
 مان کو چلا گیا بعد التمش نے ناصر الدین پر حملہ کیا اور فتح پان
 ہوا ناصر الدین بکریوٹھا گا اور وہاں سے سندھ کو چلا راستہ میں
 وہ گیا تمام ملک ۱۲۱۰ ع میں بقبضہ التمش آگیا پھر ۱۲۱۰ ع میں
 خایت ۱۲۱۰ ع میں دیگر فتوحات میں معروف ہوا اول رشتہ بنور کو فتح کیا
 منہ و علاقہ مالوہ پر قبضہ کیا اور گوالیار دوبارہ مفتوح ہوا
 اور پھر کھلیسا پر قبضہ کرتے ہوئے شہر اوجین پر متفق ہوئے

مسلمانوں کا تعاقب کیا گیا آخر شہاب الدین غزنی کو چلا گیا۔
 پھر ۹۳۰ھ مطابق ۵۸۹ھ ہجری میں شہاب الدین دوبارہ حملہ آور ہوا
 راجہ ہتھورا نے بہت سی فوج سے مقابلہ کیا اس میں ہندوؤں نے شکست پائی راجہ ہتھورا کا بیٹا
 جو نائب السلطنت دہلی تھا مارا گیا اور خود راجہ ہتھورا بھی بعد گرفتاری ہلاک ہوا چند روز
 بعد اس سرکر کے شہاب الدین نے اجیمیر کو فتح کیا اور بعد
 اجیمیر کو واپس لے کر راجے ہتھورا و بقولے بیٹے اد کے کو کر دیا اور
 ۹۳۰ھ مطابق ۵۸۹ھ میں شہاب الدین نے ہندوستان میں
 اٹا وہ کی شمالی جانب جٹا گنارہ جی خنڈر اٹھو راجہ قنوج کو
 شکست دی اور قنوج اور اضلاع بنارس پر قبضہ کیا اور غزنی کو
 واپس گیا بعد راتھوون نے قنوج کو چھوڑ کر مارواڑ میں ریاست
 اپنی قائم کی جو اب تک موجود ہے پھر ۹۳۰ھ مطابق ۵۸۹ھ ہجری میں
 شہاب الدین نے بنیانہ کو جو اگرہ کے مغرب ہے فتح کیا اور گوالیار
 کا محاصرہ ہوا لیکن بعد محاصرے کے شہاب الدین کسی ضرورت سے آگے
 غزنی کو روانہ ہوا اور سرمد اور سرگودھا کے محاصرہ قلعہ گوالیار کے زجر بعد عرصہ
 گوالیار فتح ہوا پھر قطب الدین جانب گجرات چلا گیا لیکن اس سرکر
 میں مغلوب ہو کر اجیمیر میں داخل ہوا اور مع راجہ اجیمیر محصور ہوا جب
 غزنی سے یہ آئی تو پھر حملہ کیا اور انہل وارہ ہو کر دارالامارت کو
 فتح کیا اور دلی میں داخل آیا دوسری برس بوند مل گھنڈ میں کالیچ
 کالیسی کو فتح کیا اسی زمانہ میں بہار اور بنگالہ جسکا دارالسلطنت گھنڈ
 تھا اور کچھ حصہ اوڈہ کا فتح ہوا جب غیاث الدین بھائی اوسکار گیا
 ۹۳۰ھ مطابق ۵۸۹ھ میں شہاب الدین تخت نشین ہوا۔
 ۹۳۰ھ میں شہاب الدین نے خوارزم پر حملہ کیا اور شکست فاش کمانی اور
 عتیشاہ خوارزم سے بھجونی کی اختیار کی۔

تاریخ ہندوستان
میں باقی تازہ ملک بھی اوس کے قبضہ سے نکل گئے اور غوریوں کے قبضہ و تصرف میں آئے۔

فصل سوم

ذکر سلطنت غوریان

علامہ الدین بعد سلطنت چار سال کے ۵۷۵ھ مطابق ۱۱۸۰ھ ہجری میں

فوت ہوا۔

سید الدین بیٹا اوسکا تخت پر بیٹھا اور ۵۷۵ھ مطابق ۱۱۸۰ھ ہجری میں اپنے ایک سردار کے ہاتھ سے مارا گیا عیاث الدین اوسکا چچا بھائی جانشین ہوا اور شہاب الدین اپنے بھائی کو شریک حکومت کیا ۵۷۹ھ مطابق ۱۱۸۴ھ ہجری میں شہاب الدین نے مقام لیج کو فتح کیا یہ مقام اوس جگہ ہے جان پنجاب کے دریا ایک تین ملے ہیں لاہور میں خسرو ملک پر دو حملہ کئے اور اوسکو تخت فرمان اپنا کیا ۵۸۰ھ مطابق ۱۱۸۵ھ ہجری اور ۵۸۹ھ ع میں سندھ پر حملہ کیا اور وہاں سے اگر سیم خسرو ملک سے لڑائی کی اور ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۴ھ ہجری خسرو ملک کو فریب سے گرفتار کر کے لاہور پر قابض ہوا اور خسرو ملک کو غرغستان کے قلعہ میں مقید رکھا کہ آخر کار خسرو وہاں مارا گیا اس زمانہ میں ہندوستان میں چار بڑی سلطنت تھیں ایک دہلی جو قوم قہر کم راجپوت کے قبضہ میں تھی دوسرے اجمیر جو ہا قاتل تھے تیسرے قنوج جو قوم راٹھور کا دار الحکومت تھا چوتھے گجرات جسے گھیل متصرف تھے۔

راجہ قوم تو ہر لادہ تھا اوس نے پتھور راجہ اجمیر کو کہ نواسہ اوسکا تھا اپنے مرنے وقت متبی کیا راجہ قنوج بھی راجہ دہلی کا دوسری دختر بنے نواسہ تھا یہ امر اوسکو ناگوار ہوا ۵۹۱ھ مطابق ۱۱۹۶ھ ہجری میں شہاب الدین نے رائے پتھور پر حملہ کیا جو اجمیر دہلی کا راجہ تھا یہ مقابلہ بمقام تلاوری درمیان تھا تیسرے و کرناٹ ہوا طرفین سے بہت سخت لڑائی ہوئی مسلمانوں کی شکست ہوئی اور چالیس میل تک

منو و دو کی وفات کے بعد ابو الحسن بھائی اوسکا تخت نشین ہوا
 ۸۳۳ء مطابق ۴۳۳ھ ہجری میں ابو الرشد چچا اوسکا اوسکا تخت
 سے اوتار کر آپ سلطان ہوا ۸۳۴ء مطابق ۴۳۴ھ ہجری میں ایک سردار طفیل
 نامے نے مسلمانان میں بغاوت کر کے ابو الرشد کو شکست دی اور
 خود بادشاہ بنا مگر بعد چالیس روز کے مارا گیا اور فرخ زاد داربان سکندر
 ۸۳۵ء مطابق ۴۳۵ھ ہجری میں فرخ زاد مر گیا ابراہیم بھائی
 اوسکا تخت نشین ہوا اور ۸۳۹ء مطابق ۴۳۹ھ ہجری تک حکمران رہا
 اور کئی سال اوسکے عہد میں لاہور اوسکی تختگاہ رہا ۸۴۲ء مطابق
 ۴۴۲ھ ہجری میں وفات پائی

سلطان ارسلان بٹیا مسعود ثانی کا تخت نشین ہوا اور ۸۴۶ء
 مطابق ۴۴۶ھ ہجری تک قائم رہا لیکن بادشاہ سبجسلجوقی کے سلطان
 ۸۴۷ء مطابق ۴۴۷ھ ہجری تک قائم رہے اس کے عہد میں قطب الدین بادشاہ غور
 جو داماد بہرام کا تھا مارا گیا سیف الدین برادر قطب الدین نے غزنی پر
 حملہ کیا اور بہرام بھاگ گیا غزنی پر قبضہ سیف الدین کا ہو گیا بہرام کے
 فوج جمع کر کے اپنی دارالسلطنت پر حملہ آور ہوا سیف الدین نے شکست کھائی
 اور مکر قار ہوا اور قتل کیا گیا علاء الدین برادر سیف الدین نے یہ خبر سنا کر
 فوج کشی کی اور بہرام کو شکست دیکر بھاگایا علاء الدین نے قیام کر غزنی
 لوٹ مارا اور قتل کر کے تباہ اور برباد کر دیا بہرام جانب ہندوستان روانہ ہوا
 اور ایشیائے راہ میں مر گیا
 بعد وفات بہرام کے سلطان خسرو بٹیا اوسکا جانب لاہور روانہ ہوا
 اور وہاں جا کر سلطنت اپنی قائم کی اور بعد سات برس کے ۸۵۱ء عیسوی میں
 مر گیا خسرو ملک بیٹے اوسکے نے ۸۵۶ء میں بادشاہت کی اور ۸۶۱ء

اور اکتوبر میں سلطان پونچھ اور دہان سے اجمیر آئی راجہ اجمیر بھاگ گیا
 دہان سے ایشل ہارہ میں آیا یہ راجہ بھی مفروہ ہوا پھر محمود چلا اور قتل مندر سوسنات آہوچا
 مندر والوں سے غوغا بڑا کیا ان ہونیں اور راجہ بھی واسطے حفاظت مندر پہنچ گئے اور راجہ
 ایشل ہارہ بھی آیا اور لڑا مسلمان ہراساں ہو گئے آخر کار مندیوں کی شکست ہوئی مسلمان فتح
 محمود نے مندر میں جا کر مورت کو توڑا اور خزانہ و جواہرات لوٹا مورت کو ڈھک کر مکہ مدینہ
 بھیج دیے اور دو ٹکڑے غزنی لیکیا ایک ٹکڑہ دیوان عام میں رکھا اور دوسرے مسجد میں
 لگایا اور کوٹا صندلی اس مندر کے جو محمود غزنی لیکیا تھا اوسکو سرکار انگریزی وقت مرا
 کاٹل کے غزنی سے لیتی ہوئی آئی اور قلعہ اکبر آباد میں رکھ کر راجہ ایشل ہارہ کا
 گنڈا پیر قلعہ میں جو درمیان مندر تھا پناہ گزین ہوا محمود نے اوس پر بھی حملہ کر کے فتح کیا لیکن
 راہ میں بہت سختیاں اور صعوبتیں اٹھائیں اور براہ طمان غزنی میں پہنچا

۲۹ اپریل سنہ مطابق ۱۰۲۱ ہجری میں بمقام غزنی محمود نے وفات پائی

محمود کے جانشینوں کا بیان

بعد میں محمود کے سلطان محمد بٹیا اوسکا جانشین ہوا لیکن سلطان مسعود
 دوسرا بٹیا محمود کا اپنے بھائی سے لڑا اور اوسکو قید کیا اور آنکھیں اوسکی نکالیں
 اور وفات محمود سے اندر پانچ مہینے کے تحت نشین ہو گیا اسکے عہد میں سلجوقوں
 سے اور اس سے اکثر لڑائیاں ہوئیں آخر لڑائی جو سنہ ۱۰۲۹ مطابق ۴۲۲ ہجری میں
 ہوئی مسعود نے شکست پائی اور شہر کو بھاگا پھر اوسنے قصد ہندوستان
 کیا جب وہ اٹک سے پار اور ترا اوسکی فوج نے بغاوت کی اور مسعود کو تختہ
 اوتارا اور محمد کو کہ نامی تھا تخت نشین کیا پھر سنہ مطابق ۴۲۲ ہجری میں
 احمد بٹیا محمد کا تخت پر بٹھلایا گیا احمد نے مسعود کو قتل کیا مودود
 بٹیا مسعود کا یہ حال سن کر بلخ سے آ پھونچا اور اپنے مخالفوں کو شکست دے کر قتل
 کیا مودود کی سلطنت سنہ ۴۲۹ مطابق ۴۲۱ ہجری تک قائم رہی اسکے
 عہد میں سنہ مطابق ۴۳۵ ہجری میں ولی کے راجہ نے پنجاب پر حملہ کیا
 اور نگر کوٹ کو فتح کر کے لاہور کا محاصرہ کیا لیکن مودود کی فوج نے
 قلعہ نچھوڑا راجہ ناکام رہا

پاکوان حملہ شدہ عیسوی مطابق سنہ ہجری ملتان پر کیا اور
 ابو الفتح خان لودھی مقتدر لایا چھٹوان حملہ دو ستر سال تھا تیسرے
 ہوا اور وہاں کے مندر کو لوٹا۔ اس کے آگے تین برس میں دو حملہ کشمیر پر کئے اور پچھلی مہم میں بوجہ سردی کے
 ہجری میں جانب قنوج ہوا ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیادہ لیسکر
 قنوج کی دارالسلطنت کے سامنے تین مہینے کے کوچ میں آ پہنچا لیکن
 قنوج کا راجہ مطیع و فریان بردار ہو گیا چنانچہ بعد تین دن کے فوجی فتنے
 روانہ ہو گیا اس اطاعت راجہ قنوج سے اور راجہ قنوج سے بعد چند برس کے
 خلاف ہو گئے تب محمود اوس کی امداد کے واسطے پھر واپس آیا تھا متھرا میں
 محمود بیس دن تک مقیم رہا اور شہر کو لوٹا اور مندر وں کو خراب کیا۔
 اوٹھا اور ہندی ماوسے گئے۔ تب راجہ موصوف زین و پتہ اپنے کو قتل کر کے
 آپ بھی مر گیا۔
 محمود شہر منہج کو فتح کرتے ہوئے غزنی میں واپس آیا۔
 دسواں حملہ ۱۰۲۲ء مطابق سنہ ہجری میں راجہ قنوج کی اعانت کے واسطے
 گیا تھا مگر حسب اتفاق محمود کے پہنچنے سے پیشتر راجہ کالینجہ نے راجہ قنوج کو
 قتل کیا تھا چنانچہ محمود نے راجہ کالینجہ پر فوج کشی کی لیکن کچھ فائدہ نہوا
 پھر گیارہواں حملہ سنہ مطابق سنہ ہجری میں کیا لیکن اس میں بھی ناکام رہا
 لیکن وقت حملہ گیارہویں کے جیسا کہ جانشین انساب پال والی لاہور جو
 محمود کا قنوج کی سدا رہ ہوا تھا اوس کے پادشہ میں ملک لاہور ضبط
 ہو کر شمل غزنی کیا گیا۔
 بارہواں حملہ جانب مندر سوسنات کیا گیا یہ مندر جزیرہ میں گجرات کے
 جنوبی کنارہ پر ہے اور ہندوستان کے لوگ اس گجرات کو سورٹھہ اور کاٹھیا
 کہتے ہیں ماہستہ سنہ عیسوی مطابق سنہ ہجری میں فوج اوس کی غزنی سے

بعد جبکہ راجہ نے خراج گزار مہی قبول کی تو رہا ہوا لیکن راجہ سپہ راج اپنا انگنالی
پیٹے اپنے کو سونپ کر آپ چار بیٹھ کر جل گیا۔

دوسرا حملہ محمود کا ^{۳۹۵} سال مطابق ^{۳۹۵} ہجری میں بھٹیا کے راجہ پر ہوا جو
لاہور کا مطیع تھا اور لٹان کے جنوب میں حکومت اور کسی تھی چنانچہ راجہ
شکست کھا کر بھاگا اور جنگل میں جا کر مر گیا۔

^{۳۹۶} سال مطابق ^{۳۹۶} ہجری میں ابو الفتح خان لودھی پر کیا
جوانگ پال سے موافق ہو گیا تھا اور صوبہ لٹان پر قابض تھا چنانچہ
انگ پال درمیان فریقین کے اڑا اور دونوں شکروں کا مقابلہ قریب
شاہ پور ہوا چنانچہ راجہ نے شکست پائی اور اس کا تعاقب ہوا راجہ
بھاگا محمود نے لٹان کا محاصرہ کیا ابو الفتح خان نے اطاعت قبول کی
اور باج گزار بنا۔

ادھر الہی خان نے ہرات اور بلخ پر حملہ کیا اور فادر خان والی
حصن سے مدد منگائی لیکن محمود نے کمال چستی سے مقابلہ کیا اور تارار
کو شکست دی اور ^{۳۹۷} سال مطابق ^{۳۹۷} ہجری میں اس مہم سے فراغت پائی
جو تھا حملہ ^{۳۹۹} سال مطابق ^{۳۹۹} ہجری میں راجہ انگ پال پر کیا ادھر راجہ
انگ پال کی اعانت پر اوچین کا لیجر گوالیار قنوج دلی آجپور
کے راجاؤں نے فوجیں بھیجیں اور کراکرا اور کراکرا کا قومی ہندوؤں
کے شامل ہوئے تب ہندوؤں نے مسلمانوں کو گھیرا اور لڑائی ہوئی تین چار ہزار
مسلمان قتل ہوئے کہ یکایک راجا کا ماتھی چونک کر بھاگا فوج ہندی اپنے
سردار کو بھاگا سمجھ کر پریشان ہو گئی اور محمود فتحپاب ہوا اور بعد اس فتح کے
محمود تعاقب کرتے ہوئے پنجاب میں گھسا چلا گیا اور ملکر کوٹ کے
مذہر پر پہنچ کر وہاں کے خزانہ پر قبضہ کیا کہتے ہیں کہ سات لاکھ دینار
طلائی اور سات سو من سونے چاندی کی تختیاں اور دو سو من زر خالص کی
اینتیں اور دو ہزار من نقرہ خام اور بیس من جواہرات جو راجہ بھٹیا کے وقت
جمع تھے محمود کے قبضہ میں آئے محمود اس غنیمت کو لبیک کر غزنی چلا گیا۔

۳۶۷ ہجری میں مرگیا تو سبکتگین اور سکا جانشین ہوا اسی عرصہ میں راجہ
والی لاہور فوج اپنی دریاے الگ پر لیکر چڑھ گیا لیکن یادو باران کا ایسا طوفان
کہ فوج راجہ جیپال تختل اوکے سنوئی اور چارناچار اوکو صلح کرنے پڑی اور روپیہ
دیئے کا وعدہ کیا لیکن پھر راجہ نے وعدہ کو پورا کیا تب سبکتگین نے
پھر فوج کشی کی اور راجہ جیپال اجمیر کا لیجر وقت فوج کے راجاؤں کی
بدلیکر روانہ ہوا اس پار انک کے دونوں لشکر سے معرکہ جہال دھال گرم ہوا
ہندیوں نے ہزیمت پائی فوج سبکتگین نے ایک اپنا افسر مع فوج کے پیشوا
میں مقرر کیا۔

سبکتگین نے ۹۷۷ھ مطابق ۳۳۷ھ ہجری میں وفات پائی۔

محمود کی سلطنت کا بیان

محمود سبکتگین کا بیٹا زہد منکوحہ سے نہ تھا اور وقت وفات اپنے باپ کے
نیشا پور اپنی حکومت پر تھا اسمعیل چھوٹا بھائی اسکا بغیبت محمود
سلطنت پر قابض ہو گیا جب محمود خبر پا کر آیا اول آشتی سے اسمعیل سے
کا میابی اپنے کا خواہاں ہوا جب مجھ مطلب راری سنوئی تو دونوں میں رائی
ہوئی محمود فتحیاب ہوا اور اسمعیل مقید کیا گیا۔
محمود نے اپنی حکومت کو وسیع کرنا چاہا اور خراسان پر مالکانہ قبضہ کیا
اور بنی سامان کا نام خطبون سے خارج کرنے کا حکم دیا اور واسطے اپنے خطاب
سلطان کا اختیار کیا پھر جانب ہند و سامان طبیعت اوکے
لہرائی آئندہ عیسوی مطابق ۹۷۷ھ ہجری محمود غزنی سے مع دس ہزار
فوج جرار روانہ ہوا اور راجہ جیپال والی لاہور سے ۲۷ نومبر ۱۰۰۷
میں نیشا ور کے قرب و جوار میں لڑا اور اوکو شکست دیکر گرفتار کیا
اور شہر کے آگے مقام بٹندہ پر حملہ کر کے تاخت و تاراج کر دیا یہ تھا
بھی راجہ جیپال کے قیام کا تھا۔

اور راجہ سمیت دریائے کوہ پڑا راجہ دریائے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا اور دشمن کی سپہ مقابلہ کیا اور آخر میں مار گیا اور دھڑا دھڑا کاٹا گیا جو برہمن آباد چلا گیا تھا وہاں اس کی بیویہ مان کا محصور ہو کر لڑائی شروع کر دی نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ سب عورتیں لگ میں جل کر مر گئیں اور مردوں نے زلیست سے نا امید ہو کر دشمنوں میں گھس کر لڑائی کی اور سب کے سب مارے گئے۔

مقام اسکندرا میں بھی ہندوؤں نے ویسی ہی بہادری کی لیکن پھر مسلمان فتح پا گئے اور تمام ملتان کو فتح کر لیا۔ جو ملک کہ متحدہ قاسم نے فتح کیا تھا وہ ۱۲۷۰ء مطابق ۶۹۰ھ ہجری خلیفہ تیمک سید کیا گیا اور چھتیس برس ان کے قبضہ میں رہا بعدہ راجپوت قوم سمیرانے بغاوت کی اور مسلمانوں کو نکال دیا اور اہل ہند قابض ہوئے اور پانسو برس کے قریب ان کے قبضہ میں رہے۔

فصل دوم خاندان غزنوی کے بیان

ذکر الپتگین بانی خاندان غزنوی

الپتگین ایک ترک غلام تھا لیکن اس کی ہوشیاری و مردانگی سے ۹۶۱ء مطابق ۳۵۰ھ ہجری میں خراسان کا حاکم مقرر ہوا بعد ازاں انتقال اس کے آقا کے منصور بادشاہ قائم مقام اس کے آقا نے اس کو حکومت سے معزل کیا لیکن الپتگین اپنے دوستوں کی اعانت سے مقام غزنی میں کوہ سلیمان کے درمیان جا ہونچا اور اس ملک میں نیا حاکم قرار پایا جنہیں بلخ ہرات اور سیستان داخل ہے اور ۹۶۴ء مطابق ۳۵۳ھ ہجری میں اپنی موت سے مرگیا و بقول ۹۶۷ء مطابق ۳۵۶ھ ہجری میں انتقال ہوا۔

ذکر سبکتگین

یہ غلام الپتگین کا تھا اور آخر کار اس کا جانشین ہوا اس طرح پر کہ جب الپتگین مر گیا تو یہ اسحاق نامی بیٹے اس کے کو ہمراہ اپنے نجا لیا جب کہ اس کو منصور بادشاہ نے غزنی کا حاکم مقرر کیا سبکتگین کو اس کا نائب قرار دیا اور جب وہ ۹۷۰ء مطابق

پہونچا اور بہت لوگوں کو پکڑ لیا گیا۔
 ۶۱۲ سنہ ہجری میں بوجہ سرتابی حاکم کابل کے دوبارہ لشکر کشی ہوئی۔
 ہو گیا اور آخر شجاع حاکم بصرہ سے کہ جس کا یہ ماتحت تھا منحرف ہو کر حاکم
 خود ہوا اور رن تھل حاکم کابل سے آشتی کر لی اور اپنے افسروں سے
 لڑتا رہا بعد چند فوجوں کے پھر شکست کھائی اور اپنے ماتحتوں آپ مر گیا۔
 و بقول مصنف آئیں اگر بری سنہ ہجری میں امیر عبد اللہ حاکم خراسان نے
 کابل پر تسلط کیا اور اس خاندان کا تسلط تازان شروع الٹکین قائم رہا لیکن
 بعض تواریخ سے اسکی صداقت نہیں رن تھل والی کابل کی قومیت کے
 نسبت اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ ہندوستانی تھا لیکن اغلب یہ کہ یہ باوشاہ
 ایرانی تھا۔
 دوسرا حملہ ہندوستان پر سمندر کی راہ سے سندھ پر کیا گیا یہ حملہ خلیفہ عمر کے
 عہد میں کہ جنھوں نے سنہ ہجری مطابق ۶۳۴ میں وفات پائی ہوا تھا
 یہ لڑائی اردین ہوئی لیکن اس فوج نے شکست کھائی ہندوستان پر
 یہ ملک اسوقت تحت تصرف راجہ داہیر ہندی مذہب کے تھا اور شہر آج کل کے
 متصل ہے اوسکا دارالامارت تھا اور بجائے آل کے اب اور مشہور ہے جسکو موٹ
 تاریخ فرشتہ نے اجدر لکھا ہے آخر کار زمانہ مملکت خلیفہ ولید میں ۹۲
 مطابق سنہ ہجری میں سندھ پر پھر مسلمانوں نے تحت حکومت محمد قاسم
 یورش کی اور دیول کے مندر پر حملہ آور ہوئے اور مندر فتح ہوا اور بہت مال و
 اسباب لوٹا گیا راجہ داہیر کا ایک بیٹا جو دیول میں رہتا تھا یہ من آباد چلا گیا
 محمد قاسم کی فوج نے قاقب کیا اور وہاں اوسکو ملیع کیا بعد محمد قاسم
 خدوہ پر حملہ آور ہوا جواب حیدر آباد سندھ کے نام سے مشہور ہے اور وہاں سے
 سوان کا محاصرہ کر کے فتح کیا اور اسکا گڑھی بھی فتح ہوئی پھر راجہ داہیر کے
 بڑے بیٹے سے مقابلہ ہوا اور لڑتے بھڑے آل کے قریب جوار میں ہوئے اس
 جگہ خود راجہ سے مقابلہ ہوا راجہ کی سواری کا ہتھی بوجہ لگے ایک بان کے بچا گا

ہوا تھا اور آمدنی اسکی صرف ہزار سالانہ ہے۔

نیا گانور ہے لچھن سنگہ سرغنہ گروہ غارنگران بندیل کھنڈ کو بندہ قایم رہے اسکی
بانیج موضع جاگیر دیئے گئے ہیں:

جیر یہ علاقہ دراصل ماتحت ریوان تھا وقت تسلط سرکار انگریزی بقبضہ درجن سنگہ
قایم رکھا گیا آمدنی اسکی لامنت ہے۔

بادنی ریاست اہل اسلام ہے نواب غازی الدین خان بنیرہ آصف جاہ حیدر آباد
نے پیشوا سے پائی تھی آمدنی اسکی ایک لاکھ روپیہ کی ہے۔

جاگیر بشت بہیا یہ جاگیر بن جرو علاقہ ٹھہری تھیں اور اوسے خاندان کے اشخاص
کے نام قایم ہیں آمدنی انکی قریب اسی ہزار کے ہے۔

کنیا دھانا بشرج صدر اور آمدنی اسکی قریب تیس ہزار روپیہ سالانہ کی ہے:

باب سوم سلطنت اسلام کے بیان میں

فصل اول

ابتداءے حلون کا بیان و بنیاد اسلام کا ذکر

محمد ^{۶۹} پیدا ہوئے اور چالیس برس کی عمر میں دعوی نبوت کیا اور ^{۲۳} ۴۰
مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو گئے یہی بنیاد سنہ ہجری کی ہے اور ^{۳۲} ۴۰
سنہ ہجری میں نبوت کے تیسویں برس اور ہجرت کے دسویں برس ہجرت مدینہ
وفات پائی:

اول مسلمانوں نے ^{۳۲} ۴۰ میں ایران پر حملہ کیا اور جو ایک بڑی لڑائی ^{۳۴} ۴۰
میں بمقام قادسیہ ہوئی اوسمیں ایرانیوں کی بڑی شکست ہوئی پھر ایک لڑائی
^{۳۶} ۴۰ میں جلالہ پراوردوسری ^{۴۰} ۴۰ میں نہادندہ واقع ہوئی اسلئے ایران
مسلمان متسلط ہو گئے ^{۶۴} ۴۰ میں عطابن ^{۴۴} ۴۰ ہجری میں اول مرتبہ مسلمانوں
نے کابل پر یورش کی اور مرو سے کابل تک عرب و لاکھس گئے اور بارہ ہزار
اومیون کو مسلمان کیا اور حطب ابن ابی صفر اس فوج سے علحدہ ہو کر لٹاک

اور جو بدلتی بندیل کھنڈ کے قابض علاقہ ہو گیا تھا اب نسل اس کی سے جلت
قابض علاقہ ہے اور آدنی اس ملک کی تین لاکھ روپیہ ہے
بروندیہ خاندان نہایت قدیم راجپوتان راج جنسی کا ہے ہنگام حکومت ہندو
یہ ریاست بذریعہ سند ہر دے شاہ کے قابضان کے پاس تھی اور موہن سنگھ کو
بھی سرکار انگریزی نے اس علاقہ پر بحال رکھا اور وہ لاؤلف فوت ہوا اور حشمت
اد کے پرچمت سنگھ برادر زادہ اس کا مسند نشین کیا گیا آدنی اس علاقہ
کی تخمیناً قیمت ہزار روپیہ کی ہے کالنجریہ حصہ ہر دی شاہ میں آیا تھا اور جوہ رام
حاکم قلعہ تھا اور پھر خود سر ہو گیا اب اولاد اس کی بطور جاگیر داران اس علاقہ
قابض ہے اور کل آدنی اس جاگیر کی قیمت سالانہ ہے
ہست یہ خاندان پوری سے مستخرج ہوا ہے بزرگان خاندان ہند کو عطیات
جاگیر اولاد ہر دے ساہ سے ملی تھی آدنی اس کی قیمت سالانہ ہے
علی پور اس علاقہ کو ہندو بیت نبیر ہر دی شاہ نے اپنی سنگھ کو دیا تھا آدنی
اس کی پچاس ہزار روپیہ ہے
کوئی جو سند راج پتا گوشہ ایسوی میں عطا ہوئی اوسمین کوئی بطور جاگیر رفا
دی ہے انکا خاندان بھیلا ہے اور مدت سے یہ جاگیر اس خاندان میں ہے اور وقت
تک سرکار لعل دنیاپت قابض تھا آدنی اس کی پچاس ہزار روپیہ ہے
اور پھر اوناگوڈ مثل کوئی ریاست اوچیر بھی بطور جاگیر رفا سند راج
کشور سنگھ پتا والد میں شامل تھی اور سرکار انگریزی نے بھی بنام لعل شیوراج سنگھ
تایم رکھی اور آدنی اس کی قیمت ہے
سوا دل یہ علاقہ بھی سند راج کشور سنگھ میں بطور جاگیر رفا تھا اور لعل امان سنگھ کو
سرکار انگریزی نے بھی تایم رکھا آدنی اس کی تیس ہزار ہے
گور اہر راجہ رام حاکم قلعہ کا از جانب راجا جیکڈہ تھا اول اوسنے سرکشی کی اور پھر
پیشہ خانگی اختیار کیا راجا رام سنگھ ۱۸۴۳ء میں فوت ہوا بیٹا اوسکا راج دہر دور
جانشین ہوا آدنی اس علاقہ کی قیمت سالانہ ہے
روٹی گوبال سنگھ سپاہی پیشہ ملازم نبیرگان جتر سال تھا جو اس علاقہ پر قابض

تردنا امرت را و پس میشو اکو دیا گیا تھا امرت را و ۲۴ سال میں چر گیا بنا ایک راو
قابض ہوا نرائن را و غیرہ کے ناموں پر اور ۱۵۵۰ عیسوی میں باغی ہوئے اس وقت

ضبط کیا گیا تھا
علی ہذا سبھی اکٹھے گئے شاہ گدہ بان پور بوجہ بناوت ۱۵۵۰ ع میں ضبط ہوئے
اور اسٹھ علاقہ بقبضہ اولاد جگت راج اب تک قائم ہیں باقی بقبضہ اشخاص غیر
پتائیت سنگہ جانشین کشور سنگہ اولاد ہر دے شاہ کے قبضہ میں ہے اور
آمدنی ملک چار لاکھ روپیہ کی ہے اور ہمعامے بلور خراج دیتا ہے اور گیارہ
توپ کی سلامی ہے :

اوکاسی اولاد ہر دے شاہ سے ہر سنگہ قابض ہے اور آمدنی ملک مع ۱۵۰
چر کماری اولاد جگت راج سے ہے سنگہ دیو مستط ہے اور آمدنی ملک پانچ لاکھ
روپیہ اور خراج سرکار مع ۹۰۰ اور سلامی لہ ع ضرب توپ کی ہے :
بجادر اولاد جگت راج سے برتاب سنگہ قابض ہے اور آمدنی ملک تین لاکھ
یچاس ہزار روپیہ اور سلامی گیارہ ضرب توپ کی ہے :

اجی گدہ یہ علاقہ بھی اولاد جگت راج کے حصہ میں آیا اور رنجور سنگہ قابض
اور آمدنی ایک لاکھ پچھتر ہزار روپیہ اور خراج سرکار انگریزی لکھت ہے
سہ بلا اولاد جگت راج سے ہندو پت سنگہ کے قبضہ میں ہے اور آمدنی
اسکی ۱۵۰۰ ہے :

جگتی اول پر تھی سنگہ پوتا پدم سنگہ کا قابض تھا بعد مرنے اس کے راو بھوپال
پیدا ہوا و رئیس بنایا گیا آمدنی اس علاقہ کی بارہ ہزار پانچ سو ہے :
جستو بھرت چند کی اولاد سے سترجیت سنگہ قابض علاقہ ہے رقبہ اس ریاست کا
تخمیناً ایک سو اسی میل مربع اور آبادی لکھ ہزار نفری کی ہے :

بہری نسل دختر جگت راج سے دیوان جو گل پر شاہ قابض علاقہ تھا اس کے
دادا نے جگت راج کی دختر سے شادی کی تھی اور اب لشن سنگہ وارثان اس کے
سے قابض ہے آمدنی علاقہ تخمیناً پچیس ہزار ہے :

چتر پور گورسونی شاہ ایک ملازم ہندو پت بنیرہ راجہ کشور سنگہ پتاوالہ کا تھا

کالنج کا محاصرہ کیا اور اتفاقاً ایک گولہ دشمن کا ایسا اوگر میگزین میں پڑا کہ میگزین گر گیا
 اس کے صدمہ سے شیر شاہ بھی ہلاک ہوا بعدہ عہد اکبر بادشاہ میں پھر قلعہ کالنج فتح کیا گیا
 آخر سلطنت شاہ جہان میں ایک رئیس چنیت رائے نامے نے اپنی آزادی ظاہر کی
 اور اس کے فرزند چتر سال نے ایک خاندان جدید مشرق کے ملک میں قائم کیا یہاں
 مغرب کم و بیش مطیع دہلی تھے تحفہ اندنی ملک چتر سال کا ایک درویش لائے تھا
 اس کا ایک قلعہ مضبوط کالنج کا تھا اور اس کی خاص سکونت شہر تھا جس کے
 متصل کان الہاس مشہور ہے حکومت چتر سال میں ملک بندیل کھنڈ پیر محمد خان
 بنگش رئیس فرخ آباد نے حملہ کیا اس کو دفعیہ کے واسطے اول باجی راویشوا کن سے
 طلبہ ہوا تھا اور اخراج اقامان کا ملک بندیل کھنڈ سے باعث کوشش فوج فرشتا کے
 وقوع میں آیا اس سبب سے راجہ چتر سال نے پیشوا کو اپنا فرزند متی قرار دیا
 اور اپنے ملک کو درمیان لینے دو فرزند اصلی ہردی شاہ اور ملک راج کے اوریشوا
 باجی راویشوا جتہی کے تقسیم کیا اور آخرش رفتہ رفتہ یہ ملک مع کسیدہ اور ملک سنگ
 بیش ۲۲ ریاستوں پر منقسم ہو گیا
 چتر سال کے باپیش بیٹے اصلی اور تیس غیر منگوسے تھے مگر ان میں صرف چار
 صاحب اولاد ہوئے یعنی بدم سنگھ ہردی شاہ جگت راج بھرت چند
 منجھہ پتیس ۳۳ ریاستوں کے آٹھ ریاستیں ضبط سرکار انگریزی ہوئیں جن میں اصل
 جالون یہ علاقہ مشہور ہے بعد وفات راو گوہند راو کے ضبط کیا گیا
 جھانسی یہ علاقہ شیوراد بھاؤ کے قبضہ میں تھا ۱۵۸۵ء میں اس کا پوتا راجہ
 راو جانشین ہوا اور ۱۶۳۵ء میں رگھوناتھ راو اور ۱۶۳۸ء میں گنگا دھر راو برادر
 اس کا گتہی نشین ہوا اور ۱۸۵۳ء میں دلا ولد فوت ہوا لہذا یہ علاقہ قبضہ
 سرکار انگریزی میں آ گیا
 جیت پور یہ علاقہ چتر سال کے قبضہ میں تھا ۱۵۴۹ء عیسوی میں بعد وفات
 کسیت سنگھ کے یہ سبب دلائی اس کے یہ علاقہ سرکار انگریزی کے قبضہ
 کھنڈی یہ علاقہ پسرہ ام سرغنہ ایک گروہ ڈاکو ان کو دیا گیا تھا تاکہ ملک میں
 امن و امان قائم رہے لیکن عین حیات تھا جب ۱۸۷۵ء میں ضبط ہوا

فصل ہست و ہجہم

ریاستہائے ہندیل کھنڈ کے بیان میں

ملک ہندیل کھنڈ میں چھتیس علاقجات خرد و بزرگ تھے منجملہ ان کے صرف جن علاقجات سے سرکار انگریزی نے عہد ناجبات کئے وہ یہ ہیں ریوان ارجاعرفٹ سکری دتیا سمیتھر مابقی رئیسان اپنا اپنا علاقہ بذریعہ سندر رکھتے ہیں اور وہ شمار نہیں ہوتے۔^{۳۶} آٹھ ریاست دارا و لاد چتر سال والی کالنجر سے ہیں جو رفتہ رفتہ اولاد نکور میں چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم ہو گیا تھا اور با ریاستیں کچھ باس رفیقان و ملازمان سرکشان کے باعث ضعیف خاندان نکور جاتی رہیں اور کچھ بقبضہ ڈاکوان آئیں ریوان وقت تسلط سرکار انگریزی ملک ہندیل کھنڈ پر اس ریاست میں راجہ جے سنگھ دیو فرمان روا تھا بعدہ شیوناتھ سنگھ فرزند اوسکا جانشین ہوا اور ۱۸۳۷ء میں بٹیا اوسکا رکھو راج سنگھ رئیس حال گدی نشین ہوا از روئے تواریخ ہند یہ شخص بیسیوں راجہ ہے سترہ ضرب توپ کی سلامی ہوتی ہے اور آمدنی ملک تخمیناً بیس لاکھ روپیہ کی ہے اور چاہیہ ریاست تمام ریاستہائے ہندیل کھنڈ میں نہایت قدیم ہے اور رئیس حال راجہ ہمیر سنگھ ہے سلامی اسکی اضراب توپ کی ہے اور آمدنی ملک تخمیناً چھ لاکھ روپیہ کی ہے دتیا رئیس بیان کا بھوانی سنگھ ہے اور سلامی اسکی گیارہ ضرب توپ کی مقرر ہے اور آمدنی ملک تخمیناً دس لاکھ روپیہ کی ہے۔^{۳۷} سمیتھر جب ملک ہندیل کھنڈ بقبضہ سرکار انگریزی آیا تب صرف ایک پشت سے یہ ریاست دتیا سے ملحدہ ہو کر قائم ہوئی تھی رئیس حال راجہ ہندو پت ہے اور سلامی اسکی گیارہ ضرب کی ہے اور آمدنی ملک چار لاکھ روپیہ کی ہے۔

کالنجر راجگان ہندیل کھنڈ سے ہے راجہ نندا والی کالنجر بڑا زبردست راجہ تھا اس راجہ نے راجہ قنوج کو بوجہ اطاعت محمود غزنوی کے قتل کیا چنانچہ ۱۰۲۲ء و ۱۰۲۳ء میں دو مرتبہ سلطان محمود نے اس راجہ پر حملہ کیا لیکن ناکام رہا شہاب الدین کے عہد دولت میں کالنجر مفتوح ہوا پھر ۱۵۴۷ء عیسوی میں شہر شاہ

کیفیت	سلامی	تعداد دفع	حاکم و پیرا و سوت و غیره	۸۳۰۲	۱۲۶۲۸۸	۲۰۰	۴۵۹۵	۱۰۰۰۰	۲۰۰	۱۲۹۲۵۹	۳۰۰۰۰	۱۵۰	۶۲۰۰۰	۱۳۰۰۰	۹	۳۰۰	۴۶۲۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰
ایرانیت کوستان کی پی وقت خارج کے جانے کو لکھا کہ کوستان سے کمر کش را جو تھا بعد اسکے فتح پر کاشن بنایا اور کلا را جو پو اب سمیر کا کاشن ہے۔	۰	۰	یہ وقت ہم پر است خاندان چتری را جو ت کی ہے۔	۰	۰	اس خاندان کی اصل کو سیامو ضلع بانجاست ہے اس سرور کی شاوری را جو چندی کی را کی ہے ہوئی۔	۰	۰	یہ خاندان کا بل سے آنا تھا بزرگ اس سریش کے خاندان سے آنا تھا خلیفہ سیر پیر میں ہا اور سے	۰	۰	اور جب حکومت منلیہ کو صنعت ہوا تو دوسروں کے یہ خاندان نسبت خاندان پیار و چندی	۰	۰	وہاں چنگ علاوہ ہر چار طوط اس علاوہ کے ہے کہ ہم تر ہے۔	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

کلاں شکر ادا مل میں ایک سے ارزاں فروج نہ ہو کہ خوش حال سنگھ چند راجہ دلوڑی بھی ہمارا حدر شہیت سنگھ تھا بعد ازاں
 ترقی ہو کر خود سردار فوج ہوا اور بکدوسے گز فٹاری کی انفرخان میں کس کجوری آتے ہیں انام سید کیا اور علاقہ میرپور
 اور سکو عطا ہوا اور در فتنہ رفتہ ایک عہد رج ہوا کہ مالک جب و کشتہ میر پور گیا۔

اور سکو عطا ہوا اور از فضلہ رفتہ الی الخ عروہ ج ہوا کہ مالک جہود و مستقیم ہوا کہ

بالی اس پر یا سست کا لکھنا تھا اسے آرا و اسے قریب سے دیکھ کر اس نے اس کے واسطے درستی کیا
 یہ راجہ قوم کا جاٹ ہے مگر مذہب سکر کہتا ہے خاندان حالی کا بیزرگ چودھری بھوئی نامی تھا اس کے
 دوستوں کا اور راجہ جی بانی خاندان راجہ ہوئے ہمارے حال خاندان کو مانگتے ہیں یہ خاندان لطیف
 راجہ قریب یا بے پشت سے ہیں۔

جو مورث اعلیٰ پیا کر کا ہے وہی اس کا مورث ہے اور وہی ذاتی ذرا ہے وند بہ سبب ہے اور اور یہ بہ سبب ہے یہ
ریاست قایم ہوئی ہے چار لاکھ روپیہ لائے خارج کر کے لائے یہی کو ادا کرتا ہے۔

2001

که بانی اس خاندان کما جود علاء که او اهل بین نبود شریع حاصل کیا از حکیم الملک علاء الدین
 مدان مشهور بهاء المدین صردار مدال سنگد خوشاب از کجی عطا بواستخدا ۱۸۵۳
 بدو زنده بپرسیدند ریاست نشین بوالکباب کفرک سنگد قافا بخریاریاست بپرسیدند که کجی

مقامات ایام خردگار که در دهین عالم فرمودی منتهی طریقی و اصولی را که در نصیحت جمیع مومنان می رسد عطف الی

۱۹	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۶	۸۰۰۰
۱۷	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۵	۸۰۰۰
۱۸	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۴	۸۰۰۰
۱۹	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۳	۸۰۰۰
۲۰	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۲	۸۰۰۰
۲۱	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۱	۸۰۰۰
۲۲	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱۰	۸۰۰۰
۲۳	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۹	۸۰۰۰
۲۴	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۸	۸۰۰۰
۲۵	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۷	۸۰۰۰
۲۶	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۶	۸۰۰۰
۲۷	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۵	۸۰۰۰
۲۸	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۴	۸۰۰۰
۲۹	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۳	۸۰۰۰
۳۰	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۲	۸۰۰۰
۳۱	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۱	۸۰۰۰
۳۲	۳۳۳۸۳	۱۵۰۰۰۰	۴۰۰۰۰	۰	۸۰۰۰

نام رستم نام رئیس ذات
لواء و لواء
نائب و نائب
مقام و مقام
مقام و مقام

۱۰۲۳

ی قتل کیا چنانکہ
اس راجہ پر حملہ کیا لیکن ناکام رہا
بھجور مفتوح ہوا پھر ۱۵۴۵ عیسوی میں شہر شاہ

پنجاب کر کے پنشن سہ کار انگریزی قبول کی مفصل حال ان واقعات کا بذیل تذکرہ
عملداری انگریزی درج ہے۔

ملک پنجاب میں سب ریاستیں خردو کلان لکھنؤ میں اوسمیں سے لکھنؤ
ریاستیں حسب تفصیل ذیل بہت چھوٹی ہیں کہ ان کی نامی ایک لاکھ سے بھی کم ہے

۱	کملور عورت	۲	بہار	۳	ہندو عورت	۴	کیون بہار	۵	فریدکوٹ	۶	چمپا
۷	بلاس پور	۸	پانڈوی	۹	لوہارو	۱۰	دوجانا	۱۱	بھاکل	۱۲	جویل
۱۳	گندسین	۱۴	میلان	۱۵	بالسن	۱۶	دھامی	۱۷	لکھنار	۱۸	لکھنار
۱۹	لکھنار	۲۰	بھاکل	۲۱	بیجاہ	۲۲	درکوتی	۲۳	تاروج	۲۴	بھاکات

باقی ہندوستان کلان کا حال نقشہ ذیل میں درج ہے۔

محض تھا اور ایک آنکھ اوسکی بیماری چھپک میں جاتی رہی صرف فریب اور طاقت اور
مستقل مزاجی سے چھوٹی سرداری سے اس مرتبہ کو پہنچا کہ اوسکے ملک کی آمدنی
ہنگام وفات اوسکے بقدر ڈھائی کروڑ کے تھی اسکو گھوڑے کی سواری کا نہایت
شوق تھا بعد وفات ہمارا جہ رنجیت سنگھ بنیا اوسکا کھڑگ سنگھ گدسی نشین ہوا
لیکن وجہ نفاق باہم سرداران کے دھیان سنگھ وزیر نے اوسکو مقتید کیا اور نونہال
پسر گھر سنگھ سنگھ نشین ہوا اور کھڑگ سنگھ نے بحالت قید ۵ نومبر ۱۸۴۸ء
وفات پائی نونہال سنگھ فرزند کھڑگ سنگھ اپنے والد کی لاش جلا کر آتا تھا کہ رات
میں ایک شہر سنگھین ایک دروازہ کا اوسیر گرا اور وہ زخمی شدید ہو کر مر گیا
یالیشیدہ مارا گیا بعد ازین انتقال سلطنت کمی شخصوں پر ہوا یعنی اول رانی
چند کنور والدہ نونہال سنگھ اور اوسکے بعد شیر سنگھ عموی نونہال سنگھ اور
آخر کار دلیپ سنگھ فرزند مشہور رنجیت سنگھ گدسی نشین ہوا یہ انتقالات بعد
فوج کے وقوع میں آئے جو بالکل خود سر اور مفید ہو گئی تھی اور اس مفسدہ میں
بہت سے سردار ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہنگام صغریٰ دلیپ سنگھ
اور فختاری اوسکی والدہ کے تمام انتظام برباد ہو گیا اور فوج خالصہ دراصل
حاکم ملک ہو گئی تھی چنانچہ سکھوں نے اول سہ ماہ دسمبر ۱۸۴۵ء عیسوی عبور دیا
ستلج چند چار شہر لوٹ لئے ۱۳ دسمبر سنہ الیہ کو گورجنل نے اشتہار
جاری کیا کہ بوجہ حملہ غیر واجبی سکھوں کے علاقہ ہمارا جہ دلیپ سنگھ واقع کنارہ چپ
دریاے ستلج شمال ملک انگریزی کیا گیا اور فوج سکھ کو افروری ۱۸۴۶ء کو شکست
دی گئی و تبارخ ۱۵ افروری سنہ الیہ فوج انگریزی نے عبور دیا یہ ستلج کیا اور آخر ش فیما بین
لاہور و گورنمنٹ انگریزی عہد نامہ ہوا کچھ ملک بقیعہ سرکار عرصہ صرف خاک آنا
لاہور میں فوج انگریزی واسطے حفاظت ہمارا جہ دلیپ سنگھ مقرر کی گئی اور اس
ملک بحالت صغریٰ با اختیار سرکار قرار پایا لیکن آخر ش بمقام ملتان قتل افسر ان
انگریزی اور سرکشی مولراج باعث سرکشی عام و مفسدہ عظیم فوج سکھ ہوا چنانچہ
سرکار انگریزی مختلف مقامات پر فوج سکھ کو شکست دیکر فتحات میں ملی ملک پنجاب
داخل حاکم انگریزی کیا گیا اور ۲۹ مارچ ۱۸۴۹ء ہمارا جہ دلیپ سنگھ نے ترک حکومت

رنجیت سنگہ ۱۸۰۱ء میں پیدا ہوا ۱۸۰۹ء عیسوی میں اس نے جو
خدمت شاہ زمان کہ جو بجائے تیمور شاہ ولد احمد شاہ ابدالی کے تخت سلطنت
بیٹھا تھا بیچ دوبارہ لائے از تواب کے جو بمقام جھلم جاتی رہی تھیں کی تو حاکم لاہور
مقرر ہوا اور با اتفاق فتح سنگہ ایلمھوالہ کے اوسے اپنی سرداری اور سرداران
قرب و جوار کے قائم کرنی شروع کی اور ۱۸۰۳ء عیسوی میں اگرچہ اوسے لاہور ایک
سے درخواست امداد مقابلہ دیگر مخالفانہ کی لیکن سرکار انگریزی نے
۱۸۰۹ء تک ان معاملات میں کچھ مداخلت نہ کی ۱۸۰۱ء میں رنجیت سنگہ
مہم مقابلہ مسلمانان دریائے چناب و انک تھا کہ اسی عرصہ میں ہو کر بطلب
امداد پنجاب میں پہونچا لیکن رنجیت سنگہ نے مدد دینے سے انکار کیا اوس وقت
میں بہاؤ جوری ۱۸۰۱ء عہد نامہ دوستی کا فیما بین گورنمنٹ انگریزی و سردار
رنجیت سنگہ و سردار فتح سنگہ کے قرار پایا بعدہ رنجیت سنگہ نے ملک جنوبی
ستلج پر تصرف کیا اوس وقت سرکار انگریزی نے بھی اپنی فوج تاکہ راہ دریا
ستلج بھیجی اگرچہ رنجیت سنگہ نے اول ملک جنوبی ستلج سے دست بردار
نہ چاہی لیکن جب کہ جمیع سرداران جنوبی ستلج نے اپنے تئیں پناہ انگریزی میں
رکھنے کا اقرار کیا اور ناراضماندی ہمارا جو رنجیت سنگہ سے ظاہر کی اوس وقت
رنجیت سنگہ بھی متاثر ہو کر مصالحہ پر راضی ہوا اور ۱۸۰۹ء میں عہد نامہ
ساتھ گورنمنٹ انگریزی تحریر کیا اور دریائے ستلج سرحد سرکاری قرار پائی۔
۱۸۱۳ء میں شاہ شجاع بادشاہ مغزول کابل نے جو بطور پیش خوار انگریزی بمقام
لہ بیانہ رہتا تھا ایک عہد نامہ باتیدہ مدد دوبارہ حاصل کرنے اپنے ملک کے رنجیت
سے کیا جس کے رو سے ملک دو جانب دریائے انک کا جو بقیضہ رنجیت سنگہ آیا تھا
اوس کا دعویٰ شاہ شجاع نے چھوڑ دیا لیکن بادشاہ اس مہم میں ناکامیاب رہا پھر
مرتبہ ثانی جب ۱۸۳۵ء میں فوج سرکاری و نیز فوج ہمارا جو رنجیت سنگہ اور ہم
کابل کے جو بہد شاہ شجاع بھیجی گئی تھی اوسکا مفصل حال مذکورہ سلطنت انگریزی
میں درج ہے رنجیت سنگہ نے ۲۴ جون ۱۸۳۹ء میں وفات پائی یہ شہر نانڈ

۷	برا	تھکت	۱۶۷۹
۸	بدہ	برا	۱۷۱۶

یہ شخص اپنی لیاقت سے موضع سوکر چاک کی نصف زمین پر قابض ہو گیا اور ایک سکے کا چلہ ہوا یہ شخص اپنے خاندان میں پہلے پہل اہل ارت ہو چکا کہ ہوا اور نام اسکا بدہ سنگہ ہو گیا اور اسے سوکر چاک

میں بڑا مکان تعمیر کیا اور گانوں والوں سے ایسی راہ و رسم پیدا کی کہ چودہری گانوں کا

مقرر کیا گیا۔ اور بعدہ لوٹیروں سکھوں اور سانسینوں کا شریک ہوا اسکے

دو بیٹے تھے بدہ سنگہ چندر بھان سنگہ چندر بھان سنگہ افسر خاندان سندھان والا ہوا اور حیرت سنگہ نے

۹ بدہ سنگہ بدہ سنگہ ۱۷۴۲
۱۰ حیرت سنگہ بدہ سنگہ

ایک گڈھی قریب مقام گجر اول بنائی خواجہ عابد صوبہ دار لاہور نے ۱۷۴۲ میں حملہ کر کے اسکو مسمار کر دیا لیکن دوسری لڑائی میں خواجہ عابد نے شکست کھائی پھر احمد شاہ نے خود سکھوں پر حملہ کیا اور انکو شکست دی اور انکی عبادت گاہ امرتسر کو خراب کیا اور اس شکست کے بعد سکے پھر درست ہو گئے اور سال آئندہ انھوں نے افغان حاکم سرہند کو شکست دی احمد شاہ ابدالی ۱۷۴۷ء میں پھر حملہ آور ہوا لیکن اب انتظام ملک اختیار سے باہر دیکھ کر واپس چلا گیا سکے لوگ لاہور پر بھی قابض ہو گئے اور دریاے جمن سے تارا اول پنڈی اور انکے قبضہ میں آ گیا مگر حکومت جنوبی ستلج میں باعث مرہٹوں کے خلل واقع ہوا اسوقت سکھوں کی بارہ مشلین یعنی جماعتیں تھیں اور انمیں قریب ساٹھ ستر ہزار کے سوار تھے جنمیں حیرت سنگہ افسر ایک جماعت کا دو ڈھائی ہزار سوار رکھتا تھا ہر ایک سردار مثل جو مقام فتح کرتے اسکو اپنی اپنی ہراہیوں میں تقسیم کردے اوائل میں تو سکے بسبب وقت قایم رہنے کے آپس میں فراہم رہے مگر رفتہ رفتہ کم زور زور آوروں کے ماتحت ہونے لگے ایک ان سرداروں میں سے تھا سنگہ نامے اول طاقت ور ہوا یہ بیٹا حیرت سنگہ کا اور باپ رنجیت سنگہ کا تھا

بہانگے بند ایک قلعہ میں محصور ہوا اور عرصہ تک یہ محاصرہ قائم رہا آخر بنداجی پور
 قلعہ سے نکلا اور فوج شاہی کو حیرتا لڑتا صاف نکل گیا لیکن ایک جیلہ اور سیکا کرنا
 ہوا جس نے واسطے حفاظت بندہ کے وضع اپنی سپہ دارانہ بنائی تھی بعدہ بعدہ فوج
 بند اگر فتر ہوا اور نہایت بیرحمی سے قتل کیا گیا کہ ذکر اسکا مشرچ حالات فوج
 میں درج ہے لیکن سکے لوگ پھر بھی جب موقع دیکھتے صوبہ داران پر حملہ کرتے اور
 لوٹ مار اپنی جاری رکھتے تھے ۱۵۵۶ء میں احمد شاہ درانی نے صوبہ دار پنجاب
 باجگزار اپنا کیا اور ۱۵۵۶ء عیسوی میں احمد شاہ نے بعد فتح دہلی کے پنجاب کو
 داخل سلطنت غزنی کر کے اپنے لڑکے تیمور کو وہاں ناظم مقرر کیا۔
 ۱۵۵۹ء احمد شاہ درانی نے پھر نہضت جانب ہندوستان کی اور فوج مرہٹہ سے
 چلا گیا احمد شاہ درانی نے پھر نہضت جانب ہندوستان کی اور فوج مرہٹہ سے
 ایک سخت لڑائی بمقام پانی پت ہوئی اور احمد شاہ فتحیاب ہوا اور پھر پنجاب میں
 ناظم اپنا مقرر کر کے آپ کابل کو چلا گیا لیکن سکے لوگ پھر بھی سرکشی سے باز نہ
 اور اس سہ کشی میں بزرگان ہمارا جہ رنجیت سنگھ بھی شریک تھے فقط

نسب نامہ ہمارا جہ رنجیت سنگھ تعضیل دل

نمبر	نام	ولادت	سال وفات	کیفیت
۱	کالو	۰	۱۲۸۸	یہ شخص چارٹھہ شہزادہ میں موضع بنی میں رہا کرتا اور مزدوری سے اوقات بسر کرتا۔
۲	جادوین	کالو	۱۵۱۵	یہ شخص قوم سانسی سے جویشہ ذکر کرتے رکھتے تھے شامل ہوا اور وہی شہزادہ اختیار کیا۔
۳	گلاب سنگھ	جادوین	۱۵۳۹	ایضا
۴	گدا	گلاب سنگھ	۱۵۶۹	یہ شخص نیک چلن تھا ہمیشہ کاشتکاری اعتبار کیا۔
۵	راجہ	گدا	۱۶۲۰	یہ کاندھاری نیک تھا کو وغیرہ اختیار کیا
۶	تھکٹ	راجہ	۱۶۵۳	یہ کاندھاری نیک تھا کو وغیرہ اختیار کیا

۶	ہری	گوروپ لہر ہرگوہند	۰	۱۶۶۱
۸	ہری کشن	ہری	۰	۱۶۶۴
۹	تینج بہادر	ہرگوہند	۰	۱۶۷۵
۱۰	گورو گوہند	تینج بہادر	۰	۱۷۴۰

تینج بہادر کے ساتھ ہاتھی گھوڑے نقارہ نشان پانچ سات سو آدمی کی بھٹی بھٹاڑ
 رہتی تھی عالمگیر نے تینج بہادر کو بلوایا کہ تو فقیر ہے تجھ کو اس جاہ و چشم سے کیا مطلب
 یا تو کوئی معجزہ دکھلا ورنہ قتل کیا جائیگا تینج بہادر نے جواب دیا کہ میں کوئی معجزہ
 نہیں جانتا اور اس جاہ و چشم کی وجہ یہ ہے کہ مرید لوگ مجھ کو زیادہ ضرورت
 نقد و جنس دیتے ہیں لیکن عالمگیر نے اوس کو بے گناہ قتل کیا
 گورو گوہند نے طریقہ سابق تبدیل کیا اور سکھوں کو پیشہ سپاہی بن گئے
 سکھ سنسکرت میں چلیہ کو کہتے ہیں اسوجہ سے یہ فرقہ ملقب بہ سکھ ہوا تھا
 نام اونکا سنگھ یعنی شیر رکھا یہ شخص عہد اورنگ زیب عالمگیر میں مسلمانوں
 سے متواتر لڑا لیکن شکست کھاتا رہا نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ سکھ لوگ ظلم مسلمانوں
 سے تنگ ہو کر پہاڑوں اور غاروں کو پستان میں چھپ کر رہنے لگے
 سکھ لوگ گرو نانک کو موجد مذہب اور گورو گوہند سنگھ کو بانی جاہ و شہرت تصور کرتے تھے
 جبکہ سلطنت مغلیہ کو ضعیف ہوتا چلا اور اورنگ زیب مر گیا تو سکھ لوگ
 رفتہ رفتہ اپنی پناہ کے مقامات سے نکلنے لگے اور چھوٹے چھوٹے گروہوں میں
 جمع ہو کر انھوں نے قلعجات علیحدہ مقامات میں قائم کئے اور ہر چار طرف لوٹا
 شروع کی چنانچہ بعد بہادر شاہ سکھوں نے زیر حکم بندہ ویا بندہ ایک بیراگی کے ملاک
 تباہ کیا یہ شخص بڑا متعصب و کینہ ور تھا مسجد ذکو مسمار کرنا اور مسلمانوں کی
 عورت بچہ کو جہان پانا مار ڈالنا قبر میں سے نعشیں نکلوا کر بھکھا دینا کہ جانور کھاؤ
 بہادر شاہ جیسے پاکر بذات خود آئادہ تدارک ہوا جب فوج شاہی پہنچی سکھ لوگ

۳۳۲ بیشتر ہوئی اس ملک میں طوائف الملوک تھی جیسا کہ مذکورہ سکندرمیں بیان
آخردسویں صدی عیسوی راجہ جے پال سند نشین حکومت تھا جسے غزنی پر حملہ کیا
اور محمود سے لڑائی لڑیں اور اوسکے بعد انگ پال بیٹا اوسکا اور بعدہ جے پال
ثانی مستقل ہوا اور ۱۰۲۳ء میں بعد سلطان محمود یہ سب ملک شامل غزنی عملداری
اسلام ہوا اور پھر یہ ملک تحت حکومت سلاطین اسلام چلا آیا لیکن زمانہ ناک شاہ
سے اور کبھی زیادہ انقلاب ظہور میں آئے اور فرقہ سکھ مالک ہوئے اور پھر انگریزوں
تسلط کیا فرقہ سکھ اپنی اصل ناک شاہ سے نکالے ہیں یہ شخص ذات کا کھتری تھا اور
۶۹ مطابق سن ۱۵۱۵ بمقام تلونڈی متصل لاہور پیدا ہوا باب اسکا تو پیشہ دلال کرتا
ناک شاہ اکثر صحبت فقرا میں رہتا اور طبیعت اوسکی جانب لغو و راجہ تھی
لہذا جوانی میں وہ بہت ملکوں میں پھرا اور پھر گوشہ نشینی اختیار کی لوگ اوسکے
بہت معتقد ہوئے اور یہ فرقہ جدید بہت جلد پھیل گیا اور بڑی ترقی پائی اوسنے
احوال فقرا سابق اور اپنی تصانیف کو فراہم کر کے ایک نیا مذہب چلایا اور اپنی
کتاب مذہبیہ کا نام گرنتہ صاحب رکھا۔

تفصیل چیلڈا کہ جو بعد اوسکے گندی نشین ہوئے حسب ذیل ہے

نمبر	نام	ولدیت	سند نشین	سنہ وفات	کیفیت
۱	نیک شاہ	کالو	۱۴۶۹	۱۵۴۱	
۲	گرد اگھ	•	•	۱۵۵۲	
۳	امرداس	•	•	۱۵۷۲	
۴	رامداس دادا پتھ	•	•	۱۵۸۱	تالاب پتھ سے آئے
۵	ارجن پال	رامداس	•	۱۶۰۶	
۶	ہر گوبند	ارجن پال	•	۱۶۴۴	

سلاطین نفری کی ہے اور آرمینی سلطنت لاکھہ سہ ہزار کی ہے اور فوج ایک ہزار
چھ سو اسی پیادہ اور بیس نفر گولہ انداز اور چار غریب توپ ہے۔

ارجن پانڈو جب بتقریب اسمیدہ جگ کے بھرہی اسب گشت کنان
اس ملک میں آیا اوس وقت اس ریاست پر رانی بریلا فرمان روا تھی
اور شادی ارجن کی اسکے ساتھ ہوئی تھی۔

فصل نسبت و ہجرت

پنجاب

مشہور ہے کہ چھار بجاکچھہ کی ایک فرع خاندان شاہی میں اور پندرہ صدی میں
زیر حکم راجہ جام لکھا پسر چھاراکے سندھ سے آئے ہیں اوسی چھاراکے اس
قوم کا نام مشہور ہوا اور بعد یہ علاقہ لکھاندکور کے تین پوتوں میں منقسم ہو گیا
۱۵۸۷ عیسوی کے ان تینوں فروع میں جام داورا اور جام ہیر اور جام راول
پیدا ہوئے اور اپنے اپنے علاقے پر قابض تھے لیکن کشکار پسر ہیر نے تینوں
علاقے اپنے تحت حکومت کر لئے اور راجہ احمد آباد سے خطاب راول کا حاصل
کیا اسکی گیارہویں پشت میں راورایدھن ہوا جس نے ۱۶۶۸ ع میں ہرکارانگریزوں
سے عہد نامہ کیا اور ۱۷۱۱ ع میں اوسنے وفات پائی اور ہاشمکے معروف
بھار اہل پسر غیر منکوہ راورایدھن جانشین ہوا اور ۱۷۱۹ ع میں بوجہ بد چلنی
خارج از حکومت کیا گیا بیٹا اوسکا دئی سال رئیس مقرر ہوا دئی سال کے ۱۷۲۹ ع
میں وفات پائی اور اوسکا پسر رادپراک ل رئیس مقرر ہوا آبادی کچھہ کی چار
نویں اربان سو بائیس نفری ہے محاصل پندرہ لاکھہ روپیہ ہے سنبھلہ اوسکے
نصف رئیسوں کا اور نصف ریاست کا ہے۔

فصل نسبت و ہجرت پنجاب

اس خطہ میں سلطنتوں کا بڑا انقلاب رہا عہد ہمارا جہرام چندر میں راجہ کے کے فرمان روا تھا
جسکی بیٹی سوتیلی مان ہمارا جہرام چندر کی تھی بعد شورش سکندر و بادشاہ چہلستہ

اسنے علاقہ سپرد ہوا راجہ کیا ہمارا جہ کی بد انتظامی سے اکثر رعایا نے سرکشوں
 اٹھایا ^۳ اسٹیم گورنمنٹ انگریزی کو لاچار ہو کر دست اندازی کرنا ضروری
 اور انتظام ریاست اپنے ماتھے میں لیا اور واسطے راجہ کے پیش اور وقت تک نظر کی
 کہ جب تک ایسی خوش انتظامی بہ استحکام تمام قائم ہو جاوے کہ پھر کوئی گمان غفلت نہ کرے
 — آمدنی میسرور کی جو بیگنام ضبطی بیالیس لاکھ روپیہ تھی اب انتظام گورنمنٹ
 انگریزی سے ایک کروڑ روپیہ تک پہنچی تعداد پیش راجہ کی ایک لاکھ سالانہ اور
 نکاسی کا پانچواں حصہ مقر ہے اور سلامی کپ عیب غرب کی ہوتی ہے۔

فصل سبب و شتم ریاست تراونکور

اسکو تریاراج یا ستری راج بھی کہتے ہیں یہ ملک احاطہ مدراس میں واقع ہے
 اس ملک میں عورت مختار اور مرد بے اختیار ہوتا ہے اور خصوص قوم نارٹیا
 ایک عورت کی مرد کہتی ہے :
 قاعدہ گدی نشینی کا ایک یہ جاری ہے کہ اگر کوئی راجہ فوت ہو تو ریاست اسکی
 اولاد کو کوہ سٹے کی بلکہ ایسے بھائی کو ملے گی جو دوسرے باپ سے پیدا ہوا ہو
 اور اگر کوئی ایسا بھائی نہ ہو یا جب وہ بھائی فوت ہو تو ہمیشہ زادہ کو یا ہمیشہ
 کی دختر کے فرزند کو ملے گی :
 راجگان تراونکور متبنی ابھی خاندان کے فرد کی اولاد سے نہیں کرتے بلکہ عورت کی
 اولاد سے کرتے ہیں :

اگر کوئی عورت جلی خاندان میں نہ تو دو یا سو اسے عورت رشتہ داران بنانا
 سے جو خاص مقامات تراونکور میں رہتے ہوں پسند کرتے ہیں کہ انکی اولاد مانگیں
 یا متبنی کی جائے اور جو عورت اسطرح پسند کی جاتی ہیں وہ ٹیپرائی یعنی رانی کہتے
 اسکا کہلاتی ہیں اور انرو سے رسم و رواج تراونکور کو ایک مرتبہ خاص دیا جاتا
 جسکے رُو سے وہ صرف وارث گدی دینے کے مجاز ہوتے ہیں :
 رقبہ تراونکور کا چھ ہزار چھ سو تریس میل مربع ہے اور آبادی عرب و کھنڈ

کی ہے اور آمدنی ڈیڑھ لاکھ روپے سالانہ کی ہے اور سلاجی لہ علیٰ ضرب کی سرکاری
مقرر ہے و فوج پیادہ و سوار تیرہ ہزار چھ سو ہے تاریخ جلوس افضل الدولہ
جوان مسند سلطنت ناگہان ۶۳۲ھ بمطابق ۱۲۳۵ء بمطابق ۱۲۳۵ء بمطابق ۱۲۳۵ء
و بتائید بخت بران افضل الدولہ خوش جا گرفت اعداد مسند سلطنت
سے اعدا و ناصر الدولہ خارج کر کے اعداد افضل الدولہ ایزاد کے جاوین تو
ہجری نکلے ہیں :

فصل ششم

میسور

راجہ اس ریاست کا ہندی تھا اور حیدر علی وزیر اوسکا ایسا قوی اور حاوی
ریاست ہو گیا کہ اوسنے فریب قوت سے آیکو حاکم میسور بنایا اور ہندی
چلنا کر شناراج دور کو خارج از گدھی کیا ۶۳۲ھ عیسوی میں گورنمنٹ انگریز
سے دربار تجارت ایک عہد نامہ منعقد ہوا لیکن حیدر علی نے اور فتوحات
حاصل کیں اور حیدر علی اور بعد اوسکے بیٹا اوسکا بیٹو طرح طرح کی مفسدہ پرداز
و حملہ آوری کرتا رہا آخر ۹۲ھ میں اوسکا شکست دی گئی اور نصف علاقہ
اوسکا چھین لیا گیا جس میں سے ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں
سرکار آیا اور ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں
عزت سے پیشوا کو ملا لیکن جب کہ بیٹو نے ۹۹ھ عیسوی میں پھر
وٹھایا اور سرکار انگریزی نے فوج کشی کی نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ بیٹو مارا گیا
در منجملہ علاقہ اوسکے معہ لاکھ موضع ہزار میں کا ملک گورنمنٹ انگریزی نے اپنے
ضلع میں کیا اور ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں ۱۴۹۲ھ میں
نام رکھا گیا لیکن اوسکو جب پیشوائے نہ لیا تب وہ بھی فیما بین گورنمنٹ
انگریزی اور نظام کے تقسیم ہو گیا اور راجہ کرشن راجہ صفر سن کے قبضہ میں علاقہ
معہ لاکھ موضع ہزار معہ کا دیا گیا پچ عہد صفر سن کے انتظام
پیرد ایک برہمن پورنیا نام کے جو مویشیار وزیر تھا ہوا ۱۱۰ھ میں

فصل شصت و چہارم

حیدر آباد

پانی اس ریاست کا قمر الدین خان آصف جاہ مخاطب بچپن خلیج خان ہوا شیخ
ایک نامی فوج اورنگ زیب بادشاہ کا تھا اور شاہی نظام الملک
اور صوبہ دار دکن مقرر ہوا تھا اسے بعد ازاں دربار دہلی سے انخلاف کیا اور
۱۷۳۸ء مطابق ۱۱۶۱ھ ہجری میں وفات پانی تاریخ رحلت متوجہ بہشت سے
اوس کے بعد سیاحید خان نصیر جنگ پسردوم اسکا جانشین ہوا اس سبب
کہ اوسکا فرزند اکبر میر محمد شاہ خان مخاطب بہ غازی الدین خان ایک عمدہ جلیل
پسر دربار دہلی میں پسر دربار تھا مگر درباب دعویٰ نصیر جنگ کے اوس کے بھتیجے
نے باہت و تعانت گورنر فرانس کے نیکار کی اور سرکار انگریزی میں نصیر جنگ برائی
آخر کار مظفر جنگ ہاتھ نصیر جنگ کے گرفتار ہوا اور مقید کیا گیا دو سال نصیر
سرکشان قوم چٹان کے ہاتھ سے مارا گیا اور مظفر جنگ رہا ہو کر بہت
فرانس قابض صوبہ داری ہوا لیکن بعد چند عرصہ کہ وہ بھی اپنی فوج کی سرکشی سے
مقتول ہوا صلابت جنگ پسر آصف جاہ بہت فرانس پسند نشین ہوا جب
۱۷۵۶ء میں فیما بین فرانس و انگریزان لڑائی ہوئی اور فرانس والے خارج ہوئے
تو ۱۷۵۹ء عیسوی میں فیما بین صلابت جنگ و گورنمنٹ انگریزی عمدہ نامہ تحریر
ہوا اور کچھ ملک اوسکا داخل ممالک محروسہ سرکار انگریزی کیا گیا صلابت جنگ
اوس کے برابر نظام علی نے ۱۷۶۱ء میں خارج کر کے گرفتار کیا اور بعد دیر بس کے
صلابت جنگ قید میں فوت ہوا اس عرصہ میں بہت سے شر و فساد اور انقلابات
واقع ہوئے نظام علی نے ۱۷۶۳ء میں وفات پانی اور اوسکا فرزند سکندر جاہ
اوس کی جگہ پر سنبھلے ہوئے تھا اور اس نے شکفت عرقیہ کا پابند ہو کر اپنی منظر
شاہنشاہ دہلی سے حاصل کی اور سکندر جاہ نے ۱۷۶۹ء میں وفات پانی
نصیر الدولہ اوس کے فرزند جانشین ہوا اور ۱۷۵۹ء عیسوی میں مر گیا اور اوسکا
فرزند افضل الدولہ نظام خان جانشین ریاست ہوا ۱۷۶۰ء ۱۷۶۱ء
رتبہ ملک حیدر آباد و قصبہ سیل مربع اور آبادی ایک لاکھ دس ہزار

اگرچہ اس بادشاہ کے عہد میں غفلت و بے انتظامی کمال درجہ پہنچ چکی تھی تاہم
رقص و سرود اور عیش و آرام و صحبت اشخاص بد چلن سے فرصت نہ تھی لیکن
اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ نسبت اس ریاست کے سرکار انگلشیہ
بھی منشا اصلی عہد نامہ پر لحاظ فرمایا کوئی مضمون اور اس کا اس قسم کا نہیں ہے
کہ جس سے انتزع سلطنت واسطے دوام کے پیدا ہوتا ہو واسطے رفع بد انتظامی
تدابیر دیگر ممکن تھیں :

اس صوبہ میں ہر ایچ شہر قدیم ہے سالار مسعود غازی جو شہدائے عساکر غزنویہ
میں بیان مدفون ہیں یہ شخص بھانجہ سلطان محمود غزنوی کا اور اسکے باپ کا نام
سالار ساہو تھا جو حکم سلطان محمود واسطے جہاد و تسخیر ولایت ہندوستان
مأمور ہوا تھا سالار مسعود باہ شعبان ۶۳۲ھ ہجری میں بمقام اجمیر سید ہوا تھا
سالار ساہو نے باہ شوال ۶۳۳ھ ہجری بعارضہ درد سر بمقام بہرائچ وفات
پائی اور جو کہ ۶۳۴ھ ہجری میں سلطان محمود بھی مر گیا اب اہل ہند کا علمبر
اور سالار مسعود سے اور اہل ہند سے تین لڑائیاں ظہور میں آئیں بہرائچ میں
ایک معبد ہندو سورج کٹھ تھا کٹھ ہندی میں تالاب کو کہتے ہیں اور اس کٹھ پر ایک
مندر بھی سورج کی صورت کا تھا متصل اسکے سالار مسعود نے ایک باغ تیار کرایا
اس عرصہ میں چند بار ہندی حملہ آور ہوئے آخر شش تباریخ ۴۴ رجب روز جمعہ ۶۴۴ھ
ہجری ایک بڑے معرکے کی لڑائی ہوئی سالار مسعود بھر فوج وہ سال مار گیا اور
نیچے ایک درخت کے جو متصل سورج کٹھ تھا دفن ہوا روایت ہے کہ بعد ازاں
کے زہرہ دختر جمال الدین اکبر ردولی نے کہ نابینا تھی اور خیال خود بلفصل فوج چا
سالار مسعود اس کو بنائی حاصل ہوئی یہ ردفعہ جواب موجود ہے قبہ
سالار مسعود پر تیار کرایا اب رسم ہے کہ ہر سال باہ بیٹھہ بروز یکشنبہ اول
ایک میلہ متصل اس مقبرہ کے ہوتا ہے اور خلافتی راہ دور و دراز سے مع علیہ
گو ناگوں فراہم ہوتے ہیں :

آندنی مالکداری ملک اودہ لعلداری سرکار انگریزی بابت ۱۸۶۹ء
بصورت ایک کروڑ اکیس لاکھ تین ہزار تین سو اسی روپیہ کی ہے فقط

صوفیہ داران مقرر کیا گیا :
 اور ہر تہہ چارم دو سو سال نصف کروڑ روپیہ سودی فیصدی پانچ سو سال
 بعد دو سال کیا گیا لیکن بعد اس کے شرائط میں تعین و تبدل ہوا
 اور ۱۲۰۰ء میں بادشاہ غازی الدین حیدر نے وفات پائی اور سکائیٹ
 نصیر الدین حیدر تخت نشین ہوا ۱۲۰۰ء اور قسطنطنیہ دیا گیا ۱۲۰۰ء
 میں بادشاہ نصیر الدین حیدر نے وفات پائی اگرچہ اول شاہان تخت پر بیٹھا
 لیکن بوجہ ابطال ولایت خارج ہوا اور قلعہ چارگاہ میں قید کیا گیا اور نصیر الدین حیدر
 عمومت علی شاہ تخت نشین ہوا اور اسکے عہد میں چند قرضہ سودی سرکار
 انگریزی کو دیئے گئے ۱۲۰۰ء عیسوی میں محمد علی بادشاہ نے بھی وفات پائی
 اور امجد علی شاہ اور سکائیٹ تخت پر بٹھلایا گیا اور ۱۲۰۰ء فیوری ۱۲۰۰ء میں
 بعد ۲۰ سال واحد علی شاہ تخت نشین ہوئے۔
 جو کہ نسبت بد نظمی ملک اودہ توجہ سرکاری مدت سے تھی اور نشانہ ششم مذکور
 عہد نامہ ۱۲۰۰ء کا یہ تھا کہ نواب بصلح گورنمنٹ انگریزی ایسا انتظام اپنے ملک کا
 کرے جس سے بہبودی رعایا مقصور ہو اور جس سے حفاظت جان و مال باشندگان
 عمل میں آئے چنانچہ متواتر بادشاہ کو تاکیدات زبانی و تحریری دربارہ زنج کر کے
 بد نظمی کے گئیں اور دھمکیاں انتزاع سلطنت کی بھی دی گئیں لیکن اثر نہوا آخر
 یہ تجویز قطعی قرار پائی کہ انتظام اودہ سرکار اپنے دمرے لیوے چنانچہ ایک سودہ
 عہد نامہ کا انکو دکھایا گیا جس کا منشا یہ تھا کہ کل انتظام ملک اودہ سرکار اپنے اختیار
 میں لیگی اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ واسطے مصارف بادشاہ کے سرکار انگریزی
 دیا کر لگی اور بادشاہ کو اجازت ہوئی کہ تین روز میں جواب سمجھ کر دستخط منظور
 کریں لیکن بادشاہ نے انکار دستخط سے کیا اس لئے ۱۳۰۰ء فیوری ۱۳۰۰ء کو انتزاع
 سلطنت واسطے ہمیشہ کے کیا گیا اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ تنخواہ بادشاہ مقرر
 کر دی اور خطاب بادشاہی میں حیات اودہ کے قائم رکھا گیا اور بعد اوند کے زخما
 بادشاہی رہے گا اور تنخواہ اس شرح سے قائم رہے گی گورنمنٹ نے ایک ملک
 واسطے رہنے اوند کے قریب کلکتہ خرید کیا ہے جس میں بادشاہ ایک تشریف رکھتے ہیں

اگرچہ وزیر کی مرضی واسطے قبول اس امر کے نہ تھی مگر اس کو خوف دیا کہ وہ اپنے فرزند
 ملک دیو کے چنانچہ شہید عین نواب وزیر نے ملکہ آجیہ اللہ سکار انگریزی کیا جسکی آمدنی
 پینتیس لاکھ تیس ہزار چار سو چوبیس تھی اور اپنی فوج کم کر کے چار لاکھ تیس ہزار
 اور ایک لاکھ تیس ہزار دو ہزار سوار تین سو گولہ انداز رکھنے سعادت علی خان نے
 بتاریخ ۱۱ جولائی ۱۸۵۷ء عیسوی وفات پائی یہ شخص بہت عاقل و ذی علم و متکلم اور
 صاحب تدبیر تھا اور اکثر احکام اسکے لکھا ہوتے آئینہ ہوتے تو نقل ہے کہ ایک
 خیال ملازم قدیم نے درخواست بامید رقی گذرانی اس پر یہ حکم تحریر کیا
 کہ گزشتہ میں را باستان دوزی نہ ہندت زیادہ از دوزی و آروغہ اصدطیل
 درخواست عطا کے غیب واسطے تیاری جمیلہ اسپان پیش کی اس پر تحریر
 فرمایا کہ آخر طویلہ ہمہ جمیلہ اس قسم کی بہت روایتیں مشہور ہیں بقدر
 سعادت علی خان کے غازی الدین حیدر پسر کلان اوسکا جانشین ہوا اور والدہ
 آصف الدولہ نے ۵ دسمبر ۱۸۵۷ء میں وفات پائی اور چاہا و قہمتی ۹۹۴۸۹۴
 چھوڑی اور تمام ذاتی جائیداد بہو بیگم کی سپرد غازی الدین حیدر ہوئی اور اس نے
 ۱۸۵۷ء ۴ ۵ خزانہ انگریزی میں داخل کیا کہ اس کے سود سے دوائی پیش
 حسب تحریر گذشتہ بہو بیگم ادا کی جاوے ۱۸۵۷ء جمادی الثانی کو رزخزل سے بمقام
 کانہ پور ملاقات کی اور بیان کیا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ پیشکش کرتا ہے غرض مبلغ
 کروڑ روپیہ بطور قرض سودی سالانہ چھ روپیہ فی صدی لینا قرار پایا اور سود اسکا
 ۱۰۰۰ ۱۵۰ واسطے بنے اہل و عیال کے تنخواہ ہو اچھا چنانچہ ۱۸۵۷ء
 تک اس شرح سود کار روپیہ ۶۵ ۶۴ ۶۳ ۶۲ ۶۱ ۶۰ ادا ہو گیا اور ۶۲۳ ۶۲۰
 باقی ہے اور بجاہ مارچ ۱۸۵۷ء باعث کثرت مصارف جنگ نیپال کے
 ایک کروڑ روپیہ اور قرض سودی شرح بالا نواب سے طلب ہوا مگر جب جنگ ختم ہوئی
 تو قرضہ کو عوض ضلع کھیری گڈہ اور ملک ترانی جو گورکھپور سے لیا تھا وزیر کو دیا
 ۱۹ء ع میں پیشگاہ گورنمنٹ انگریزی سے غازی الدین حیدر کو خطاب بادشاہی
 عطا ہوا ۱۸۵۷ء بوجہ ضرورت جنگ برہما ایک کروڑ روپیہ سودی فی صدی
 پانچ روپیہ واسطے دوام کے اور بادشاہ سے لیا گیا اور سود اسکا بھی واسطے

رفتہ رفتہ ایسا ہو گیا کہ ایک فوج کی حکومت اس کو سپرد ہوئی اور سچ غنہ محمد
بادشاہ دہلی صوبہ دارا درودہ مقرر ہوا اور ۳۸ ۶۱۷ میں وفات پائی اس کے بعد
اس کا داماد محمد جنگ صوبہ دار مقرر کیا گیا اور ۵۳ ۶۱۷ میں فوت ہوا اور اس کا
میا شجاع الدولہ صوبہ دار ہوا اس شجاع الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ نے
وزیر کا خطاب دیا دارالریاست اس کا مقام فیض آباد تھا ۶۳ ۶۱۷ میں جب کہ
قاسم علی صوبہ دار بنگالہ نے مقابلہ فوج انگریزی کا کیا شجاع الدولہ بھی واسطے امداد
قاسم علی کے گیا مطلب اس کا یہ تھا کہ بہ بہانہ امداد کے خود بنگالہ پر قابض ہو جاوے
اس فوج کو بمقام بکسر ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۱۷۰ کو شکست فاش فوج انگریزی نے دی
شجاع الدولہ بھاگ آیا پھر ایک گروہ مرہٹہ نے اس کی مدد کی لیکن اس فوج کو بھی
بمقام کوڑہ شکست نصیب ہوئی تب شجاع الدولہ نے لاچار ہو کر آب کو حوالہ کر دیا
انگریزی کیا چنانچہ علاقہ کوڑہ والہ آباد نواب وزیر سے نکل کر بادشاہ کو دیا گیا لیکن
نواب وزیر کی پھر بھی اچھی معلوم نہ ہوئی اس لئے ۶۰ ۱۱۷۰ میں اجازت دی گئی
فوج اپنی صیت ہزار سے زیادہ رکھے۔

۱۱۷۰ عیسوی میں شجاع الدولہ نے انتقال کیا بیٹا اس کا آصف الدولہ جانشین ہوا
در دارالریاست اپنا لکھنؤ میں قائم کیا اس کے عہد میں بنارس جو پور غازی پور وغیرہ
منٹ انگریزی کے حوالہ ہوئے ۹۷ ۱۱۷۰ میں آصف الدولہ بھی مر گیا تاریخ وفات
اس کی یہ ہے ۷۷ ۱۱۷۰ میں وزیر زمین حیف شدہ آفتاب بن جس سے ۱۲ ۱۱۷۰ تک مل بخت
کومتی کا اس کے عہد میں ۹۹ ۱۱۷۰ ہجری میں باندھا گیا اور اس کا مشہور فرزند وزیر علی
جانشین ہوا لیکن بوجہ عدم لیاقت و عدم ثبوت حق دراشت حکومت سے
برخواست کیا گیا اول بنارس میں مطلق العنان رہا بعدہ قلعہ کلکتہ میں مقید ہو کر
وفات پائی بجائے اس کے سعادت علیخان پسر کلان شجاع الدولہ و برادر آصف الدولہ
جانشین کیا گیا اور ایک عہد نامہ ساتھ سرکار انگریزی و سعادت علیخان تحریر ہوا
اس کے رو سے یہ قرار پایا کہ وزیر حمیت لاکھ روپیہ سالانہ گورنمنٹ انگریزی کو دے اور فوج
نری بقدر دس ہزار مارے ۹۹ ۱۱۷۰ میں از جانب سرکار انگریزی نمائش کی
ہو بجائے دینے نقدی کے کچھ ملک واسطے خرچہ ہو گا۔

فصل سیم

نواب

امیر خان بانی اس ریاست کا سرغنہ ڈاکو ان پور رفیق جہونت راوہو لکر کا تھا اور قبل از داخلہ انگریزی بہت سا علاقہ اسنے جدا کر لیا تھا امیر خان ۱۸۳۲ء میں فوت ہوا وزیر محمد خان بیٹا اوسکا جانشین ہوا آدنی اس ملک کی آٹھ لاکھ روپیہ کی ہے نواب کی سلاخی سترہ ضرب آؤپ کی ہے اور فوج اسکی تیرہ پانچ چیمہ سو سوار کی ہے۔

فصل چہارم

جاوڑہ

غفور خان جو اول نواب جاوڑہ تھا لا امیر خان ٹونک والے کا تھا آدنی اس علاقہ کی چیمہ لاکھ تیس ہزار دو سو چالیس روپیہ کی ہے۔

فصل پنجم

رام پور

اول افغان روہیلہ جو بیان اگر آباد ہوئے وہ بھائی شاہ عالم اور حسین خان شاہ عالم کے بیٹے داؤد خان نے شروع اٹھارہ صدی میں کچھ مرتبہ حاصل کیا داؤد خان نے علی محمد خان جو ایک ہندو کالٹر کا تھا اوسکو مٹھنی کیا جو اسی کا وارث ہوا اور جو خدمات علی محمد خان سے بمقابلہ سادات بارہنہ ظہور میں اسے اوسکو خطاب نواب کا ملا اور ملک روہیلہ کھنڈ اوسکو دیا گیا اوسکی نسل میں رئیس حال ٹنک ریاست ہیں آدنی اس ملک کی گیارہ لاکھ روپیہ ہے اور سلاخی اسکی سترہ ضرب مقرر ہیں۔

فصل ششم

۱۹۹۰ء بانی خاندان اودہ سعادت خان نامے ہے یہ شخص خراسان کا ایک سو و اگر تھا

جب سے انکا فروغ ہوا اور ۱۱۵۶ھ میں انھوں نے اپنی حکومت کو غانم جیلبر
میں منتقل کیا۔

اول رئیس اس ریاست کا جسے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ ملکی بیان
را دل مولراج نامے تھا اور یہ رئیس ۱۱۶۲ھ میں گدی نشین ہوا تھا اور ۱۱۸۲ھ
میں فوت ہوا بعد اسکے اوسکا پوتا گچ سنگ گدی نشین ہوا اور ۱۱۸۶ھ میں
میں وفات پائی رجحیت سنگ متبی اوسکا گدی نشین ہوا آبادی اس ریاست
کی مت کے لگائی کی اور محاصل صد لک روپیہ اور فوج ریاست ایک ہزار
سلا می عٹ ضرب کی ہے۔

فصل نوزدہم

بھوپال

بانی خاندان بھوپال دوست محمد خان افغان ملازم اورنگ زیب ہے
بعد وفات بادشاہ جو انقلاب ہوا وہ خود سر ہو گیا اور ۱۱۲۳ھ میں
۶۶ برس وفات پائی اسکے بعد یار محمد خان بیٹا اوسکا جو زوجہ غیر منکوحہ
تھا اور اولاد اوسکی یکے بعد دیگرے سند نشین ہوتی رہی۔

آخر اشعار ہون صدی میں بعد غوث محمد خان بنیرہ یار محمد خان وزیر محمد
برادرزادہ نواب شریف محمد خان جو بانی خاندان حال بھوپال کا ہے متعین
اس ریاست کا ہوا وزیر محمد ۱۱۶۷ھ میں مر گیا نذر محمد بیٹا اوسکا جانشین ہوا
اور اوسکی شادی قدسیہ بیگم دختر غوث محمد سے ہوئی اور بعد عرصہ
قلیل کے وہ مر گیا۔

اسکے بعد اور چند انقلاب ہوئے آخر ۱۱۸۴ھ میں سکندر بیگم دختر قدسیہ
کار پر داز ریاست ہوئی اور شاہجہان بیگم دختر سکندر بیگم سے اور
بات قرار پائی ہے کہ شاہ جہان بیگم اوسکی وارث اور بعد از ان اوسکی
نامہ وارث قرار پائی آمدنی اس علاقہ کی تیرہ لاکھ چترہزار روپیہ کہ ہے اور فی
توب کی ہے اور فوج ۲۳ سوار اور ۲۴ پیادہ ہے۔

تفصیل بادشاہان اسلام

۱	مظفر شاہ	۱۳۹۶ھ	۹	محمود شاہ ثانی	۱۵۲۶ھ
۲	احمد شاہ	۱۴۱۲ھ	۱۰	بہادر شاہ	۱۵۲۶ھ
۳	محمود شاہ	۱۴۴۳ھ	۱۱	سیران محمد شاہ فاری	۱۵۳۶ھ
۴	قطب شاہ	۱۴۵۱ھ	۱۲	محمود شاہ ثالث	۱۵۵۳ھ
۵	داؤد شاہ	یک ہفتہ	۱۳	احمد شاہ ثانی	۱۵۶۱ھ
۶	محمود شاہ	۱۴۵۹ھ	۱۴	مظفر شاہ ثالث	۱۵۶۱ھ
۷	مظفر شاہ ثانی	۱۵۱۱ھ			
۸	سکندر شاہ	۱۵۲۶ھ			

شہر احمد آباد آباد کیا ہوا احمد شاہ کا ہے ۱۳۵۰ھ ہجری میں بنایا اسکی
شروع ہوئی اور ۱۳۵۰ھ ہجری میں انجام کو پہونچی۔

فصل عجیبہم

جیلبر
اس خطہ میں بھائی لوگ بستے ہیں یہ لوگ ایک شاخ قوم جادو کی ہے
جسکو کشن جی نے دوار کا میں آباد کیا بعد وفات کشن جی کے
یہ لوگ اس ملک سے نکل کر جانب انگ چلے گئے اور پھر نانوت
واقع شمال جیلبر میں آئے یہ زمانہ ۱۳۵۰ھ غم کا خیال کیا جاتا ہے

اسے خاندان کے راجہ راج کرتے رہے آخر کار اس سندھ میں بھیج دیو راجہ جو گھمیلہ
 اونکو اس ملک سے خارج کیا اور اس کے بعد کرن راجہ ہوا اس کے عہد میں ۱۲۹۴ء
 فوج علاؤ الدین نے اس راجہ کو شکست دیکر اس کے خاندان کو غارت کیا اور جو
 کو لادیا وہی راجہ کرن تھی اور بدست مردان فوج گرفتار آئی تھی اس کے ساتھ علاؤ الدین
 بھیم نکاح کیا جس کا ذکر سلطنت علاؤ الدین میں مفصل درج ہوا ہے اور پھر یہ ملک
 تحت فرمان رواجیاں دہلی رہا لیکن پھر ۱۲۹۶ء میں مظفر شاہ حاکم دہان کا
 باغی ہو گیا اور خود سیر بادشاہ بن بیٹھا اور اس کے خاندان کا اختتام
 میں بعد اکبر بادشاہ ہوا۔

تفصیل راجگان

۱	بسراج ۱۵۶ء	۱	سوراج ۱۳۱۹ء	۱۰	بھیم دیو ۱۲۷۸ء
۲	جوگ راج	۲	چامند	۲	کرن
۳	بھیم راج	۳	بلبہ		
۴	بھور دیو	۴	درکبہ		
۵	بجی سنگھ	۵	بھیم		
۶	رینادت	۶	کال دیو		
۷	سامنت	۷	سدہ راج ۱۰۹۴ء		
		۸	کمار پال		
		۹	اجی پال		
		۱۰	لکھ موہن		

اکیس فرس توپ کی ہے
 آدنی اس علاقہ کی ساٹھ لاکھ اور آبادی سترہ لاکھ دس ہزار چار سو چار ہزار
 اور فوج ریاست کی پانچ ہزار سات سو پچاس سوار مع فوج کٹھنٹ اور چار ہزار سپاہ
 اور قریب تین ہزار سپاہ سہ ہندی ہے

فصل ہفتم

گجرات

مہابھارت کے زمانہ میں گجرات میں کشن جی نے ریاست قائم فرمائی تھی اور
 شہر دوار کا کوہ یا تختہ دوسری صدی عیسوی میں ایک شخص کا نام
 سورج بنشی ملک اودہ سے آیا اور اپنی ریاست کی بنیاد مقام بلجھی میں ڈالی اور
 ریاست ۱۲۷ عیسوی سے لغایت ۱۲۵۴ء تک بلکہ کچھ زیادہ قائم رہی اور
 ۱۳۵۴ء میں نوشیروان حملہ آور ہوا جیسا کہ مفصل ذکر ریاست اودی پور میں آئے
 بیان کیا گیا۔

جبکہ یہ خاندان میواڑ میں منتقل ہو گیا تو سمت ۱۲۷۴ء بکرہ جیتی مطابق ۱۲۷۴ء عیسوی
 راجپوت حاکم گجرات ہوئے جنہیں اول حاکم سراج ہوا اور راجہ آخری سامنت تھا
 جسے انہل وارہ آباد کیا اور جو پھر بنام نہروالہ مشہور ہوا اور اب پٹن مشہور ہے
 اور اس مقام پر دارالسلطنت قائم ہوئی یہ راجہ ۱۳۱۹ء میں لاؤدھرا اسکا دام
 مولراج و بھوٹے نواسہ اوسکا راج کا مالک ہوا اوسکے بعد چاند گدی نشین ہوا
 اسکے عہد میں ۱۲۶۹ء میں سلطان محمود غزنوی نے حملہ کر کے راجہ کو شکست
 اور وہ بھاگ گیا محمود نے ایک شخص تارک الدنیا کو جو راجہ قدیم گجرات کی اولاد میں
 تھا اور نام اوسکا بلجھے تھا مسند نشین کیا اسی عرصہ میں دوسرے شخص اوسنی خاندان کا درجہ
 دویار ریاست ہوا لیکن محمود اوسکو قید کیا اور بلجھے نے محمود سے اوسکو مانگ لیا اور اکیس
 لاکھ دواکڑے اوسکو اس میں قید کیا چاہیے لیکن ایک انقلاب آیا ہوا کہ دونوں کے نصیب
 پٹیا گھایا و بقول مشہور کہ چاہ کن راجہ درپیش نہ نیا راجہ اوسی گڈھے میں ڈالا گیا
 اسی خاندان کے ایک راجہ نے غالباً وہ سہ راجہ یا کمار یا ل تھا مالک الوہ کو فتح کیا اور

سکا زانگریزی پر حملہ کیا لیکن فوج انگریزی سے شکست کھائی لارڈ کلک صاحب نے
 اوسکا تعاقب ستلج پار تک کیا آخر میں اوسنے بہاؤ دسمبر ۱۸۴۱ء ایک عہد نامہ لکھا
 جسکے رو سے بہت سامانک اوسکا اوس سے نکال لیا گیا جسوقت راوہو لکھنؤ کھڑے
 عرصہ کے دوران ہو گیا اور ۱۸۴۱ء عیسوی میں وفات پائی لمہار راونا بالغ سپر موم
 جانشین ہوا لیکن جب بعد کچھ عرصہ کے فوج اوسکی نے بشپور شش اور ٹھاکا تو
 ۱۸۴۱ء عیسوی میں از رو سے عہد نامہ جدید علاقہ اوسکا تحت حکومت گورنٹ
 انگریزی ہو گیا لمہار راو نے بعد اٹھائیس برس لا ولد بہاؤ اکتوبر ۱۸۴۳ء وفات پائی
 اوسکی زود چہ بیوہ اور والدہ نے ایک لڑکے اپنی خاندان بار تندر راونا کے کو جسکی عمر تین
 چار برس کی تھی متبنی کر کے گدی نشین کیا ۱۸۴۴ء جنوری ۱۸۴۴ء کو والدہ لمہار راو
 یہ ذریعہ وسعت اختیار اسنے کا نکالا لیکن یہ امر سب کے خلاف ہوا اور جا تا کہ ہری راو
 ہمشیرہ زادہ مرحوم گدی نشین ہو چا پنجہ ۱۸۴۴ء اپریل ۱۸۴۴ء الیہ کو گدی نشین کیا گیا اور
 اوسنے ۲۴ اکتوبر ۱۸۴۴ء کو بعد ۱۸ سال وفات پائی کھانڈے راو سپر تین ہری راو
 بعد نیدرہ سال کے جانشین اوسکا ہوا لیکن یہ بھی بال دو م تبار پنجہ ۱۸۴۴ء افروری ۱۸۴۴ء
 اور کوئی وارث اصلی باقی نہ رہا اسنے سنجیز کرنا جانشین کا اوپر لکھے گورنٹ انگریزی
 را چا پنجہ صاحب رزٹینٹ نے تو کا جی پسہ کو یک بھاؤ ہو لکھ کو سند نشین مقرر کیا
 تو کا جی ۱۸۵۶ء عیسوی میں سن بلوغ کو پہونچا اور سب کار و بار ریاست اوسکے پاس
 — سلامی اسکی انیس فریب توپ کی ہے اور آبادی ہمالک ہو لکھ صہ لکھ موغری
 اور آمدنی ملک تیس لاکھ روپیہ اور فوج پیادہ چھ ہزار تین سو پچاس اور تین ہزار تین
 سوار اور لٹو عتف فریب توپ تین

فصل شانزدہم

گاکپوٹ

افسکلان مرہا میں سے ایک نہایت مشہور اور نامی افسر کھنڈی راو دھاری
 اور مثل دیگر مرہٹوں کے اسکی ریاست بھی قائم ہو گئی آخری راو اس ریاست
 ۱۸۵۶ء میں کھانڈے راونا کے گدی نشین ہوا اور اسکی

سردار کی ریاست میں کچھ تفاق اور تفرقہ تبدیل ہوئی اور فوج سینہ ہیا بھی آگاہ
 فساد پائی گئی اور جو حکم سرکار انگریزی نے بھیجے اس پر کچھ التفات نہ ہوا چنانچہ ۱۸۶۹
 دسمبر ۱۸۶۹ء کو فوج سرکار انگریزی اور سینہ ہیا سے لڑائی ٹھہری اور فوج
 گوالیار نے شکست کھائی اور نیا عہد نامہ تحریر ہوا جس کے رو سے کچھ ملک بقعہ ہیکر
 انگریزی آیا اور چھ ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ دس سب غریب توپ رکھنے کی اجازت
 دی گئی :

۱۸۵۴ء فوج کنٹنٹ نے گوالیار میں
 کیا ہمارا کچھ کی فوج نے بھی ہمارا کچھ کو تنہا چھوڑ دیا چنانچہ ہمارا کچھ بھاگ کر آگرہ میں آئے اور
 فوج سرکار انگریزی نے گوالیار کو پھر سر کیا اور ہمارا کچھ کو دوبارہ قائم فرمایا بالخصوص خدمات
 ایام غدر کے ان کو اجازت سرکار انگریزی نے دی کہ بجائے تین ہزار پیادہ کے پانچ ہزار تک
 اور سب توپ کے عوض سب غریب رکھیں :

اب آبادی علاقہ گوالیار قریب ۷۵ لاکھ نفری کے اور جمع سب ۷۵ لاکھ ہزار
 ایک سو دو روپہ ہے اور سلامی ہمارا کچھ کی ۷۵ لاکھ توپ کی ہے :

فصل پانچواں

لکھنؤ اور ہولکر

خاندان ہولکر ذات کے سردار اور قوم گدایا سے ہیں اور فرقہ مرہٹہ میں ملہارا راوت
 انہیں اول مشہور ہوا یہ آخر سولہ صدی میں پیدا ہوا اور فوج مرہٹہ میں نامی افسران
 تھا اور جو لڑائی درانی سے بمقام بانی بیت ۱۷۹۰ء میں ہوئی اوس میں موجود تھا
 لیکن ابتداء سے جنگ میں کنارہ کشی کر کے چلا گیا اور پھر چھیاٹہ سال وفات پائی
 اور اوس کی جگہ اوسکا پوتا ۱۷۹۲ء میں جانشین ہوا اور بعد حکومت ۹ ماہ دیوانہ
 ہو کر مر گیا اہلیا بانی والدہ ملی راو نے انتظام امور ریاست اپنے فلق رکھا اور توکا جی
 ہولکر شخص غیر کوسہ سالار فوج مقرر کیا یہ شخص چند سال خدمت یوفاداری کرتا رہا
 اہلیا بانی نے ۱۷۹۵ء میں وفات پائی اور عرصہ قلیل میں توکا جی ہی فوت ہوا
 جس وقت راو ہولکر بیٹا توکا جی کا غیر منکوحہ سے تھا ۱۷۹۶ء عسوی میں مسند نشین کیا
 ۱۸۰۰ء میں فوج سینہ ہیا اور پیشوا کو متصل یونا شکست دی اور پھر کو

یہ ریاست قوم مرہٹہ کی ہے راجا جی مورت خانہ ان سینہ ہیا کش بر دار بالاجی راوی
تھا اور اپنی خوش سلطنت سے داروغہ اعلیٰ مقرر ہوا اور رفتہ رفتہ ترقی پا کر راجا
ہو گیا اور مالوہ میں جہان اوسکو علاقہ ملا تھا فوت ہوا اور دھوجی سینہ ہیا عورت
مہاجی اوسکا دوسرا فرزند رئیس خانہ ان ہوا اور دھوجی جنگ پانی پت میں جو
میں ہوئی موجود تھا اور زخمی ہو کر لنگڑا ہوا جب ۱۷۶۲ء میں مرہٹے پھر ہندوستان
میں چھپیلے تو انہیں افسر کلان سینہ ہیا تھا اور اوسکی فوج نے زیرافسری
فرانسس اسکو حاکم کل ہندوستان کا بنادیا تھا جو برائے نام وہ ملازم ہوا
تھا اسنے شاہ علی کو اختیار میں کر لیا بعد صلح ۱۷۶۲ء کے خیالات سینہ ہیا جاب
سرکار انگریزی سے چھٹا مخالفت اور دشمنی پر ہو گئے

۱۷۹۳ء میں بادھوجی نے وفات پائی اور اوسکے بھتیجے کا بیٹا دولت را سینہ
جو خردسال تھا سند نشین ہوا اسنے بھی سرکار انگریزی سے مخالفت رکھی چنانچہ
فوج انگریزی اور سینہ ہیا سے لڑائی ہوئی اور سینہ ہیا نے شکست کھائی اور غنیمت
۱۸۰۰ء میں لکھنؤ جاکے رو سے اوس سے کچھ ملک لیا گیا اور جنم لیا
بھی شامل تھا لیکن اوسنے پھر مخالفت کی اور گوالیار کو سرکار نے اوسکو واپس دیا
اور حد شمالی علاقہ سینہ ہیا کی دریائے جمیل قرار پائی اسکے بعد کچھ تھوڑی سی
تغیر اور بھی ہوئے

۱۸۰۳ء میں دولت را سینہ ہیا نے لاؤ لدا انتقال کیا بجائے اوسکے ایک لدا
بہادر ارج ۱۸۰۳ء میں دولت را سینہ ہیا نے لاؤ لدا انتقال کیا بجائے اوسکے ایک لدا
گیارہ سال کی عمر کا موکب راؤ نے قریب تر رشتہ دار دولت راؤ کا جو ایک نانا
گنام سے تھا بلقب عالیجاہ جھنگو جی راؤ سینہ ہیا گدی پر بیٹھا گیا اور بیابائی کا راجا
بطور کاربنداز کرنے لگی کارپردازی بیابائی کی اور عدم مداخلت اسنے مہاراجہ کو نالوار
معلوم ہوئی چنانچہ ۱۸۰۳ء میں بیابائی اس کاردار سے علیحدہ کر لی اور وہ ۱۸۰۳ء
میں مر گئی

جھنگو جی سینہ ہیا نے فیروزی ۱۸۰۳ء کو لاؤ لدا وفات پائی بیوہ سینہ ہیا نے
باتفاق سرداران جیاجی راؤ ایک رشتہ دار قریب تر خواہاں سینہ ہیا کو جو عہدہ
تھا متنبی کیا و بنگلاب عالی جاہ جیاجی راؤ سینہ ہیا سند نشین ہوا لیکن اس وقت

راجہ خارج شدہ کے اوسکا بیٹا جی گدشی نشین ہوا اور وہ سبھی شیخ میں سے گھبرا
اور ریاست اوسکی ضبط سرکار انگریزی ہوئی اور واثان اوسکے پیشانی و جاگیر دار ہو گئے

فصل سیزدہم ناگ پور

خاندان ناگ پور کی شہرت عہد راگھوجی سے ہے جو سرغنہ ایک گروہ ڈاکوؤں کا تھا
اور یہ بھی قوم مرہٹہ سے ہے یہ شخص ۱۷۵۷ء میں مرا اور جانوجی بیٹا اوسکا منشی
ہوا اور اوسنے ۱۷۵۷ء میں وفات پائی اور راگھوجی بھتیجا اوسکا گدشی برہمٹھا لیکن
ساباجی برادر جانوجی نے حکومت چھین لی اور ۱۷۵۷ء تک قائم رہا کہ اوسکے بھائی نے
اوسکو قتل کیا اور پھر راگھوجی مذکور منشی نشین ہوا راگھوجی نے ۱۷۵۷ء میں وفات پائی
برہمٹھا بیٹا اوسکا جانشین ہوا لیکن وہ ۱۷۵۷ء میں مر گیا معلوم ہوا کہ بادھوجی بھٹو
عرف آپا صاحب ہمیشہ زادہ اوسکے نے اوسکو قتل کیا اور آپ گدشی نشین ہوا اور
انگریزوں سے لڑائی کی اور شکست کھا کر ۱۷۵۷ء میں علاقہ اپنا تحت انتظام سرکار
انگریزی سپرد کیا لیکن پھر فتنہ پردازی میں مصروف رہا آخر کار گرفتار ہوا اگر سفر درہم کو
۱۷۵۷ء میں جانب راجپوتانہ چلا گیا اور ۱۷۵۷ء عیسوی میں جودہ پور میں مر گیا بعد
اخراج آپا صاحب راگھوجی ثانی نواسہ آپا صاحب کا ۱۷۵۷ء عیسوی میں منشی نشین
کیا گیا اور بوجہ نابالغی اوسکے انتظام تحت سرکار انگریزی رکھا گیا اور بعد بلوغ کے حکومت
اوسکو دی گئی اور ستمبر ۱۷۵۷ء کو اوسنے وفات پائی اور جو کہ کوئی اولاد اوسکے نہ تھی اور
نہ کسی کو اوسنے متبنی کیا تھا اس وجہ ریاست اوسکی شامل علاقہ سرکاری ہوئی ۱۷۵۷ء
میں بیوگان راجہ مرحوم نے ایک شخص جانوجی بھٹو لانا مے جو اولاد دختر میں تھا متبنی کیا
بلحاظ خیر خواہی اس خاندان کے جو ایام بلوہ ۱۷۵۷ء میں اوس سے بطور میں آئیں جانوجی کو
خطاب راجہ بہادر اور علاقہ دیوار واقع ضلع ستارا واسطے دوام کے عطا ہوا اور خاندان
نیشن تینیس ہزار سالانہ طہی ہے

فصل چہارم گوالیار

ناب لاہور و سلطان شیخ کیا لیکن احمد شاہ درانی نے سن ۱۷۵۷ء میں مرہٹہ کو شکست دی بعد
چند ماہ کے بالاجی باجی راو بھی مر گیا۔

بعد وفات اوسکے مادھوراؤ لا ولد مرال بعد وفات مادھوراؤ کے اوسکے بھائی اور
جانشین نرائن راو کا قتل ہوا اور راگوبا پھر محیط ہو گیا۔

اور اسی سنہ میں راجا جی بھی مر گیا شیوراج یا ساؤراج سنہ نشین ہوا اور نرین
کی بیوہ سے بعد وفات شوہر ایک لڑکا مادھوراؤ نرائن نامے پیدا ہوا اگر کین سلطنت
جانب دار بیوہ مذکور ہوئے راگوبا نے سینہ دھیا اور ہو لکر اور انگریزوں سے ساز

کر کے اپنی قوت زیادہ کی لیکن سینہ دھیا ہو لکر نے پھر تھہ اوسکا نہایت
راگوبا نے سنہ ۱۷۵۵ء میں کچھ ملک انگریزوں کو دیکر اون سے مدد حاصل کی لیکن
اس درمیان میں اور بھی بہت تغیر و تبدل عمل میں آئی اور راگوبا بھی مر گیا مادھوراؤ

نے سنہ ۱۷۹۵ء میں وفات پائی باجی راو پسر راگوبا پیشوا استھان شمع میں جو اڑا ال فیما
سینہ دھیا پیشوا ہو لکر کے ہوئی فوج۔ یہ پیا و پیشوا نے شکست فاش کھائی
اب اختیار انگریزی بمقام یونا قایم ہوا اور سرکار انگریزی نے باجی راو کو مدد دنیا منظور کیا

اور کچھ علاقہ تقویض سرکار انگریزی کیا گیا اور باجی راو دوبارہ یونا میں گدی نشین کیا۔
لیکن باجی راو نے پھر سرکار سے بعد چند عرصہ کے بغاوت کی اور آئادہ کارزار ہو لیکن
سنہ ۱۸۰۱ء میں پھر تنگ ہو کر آب کو اختیار سرکار انگریزی سونپا اور عہد نامہ لکھ دیا جسکے

رو سے دعوی راجگی چھوڑا اور سکونت بٹھور کنارہ گنگ اختیار کی اور آٹھ لاکھ
سالانہ اوسکا مقرر ہوا اور بٹھور میں جاگیر اوسکو دی گئی اور اوس جاگیر کا اختیار
دیوانی و فوجداری اوسکو دیا گیا ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۰۵ء میں باجی راو نے وفات پائی

اور کل جاہداد دھونہ و دینت ناما راو پسہ متبے اپنے کو دی کوئی جزو پیش باجی راو اوسکے
جانشین کے نام تھا مگر جاگیر بٹھور مشہور دھونہ و دینت کے عینات ایسی رہی یہ وہی ناما راو
جس نے قتل انگریز ان بلوہ سنہ ۱۸۰۵ء میں بمقام کانپور کیا۔

اور بجائے شیوراج کے پرتاب سنگ راہستارہ سنہ ۱۸۰۳ء میں گدی نشین ہوا تھا
لیکن جب کہ اوسکی جانب سے عہد شکنی شرائط عہد نامہ پائی گئی تو وہ سنہ ۱۸۰۹ء میں
خارج ریاست سے کیا گیا اور نیشن اوسکی مقرر ہوئی کہ وہ سنہ ۱۸۰۹ء میں مر گیا اور با

لاہور و پسر نرائن راو کا قتل ہوا اور راگوبا پھر محیط ہو گیا۔

اپنے ملک کو وسعت دیتا رہا لیکن جب اورنگ زیب بحالت شانہ راہ کی سال خیز کو رہیں
جانب دکن آیا تو سیوا جی نے اطاعت شاہی اختیار کی:

۱۶۵۹ء میں افضل خان افسر فوج بیجا پور کو جو اس کی لڑائی کو گیا تھا چالاکی اور فریب سے
قتل کیا ساہو جی بابا اسکا ۱۶۶۲ء میں مر گیا اور ۱۶۷۱ء میں سیوا جی نے بھی فانی
سنبھاجی بڑا بیٹا اسکا گدی نشین ہوا اور چندے مغلوں سے مقابلہ کرتا رہا آخر شہ قید
اور مسلمان ہونے سے انکار کرنے کی وجہ سے حکم اورنگ زیب ۱۶۷۹ء میں پایا گیا ساہو جی

بابا بلیج پسر سنبھاجی گدی پر بیٹھا لیکن وہ بھی بعد چند روز کے بدست اورنگ زیب
گرفتار ہوا اور راجا رام پسر ثانی سنبھاجی لڑتا رہا قریب ۱۶۸۰ء کے وہ بھی مر گیا سنبھاجی
ثانی بیٹا یا بنیرہ اسکا گدی نشین ہوا بعد وفات عالمگیر جو ۱۶۸۷ء میں ہوئی ساہو جی
رٹائی یا پائی بالا جی بسونا تھہ کو وزیر یا پیشوا اپنا مقرر کیا یہ شخص قوم کا بہن اور کسی

گانون کا پٹواری تھا اگرچہ اس زمانہ میں سیوا جی ثانی گدی نشین تھا لیکن ساہو جی
سبب لیاقت اپنے وزیر کے حق اپنا حاصل کیا لیکن چونکہ عیاشی و آرام طلب تھا
اسو اپنے برائے نام رئیس رہا اور قیام اپنا بمقام ستارہ قرار دیا جہاں کہ او
جانشین بنام نہاد راجہ مشہور ہوئے لیکن اختیار حکومت سب بالا جی بسونا تھہ کو رہا
بالا جی بسونا تھہ نے ماہ اپریل ۱۶۸۰ء میں وفات پائی بالا جی راو بیٹا اسکا جانشین
اوسنے گجرات کو لوٹا اور مالوہ کو فتح کیا اور شاہ دہلی نے اوسکو صوبہ دار مالوہ مقرر کیا

۱۶۸۹ء میں ایک عہد نامہ سرکار انگریزی اور لاجی راو پیشوا وزیر ساہو جی سے
تھہ یہ ہوا تھا ۱۶۹۰ء عیسوی میں لاجی راو نے وفات پائی
لاجی راو کے تین بیٹے تھے بالا جی باجی راو راگو باعزت رکھونا تھہ راو اور شمشیر

یہ بڑا بیٹا ایک کینز کہ مسلمانی سے تھا اور بندیل کھٹہ میں جانشین پیشوا ہوا
اور اوسکی اولاد بنام نہاد نواب بلنہ مشہور ہوئی بالا جی باجی راو عزت نامہ
اپنے باب کی جگہ دفتر پیشوا کا مالک ہوا اور فوج کا کام رکھونا تھہ راو سے متعلق ہوا
— ماہ دسمبر ۱۶۸۹ء میں ساہو جی مر گیا اور ۱۶۹۰ء میں راجا جی مسند پر ہوا

— بیج عہد بالا جی باجی راو کے سرداران سینڈھیا دیو لکر مرتبہ سے افسر فوج مر گیا
شیر حکم راگھو بابو نے اور تمام ملک مالوہ اوٹھین منقسم ہو گیا ۱۶۵۹ء میں مر گیا

اور جادو اور کیمیا متوصل تھا جادو اور ابھی تو غم مرہ سے تھا اور اگرچہ یہ مرقین قیاس سے
 کہ یہ نسل پتیری قوم جادو و سحر میں بودین لیکن یہ فرقہ شاید اب ان سے کمتر درجہ
 ہو گیا ہو اور لکھنوی جادو اور ملک عزیز کی حکومت میں منصب دس ہزاری رکھتا تھا
 اس عرصہ میں مانو جی نے ترقیان حاصل کیں اور منصب پنجزاری رسالہ داری پر
 سرفرازی پائی اور بمقام پونا ایک جاگیر بھی ملی اور اب شاہی ساہو جی سپرالو جی
 کی دختر جادو اور اس سے ہوئی اور ساہو جی کو اس شاہی سے بہار میں ۲۲۰۰ ام
 سیوا جی پیدا ہوا جسے مرہٹھوں کی حکومت کی بنیاد ڈالی ۱۷۲۰ ساہو جی بھی اول
 سرکار احمد نگر میں اور بعد ۱۷۲۰ لکھنوی پور ملازم رہا اور کار نمایاں کئے اور ملک
 میں ایک جاگیر حاصل کی سیوا جی نے سترہ برس کی عمر سے فرائض شریعت کی
 اور ۱۷۲۶ ع میں ایک قلعہ ٹورنا پر جو دیس مکھوں کے قبضہ میں اور پونا سے
 بیس میل تھا کسی حکمت سے قبضہ کیا اور سرکار بیجا پور کو یقین دلایا کہ یہ نسبت
 دیس مکھوں کے اس کے قبضہ میں اچھی طرح رہے گا بعد اوسنے ایک دوسرے
 قلعہ کوساں جنگلی سے مستحکم کیا تو سرکار بیجا پور نے ساہو جی کو شکایت اوسکی
 لکھی ساہو جی نے عذر اپنا پیش کیا اور سیوا جی کو سخت ممانعت دربارہ
 دست اندازی کی لیکن اب سیوا جی نے زیادہ پیش قدمی کی اور جاگیر کا محل
 باب کو ہدیا اور قلعہ فات جاگیر پر بھی داخل ہوا اور قلعہ سنگر یا گندہ کو ایک حکم سلطان
 سے جواز جانب والی بیجا پور مامور تھا اوسکو کچھ دیکر لے لیا اور پھر قلعہ پونڈر ۱۷۲۸
 میں قابض ہو گیا اور چونکہ از جانب والی بیجا پور کے مخالفوں کے ساتھ لڑائی میں
 تھا اس وجہ سے اوس جانب سے بھی کچھ ممانعت نہ ہوئی لیکن اب وہ کھل گیا
 اور چند دیکر قلعجات پر متصرف ہو گیا اور ۱۷۳۸ ع میں کنکان میں داخل کر لیا آخر
 ۱۷۴۹ ع میں ساہو جی با تمام دنیا بازی گرفتار و معتد ہوا اور حکم ہوا کہ اپنے بیٹے کو
 ایسی حرکات سے باز رکھے اگرچہ ساہو جی نے عذر پیش کیا کہ وہ میرے قابو میں نہیں
 لیکن سماعت نہ ہوا اور سیوا جی بھی بغاوت سے باز نہ آیا اور شاہ جہان کی ملازمت چاہی
 بادشاہ نے منظور کیا اور منصب پانچزاری مرحمت فرمایا اور غالب کہ بساں شہین
 شاہ جہان کے بعد مقیدی چار برس کے ساہو جی نے رائی پائی اور سیوا جی ۱۷۵۰

گدی نشین کیا گیا لیکن درجن سال مامون اسکے نے اوسکو گرفتار کر کے قید کیا اور آپسٹوئی
ریاست ہوا اور راج پر قبضہ کیا ۱۸۲۶ء میں سرکار انگریزی بھرت پور پر حملہ آور ہوا
اور درجن سال کو ماہ جنوری ۱۸۳۲ء میں شکست دیکر مقید کیا اور ہمارا جہ بلونت سنگھ
نابالغ کو گدی نشین فرمایا ۱۸۵۳ء میں بلونت سنگھ نے وفات پائی اور بجایے اوسکے
راجہ جسونت سنگھ بیٹا اوسکا اب تک گدی نشین ہے آمدنی اس علاقہ کی اکیس لاکھ روپے
کی ہے تین ہزار تین سو اسی تھہ پیادہ اور دو ہزار دو سو چودہ سووار اور تین سو تیر
سپاہ توپخانہ ہیں :

فصل بارہم اور کے راجاؤں کے بیان میں

قریب سو اسو برس کا عرصہ ہوا کہ یہ علاقہ شامل ہے پور و بھرت پور تھا
پرتاب سنگھ نے جو قوم کا مرد کھارا جوت تھا ہنگام خرد سالی ہمارا جہ ہے پور
حصہ جنوبی ۱۸۵۶ء غصباً لے لیا اور مقام ہاجپوری بھرت پور سے فتح کیا لہ
پرتاب سنگھ کے بھٹا ورسنگھ پرتی گدی نشین ہوا ۱۸۵۷ء میں بھٹا ورسنگھ
فوت ہوا مینی سنگھ برادر زادہ وپسے متبلی راجہ مرحوم نے ریاست پائی اور ۱۸۵۷ء
میں اوسے وفات پائی اور شیودان سنگھ بیٹا اوسکا بھرت پور سال گدی نشین ہوا
اور ایک پولٹیکل اجنٹ مقرر کیا گیا ۱۸۶۳ء میں کہ شیودان سنگھ سن بلوچ کو
پہونچے امور ریاست اونسے تفویض ہوئے اور وہ اب تک مسند نشین ہیں
آمدنی اس علاقہ کی قریب سولہ لاکھ روپے ہے :

فصل دوازدہم مرہٹہ و پشیواؤں کے بیان میں

قوم مرہٹہ قومیت کے جہت سے شور میں اگرچہ بعضوں نے قدر و منزلت
بڑھانے کو راجپوت ہونے کا دعوے کیا احمد نگر اور بیجا پور کی ریاستوں میں
جمہداریاں و رسالہ اریان پاتے تھے رفتہ رفتہ ان لوگوں نے ترقیاں حاصل کیں
ملک غنیر جو ایک سردار شاہی سلطنت احمد نگر کا تھا اوسکے افسروں میں سے ایک
مالو جی بھو سلا کے نام سے مشہور اور چند خداسپہ سولہ ول سمیت ملازم ملک غنیر

سپر سہارا انگلشیہ کیا اور سرکار انگلشیہ نے سنہ ۱۸۵۷ء میں سپر سہارا
سینڈھیا کیا اور سنہ ۱۸۵۷ء میں پرگنہ دھولپور باڑی ہمارا انگریزوں سے
تعلق کیا گیا ہمارا انگریزوں سے سنہ ۱۸۵۷ء میں وفات پائی اور جانشین
بھاگونت سنگھ ہوئے اسی اس ملک کی چھ لاکھ روپیہ کی اور فروغ قریب دو ہزار
اور سلامی و عہد ضرب توپ کی ہے۔

فصل دہم

بھرت پور کے راجاؤں کے بیان میں

یہ ریاست قوم جاٹ کی ہے بنیاد اسکی برج نامے جاٹ ایک فارتوگ نے ڈالی تھی
سنہ ۱۸۵۷ء میں جاٹوں نے حملہ کر کے اگرہ کے نائب حاکم کو قتل کیا مہر شاہ
راجہ جے سنگھ کو واسطے تارک اونکے کے بھیجا اس لڑائی میں راجہ چوراس
جاٹوں کا افسر مگیا راجہ جے سنگھ نے اوسکے جانشین بیٹے کے مقابلے پر چوراس کے
بھیجے کو بشہط باجگہ اری گدی نشین کیا مگر فروغ اس ریاست کا ہنگام منقطع خلیہ
بعد سورج مل پر پوتہ برج کے ہوا اور وہ سنہ ۱۸۶۳ء میں مہاراجہ شاہ جہاں آباد
فرخ نگر بیج لڑائی تختیاب الدولہ کے ماتھے محمد خان بلوچ سے قتل ہوا اسکے باج فرزند
سنگھ منجملہ اونکے تین فرزندوں یعنی جواہر مل رتن سنگھ نول سنگھ بیٹے کے بعد دگرے راجہ
بعد فرزند سورج نول سنگھ نامے کے سپر چارمی رنجیت سنگھ نامے نے سرکشی اختیار کی اور
نخبت خان سے مدد چاہی لیکن نخبت خان نے تمام علاقہ اس خاندان کا چھین لیا صرف قلعہ
بھرت پور پاس رنجیت سنگھ رہ گیا مگر بوجہ بیوہ سورج مل کے اوسنے علاقہ نولاکہ پر
کا واپس دیا بعد سینڈھیا نے اس تمام علاقہ پر مع بھرت پور قبضہ کیا مگر سپر
بیوہ سورج مل کے رنجیت سنگھ کو گیارہ پرگنہ جمعی دس لاکھ روپیہ کے واپس دے
ور بعد تین پرگنہ جمعی چار لاکھ روپیہ کے سرکار انگلشیہ نے بجلہ دے خیر خواہی
ہمارا راجہ رنجیت سنگھ نے سنہ ۱۸۵۷ء میں وفات پائی اور سرکلان مدہ میر سنگھ
جانشین ہوا اور وہ سنہ ۱۸۶۳ء میں فوت ہوا اسکا بھائی بدو سنگھ گدی نشین ہوا اور
ریاست کرنے اٹھارہ جینے کے وہ بھی مرا اور اسکا بیٹا بونت سنگھ بادشاہ سرکار

بانی تھیں اور انھوں نے حروف سنسکرت میں نام راجہ گادہ کندہ تھا اور وہ
 سرکار میں غنیمت ہوئے ہیں :
 تاریخ اسلام میں جو محلہ سکندر کا قنوج پر اور ہونا فورہندی راجہ قنوج کا درج ہے اسکی کوئی
 اصل نہیں سکندر دریا کے استیج کے اس پار نہیں آتا اسکا مفصل حال بیان
 سکندر میں مذکور ہے۔

تفصیل راجگان اٹھوڑ

۱۰۳۳ ع	بیشوگرہ
۱۰۴۸ ع	مہی چندر
۱۰۷۲ ع	چندر دلو
۱۰۹۶ ع	مدن پال
۱۱۲۰ ع	گوہند چندر
۱۱۴۹ ع	بہجی چندر
۱۱۶۹ ع	جی چند

فصل نهم

دھول پور

ریاست اسکی خاندان قوم جاٹ سے ہے اور عہد باجی راو پیشوا میں ہراول
 ریاست تھی جسے نام پیدا کیا تھا مہارانا کیرت سنگھ لوکندر بہادر جو مشہور
 رانا گوہڑ کا تھا اوسکے چچا نے قلعہ گوالیار پر یوں شکست مرہٹا کے جنگ
 بانی پت میں قبضہ کر لیا تھا اور پھر مہارانا کیرت سنگھ نے قلعہ گوالیار و گوہڑ

اسی کسانے شہر کسانے جواب بنام خوشاب کنارسے دربارے جہلم معروف ہے
 آباد کیا زمانہ مانجہ دہا بھارت کا حال تاریخی بابت اس سلطنت کے صحیح صحیح معلوم نہیں ہے
 اور جو بیان کیا گیا ہے وہ مختلف روایات کے ساتھ لیکن ان میں سے کہ جسے غزنوی نے ۱۱۸۵ء میں قنوج پر
 حملہ کیا تو کنہر راسے یا کنور پال راجہ تھا اور یہ راجہ قوم نومر کا آخری راجہ تھا جسکو راجہ نندا والی کا لہجہ
 نے قتل کیا اور جب محمود غزنوی ۱۱۸۵ء میں آیا تو اس راجہ کو مقتول پایا اس کے بعد ۱۱۸۵ء میں غلام
 راشمورین یہ سلطنت منتقل ہوئی جسکا آخری راجہ ہے چند بڑا نامی گرامی ہوا اور وہ
 ۹۴۳ء میں شہاب الدین کی لڑائی میں مارا گیا اور اس سلطنت کا خاتمہ ہو گیا اور اس
 اپنی موجودہ ریاست ماروار میں چلے گئے اور کچھ لگنگا کے کناروں پر بسے رہے
 چنانچہ راجہ ہے چند کی اولاد میں سے اکثر راشمور اب تک ضلع فرخ آباد پرگنہ شمس آباد
 وغیرہ میں آباد ہیں ایک قلعہ پڑانا اور دسار شدہ کنارسے مذکور کے موجود ہے
 کہتے ہیں کہ راجہ ہے چند نے بنایا تھا علمداری انگریزی میں یہاں کچھ عمارت موجود تھیں لیکن
 سرکار انگریزی نے انکو نیلام کر دیا اور ایک دھانک نے بقیہ چھ سو روپیہ خریدا
 اور اینٹ پتھر اوسکا کھودا کر فروخت کیا اور اب سوا گنڈہر کے کچھ نشان باقی نہیں رہا
 دنیا اسی کا نام ہے اور یہ عبرت کا مقام ہے ایک دن وہ تھا کہ یہ شہر اس سلطنت کا
 عالی شان تھا اور ایک یزدانہ ہے کہ ایک روز قیام کا آدمی اینٹ پتھر اوسکا
 کھود کر فروخت کرتا ہے :

روضہ مخدوم جلال ثالث معروف یہ جہانیاں جہان گشت اس شہر میں بھارت
 دربارے کالی پڑا ہے پھر سبھی میں تعمیر ہوا یہ مکان بھی قابل دید ہے ایک عمارت
 مخدوم بہمنیا کی روضہ مخدوم معروف و مشہور ہے جسکو مسلمانوں نے مسجد قرار دیا
 موضع جنکھت ایک پرانی بستی ہے ایک بہت پڑانا درخت برگہ کا اسمیں موجود ہے
 اوسکے اندر ایک مورت سنگین آدم قد ہے اور وہ ریشہ مانے برگہ سے عکاسی
 ہوئی ہے اور اوسکو لوگ راجہ جنک پد کر سیتا کہ مورت مشہور کرتے ہیں اور اس کے
 قریب ایک کنواں ہے اور وہ جانکی جی کا کنواں مشہور ہے مولف تاریخ
 ۱۱۸۵ء قنوج راوی ہیں کہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ شہر قنوج میں خوشامد
 یا شندہ شہر مذکور نے بائیس صد خشت ملائی تھا لہذا کہ مرخت بوزن پڑا تھا

فصل ششم

قنوج

یہ سلطنت بہت پرانی اور نامی گرامی ہے شہر قنوج جمہوریت کہ مسلمانوں نے
 یشتی محمود غزنوی نے اس پر حملہ کیا بہت آباد و پر رونق تھا بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت
 اس شہر میں تیس ہزار دوکان تھیں اور ساٹھ ہزار مکان طوائفوں کے تھے
 اسی پر اور آبادی شہر کو قیاس کرنا چاہیے اور بالفرض اگر یہ بیان سبالتہ سے کیا گیا
 تاہم اسکی کثرت آبادی میں کوئی شک نہیں ہے روایت ہے کہ زمانہ سابق میں
 اس نواح کا راجہ سمرابا ہو تھا اور اسکا دارالسلطنت موضع سنکت میں واقع تھا
 اوسکے بعد ہرورایام کثیر راجہ بین فرمان روا ہوا چنانچہ اس راجہ کا کثیر اب تک موضع
 تیرابو میں مشہور ہے

ہمایوہارت میں اس سلطنت کو پانچال یا پتھالا کے نام سے لکھا ہے اس وقت دارال
 اسکا کیل یا کیلا تھا اور راجہ دروید سورج منبئی اسکے فرمان روا تھے انکا لڑکا اس
 لڑائی میں مدد فرمایا پانڈوان ہوا اور اسی لڑائی میں بالکل خاندان اشکاتباہ و پتر
 ہو گیا اس راجہ کے قلعہ کا کثیر اب تک کیل میں موجود ہے روایت ہے کہ زمانہ سابق
 میں کیل میں اس جگہ عبادت کیا کرتے تھے چنانچہ کیل سے کیل نام ہو گیا اور یہ بھی قرین
 قیاس ہے کہ پتھالا سے ہرورایام کیلہ ہو گیا ہو

زمانہ نابجہ میں مقام قنوج دارالسلطنت قرار پایا زمانہ سابق میں اسکا نام ہودا اور بعد
 اس میں تھل اور پھر قنوج معروف ہوا وجہ تسمیہ قنوج کی رامین میں یہ لکھی ہے کہ گنپ
 پسر راجہ کس و پسر راجہ کا دو جد سبوا متر کی لڑکیوں کو کہ اس زمین میں واسطے ہوا
 کے مکین تھیں عارضہ لغوہ کا ہو گیا اور جسم اور موندھ اونکے میں کچی واقع ہوئی اور راجہ
 اذ نکا بیاہ سا تھہ ایک برہمن کے کر دیا اوسکی تاثیر صحبت سے وہ عارضہ اونکا زونع
 جو کہ سنسکرت میں دختر کو کنیا اور جسم کی کو کچ کہتے ہیں اس لئے اس شہر کا نام کنیا کچ
 رکھا اور یہ امتداد ایام رفتہ رفتہ کا کچ اور پھر قنوج مشہور خاص و عام ہوا یہ کس غیر
 اوسکے ہے جو فرزند ہمارا راجہ راجندر کا تھا کس بابہہ نسل سے راجہ ہرورایام
 خاندان چندیشی کے ہے یہ چار بھائی تھے ایک کس بابہہ دوسرا مورت تیسرا

جگت نامہ	۲
سر دیو	۳
باسد دیو	۴
سری دیو	۵
دھرم دیو	۶
پھل دیو	۷
مانک دیو	۸
کیرت دیو	۹
پستور	۱۰
مال دیو اسکا خاتمہ ۱۳۳۱ء میں ہوا	۱۱

نسب نامہ شاہان بالود

ولادور شاہ غوری ۱۳۱۲ء	۱
ہوشنگ شاہ غوری ۱۳۵۰ء	۲
محمد شاہ غوری ۱۳۱۲-۱۳۵۰ء	۳
محمود شاہ خلجی ۱۳۳۵ء	۴
غیاث الدین خلجی ۱۳۸۱ء	۵
ناصر الدین خلجی ۱۵۰۰ء	۶
محمود ثانی خلجی ۱۴۱۲ء	۷

ایک شخص پیدا ہوا اور نام ناجی اسکا آدھن جی موسوم ہوا اور دکن سے آکر مالوہ کو تخت گاہ
ایسا بنایا اور آئین برہمن کو ترقی دی جو کہ بہت راج پسر بھی اوسکا اولاد تھا بعد وفات
اوسکی سلطنت بقبضہ قوم بنو آری اودت بنو آری سندھ نشین ریاست ہوا اور جب
ہمیر تھہ اولاد ششم اوسکا ایک لڑائی میں مارا گیا تو گندھرب نامے گدی پر بیٹھا
نسبت نقلین گوناگون مشہور عام ہیں بعد اوسکے راجہ بکراجیت بیٹا اوسکا سندھ
خلافت ہوا جسکا سنہ کہ اوسکو سمیت کہتے ہیں آج تک جاری ہے یہ راجہ براجیت
اور تربیت یافتہ اور علم و ہنر کا مشہور مہر تھا اور سلطنت نے اسکے وقت میں
بڑی ترقی و رونق پکڑ لی اسکی نسل میں سے ایک راجہ چندریال بہت بڑا نامی گزری
ہوا اسکی بہت سی پشت بعد راجہ بھوج نہایت مشہور راجہ سندھ خلافت پر بیٹھا
اگرچہ اسکی تخت نشینی بعض مورخ ۱۱۷۰ء بکراجیتی لکھتے ہیں اور اس سے پیشتر
بہت سے پشت نامہ مختلف ایک دوسرے کے بیان کئے گئے ہیں لیکن کوئی سلسلہ
صاف لائق اعتبار نہیں اور غالباً خاتمہ سلطنت راجہ بھوج قریب گیارہ صدی
عیسوی کے ہوا جسکو قریب آٹھ سو برس کے گزرتے ہیں
۱۰۹۹ء کے راجہ نے راجہ چند بیٹے پالوئے راجہ بھوج کو گرفتار کیا غالباً یہ واقعہ
مالوہ بہت جلد اوسکے قبضہ سے نکل گیا اور ایک نیا خاندان قوم چوہان کا اوین
راج کرنے لگا آخر کار اس خاندان کے آخری راجہ راجہ مال دیو چوہان کے وقت
۱۲۳۱ء میں مسلمانوں نے اوسکو فتح کیا ۱۲۴۰ء میں دلاور خان غوری
جو حاکم مالوہ تھا وہ خود سر بادشاہ ہو گیا اور اوسکی ساتویں نسل سے محمود شاہ
ثانی بدست بہادر شاہ والی گجرات گرفتار ہوا اور ۱۳۵۰ء میں مالوہ کی ریاست
سلطنت گجرات کے شاہل ہو گئی فقط

نسب نامہ قوم چوہان

جلد ۱۰ تقریباً آخری گیارہویں صدی یا پندرہویں صدی

فصل ششم

بونڈی کوٹہ جلدور

خانڈان راجہ بونڈی قوم راجپوت ہارٹا ہے یہ لوگ راجہ اجمیر کے خانڈان کے ایک
 قلعے سے جو حکومت اسلام سے پہلے حاکم اجمیر تھا ۱۲۲۲ء میں اس ریاست میں
 آباد ہوئے اکبر بادشاہ سے پہلے یہ ریاست کچھ نامی نہ تھی مگر جب کہ یہاں کے
 راجہ نے رنبھور کے قلعہ کو پٹھان بادشاہوں کے عامل سے چھینا تو یہ لوگ بھی
 راجہ امیر کے ۱۲۳۸ء میں ہنگام واپس جنگ ہو کر سرکار انگلستان کی نہایت مدد
 اور یہ راجہ ۱۲۳۸ء میں بعد کرنے ریاست پچاس سال کے قوت ہوا جانشین اس کا
 بیٹا اس کا ہوا اس نے ۱۲۴۰ء کو وفات پائی اور رام سنگھ بیٹا اس کا
 سند نشین ہوا جواب تک موجود ہے اور ریاست اس کی عرصہ قریب ۱۲ سال
 ہوا کہ رئیس بونڈی نے بنیاد ڈالی کیونکہ اس کو ہارنار اور دے پور سے مجبور کر کے لفظ
 ریاست اس کی اس کے چھوٹے بھائی کو دلوا دی تھی اور ریاست جھلک ۱۲۳۸ء
 میں ریاست کوٹہ سے تیز بڑا انگلیسیہ در رئیس کوٹہ کے علیحدہ کی گئی اور راج رانا بدین سنگھ
 اس ریاست پر قائم کیا گیا آمدنی کوٹہ ۵۰ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ
 ہزار سات سو بیس روپیہ بابت خراج اور دو لاکھ بابت مصارف فوج سرکار انگریزی کو دینا
 جاتا ہے اور آمدنی سالانہ بونڈی پانچ لاکھ روپیہ کی ہے

فصل ہفتم

مالوہ اوچن

اوچن کو کتب سنسکرت میں اونٹنی کے نام سے لکھا ہے اور یہ مقام دارالسلطنت
 مالوہ کا تھا اور پھر دارالسلطنت اسکاتھند میں قائم ہوا ایک شہر اس نام کا اسی
 صوبہ میں واقع ہے روایت ہے کہ مہاباہ نام ایک مہاراجا آتش روشن کر کے
 بائیں خود پرستش ایزدی بروی ہوئے کرنا یہ امر لودہ مذہب والوں کو ناگوار ہوا
 کہ اس آتش افروزی سے بہت جاندار ضائع اور تلف ہوتے ہیں چنانچہ ماکہ وکٹ
 فرماری ہو کر اس طریقہ کو مسدود کرایا لیکن قدرت ایزدی سے اس گن گنڈے

فضل خمس

صورتہ اخیر

اس ریاست کا کوئی واقعہ ایسا نہیں کہ جس کا ذکر کیا جائے بجز اسکے کہ بیل کے راستے
شہر میں دلی کو فتح کیا اور پرتھی راج عرب پتھور کے وقت میں دو سو سولہ
ایک ساتھ ۹۳ھ میں جاتی زمین یہ ریاست راجپوت قوم جوہان کی تھی

۱	اٹل چوان	۱۱	پرتاب سنگ	۲۱	بلی انک رائے
۲	ماست دیو شہ	۱۲	موہن سنگ	۲۲	پرمتھ رائے
۳	مہادیو	۱۳	سیت را	۲۳	اندرا
۴	اجی سنگ	۱۴	ناگ بہت	۲۴	بیل کے ۲۰
۵	بیر سنگ	۱۵	لوہ دھال	۲۵	ساگر دیو
۶	بند سور	۱۶	بیر سنگ	۲۶	اند دیو
۷	ربھانت	۱۷	بہیدرہ	۲۷	بے سنگ
۸	مالک کا چٹ	۱۸	چندر را	۲۸	امن دیو
۹	ماسنگ	۱۹	ہر را	۲۹	سومیش
۱۰	چندر گپت	۲۰	لسنت را	۳۰	پرتھی راج شہ ۱۱

اجمیر میں درگاہ خواجہ معین الدین چشتی معروف و مشہور ہے یہ شخص رہنے والا
سیستان کا تھا اور ریاضات شاقہ کھینچ کر اکابر سلسلہ چشتی سے ہوا اور
اجمیر میں بعد رائے پتھور اگوشہ نشینی اختیار کی اور ۶۲۳ھ ہجری میں وفات پائی
تاریخ وفات اوسکی آفتاب ملک ہند ہے اور دوسری تاریخ یہ ہے
سال نقاش بغرت و تمکین ۶۳۳ھ کو سراج جنان معین الدین

۱۷۵۳	۱۲ برج سنگہ	۱۳ ۸۱	چوڑا جی	۳
۱۷۶۱	۱۳ بجے سنگہ	۱۴ ۲۶	جوداموہ اسکی تین پشت	۴
۱۷۹۲	۱۴ بھیم سنگہ	۱۵ ۳۱	مالدیو	۵
۱۸۰۳	۱۵ مان سنگہ	۱۵ ۷۱	جندر سنگہ	۶
۱۸۴۴	۱۶ تخت سنگہ	۱۵ ۸۴	اودھی سنگہ معہ اسکی پشت	۷
			گچ سنگہ	۸
		۱۶ ۳۹	جسوت سنگہ	۹
		۱۷ ۰۷	اجیت سنگہ	۱۰
		۱۷ ۳۹	بھی سنگہ	۱۱

فصل چارم

بیکانیر

بیکانیر میں اقوام جاٹ و دیگر قوم رہتے تھے اور ان کے فیما بین نزاع رہتی تھی ۱۴۷۹ء میں
 بیکانیر کے نوجوان ایک فرزند راجہ جودو سنگہ راجہ جودو پور تھا اس ملک کو فتح کیا
 اور پھر باگور کو بتان چیلیر سے فتح کر کے شہر بیکانیر کی بنیاد ڈالی اور ۱۵۰۵ء عیسوی میں
 لڑ گیا بعدہ اسے سنگہ جو پشت چارم میں بیکانیر کے تختہ ۱۵۷۳ء میں
 سند نشین ہوا اور شاہ دہلی سے اتفاق پیدا کر کے ملازمی اکبر شاہ کی اختیار کی
 سرسواران ہما اور بادون پرگنہ مع ہنسی حصار کے جاگیر میں پائے گئے
 قہرمان کا سرد ہزار چھ سو چتر میل مربع اور آبادی ملک میں تفرادنی و تہذیب کا مرکز

فضل رحمہ

صورتہ اخیر

اس ریاست کا کوئی واقعہ ایسا نہیں کہ جس کا ذکر کیا جائے مگر اس کے کہ بیل را سنے
۱۵۰ سال میں دلی کو فتح کیا اور پرتھی راج عرت پھوڑے کے وقت میں دو سو سولہ تیر
ایک سا تھہ ۱۱۹۳ ع میں جاتی رہیں یہ ریاست راجپوت قوم جوٹان کی تھی

۱	انل چٹان	۱۱	پرتاب سنگ	۲۱	بلی انک را سنے
۲	مست دیو سنگ	۱۲	نوسن سنگ	۲۲	پرستھہ را سنے
۳	جھا دیو	۱۳	سیت را	۲۳	اند را سنے
۴	اجی سنگ	۱۴	ناگ بہت	۲۴	بیل را سنے ۲۰
۵	بیر سنگ	۱۵	لوہ دھارا	۲۵	ساگر دیو
۶	بند سورا	۱۶	بیر سنگ	۲۶	اند دیو
۷	ربھانت	۱۷	بہیدرہ	۲۷	بجے سنگ
۸	مالک کا چٹ	۱۸	چندر را	۲۸	اند دیو
۹	جھا سنگ	۱۹	ہر را	۲۹	سویشہ
۱۰	چندر گپت	۲۰	بست را	۳۰	پرتھی راج ۱۱۹۳ ع

اجمیر میں درگاہ خواجہ معین الدین چشتی معروف و مشہور ہے یہ شخص رہنے والا
سیستان کا تھا اور ریاضات شاقہ کھینچ کر اکابر سلسلہ چشتی سے ہوا اور
اجمیر میں بعد ازاں پتھوراکوٹہ نشینی اختیار کی اور ۶۶۳ھ ہجری میں وفات پائی
تاریخ وفات اس کی آفتاب ملک ہند ہے اور دوسری تاریخ یہ ہے ۷۳۳ھ
سال نقاش بغرت و تمکین پڑگو سراج جناب معین الدین

۱۷۵۳	۱۲ برج سنگہ	۱۳ ۸۱	۳ چڑا جی
۱۷۶۱	۱۳ بجے سنگہ	۱۴ ۲۶	۴ جودامو اسکی تین پشت
۱۷۹۲	۱۴ بھیم سنگہ	۱۵ ۳۱	۵ مال دیو
۱۸۰۳	۱۵ مان سنگہ	۱۵ ۷۱	۶ جندر سنگہ
۱۸۴۴	۱۶ تخت سنگہ	۱۵ ۸۴	۷ اودھی سنگہ راعی لکھنؤ
			۸ گج سنگہ
		۱۶ ۳۹	۹ جونت سنگہ
		۱۷ ۰۷	۱۰ اجیت سنگہ
		۱۷ ۳۹	۱۱ بجی سنگہ

فصل چارم

بیکانیر

بیکانیر میں اقوام جاٹ و دیگر قوم رہتے تھے اور ان کے فیما بین نزاع رہتی تھی ۱۷۵۹ء میں
 بیکانیر کے نواب ایک فرزند راجہ جودہ سنگہ راجہ جودہ پور تھا اس ملک کو فتح کیا
 اور پھر باگور کو بہتان جیلیر سے فتح کر کے شہر بیکانیر کی بنیاد ڈالی اور ۱۷۵۹ء عیسوی میں
 کر گیا بعدہ اسے سنگہ جو پشت چارم میں بیکانیر سے تھا ۱۷۵۳ء میں
 سندھ نشین ہوا اور شاہ دہلی سے اتفاق پیدا کر کے ملازمی اکبر شاہ کی اختیار کی
 ان ہوا اور بادشاہ پرگنہ مع مانسی حصار کے جاگیر میں پاسے شہر کے
 روزہ سو چتر میل درج اور آبادی ملک میں تقریباً ۱۷۵۳ء

ریاست ماٹوار قوم راٹھور کی ہے جس کا علاقہ عین جب شہاب الدین نے قنوج
ریاست سے چنڈرا راٹھور کو خاک سیاہ کیا تو راٹھور اوس پتہ قابض تھے اور
سیقدر گنگا کے کناروں پر بستی رہی اور محکوم سلاطین اسلام چلے گئے مگر راٹھور
راٹھور بچھلے راجہ کے دو پوتوں کے تحت حکومت وطن کو چھوڑ اس خطہ میں
آباد ہوئے اور وہاں قدیم باشندے جاٹوں کو مطیع اپنا کیا اور ان راجپوتوں کی
چھوٹی چھوٹی قوموں کو جو ان سے پہلے بسی تھیں باہر نکالا اور عرصہ قلیل میں ہی
ریاست قائم ہو گئی۔

جودھانا کے راجہ اولاد راٹھور نے ۱۲۵۹ عیسوی میں شہر جودہ پور پایا جودہ پور
خراج گذار اکبر بادشاہ کا ہوا تھا اس خاندان کی کئی لڑکیاں خاندان شاہی میں بیاہی
گئیں شہزادے میں ہمارا راجہ مان سنگھ اور سرکار انگلیسہ میں اول عہد نامہ ہوا مان
نے ۱۶۳۳ ع میں وفات پائی اور کوئی وارث اوس کا موجود نہ تھا پس گدی نشینی
دو خاندان یعنی ایدر و احمد نگر واقع احاطہ بمبئی پر منحصر ہوئی آخر کار تخت سنگھ احمد نگر
قرار پایا اور جب وہ حسب الطلب جودہ پور میں آیا تو اوس نے جنوٹ سنگھ فرزند
اپنے کو احمد نگر میں رکھا لیکن حسب رواج اور دھرم شاستر جبکہ اوس نے حکومت
جودہ پور اختیار کی استحقاق اوس کا احمد نگر سے مفقود ہو جانا ثابت ہوا لہذا ۱۶۴۲ ع
میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ احمد نگر تعلق ایدر کے ہو جاوے کیونکہ وہ سابق اوس کے متعلق تھا
اور ۱۶۴۲ ع میں اوس سے جدا ہو گیا شہار قہ جودہ پور کا صوبہ ۱۶۶۱ ع میں مرتب ہے
اور آبادی سترہ لاکھ تراسی ہزار نو سو نفری کی اور مالگداری قریب
ساتھ سترہ لاکھ روپیہ کے ہے اس میں قریب پانچ لاکھ روپیہ کے آمدنی
نما کی ہے اس ریاست کی فوج تھپہ ہزار نفری کی ہے فقط
اور سرکار انگلیسہ کو بمقام ۱۶۹۱ سالانہ خراج دیتی ہے اور ریاست کیش گڑھ فروج جودہ پور
تفصیل نسب نامہ جودہ پور

۱۱۵۵ عیسوی

۱۱۵۶ عیسوی

۱ اسبواجی

۲ استمان انکی ۸ لپٹ

جے سنگہ ثانی جو ۹۹ء میں حکمران ہوا بہت عقیل اور بڑی خواہ علم و ہنر کا تھا
 اور اسکی لیاقت علم ہیئت و نجوم میں مشہور ہے اسحقا کی گندی نشینی ریاست ہے
 اور صورت نمونے کسی دارث اصلی کے منحصر اور پر راجادت یعنی اولاد پر تھی راج کے
 اور اس کے دیگر فرزندوں کی اولاد نہیں ہے یہ پر تھی راج سابق ہمارا جہ ہے پور ہو گیا
 اور اولاد نہ کورہ بارہ ہیں اور پر تھی راج نے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ علاقجات بنام نہاد بارہ
 گوتری کے دیئے تھے اب گوتری بارہ سے زیادہ نہیں کیونکہ کچھ اولاد حاکمان سابق کے
 پاس نہیں اور کچھ جو پر تھی راج نے مقرر کی تھیں ان میں سے مفقود اور نابود ہو گئی
 رقبہ ہے پور کا قریب پندرہ ہزار میل مربع ہے اور باشندہ اونس لاکھ نفری اور
 جاگیرات و دھرم ارتھ زیادہ ہے مگر تاہم اب تحصیل آمدنی ریاست چھتیس لاکھ
 اصلی فوج لائق کار چار سو باون سپاہی تو بخاند اوچار ہزار چھ سو باون
 پانچ ہزار ایک سو پتالیس سوار اور چار ہزار چھیا نوے ناگ ہیں ہمارا جہ کی سلامی
 سترہ ٹوپ کی ہوتی ہے اور لکھ لک روپیہ سالانہ یہ ریاست خراج سرکار آگے
 دیتی ہے

۱	سدر راجو	۹۶۶ء	۱۰	ایشری سنگہ	۱۷۴۲ء
۲	دولہ راجی باد ہو لارا		۱۱	ماد ہو سنگہ	
۳	یوجن دیوار سنگی پتہ	۱۱۶۶ء	۱۲	پر تھی سنگہ	
۴	پر تھی راج		۱۳	یرتا سنگہ	
۵	یورنل	۱۱۵۵ء	۱۴	جگت سنگہ	۱۸۰۳ء
۶	جنگل داس		۱۵	جے سنگہ	۱۸۱۸ء
۷	ان سنگہ	۱۱۵۹۵ء	۱۶	رام سنگہ	۱۸۳۵ء
۸	جے سنگہ اسکی دود	۱۶۱۵ء			
۹	سوان جے سنگہ	۱۶۹۹ء			

فصل سوم
 جودہ پور یعنی مارٹوار

۴۶	جی سنگہ ۱۶۸۱ء	۵۲	امری ۱۶۶۲ء	۵۸	سنگہ ۱۶۶۱ء
۴۷	امیر سنگہ ۱۶۸۰ء	۵۳	ہمیر سنگہ ۱۶۶۲ء		
۴۸	سنگرام سنگہ ۱۶۱۶ء	۵۴	بہیم سنگہ ۱۶۶۹ء		
۴۹	جگ سنگہ ۱۶۳۳ء	۵۵	جوان سنگہ ۱۶۲۸ء		
۵۰	پرتاب سنگہ ۱۶۵۲ء	۵۶	سردار سنگہ ۱۶۳۸ء		
۵۱	راج سنگہ ۱۶۵۵ء	۵۷	سروپ سنگہ ۱۶۳۳ء		

بعض مورخ اجماع سنگہ راجہ نمبر ۲ کا نام ارسی لکھتے ہیں بعض ارسی کو لچھمن سنگہ پوتا قرار دیتے ہیں اور جو قصہ راجہ رتن سین ویدماوت کا مشہور ہے بعض مورخ رتن سین کو چھوٹا بھائی لچھمن سنگہ کا بیان کرتے ہیں اور بعض نے رتن سین کو بھی راجہ تحریر کیا ہے :

فصل دوم دونڈھار یا بے پور

اس ریاست کی بنیاد دھولارائے نائی نے ۱۶۹۷ء میں ڈالی یہ خاندان چھٹی کچھوٹہ کا ہے اور اپنی نسل راجہ رام چندر جی والی ملک اودہ سے لگاتے ہیں بنیاد اس ریاست سے پیشتر ملک راجپوتانہ منقسم چھوٹے چھوٹے رئیس اجپوت اور منتول میں تھا اور یہ سب اطاعت راجگان ہنسہ کی جو دہلی میں حکمران تھے کرتے تھے اور پھر ماتحت راجاؤں اجیر کے رہے اور جب اجیر کو مسلمانوں نے فتح کیا تو ان کے ماتحت ہوئے پندرہویں صدی میں جب اور ریاستیں قریباً کی بگڑ گئیں تو اس ریاست کو ترقی ہوئی سب سے اول جی پور نے اطاعت مانا اور قبول کی راجہ بھگوان داس نے طریقہ دختر دینے کا شاہ دہلی کو جاری کیا :

۱	پاپتشی	۱۴	آرسنگ	۳۱	گلران ۶۱۲۷۳
۲	گبن	۱۷	بکرم سنگ ۶۲۰۹	۳۲	بھوکل جی
۳	بھوج	۱۸	سامت سنگ	۳۳	کونہا ۱۹ ۶۲۰۹
۴	کان بھوج	۱۹	کدر سنگ	۳۴	اودا ۶۱۳۷۹
۵	بہرتری	۲۰	مون سنگ	۳۵	راہل ۶۱۳۷۳
۶	سمہایکا	۲۱	پدی سنگ	۳۶	سافکا ۶۲۰۹
۷	گنہان	۲۲	چتر سنگ	۳۷	رتنا ۶۲۰۹
۸	آلات	۲۳	تیج سنگ ۶۲۰۹	۳۸	بکراجیت ۶۱۵۳۵
۹	نرواہن	۲۴	سیر سنگ	۳۹	بن بیر
۱۰	شکت درم ۶۱۵۳۵	۲۵	کرن	۴۰	اودو سنگ ۶۱۵۳۵
۱۱	شوج درم	۲۶	رھپ	۴۱	پرتاب
۱۲	تر درم	۲۷	لچھن سنگ	۴۲	امر
۱۳	کیرت درم	۲۸	اجی سنگ	۴۳	کرن ۶۱۶۲۱
۱۴	بیر سنگ	۲۹	بمیر	۴۴	جکت سنگ ۶۲۰۹
۱۵	بجی سنگ	۳۰	کین سنگ ۶۱۶۲۱	۴۵	راجی سنگ

اپنے باپ کے قتل ہونے کے بعد بھائندیر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں گڈرلون میں
پرورش پا کر اوسے ہوش سنبھالا قریب ششہ عیسوی کے وبقیہ ششہ
میں وہاں سے چورمین آکر رہنے لگا یہاں تک کہ وہاں کے راجہ کونکال آپ چوڑکا
راجہ بن گیا ششہ ع میں خلیفہ ولید کے زمانہ میں اوس کے سہیلار محمد بن قاسم نے
پڑھائی کی اور گجرات کو فتح کر کے چوڑکے جانب ہزیمت کی لیکن باپا سے شکست
کھائی اور اولٹا پھر گیا باپا دختر سلیم حاکم کھمبات سے شادی کر کے تھوڑے دنوں
کے بعد اپنے دین قدیم کو چھوڑ کر مسلمان ہو کر خراسان کو چلا گیا :

ششہ ع میں مامون رشید پسر خلیفہ ہارون رشید بادشاہ خراسان نے
ہندوستان پرورش کی اور بڑے زور شور سے چوڑی حملہ کیا اوس وقت راجا
نسل باپا سے سند نشین تھا وہ مامون رشید کے ساتھ جو عیسائی لڑائیاں
مستور لڑا اور مامون رشید شکست کھا کر ہندوستان سے چلا گیا :

ششہ ع میں علاء الدین غوری نے چوڑی کو فتح کیا اور بعد تھوڑی مدت کے
راجہ ہمیر نے دوبارہ چوڑی گڑھ کو حاصل کیا ریاست اسے ڈونگر پور سرحد ہی پر
بالسوارہ ریاست اودے پور کے فروغ میں :

اور سیوجی بانی حکومت مرہٹا اور خاندان بھونسلہ بھی اسی خاندان سے تھے
اور اس خاندان اودے پور نے کسی شاہنشاہ اہل اسلام کو اپنی دختر نہیں دی
رقبہ ریاست اودے پور کا گیارہ ہزار چھ سو چودہ میل مربع ہے اور آبادی گیارہ
لاکھ اکثر ہزار چار سو نفری اور نکاسی خام قریب چالیس لاکھ روپیہ کے ہے منجملہ اسکے
قریب بارہ لاکھ کے جاگیر دار ہیں اور یہ ششم حصہ آمدنی ادا کرتے ہیں پس بعد میں
اس جاگیر و دھرم ارتھ و خراج انگریزی وغیرہ کے قریب چودہ لاکھ روپیہ
ریاست کو باقی رہتا ہے ہمارا انکی سلامتی شترہ ضرب توپ کی ہوتی ہے اول عہد
جو سرکار انگلشیہ و ہمارا نا بھیم سنگہ رانا اودے پور سے ہوا ۲۲ جولائی ۱۸۵۷ء
ہوا ہے اور بعد اسکے اور چند عہد نامہ حیات تحریر ہوئے یہ ریاست سرکار انگلشیہ کو
دو لاکھ روپیہ سالانہ خراج دیتی ہے

نسب نامہ راجاؤں کا عہد باپا حسب ذیل ہے

اور اکبر شاہ کی تخت نشینی کے وقت میں جانشین شیر شاہ کا ایک باغی سردار آپ
قابض دسترف تھا اور عہد اکبر شاہ سے پھر یہ صوبہ تخت حکومت ملاطین آگیا

باب دوم

راجپوتانہ وغیرہ کے راجاؤں کا حال بیان

فصل اول

اودے پور یا میسور

یہ خاندان چھتری رہنما ہندوستان سے بڑے مرتبہ دشان کا ہے
راجہ حال چھتری سسودھ سورج منی اولاد کا ایک سین نسل کو فرزند
راجہ رام چند راجی والی اودہ سے بے کاٹ سین ملک اودہ سے نقل
مکان کر کے بل بھی پور واقع گجرات میں آیا اور اپنی سلطنت قائم کی اور
روایت ہے کہ لنگ سین نسل راجہ سومتر سورج منی سے کہ جو آخری راجہ
ہوا ہے پشت ششم میں تھا آئے کے پشرون پر جو ایسے کتبہ پائے گئے ہیں
جنہیں جاگیرین عطا کی گئی ہیں اور ان کا ترجمہ داتن صاحب نے کیا ہے
اودے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ جس خاندان کے لوگوں کے نام
سینا کا لفظ لگا ہوا تھا اودے بل بھی میں ۱۲۷۷ء سے ۱۲۷۸ء تک سلطنت کی
ہے نوشیروان شاہ فارس جو ۱۲۷۷ء میں تخت نشین ہوا تھا اودے کی
فوج نے بل بھی پور کو بالکل غارت و سہار کر دیا تھا یہاں تک کہ راجا کے خاندان میں
کیونکہ وہ سلامت بچھوڑا نوشیروان کے جلوس سے چھ سات برسین بڑے
فتح ہونا بل بھی پور کا جو پایا جاتا ہے بوجہ امتداد زمانہ تفاوت خفیف لائن کا
بل بھی پور سے صرف ایک رانی سپاؤں زندہ بچ کر کوہ لیکر کے کسی نار میں جا کر جمع
لیکن وہ حالہ تھی اور اس جگہ اودے کو ایک لڑکا پیدا ہوا اور نام اودے کا گورہ رکھا گیا
اور کوہ لڑکا ایدر پر متصرف ہو کر دمان کا راجہ ہوا اور اس کی نسل کے راجہ کلوت کہلائے
گورہ کے بعد ایدر کی گدھی پر آٹھ راجا بیٹھے آٹھویں راجا کا چھوٹا لڑکا جس کا نام

۹	جیت مل عرف جلال الدین ۱۳۹۳ھ	۲۲	محمود شاہ ثانی ۱۵۳۷ھ
۱۰	احمد شاہ ۱۴۰۷ھ	۲۳	شیشاہ ۱۵۳۷ھ
۱۱	ناصر الدین ۱۴۲۶ھ	۲۴	سلیم شاہ ۱۵۴۵ھ
۱۲	ناصر شاہ ۱۴۳۶ھ	۲۵	عدلی شاہ ۱۵۴۶ھ
۱۳	بارک شاہ ۱۴۴۶ھ	۲۶	بہادر شاہ ۱۵۵۳ھ
۱۴	یوسف شاہ ۱۴۴۵ھ	۲۷	جلال الدین شاہ ۱۵۶۱ھ
۱۵	فتح شاہ ۱۴۶۱ھ	۲۸	سلیمان کرانی ۱۵۶۲ھ
۱۶	شہزادہ شاہ ۱۴۸۱ھ	۲۹	بازید شاہ ۱۵۷۳ھ
۱۷	فیروز شاہ ۱۴۸۱ھ	۳۰	داؤد شاہ ۱۵۷۳ھ
۱۸	محمود شاہ ۱۴۹۳ھ		
۱۹	منظفر شاہ ۱۴۹۳ھ		
۲۰	علما الدین ثانی ۱۴۹۷ھ		
۲۱	نصر شاہ ۱۵۲۱ھ		

اس خاندان کے آغاز یعنی فخر الدین کے آغاز عہد دولت کی تاریخیں محقق نہیں
بعض بعد ۱۳۴۲ھ ظاہر کرتے ہیں
اس سلطنت کے غاصبوں میں سے ایک راجہ کشن ہندی زمیندار تھا جس کے بیٹے
اسلام قبول کیا اور دہلی کے بادشاہ شہ شاہ نے گناہ کو فتح کیا تھا

۸۲۵
 قورم کابیت کی لاکھ سال قبل سنہ عیسوی قائم ہوئی ہے حالانکہ زمانہ چندرگپت کا
 سنہ عیسوی سے تین سو برس پیشتر بہ ثبوت بن قرار دیا گیا ہے اور اگر نسب نامہ چار
 زمانہ نوین صدی سے قائم کیا جائے جیسا کہ کیتون سے بھی پایا جاتا ہے تاہم زمانہ چندر
 سے مالکوت ۱۳۴ سال پیشتر زمانہ راجہ بھوج گوریا کا قائم ہوتا ہے حالانکہ مابعد زمانہ چندرگپت
 قائم ہونا چاہیے لیکن ایسی حالت میں عیا کہ مدت نسب نامہ چارم منذر جہ آئین اکبری
 خلاف ہے ویسا ہی کیقدر تفاوت نسب نامہ دوم و سوم میں خیال کیا جاسکتا ہے
 کیونکہ سائنہ نسب نامہ اول سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بعض بعض راجاؤں کی مدت سلطنت
 زیادہ سو برس سے لکھی ہے اور مدت حیات ادنیٰ تو زیادہ اوس سے تسلیم کرنے پر ہی
 حالانکہ کسی سلطنت کے نسب ناموں میں کسی راجہ کی سلطنت اسقدر کمین نہیں
 بیان ہوئی ہے اور نہ اس زمانہ کلچک میں از روئے پیشتر اسقدر عمر قرار دی گئی ہے
 پس اگر ان جملہ مراتب پر لحاظ کیا جائے تو عجب نہیں کہ جو زمانہ جنگ مہا بھارت کا فصل
 ششم باب ہذا میں قرار دیا گیا ہے وہی صحیح ہو کیونکہ یہ مدتیں منذر جہ آئین اکبری میں
 بلحاظ تطابق شہر و دور کلچک قرار دی گئیں ہیں جس کے رد سے ایسے ایسے اختلاف
 خلاف قیاس واقع ہوئے ۱۳۵۸ء میں جب لکھی پسر لکھن سندنشین ہوا یہ
 زمانہ قطب الدین ایبک کے شہر و سلطنت کا ہے اسی سال میں فوج اسلام نے
 ملک بنگالہ کو فتح کر کے داخل سلطنت اسلام کیا اور راجہ لکھی اپنی جان بچا کر طرف کاورد
 بھاگ گیا اور قریب سو سو برس تک یہ ملک تحت فرمان رومایان رہا اور کچھ سلطنت
 محمد تغلق بادشاہ حکام بنگالہ نے بغاوت و عود سری اختیار کی جسکی تفصیل ذیل میں ہے

۱	فخر الدین ۱۳۳۸ء	۵	غیاث الدین ۶۱۳
۲	علاء الدین ۱۳۴۲ء	۶	سلطان الہین ۶۱۳
۳	حاجی الشمش ۱۳۴۴ء	۷	شمس الدین ۶۱۳
۴	سکند شاہ ۱۳۵۴ء	۸	راجہ کنس ۶۱۳

یہ فہرست ایسی نہیں ہے کہ جو لائق اعتبار کامل ہووے اور نہ یہ مدت سلطنت قابل اطمینان ہے لیکن اس میں نسب نامہ چارم البتہ بذریعہ کتبوں کے ثابت کیا گیا ہے اور اس کے رو سے خاندان راجہ دیوپال معلوم ہوتا ہے کہ نوین صدی سے گیارھویں صدی عیسوی تک قائم رہا ہے :

ایک کتبہ جو ایک تانبے کی تختی پر مونگیر میں ملا تھا اور اوسمیں جاگیر بخشے کا ذکر ہے نوین صدی کا کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہے اس میں لکھا ہے کہ سلطنت کرنے والے راجہ دیوپال دیو کے قبضہ میں تمام ہندوستان گنگا کے مخرج سے لنکا تک اور دریا برہم پوتر سے سمندر تک ہے اور بنگالہ اور کرناٹک اور تبت کے باشندے اوسکی رعایا ہیں اور اوسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ اوسکی فوج کمبو جاٹک گئی تھی۔ نسبت کمبو جا بعض خیال کرتے ہیں کہ وہ اٹاک سے آگے ایک مقام تھا لیکن راقم کی رائے میں وہ شہر کامہی یا کہیات ہے جسکو اکثر تواریخ میں کمبو جا بھی لکھا ہے اور یہ زمان سابق میں بہت بڑا شہر تھا اور بنگالہ سے جانب مغرب بھی واقع ہے اور کنارہ سمندر یعنی حد ہندوستان پر ہے :

دوسرے کتبہ ایک شکستہ ستون پر ضلع سارن میں کندہ ہے اس ستون کو ایک راجہ نے جو اپنے آپ کو خراج گزار گوڑ یعنی بنگالہ کا بتاتا ہے بنایا تھا مگر پھر بھی وہ اپنی حکومت ایراچھانک سے (صحیح حال اس مقام کا معلوم نہیں) ہمالہ تک اور شرقی سمندر سے مغربی سمندر تک بتاتا ہے اور اس کتبہ میں کندہ ہے کہ بنگالہ کے راجہ نے (غالباً سابق الذکر کتبہ والے دیوپال کے بیٹے نے) ملک اڈولہ اور قوم ہنزکو (اس قوم کا بیان پہلے کتبہ میں بھی ہے) اور کاروندٹل کے کنارہ کے جنوبی حصہ اور گجرات کو فتح کیا تیسرے کتبہ میں ہر اسقدر کندہ ہے کہ ایک عالیشان یادگار مندر کے بنارس کے قریب اسی خاندان کے بنگالہ کے راجہ نے ۱۰۲۶ء میں بنایا اور اس خاندان کا اور قدیم کتبوں سے جڑہ مذکور معلوم ہوتا ہے اور علاوہ اسکے جیکہ یہ امر تحقیق ہے کہ قوم کایت نسل چندر گپت راجہ گندہ دیس سے ہیں اور راج بھوج گوڑیا سے آخر راجہ لکھمی تک چار خاندان کایت ہیں بنگالہ میں سند نشین رہے جسکی مدت مطابق آئین اکبری ۱۱۷۱ء سے سال ہوتی ہے اور اختتام اسکات ۱۲۸۷ء میں ہوا کہ جب سے مسلمان متسلط ہوئے اسلئے ابدہ سلطنت

قوم	نام	وقت سلطنت	نام	وقت سلطنت	وقت سلطنت
کایت	راجہ بھوج گوریا	۷۵	راجہ سنت جی	۵۱	کیشو سیز ۱۵
	لال سین	۷۰	راجہ پریم جاکر	۶۳	سور سین ۱۸
	راجہ ادھو	۶۷	راجہ جید ہر	۶۳	راجہ توجہ ۳
	سمنت بھوج	۶۸	راجہ تفر	۷۱۴	۷ ۱۰۶
	جی پت	۶۰	راجہ بھوپال	۵۵	راجہ ککھی ۱۰۶
	پریم راجہ	۵۲	راجہ دہر پال	۹۵	
	راجہ کر	۶۵	راجہ دیو پال	۸۳	
	راجہ لکھن	۵۰	راجہ بھوپال	۷۰	
	راجہ منو بھوج	۵۲	راجہ بھوپال	۶۵	
	راجہ تفر	۵۲	راجہ لکھن پال	۷۵	
	راجہ آدھو	۷۵	راجہ جی پال	۹۸	
	جانی بھجان	۷۳	بھوپال پال	۵	
	راجہ انزودہ	۷۸	لکھن پال	۷۴	
	پریم راجہ	۶۵	راجہ تفر	۶۹۸	
	راجہ بھادت	۶۹	راجہ سین	۳	
	راجہ راجدھو	۶۲	راجہ سین	۵۰	
	راجہ گردھ	۸۰	لکھن سین	۷	
	راجہ پریم جی	۶۸	راجہ سین	۱۰	

اور جب سکندر ہندوستان سے واپس گیا تو تیس برس کی عمر میں فارس کے ملک میں
پونچھ کر وفات پائی

فصل مشتم

بنگالہ کے راجاؤں کے بیان میں

اس ملک کے ایک راجہ کا ذکر مہا بھارت میں درج ہے یعنی راجہ بھگت بابھگت
بمانت جرجو دھن پوس لڑائی میں شریک تھا اور پانڈوں کے ہاتھ سے مارا گیا چنانچہ
سلسلہ راجاؤں بنگالہ کا اسی راجہ سے شروع کیا جاتا ہے :

جیسا کہ ذیل میں درج ہے

قوم	نام	مدت سلطنت مطابق تاریخ آئین اکبر	شکر سین	۹۶	جگ جیو	۱۰۷
چھتری	راجہ بھگت	۲۱۸	ستر جیت	۱۰۱	کالوند	۸۵
	انگ بھیم	۱۷۵	بھویت	۹۰	کادیو	۹۰
	رن بھیم	۱۰۸	سدرکھ	۹۱	بجیکرن	۷۵
	گج بھیم	۸۲	جیدہرکھ	۱۰۲	سنگہ	۸۹
	دیودت	۹۵	اودی سنگہ	۸۵	لاوٹ نگر	۲۲۱۸ سال
	جگت سنگہ	۱۰۶	بشو سنگہ	۸۸		
	بردہ سنگہ	۹۷	پدمانت	۸۱		
	موہن دت	۹۶	اکنت دیو	۸۳		
	بنودہ سنگہ	۱۰۱	راکھ پنہ	۷۹		

ہاں سکندر کے پاس چلا گیا سکندر اسے دیکھ کر بولا کہ اب تمہارے ساتھ کس طرح
 پیش آؤ گے؟ اس نے جواب دیا کہ جس بلور بادشاہ بادشاہوں سے پیش آئے ہیں
 سکندر یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور تمام ملک اس کا اسے بخش دیا بلکہ
 کچھ اور بھی اپنی طرف سے عنایت کیا راجہ پور کے ملک کی مغربی سرحد دریا جمل تھا
 اور اس دریا سے آگے پنجاب کے وسط میں راجہ ٹنک ساکتر نامے اس کا دشمن جانی تھا
 اور اس راجہ کے ملک کے شمال پر ایس سائرس نامی ایک خود مختار راجہ تھا جس کو بعض موزخ راجہ پور کے
 کوستان کا راجہ قرار دیتے ہیں اور جانب جنوب پر بیس ایک اور خود مختار راجہ تھا جس کے ملک میں
 پہاڑ کا سلسلہ واقع تھا اور انہ مقام بصلع پنڈا دا تھا جو معروف ہے پس دریا جمل کے مغرب راجہ
 کے قبضہ میں کچھ ملک تھا اس کا ملک شمال میں پہاڑوں کے دامن کے جنگل تک تھا لیکن دریا جمل
 اور پنجاب کے درمیان ملک میں جس قدر ملک واقع تھا وہ اس کے پاس مل نہ تھا اس لئے کہ علاوہ
 اور قوموں کے جو اتفاقاً پور کے مطیع ہو گئے ہوں تو مگلا کینیک یا گلاسی کو جسے قبضہ
 میں سینیس بڑے شہر کے سکندر نے پور کا تاج کیا یہ وہی حقہ ملک کا ہے کہ
 جس کو سکندر نے ازراہ عنایت پور کو علاوہ ملک مقبوضہ کے عطا کیا تھا جس سے
 اس کے قدیم ملک میں بہت زیادتی ہو گئی اور مشرق میں درمیان دریاے خیاب اور
 راوی کے ایک اور راجہ کہ اس کا نام بھی پور تھا اس کا سمیت دشمن تھا اور اس کے ملک کے
 جنوب مشرق قوم کبتمی وغیرہ خود مختار قومیں آباد تھیں جن کے مقابلہ میں اس نے سکندر
 مدد دی تھی اور جنوب میں قوم مالی رہتی تھی جس کے مقابلہ کو پور اور راجہ ایس سائرس
 اور اور بہت سے راجہ فوج لے کر گئے تھے اور شکست کھائی تھی :
 اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر ملک راجہ پور کا تھا وہ سب دریاے جمل
 اور خیاب کے درمیان میں واقع تھا اور ہر جانب پر اس کے جو قومیں آباد تھیں
 وہ اس کے تابع نہ تھیں اور جب سکندر نے دریاے جمل عبور کیا تو معرفت کیا پور
 سنوارا اس کے ساتھ آئے تھا اور وہ دریاے سندھ تک آیا لیکن اس کے فوج سے
 جاننے سے انکار کیا خواہ اس کو خود کچھ خوف دوسرے دشمن کا جو آگے آئے وہ تھا
 فوج ہوا کیونکہ اس زمانہ میں راجہ نندا ابھی بڑا زبردست راجہ تھا اور اس کے پاس
 جملہ لاکھ پیادے اور تیس ہزار سوار کی بھڑ بھڑاتی فوج تھی غرض کہ سکندر نے سب سے بڑی

مہا بھارت میں موجود تھے اور اس رسالہ یعنی جنتری میں جو مقام راس سلطان اور راس
 جدی قرار دیا ہے وہ وہی مقام ہے جو چودھویں صدی قبل سنہ عیسوی تھانہ کہ
 شروع دور کل جگ جیسا کہ اہل ہند بیان کرتے ہیں فقط لیکن راقم اور اہل ہند کی رائے
 میں یہ حجت او کی قطعی نہیں ہے کیونکہ یہ امر تو وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مید زمانہ بیاس
 پیشتر کے ہیں پس یہ جنتری متن میں نہیں ہے اور کیا فرض ہے کہ بیاس ہی نے بنائی ہو
 کیا ممکن نہیں کہ زمانہ مابعد بیاس جی میں کسی دوسرے عالم فاضل نے واسطے السہیل
 اپنے زمانہ کے ترتیب دی ہو و اللہ اعلم

فصل ہفتم

حالات سکندر کے بیان میں

جو کہ اس کتاب میں واسطے قایم کرنے زمانہ سلطنت راجاؤں کے زیادہ تر حوالہ زمانہ
 اور شش سکندر کا ہے پس اس مقام پر کچھ واقعات سکندر اور راجہ پور کا بھی مذکر
 کرنا کیفیت سے خالی نہیں اس واسطے ذکر کیا جاتا ہے :

سکندر نے ۳۳۱ برس پیشتر سنہ عیسوی کے ایران کو فتح کر کے ہندوستان
 چڑھائی کے موثر خان فارسی نے جو ذکر کیا ہے کہ سکندر قنوج تک گیا اور راجہ پور
 والی قنوج سے لڑائی کی کتب یونانی سے کچھ اصلیت نہیں ہے سکندر دریا سے
 ستلج سے اسپار نہیں آیا جب سنہ دریا سے الگ عبور کیا تو ایک لاکھ تیس ہزار
 فوج اس کے ہمراہ تھی اور راجگان اس فوج کے اس کے مطیع ہوئے لیکن راجہ پور دریا
 جھلم کے اسپار تیس ہزار یا دے اور چار ہزار سوار اور دوسو ہاتھی اور تین سو رتھ
 لیکر سکندر سے مقابل ہوا تین ہفت تک خوب زور شور سے میدان کارزار گرم رہا راجہ
 راجہ کی فوج شکست کھا کر بھاگی لیکن راجہ نے جب بھی میدان سے
 ہونے نہ موڑا بلکہ اپنے ہاتھی پر میدان میں ثابت قدم
 رہا سکندر اس کی بہادری دیکھ کر نہایت متعجب ہوا اور راجا سے کہلا بھیجا کہ اگر
 اب بھی تم ہمارے پاس چلے آؤ گے تو تمھاری جان بخشی کی جاوے گی بلکہ تمھارا
 عزت و حرمت میں کی طرح فرق نہ آئیگا راجہ اس پیام بادشاہ کو قبول کر لیا گا

مہا بھارت کی لڑائی کا قریب قریب زمانہ

سنہ ۱۱ اور مہا بھارت کی لڑائی کے درمیان تین خاندان شاہی ہوئے اور ہر ایک خاندان کی سلطنت کا جس جس قدر زمانہ گزرا وہ چار پرانوں میں مذکور ہے جسکی کل برسوں کی میزان پندرہ سو برس ہے لیکن اس عہد میں غلابا ہوئے وہ بڑی سی بڑی فرست میں فرست سینتالیس تین تین مہا بھارت کی لڑائی سے مذاکے وقت تک ایک ہزار پندرہ سال کے عرصہ لکھا ہے اور پھر ایک ہزار پچاس چوتھے میں ایک ہزار ایک سو پندرہ برس لکھے ہیں انفسٹن حسب موثرخ لمحاظ اوسط کے ایک ہزار پچاس برس کا زمانہ قرار دیکر مہا بھارت کی لڑائی چودہ سو پچاس برس پہلے سنہ عیسوی کے قائم کرتے ہیں لیکن اگر پندرہ سو برس کی مدت مندرجہ پیراں کو قائم کر جائے تو مہا بھارت کی لڑائی کا زمانہ انیس سو برس پہلے سنہ عیسوی سے قائم ہوتا ہے جسکو اس وقت تک تین ہزار سات سو تتر برس ہوئے اور بحسب قرار داد مصنف راج ترنگنی کے ۳۲۱ برس ہوتے ہیں اور جو تصحیح کہ جین تحریر اور ہذا کی گئی تو ۲۵۲ سال قرار پائے جیسا کہ فصل چارم باب ذامین درج ہے اور مدت سلطنت فرمان رعایان دہلی ۱۲۰۰ قرار پاتی ہے اور جو فرستیں راجاؤں کی پرانوں میں درج ہیں اور انہیں باہم کی ویشی ہے پس یہ امر ممکن ہے کہ جو مدت بڑی سی بڑی تسلیم کی گئی ہے وہ بھی نامکمل ہوئے کیونکہ یہ فرست تسلیم شدہ بھی کسی اور دلائل خارجی سے مشکل کتبہ وغیرہ ثابت نہیں کی گئی ہے اور تاریخ کشمیر دہلی سے زمانہ مہا بھارت کا چار ہزار برس سے زیادہ قائم ہوتا ہے اور اگر اوسط ہر صد مدت آخر الذکر نکالا جاوے تو ۲۲۳ اور اوسط ہر چار صد توں کا ۱۱۹ برس ہوتا ہے یہ تفادت لائق لحاظ نہیں ہے۔

مورخان اہل یورپ جو زمانہ مہا بھارت کو چودہ سو قبل سنہ عیسوی قرار دیتے ہیں دلیل پیش کردہ اذکی یہ ہے کہ ہر صد میں علم ہیئت کا ایک سالہ اس فائدہ سے کہ لگا ہوا ہے جس سے پتر کی ترتیب معلوم ہو اور اس سے مذہبی فرائض کے اوقات دریافت ہو جایا کریں اور چونکہ یہ سالہ بیاس جی نے جو بیرون کے ترتیب کتبہ میں لگائے ہیں (یہاں ترتیب کتبہ سے مولف مراد نہیں ہے) اور بیاس جی زمانہ

اس کے بعد جو ایک کتبہ ایک پہاڑ پر لادہ ڈھٹا پھوٹا خراب ستہ ہے بخوبی نہیں پڑھا گیا اور اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اشوکا مذہبی مسائل خصوصاً جانوروں کے ذبح سے پرہیز کرنے کے مسئلوں کا غیظ و کولہ میں بھی رواج ہو جانے سے اشوکا اپنی خوشنودی ظاہر کرتا ہے اور فرمان میں مفصلہ ذیل حصہ باقی رہا ہے یعنی علاوہ اسکے اور یونانی بادشاہ جسے چٹیا (چیتا تحقیق نہیں ہوا) بادشاہ تورانا یا درکونک کا کینہ اور ماگا۔

ان ناموں سے دو ناموں کو مستر پر نسب صاحب تو لیمی اس اور ماگس خیال کرتے ہیں اور ان کو اس بات کی دلیل گردانتے ہیں کہ اسوکا مصر سے ناواقف نہ تھا کیونکہ مصر کے اول تو لیمی ناموں کے بادشاہوں کے عہد میں ہندوستان کے ساتھ تجارت کا ہونا ایک مشہور واقعہ تاریخ کا ہے پر نسب صاحب کی سہرا ہے کہ جس تو لیمی کی طرف اشارہ ہے وہ تو لیمی فلود لفس تھا جس کا ایک بھائی ناگس نامی تھا اور اس کی شادی انیشیو کس اول کی بیٹی سے ہوئی تھی نہایت غالب معلوم ہوتی ہے اور اس سے یہ بات قرار پاتی ہے کہ جس انیشیو کس کا دوسرے فرمان میں ذکر ہے وہ ایٹلی اوکس اول ہے خواہ ثانی ہے یعنی سلیوکس کا بیٹا یا پوتا ہے۔

چندر گپت کے پوتے اور سلیوکس کے بیٹے جانشینوں میں سے کسی ایک کے ہزمانہ ہونے سے ان کے بزرگوں کے ہم عصر ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

ہند کی سلطنت کا زمانہ

سب سے اول جس کا زمانہ قرار دینا چاہیے وہ راجہ نندا ہے اگرچہ نندا اور چندر گپت کے درمیان میں آٹھ راجا گذرے مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ سب نندا کے بیٹے پوتے تھے یا اور عزیز اقارب تھے ایک بیان سے وہ سب آپس میں چھوٹے بڑے بھائی معلوم ہوتے ہیں لیکن چار پرائوں سے ان کو راجاؤں کی سلطنت کا جنم نندا بھی شامل ہے سو برس کا زمانہ قرار پاتا ہے اس لیے خیال کر سکتے ہیں کہ نندا چندر گپت سے سو برس پہلے یا چار سو برس قبل سندھ کے تحت نشین ہوا۔

بندہ کے وفات کا زمانہ

نندا کے قبل چھ راجا جیتا ستر ہی جیسے عہد میں بندہ وفات پائی اس زمانہ سے سو برس پہلے کچھ تعلق میں کہتی بڑہ کی وفات پانچ سو برس قبل سے قرار پاتی ہے

مختلف جھٹوں میں ایسے حروف میں کتبہ پائے جاتے ہیں جنکا مضمون نہ کوئی اہل برہمن سمجھ سکتا تھا اور نہ کسی ہندوستانی کے سمجھ میں آتا تھا۔
 چنانچہ پرنسپ صاحب نے بہت کوشش اور محنت سے ان حروف کی ایک الف بے قائم کر لی اور معلوم کیا کہ یہ کتنی سنسکرت میں تحریر نہیں ہوئی بلکہ یہ بالی زبان میں جنہیں مقدس تحریریں بدھ مذہب والوں کی لکھی گئی ہیں اور وہ ان تحقیقوں کے ذریعہ سے ان کتبوں کو پڑھتے اور بہت سے ہندوستانی راجاؤں کے سلسلہ سکوں کی بھی دریافت کرنے لگے اور انکا قیاس اوس حقیقت سے اور بھی زیادہ پسندیدہ طرز سے مستحکم ہوا جو انھوں نے اور پروفیسر لاسن صاحب نے ان دن وقت میں دریافت کی کہ اکا تھر کلینز اور پائیلین نام جو ایک تہہ کے ایک جانب یونانی زبان میں تھے وہ دوسری جانب اس تہہ کے ٹھیک اوسی الف بے کے حروف میں لکھی تھی جو انھوں نے قائم کی تھی یہ قومی کل جو پرنسپ صاحب کے ہاتھ لگی ہوئی اسکا انھوں نے فیروز شاہ کی لاٹ کے کتبہ پر استعمال کیا جو قریشی بھمان آباد کے ہے اور ہندوستان کے اس حصہ میں تین مئاروں کے کتبوں کی بھی اسکا استعمال کیا جنہیں لکھا ہوتا ہے اور ان سب کا مضمون معلوم ہو گیا چنانچہ ان سب میں اشوکا کے چند فرمان مندرج معلوم ہوئے اور ان کتبوں کے دیکھنے پر دو کتبوں میں ایسی مضمون کے دو فرمان اسی راجہ کے انھوں نے پائے انہیں سے ایک کتبہ تو گراہ پٹار کے ایک پتھر پر جو گجرات کے جزیرہ نما میں واقع ہے کندہ تھا اور دوسرا کتبہ بمقام دھمالی واقع کنگا کے پٹار کے ایک ٹکڑے پر کندہ پایا گیا انہیں سے ایک کتبہ کے گیارہ فرمان اور دوسرے میں چودہ فرمان تھے اور ان کتبوں میں وہ سب کتبے شامل تھے جو ادھر ادھر مستونوں پر کندہ تھے اور ان دو فرمانوں کے کتبوں میں ہر طرح پر دس فرمان مطابق تھے ہر ایک کتبوں میں سے ایک فرمان شناخانون کے بنائے سے متعلق تھا جنک نسبت لکھا تھا کہ وہ اشوکا کی قلمرو اور ان عہدوں میں جہاں بدھ مذہب والے تھے جن بنائے جاوے ان عہدوں میں چارگانا نام بھی مذکور ہے بلکہ تناپانی یا تاپرو میں یعنی لنگا اور اس سے بھی بڑھ کر اینڈیکو رونا یعنی اینڈیکو کس یونانی کسی سلطنت کے عہدوں میں جان اور سردار حکومت کرتے ہیں بنائے جاوے۔

ان تھا اسکا باب اینٹیو کس فلیٹو س بد سکنڈر کے ہاں طے پایہ پر تھا اور مقدونہ
نے والا تھا بعد وفات سکندر کے ملک شام وغیرہ کا سلیو کس بادشاہ ہو گیا تھا
در چندر گپت کا کم اصل ہونا اور سلطنت کا غصب کرنا یونانیوں اور ہندیوں دونوں کی
کتابوں میں پایا جاتا ہے اور یہ بات کہ اس کی سلطنت کہاں واقع تھی شاید اس سے
سیکا سہتر نے جو یونانیوں کی طرف سے اس کے دربار میں بطور سفیر کے حاضر رہا تھا
لکھی ہے اور اس کی رعایا کو یونانی پرانی کہتے تھے اور پرانی پرانی کے مطابق ہے
اور پرانی وہ اصطلاح ہے جس سے ہندی جبرانیہ والوں نے اس ملک کو جہاں دا
واقع ہے لکھا ہے دراصل یہ لفظ سنسکرت میں پراچہ دیس کے نام سے پکارا جاتا
ہے اور نام اس کی راجدھانی کا یونانی پالی بھٹرا اور ہندوستانی پترا کہتے ہیں جو کہ بنام

پٹنہ شہر مشہور ہے پٹنہ کے موافق چندر گپت کا زمانہ تین سو پچاس برس اور
دلفور صاحب کی رائے کے موافق چندر گپت کا زمانہ تین سو پچاس برس قبل مسیح ہوتا ہے
پروفیسر صاحب کی رائے کے بموجب تین سو پندرہ برس قبل مسیح ہوتا ہے
اور ان دونوں رائوں کو استحکام بد مذہب والوں کے واقعات کی ایسی تاریخوں
کے نقشوں سے جو دور دور کے ملکوں میں آوا اور لٹکا سے ہم پونچے اچھی طرح ہو گیا
انہیں سے اول نقشہ کے رو سے جو کرافورڈ صاحب کے رسالہ آوا میں شامل ہے
چندر گپت کی سلطنت کا زمانہ تین سو بانوے اور تین سو چھتر برس قبل مسیح کے اندر
قائم ہوتا ہے اور دوسرے نقشہ کے بموجب جو ٹرنور صاحب کے ترجمہ جہا ولسو میں داخل ہے
تین سو اکیاسی اور تین سو ستالیس برس قبل مسیح کے بیچ میں ثابت ہوتا ہے اور
یونانیوں کے بیان سے اس کا زمانہ سلیو کس کی تخت نشینی کے وقت سے جو
تین سو بارہ برس قبل مسیح کے ہوئی اس کی وفات تک جو دو سو اسی برس قبل
مسیح میں ہوئی ثابت ہوتا ہے پس بد مذہب والوں اور یونانیوں کے
قائم کی ہوئی تاریخوں میں صرف اختلاف تین چالیس برس کا ہے اور اسی اختلاف
خفیہ سے چندر گپت اور سلیو کس کے ہم عصر ہونے میں کوئی شک نہیں پڑتا اور
سہا شک و شبہ ایک ایسی تحقیقات کے ذریعہ سے جاتا رہتا ہے جس کا
ذکر ہوتا ہے یعنی بہت سے غاروں اور پہاڑوں اور ستونوں پر ہندو

تو زمانہ نہا بھارت کا از روئے پوران پانچ ہزار دس سن قائم ہوتا ہے لیکن برہمن
 اسکے بندت کا سن اپنے گزشتہ راج ترنگنی میں لکھتے ہیں کہ یہ بات لوگوں نے عدم وثقت
 سے لکھی ہے سچ یہ ہے کہ جب کلچر کے چھ سو تین برس گزر چکے تھے اور وقت
 باہم گزروں اور پانڈوں کے لڑائی ہوتی تھی یہ گزشتہ تاریخ راجاؤں کشمیر کا ہے اور
 بندت موصوف نے یہ گزشتہ بعد راجہ جے سہم فرما کر دے کہ شمشاد شا کا سا
 مطابق سن ۹۹۲ء میں تالیف فرمایا اور مورخان اہل یورپ زمانہ مہا بھارت کا چودہ سو
 سال قبل سنہ عیسوی یعنی ۳۲۳ء قرار دیتے ہیں اور مگدہ دیس کے راجا جے
 خاندان کا سلسلہ جو سیکھ مہا بھارت کی لڑائی سے زمانہ مابعد تک ثابت ہوا ہے وہ
 ذیل میں درج ہوتا ہے

مگدہ دیس کے راجاؤں کا زمانہ

شہزادہ یو پسر جاسندہ مہا بھارت کی لڑائی کے اخیر میں مگدہ یعنی مگدہ دیس کا راجہ
 اور اس سے بیسیوں راجہ اجتیا ستر جو کہ عہد میں سکیا یا گوتاما یا شا کی گوتم بودھ مذہب کا
 بانی جو بقائد اہل ہندوؤں اور اسے ظہور میں آیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ سکیا
 میلے سے قریب پانچ سو پچاس برس پہلے کے ہوا اسکے ثبوت کے لئے برہما اور
 ستر مذہب اور سیام اور ہندوستان کے باہر کی بد مذہب اور مورخوں کی شہادتیں پڑ
 ہیں جس سے اجتیا ستر کا زمانہ قائم ہو سکتا ہے اور اجتیا ستر دس چھوٹا مذہب
 مہا بھارت کا جس کی تاریخ پر اور واقعات کی بہت سی تاریخیں منحصر ہیں مگر اسے نوان چندر گپت
 یا چتر گپت اور چندر گپت سے تیسرا شوکا تھا جو تمام بد مذہب والوں میں اسوجہ سے
 مشہور ہے کہ وہ اس مذہب کا نہایت ترقی دہندہ اور نہایت سرگرم و مستعد پیر کا
 ان دونوں پچھلے راجاؤں کے ذریعہ سے اہل ہند کے تاریخی حالات کے زمانہ کی حدین
 گزردہ کامل یقین کے قابل ہوں قائم ہو سکے ہیں چندر گپت سکلیہ کس کا موصوف تھا
 جسکی نسبت یونانی مورخوں نے لکھا ہے کہ اس نے سکیر کس کے ساتھ عہدہ سکیا
 سکیر کس ایک بڑا سردار سکندر کے سواروں کی فوج کا افسر ہندوستان کی فتح
 سکندر کے ہمراہ تھا اور اس وقت عمر اسکی چوبیس برس کی تھی اور بڑا فوجی تھا

تاریخ واقعات کے بیان میں

فصل اول و دوم میں اگرچہ کچھ کچھ واقعات ابتدا سے آفرینش سے تازمانہ مہا بھارت
 کے طور پر درج ہوئے لیکن ان حالات قدیم کا زمانہ قائم کرنا غیر ممکن ہے کیونکہ
 پرانوں میں جو فرست راجاؤں کی درج ہیں وہ ایک دوسرے سے کم و بیش اور
 بعض جا مختلف بھی ہیں کیونکہ جو سورج منشی و چندر منشی دو تو خاندانوں کی شاخیں
 راجاؤں میں قائم ہوئی ہیں تخرج اوزکا زمانہ واحد کا ہے مگر کچھ بھی چندر منشی خاندان
 میں اسی زمانہ میں اترتے ہیں نام میں جنہیں سورج منشی خاندان کے اکیا نونے نام میں
 اور سری کشن جی جو رام چندر کے بعد کے زمانہ میں ہوئے چندر منشی میں تریں درج
 ہیں اور اسی اختلاف کی وجہ سے بعض مورخان اہل یورپ زمانہ رام چندر جی کا تین ہزار
 برس قرار دیتے ہیں حالانکہ وہی تخرج زمانہ کشن جی کو چودہ سو برس قبل سنہ عیسوی
 یعنی قریب تین ہزار تین سو برس قائم کرتے ہیں پس رام چندر جی کا نام و بعد کشن جی
 اور یہ امر محض خلاف و سنہ بنیاد ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ فرستیں جو پرانوں میں لکھیں
 غیر مکمل ہیں اور ہر ایک نے اپنی اپنی دریافت کے موافق تحریر کیا پس ان فرستوں کو
 مکمل سمجھ کر تعداد سدرجہ او کی پر ایک زمانہ قائم کرنا محض فرضی اور لائق اعتبار نہیں ہے
 لیکن زمانہ مہا بھارت سے اب تک البتہ جو فرست راجاؤں کی کتابوں اور پرانوں میں
 موجود ہیں وہ اکثر صحیح پائے جاتے ہیں اور ان فرستوں کی تصدیق اکثر مذہبی کتبوں
 اور دفنی جاگیروں سے ہوتی ہے یہ وقف کی سندیں اکثر پتھر وں اور تانبے کے پتروں پر
 جو بالکل صحیح و سالم ہم پہنچے ہیں پائی جاتی ہیں ان میں صرف وقف کی تاریخ وغیرہ
 کندہ نہیں ہوتی بلکہ اوس راجا کے آبا و اجداد کے نام بھی ہمیشہ ہوتے ہیں جسے وہ وقف کیا
 اگر یہ پتھر یا نقد کافی ہم پہنچ جائیں تو تمام راجاؤں کی تاریخ سلسلہ وار قائم ہو سکتی ہے
 لیکن بالفضل جو ہم میں وہ سلسل نہیں خاص خاص مقاموں کی تاریخوں کے کام کے ہیں
 اگرچہ ہر ان میں زمانہ مہا بھارت کا چھتیس برس قبل شروع دور کل جب بیان کیا ہے
 کیونکہ بعد جنگ مہا بھارت ۳۶ برس راجہ جہشتر نے کار سلطنت کیا اور آخر دوا پر
 شروع کل جب میں فوت ہوئے جو کہ اس وقت تک کلجنگ کو ۴۹۷ برس منقش ہوئے

۱۰۹	پریم سین	۱۲۱	کمن پال	۱۳۴	اننگ پال
۱۰۱۰	نارین سین	۱۲۲	پریتی مل	۱۳۵	بیج پال
۱۱۱	کبیر سین	۱۲۳	جی دیو	۱۳۶	میش پال
۱۱۲	دودھ سینگ سال	۱۲۴	ہریال سنگہ	۱۳۷	اگر س پال
۱۱۳	دیپ سنگہ	۱۲۵	اوزہ	۱۳۸	پریتی راج سال
۱۱۴	آن سنگہ	۱۲۶	پنجر راج	۱۳۹	ری پتور سال
۱۱۵	راج سنگہ	۱۲۷	اننگ پال		چوہان ۱۶ سال
۱۱۶	بیر سنگہ	۱۲۸	رکھ پال		
۱۱۷	نرسنگہ	۱۲۹	بنک پال		
۱۱۸	جیون سنگہ ۱۰۷ سال	۱۳۰	گوپال		
خانہ لن قور زیاتومر		۱۳۱	کمن		
۱۱۹	اننگ پال	۱۳۲	جی پال		
۱۲۰	بسدیو	۱۳۳	گھوس پال		

رام چند	۹۰	سندریال	۷۱	ملک
ادهر چند	۹۱	چندریال	۷۲	کال کهن
کلیان چند	۹۲	بن پال	۷۳	سترون
بهیم چند	۹۳	دیسین پال	۷۴	جیون جات
گوپی چند	۹۴	نرسنگه پال	۷۵	هری جگ
گوبند چند	۹۵	سودوپال	۷۶	سرون
رانی سموتی نرجه گوبند چند ۱۲ سال	۹۶	لکونه پال	۷۷	اودیت
راجہ ہر پیم	۹۷	گوبند پال	۷۸	یاندان وند پر وزیر
گوبند پیم	۹۸	انس پال	۷۹	۴۰ وند
گوپال پیم	۹۹	ملنی پال	۸۰	۴۱ سین راج
عہا پر ۵۰ سال	۱۰۰	حسپال	۸۱	۴۲ مہی شکہ
دیتی سپن	۱۰۱	بهیم پال	۸۲	۴۳ عہا جودہ
جہر سین	۱۰۲	مدن پال	۸۳	۴۴ ہرناتہ
کیشو سین	۱۰۳	ہر پال	۸۴	۴۵ جیون راج
نادہو سین	۱۰۴	کرم پال	۸۵	۴۶ اودہ سین
کادہو سین	۱۰۵	بکرم پال	۸۶	۴۷ اینڈل
شیو سین	۱۰۶	توک چند	۸۷	۴۸ راجپال ۳۴ سال
کلیان سین	۱۰۷	بکرم چند	۸۸	۴۹ سکونیکال
ہر سین	۱۰۸	کاکا چند	۸۹	۷۰ بکراجیت

جدول خاندان راجه خدای

۱	راجہ رحمت	۱۹	راجہ بیگم	۳۶	سود پال
۲	راجہ پنجه	۲۰	راجہ نرپرستہ	۳۷	سورست
۳	راجہ امید	۲۱	راجہ دسورن	۳۸	سنجی
۴	راجہ دین	۲۲	راجہ ادرہ	۳۹	امر جودہ
۵	راجہ مجلسی	۲۳	راجہ ہستی بر	۴۰	امین پال
۶	راجہ جہتہ	۲۴	راجہ دندپال	۴۱	سروپی
۷	راجہ اگرسین	۲۵	راجہ درمل	۴۲	پدارتہ
۸	راجہ سنوان	۲۶	راجہ سماک	۴۳	یرتال ستی سال
۹	راجہ سورین	۲۷	راجہ سوچتہ	خاندان بیراہہ وزیر	
۱۰	راجہ سنوت	۲۸	راجہ کیم	۴۴	بیراہہ
۱۱	راجہ ابھی	۲۹	راجہ سن پال	۴۵	جواب سنگ
۱۲	راجہ بچک	خاندان راجہ پور		۴۶	سترکین
۱۳	راجہ سوئے پال	۳۰	بیراہہ	۴۷	می پت
۱۴	راجہ ہر پور	۳۱	بیر سین	۴۸	مہا بل
۱۵	راجہ ہوت	۳۲	بیر شاہ	۴۹	سرب دت
۱۶	راجہ سوین	۳۳	انیک شاہ	۵۰	تر سین
۱۷	راجہ بدای	۳۴	برجت	۵۱	سکھال
۱۸	راجہ چتر	۳۵	پدارتہ	۵۲	جیت مل

مضمون یہ ہے کہ بڑی اعانت حاصل ہوئی اور آخر شہنشاہ الدین ہندوستان پر حملہ آور ہو کر
راے پتھورہ والی دہلی و اجیر کو ۹۳ھ میں شکست دیکر قتل کیا اور اس وقت سے شہر
دہلی تخت گاہ شاہان اسلام قرار پایا چونکہ خاندان تو نور نے چار سو اونیس برس سلطنت کی اور
راے پتھورہ اسولہ برس ان دراز تو یہ سب عرصہ بعد بکراجیت و قبل تسلط اسلام بارہ
۱۲۳۸ھ میں کا ہوا اس رو سے واسطے سلطنت بکراجیت کے زمانہ صرف چودہ برس کا
باقی رہتا ہے اگرچہ یہ زمانہ تھوڑا ہے کیونکہ اس راجہ نے حسب شہرہ عام عرصہ دراز تک
راج کیا اور بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں لیکن ممکن ہے کہ یہ قلت ایام اس وجہ سے
واقع ہوئی کہ کسی دور کے خاندان کسنین میں سہو ایزادی ہو گئی ہو حال یہ سب
سلطنتیں بعد بکراجیت کے اندر اسی مدت کے آوین گی جب قدر کہ گنجائش سمت بکراجیت
میں ہے اور اگر مقدار کسنین با قبل راجہ بکراجیت کو مقدار کسنین سمت پر اضافہ کیا جا
تو بعد اسے راجہ پرچیت سے تا ایند زمانہ ۴۱۳ برس کا ہوتا ہے اور اس زمانہ سے
زمانہ مظہرہ مولف راجہ ترنگنی میں صرف تفاوت ۹۱ سال کا ہے اور حسب قیاس
حال تفاوت ۱۲۲ سال کا ہے لیکن یہ اختلاف اس قدر نہیں ہے جیسا کہ باہم عبرانی
مؤرخوں و مؤرخان اسلام کی دربارہ پیدائش آدم و طوفان نوح و نیز دیگر اقوال کے ہے
اور بلکہ اگر اوسط دونوں مدتوں کا لیا جائے تو غالب کہ اہل مدت کے قریب قریب آجائے
ایک مؤرخ کا یہ قول بھی ہے کہ بیل راے چوان نے شہنشاہ میں تو نور قوم کو فتح کیا یہ بیان
تو بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن اس بیان کے خلاف ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ
قریب اس زمانہ کے جب سلطنت اسلام ہونے والی تھی تو نور نے راجہ پتھورہ
چوان کو مہنتی کیا اسلئے غالباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد فتح دہلی بسیل راے نے
پھر قوم تو نور کو قایم رکھا یہاں تک کہ ان دونوں قوم سے قرابت قریبہ کی نوبت پہنچی

کہ کے مسند نشین ہوا اور سنا بعد پل سولہ نفر چار سو تیس برس مکران رہے اس
 خاندان کا آخری راجہ اودھت تھا جس کا دسکے وزیر و وزیر نے طریقہ سابقہ سے راجہ
 ملک عدم کر کے آپ تخت پر بیٹھا اور تو قن اس خاندان کے تین سو ساٹھ برس تک
 راج کرتے رہے راجہ راجہ جلال راجہ نہایت بد وضع و غافل ہوا راجہ سکونت والی کو
 کما لوں کہ باج گزار سلطنت دہلی تھا خروج کر کے حملہ آور ہوا راجہ راجہ جلال نے شکست
 اور مارا گیا راجہ سکونت تخت پر بیٹھا یہ راجہ نہایت ظالم جفا کار تھا چودہ برس
 اور راجہ ہی ملک عدم ہوا راجہ بکراجیت فرمان روا سے اوجین نے تخت سلطنت دہلی کو
 رونق دی چنانچہ محمد آغاز سلطنت راجہ پر چھت سے تا شروع جلوس راجہ بکراجیت
 ۲۲۰۰ دہزار دوسو برس کی مدت گزری بعد اختتام سلطنت راجہ بکراجیت کے
 سلطنت دہلی بقبضہ سمندر پال اور اولاد اس کی ۳۱۵ برس اور پھر خاندان
 ملوک چند والی بڑا راج ۱۲۰ برس و بعد از ان خاندان برہم ۵۰ برس و خاندان
 دیپ سین جو بنگالہ سے آیا تھا ایک سو اکتالیس برس اور خاندان دیپ سنگ
 کو ہی ایک سو سات برس رہی یہ سب مدت بعد بکراجیت کے آٹھ سو تین برس تھی
 اسکے بعد جو خاندان ہوئے اوسمیں بڑا اختلاف ہے کوئی مورتی خاندان راے پھورا
 ماقبل پھورا سے قائم کرتا ہے اور ایک خاندان قوم تو نور زیادہ کرتا ہے زمانہ اس کی
 سلطنت کا سن ۳۲۹ سے لغایت سن ۸۴۸ یعنی ۵۱۹ ع سے لغایت ۹۲۷ ع
 درج کیا ہے و دوسرا مورتی خاندان پھورا کو مابعد پھورا سے لکھتا ہے اور ناموں میں بھی
 ایک دوسرے سے مطابقت نہیں ہے لیکن بقول غالب یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے
 کہ راجہ خاندان دیپ سنگ کے تو نور لوگ فرمان روا سے دہلی رہے یہاں تک کہ
 شہب الدین کے عہد دولت سے تھوڑے عرصے پیشتر وہی قوم تو نور قابض دہلی
 تھا ویراجیر من جوہان و قنوج من راٹھور خانہ راجہ آخری قوم تو نور لاد تھا اوس
 مرتبہ کے وقت اپنے نواسے راٹھور راجہ اجیر کو گود لیا اور تو نور در جوہان کو مار کر
 کر دیا قنوج کو زیر بھی راجہ دہلی کا دوسری دختر سے نواسہ تھا جابا سے یہ حال تھا
 کہ اوس کے تو نور کا نواسہ راجہ دیپ سنگ کی تو دور سخت ناراض ہوا اور اس ناراضی کی
 سبب جو جھڑے سیر ہوئے اوس شہاب الدین کے ارادوں کو جو نہایت

سنہ ۱۹۰۱ء ختم سلطنت سنہ ۱۹۰۱ء درج ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ بکر جیت نے ۱۹۰۱ سال سلطنت کی حالانکہ ایسا نہیں ورنہ ممکن ہے پس ظاہر ہے کہ اس مقام پر مقدار سلطنت طبقہ سوم و چارم و پنجم سدرجہ تواریخ سابقہ میں کچھ سہواً کمی بیشی ہو گئی ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو نسبت اوسط تعداد سلطنت و تعداد نفری دیگر طبقوں کے طبقہ سوم و چارم و پنجم میں ایذا دی بھی ہے اور جانج اسکی جیتک ہوا ہے کہ جب کندراجا پنجاب آیا تھا تو اسوقت علاوہ دیگر راجگان کے ایک راجہ ایس سارس جانب شمال تھا اور بعض مورخان نے اسکو راجہ کشمیر قرار دیا ہے چنانچہ فرست سلاطین کشمیر پر جو غور کیا گیا تو معلوم ہوتا ہے کہ طبقہ سوم میں ایک راجہ چھ نامے فرمانروائے کشمیر ہوا ہے اور مدت سلطنت اسکی ۶۱ سال ۶۴ سال سے ۲۶ سال دور کل کا بقدر ساٹھ سال تھی اور اچھے اور اسیں میں صرف تفاوت لہجہ و زبان اور ہم کندرا ۳۳ سال قبل سنہ عیسوی ہوئی جسکو ۲۲۰۴ سال اسوقت ہوئے اور اگر ہم کندرا کا وقت ایام سلطنت راجہ اچھے تقریباً تیس سال بحساب اوسط قرار دیے جاوین تو ابتداءے ادا کوئند سے تا ہم کندرا عرصہ ۲۰۴۸ سال کا درج تاریخ ہے مجموع ایام سلطنت کشمیر از ابتداءے ادا کوئند یعنی زمانہ جہا بھارت تاسنہ حال ۲۲۵۲ سال قرار پاتا ہے نہ کہ ۲۳۲۱ جیسا کہ سنہ قرار دادہ مصنف راج رنگنی سے مفہوم ہوتا ہے اور اس کمی سے مقدار ایام سلطنت راجہ اچھے سے تا اتر گیت کہ تیرہ راجہ ہوئے تقریباً سو اربع سو برس کا زمانہ قائم ہوتا ہے:

فصل چہم

دلی کے راجاؤں کے بیان میں
جنگ مہا بھارت کے راجہ پر چھت تخت نشین سلطنت ہوا اور بعدہ راجہ کیہم تک کہ
۲۹ عیسوی ان راجہ تھان سلا بدیل حکمران رہے اور سلطنت انکی ۱۸۹۶ سال
یکم رہی پھر سبر و وزیر راجہ کیہم بر اہ کورنکی اپنے آقا کو مار کر تخت سلطنت پر
بٹھا اور چودہ پشت مدت پان سو برس تک راج کیا راجہ پر تمال سین آخری راجہ
ان کے وقت میں بھی وہی سانچہ پیش آیا کہ سیریاہ وزیر اسکا اپنے آقا کا کام تمام

تو گونہ رانی نے اودھین دیو پرادر سہدیو کو کہہ دیا بارہ روز گار بسہ کر تا تھا طلب کر کے
تخت حکومت پر بیٹھایا اور وہ بعد حکومت چند سال راہی ملک عدم ہوا گونہ رانی
نے مسند حکومت پر جلوس کیا تیر شاہ میر نے بھیر مناکت گونہ رانی کی درخواست
کی گونہ رانی نے اکیو ہلاک کیا تب تو شاہ میر مخاطب سلطان حسن الدین ہو کر خود
بادشاہ بن بیٹھا۔

اسکے بعد اسکی نسل سے بہت بادشاہ حکمران رہے اور پھر سلطنت مغلیہ نے
جب ترقی پائی تو از جانب شاہان دہلی ناظم اس ملک میں مقرر ہوتے رہے چند سال
تحت حکومت احمد شاہ درانی یہ صوبہ رہا۔

سنت ۱۸ بکرا جیتی مطابق سنہ ۱۲۱۸ فوج سکھ ہمارا جہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے
کشمیر کو فتح کیا اور تاقیام سلطنت لاہور بقبضہ والی لاہور تھا جبکہ سرکار انگریزی نے
لاہور کو فتح کیا ملک کشمیر ہمارا جہ گلاب سنگھ والی جموں کو عطا فرمایا جیسا کہ تذکرہ
سلطنت انگریزی میں بیان کیا گیا۔

واقع ہو کہ مصنف گلزار کشمیر نے راجہ ادکوند سے تاسندہ مان راجہ آخری طبقہ جہاں
سنہ کلہک کے حساب سے بعد ازیام سلطنت بکرلیک راجہ تحریر کیا ہے یعنی سنہ ۶۵۳
کلہک سے تاسندہ دور کلہک کہ یہ مدت ۲۴۸۲ ہجری اور سنہ ۳۱۴۶ وقت کل جب
مطابق سمت بکرا جیت ہوتا ہے اور پھر شروع سلطنت راجہ میگواہن سے تا بعد

اختتام سلطنت راجہ سہدیو سمت بکرا جیتی سے سنہ جلوس و مقدار سلطنت

ہر ایک راجہ کی تحریر ہے اور مجموعہ اس کا ۸۰ سال کا ہے اور سنہ ابتدا سے

سمت سنہ ۹۲ سے لغایت سمت ۱۳۴۴ بکرا جیتی درج ہے اور جس مقام پر سنہ کلہک

سنہ بکرا جیت کا الحاق ہوا ہے وہاں صرف اس قدر لکھا ہے کہ تعداد سنہین

سلطنت پر داری راجہ بکرا جیت میں اختلاف ہے اور پھر دوسرے ایک مقام

مجموعہ تعداد ایک طبقہ سے ۲۴ سال واسطے مطابقت کل مقدار ۱۳۰۸ سال

کی کچھ کم کر دی گئی ہے اور طرف تریہ کہ راجہ مترگیت جسکو بکرا جیت نے سلطنت

کشمیر عطا فرمائی تھی اور وہ صرف چار سال حکمران رہا اور جب خبر وفات

بکرا جیت اسکو پہنچی تو سلطنت کو ترک کر کے گوشہ نشین ہوا اور تاسندہ

اوس ملک کو خبر اسکی ملی اور اوسکو طلب کر کے برادرات پیش آیا اور شادی کلیان دی
 دختر اپنی کی ساتھ جیا پید کر دی
 بعد کچھ عرصہ کے جب وزیر جیا پید مع کچھ لشکر کے باطاعت راجہ حاضر ہوا
 تب راجہ عازم کشمیر ہوا اور جج کو شکست دی جج مارا گیا راجہ فتح یاب ہوا
 طبقہ ہفتم میں راجہ سنگھ درانہ بکندہ و بند و تیج کشورک کے علیخان حاکم گجرات و
 پرتھوی چند والی ترکر تہہ دیس عرف سندھ کو مطیع و منقاد اپنا کیا لیکن راجہ
 نہایت ظالم دے رحم و جفا کا رستھا آخرش بضر تیر ایک رزیل قوم کے پادشاہ
 کردار اپنی کو پہونچا بعدہ اور راجہ بھی اکثر ظالم و عتاش اور غافل اور کاہل ہوئے
 رہے کوئی بحالت تائریان و کوئی باعانت ڈانگریاں ایک دوسرے کو خارج کر
 مسلط سلطنت ہوئے

طبقہ نہم میں بعد سنگرام راج قریب ۳۰ سال سلطنت محمود غزنوی کشمیر پر حملہ آور ہوا کہ
 مدافعت اوسکی نوراکی گئی طبقہ دہم میں بعد راجہ جے سنگھ پٹت کلہن نے تاریخ کشمیر
 موسوم براج ترنگنی بزبان سنسکرت تصنیف فرمائی آخری راجہ سہد یو تھا اسکے عہد میں
 شاہ میرن طاہر نام مسلمان کہ نسب سے اپنا ساتھ ارجن پانڈو کے پہونچا تھا ملازم ہوا اور
 اسی عرصہ میں رتیجو پسر خرد سال حاکم بنے بوجہ فسادات ملکی بہاگ کر پکس رام چند
 سالار پناہ گزین ہوا رام چند نے اوسکی خاطر داری کی اور وجہ کفاف اوسکا مقرر کر دیا اور
 ۲۲۷ سہجری مطابق ۱۳۰۰ ع زلیچو ترکی کہ اوسکو ذوالقدر خاں بھی کہتے ہیں جمعیت شہزاد
 سوار اس ملک میں پہونچا راجہ سہد یو تاب مقابلہ اوسکی نہ لاکر جانب کسٹوار بھاگا
 ترکہ آٹھ مہینے تک لوٹ مارا اور قتل اور ویرانی ملک کرتے رہے آخرش جانب ہندوستان
 متوجہ ہوئے وقت معاودت کے بوجہ بارش برف کے ہنگام طے مسافت کو بہت
 بہت ترک غارت ہوئے جو کہ اوسوقت کوئی حاکم موجود نہ تھا رتن جیو نے حکومت اپنی قائم کی
 اور رام چند حاکم لار کو کہنے پرورش اوسکی کی تھی فریب سے قتل کر کے گوئے رانی دختر
 رام چند سے نکاح کیا و شاہ میر کو وزیر اپنا بنایا اور مذہب اسلام اختیار کیا اور ۲۵۰
 مطابق ۱۳۰۰ ع سے سلطنت اسلام یعنی سلطان رتیجو کی اس ملک میں قائم ہوئی
 جبکہ سلطان رتیجو بعد سلطنت تین برس اور دو ماہ کے فوت ہوا اور کوئی وارث نہ

حکم دیا جب کچھ اثر نیا یا اکثر عورتوں کو بہ نیت زنا اور مردوں کو بہ عوی ثلقتانی بلالو
 کو بہ بہانہ زنا زادگی تہ تیغ مہید ریغ پھونچا یا نقل ہے کہ ایک عورت کو زہر گراہا سہشت
 حاضر آئی اور کہا کہ اسے راجہ اول امتحان عقیمتیاں محل سے اپنی کا بھگو کرنا دہشتیا
 ناحق خون اسقہ زینگنا ہون گا کیون ہوتا یہ کہہ کر فوراً تھاپنا پشیمہ لگایا اور ہنجر کو ملو
 کر دیا: طبقہ پنجم میں نیگواہن راجہ نامے ہوا اسنے شادی اپنی دختر راجہ پرانگ سے
 سے کر اسنے محفل سو میر ترغیب دی تھی کہ راجہ سو می ہرن نہادہ لا اولہ راجہ یک مز
 کوئی فرمان روا نہ حسب درخواست رمیان کشمیر بکراجیت راجہ او جین نے مارگفت:
 مترگیت برہمن کو اور پر حکومت کشمیر کے مامور فرمایا وہ چار برس نو ماہ حاکم ان رہا جبکہ
 خبر انتقال راجہ بکراجیت سنی تو حکومت سے کنارہ کش ہو کر پندرس میں مشغول
 عبادت الہی ہوا اور پرورسین نسل راجگان سابق سے تخت سلطنت پر بیٹھا۔
 روایت ہے کہ سات مرتبہ او جین پر حملہ کیا اور فتحیاب ہوتا رہا اور سیلادت عرن
 پر تاب سیل سپر راجہ بکراجیت کا جو منحرف ہوتا رہا بار بار غفو قصور کر کے اپنے ملک
 او سکوا بلض وقائم رکھا:

طبقہ ششم میں ڈرلب درون ایک شخص گنام تھا لیکن بیادری بخت بعد وفا
 راجہ کے تخت سلطنت پر فرمان روا ہوا چکن نام ایک شخص باشندہ بنجارا اسکا
 وزیر تھا اور کیمیا گری میں دستگاہ کامل رکھتا تھا اور ایشانہ چندر خسر پورہ چکن
 حکیم حاذق تھا اللادت بھی بڑا زبردست راجہ ہوا اور بہت سے ملک اسنے فتح
 کئے اور کابل و بنجارا اور گجرات اور مالوہ وغیرہ پر فوج کشی کی:
 جیابید جب تخت سلطنت پر بیٹھا تو متوجہ فتح ہند ہوا چ نام خسر پورہ اور کالینیت
 اسکے معترف کشمیر ہو گیا اور اسخوات اختیار کیا بہ ریافت اس امر کے لشکر ان ہر
 راجہ بھی کچھ بیدل پائے گئے چنانچہ راجہ نے بہ انشمنڈی کچھ لوگ رخصت کر کے آپ
 بمقام پراگ آکر ایک کم ایک لاکھ اسب باور خوار بادولت میثار برہمنان کو خیرات فرما
 اور دہان سے وقت شب تنہا بشہر نو پڑ درون میں مصافحات ولایت بکالہ کہ
 جیبت راجہ اس بجک کا تھا آیا اور خضیہ سکونت اختیار کی اور ایک رتہ مکہ لکھام
 راہ درسم پیدا کی لیکن جب کہ اس نواح میں جیابید نے شکار ایک کشمیر کا کیا تھا

موز خان کشمیر راوی ہیں کہ چار سو پچاس برس قبل دور کلچاک دیا کرن پسرور کرن
 والی جموں سند نشین اس ملک کا ہوا اور اس کی نسل سے باون پشت تک نسل
 بعد نسل مدت ایک ہزار ایک سو تین برس تک یعنی ساٹھ سال دور کلچاک تک
 حکمران رہے ۶۵۳ء دور کلچاک میں راجہ آگو نند فرماں روا کے سلطنت ہوا یہ راجہ بہ لکھن راجہ
 جراسندہ والی گدہ دیس کے سری کشن جی سے جنگ آور ہوا اور دست بدمہ رچی
 بہ کنار آب جمن قتل کیا گیا دامودر بٹیا اوسکا تخت نشین خلافت ہوا اس زمانہ میں
 راجہ قند ہار نے محفل سویمبر واسطے شاہی اپنی کے ترتیب دی تھی اور راجاے اطرا
 و جوانب فراہم ہوئے اور جادو لوگ بھی وہاں پہونچے تھے راجہ دامودر بٹیا مال انتقام
 خون بدر جادوؤں سے جنگ آور ہوا اور دست مبارک سری کشن جی سے مارا گیا
 سری کشن جی نے رانی جسوتی زوجہ دامودر کو کہ حالہ بھی متمکن خلافت کیا اور جب
 اوسکو لڑکا پیدا ہوا وہ گدہ دیس نشین ہوا اسکے بعد راجہ اور نسل
 راجے ہوئے بعد ۶۵۳ء راجہ پکر بعد دیگرے فرمان روا رہے جس میں اشوک جلوک
 بیٹے اوسکے نامی اور اوالو الغزم تھے آخری راجہ اہمین تھا جسکے عہد میں چند راجا رہے
 شاستر بناباس ہند سے لاکر چند بریا کرن علم صرف و نحو میں بطور دیگر تصنیف کیا
 اور نیلہ پیران اسی کے وقت میں ظاہر ہوا طبقہ سوم میں راجہ میسر کل بڑا ظالم و خوں
 تھا اکیڑہ ز رانی اوسکی لباس پارچہ زر کار سرا ندی پی پہنے ہوئے تھی اور اوس پارچہ پر
 صورت راجہ سرا ندیپ نقش تھی راجہ نے طیش کھا کر سرا ندیپ پر لشکر کشی
 اور راجاے لات چول و کرناٹھ کو مطیع کرتا ہوا سرا ندیپ پہونچا اور راجہ سرا ندیپ
 محکوم اپنا بنایا اور حکم موقوفی نقش صورت راجہ و بجائے اوسکے قائم کرنے شکل آفتاب دیا
 ہنگام معاودت بلند کوہ پچال سے ایک ہاتھی اوسکا کہ لغزش کھا کر گرا اور آواز مہیب
 اوسنے ماری راجہ کو یہ صدا خوش آئی راجہ نے اوسی طرح ایک ایک ہاتھی گرا نا
 شروع کیا حتیٰ کہ سو ہاتھی اس صدمہ سے ہلاک ہوئے
 ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ ایک نرجو حکم راجہ طیار ہوتی تھی اوسمیں ایک پتھر الیا
 حامل ہوا کہ وہ علیحدہ نہو سکتا تھا راجہ نے خواب دیکھا کہ اگر دست زن پارہ
 اس پتھر پر پہونچے فوراً علیحدہ ہو جاوے چنانچہ راجہ نے واسطے تعمیل اس امر

خیرات دیا جاتا ہے۔
 ستم ایک چہرہ ہے مہرک و پرستش کا دہنود کہ پانی او سکا خود بخود رنگہاے گوناگون
 سے مثل رنگاری اور زعفرادی و اناری و سفید و آسمانی وغیرہ تبدیل ہوتا رہتا ہے
 دہم ایک مقام پر ایک پتھر ہے اس مقام پر اگر آواز مردم بلند ہو تو نیچے پتھر سے
 آب جاری ہو جاتا ہے اور اس قسم کے عجائب اور غرائب اور بہت سے اس
 سرزمین میں ہیں کہ ان کی تحریر کو ایک دفتر چاہیے لہذا اب مختصر حال فرماں دیا
 اس خطہ کا معرض تحریر میں آتا ہے۔
 جدول فرماں دیا ان کشمیر حسب تحریر
 متوجہ گلزار کشمیر حسب ذیل ہے

نمبر	نام	تعداد پشت	مدت سلطنت
۱	دیاکرن	۵۲	۱۱۷۱
۲	آدکوند	۵۲	۱۱۷۱
۳	بالہ کوند	۲۱	۱۱۷۱
۴	یرتا پادیت	۶	۱۱۷۱
۵	سیکوا بن	۱۰	۱۱۷۱
۶	درابھون	۱۴	۱۱۷۱
۷	اومتی وریا	۱۲	۱۱۷۱
۸	جینگ	۹	۱۱۷۱
۹	سنگراج	۶	۱۱۷۱
۱۰	آدھپل	۱۴	۱۱۷۱
			۱۱۷۱
			۱۱۷۱

کریا

اور چودھویں دن کمال کو پہونچتا ہے اور پھر تا اقام کرشن سمجھہ رشتہ رشتہ کہ ہوتا جاتا ہے دوسرا مقام مشرک سندھ براری نام ایک حوض مربع اور طرف شمال اوسکے ایک قلع سنگین بنا ہوا ہے اقام شوال آفتاب ہرج محل یعنی وسط بیابان سے تا وسط حیت ایک دن میں تین مرتبہ یا زیادہ وہ حوض ازخو آب و پھر خالی ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ایک قطرہ پانی کا نظر نہیں آتا۔
 تیسرا چشمہ ہے موسوم بہ پون سندیا اسمین قطعاً پانی خوش بارتا ہے اور پھر دفعہً نایاب ہو جاتا ہے چارم ایک غار ہے موسوم بہ منڈاہ جو شخص کہ اسمین گستا ہے بارہ ماہ سے بچ اوسکو ادسمین ملتے ہیں اگر اوسی مقام پر تناول کرے کچھ تفاوت بچ سے محسوس نہیں ہوتا اور اگر اون پار اسے بچ کو باہر لاتا ہے تو بارہ ماہے زکور سنگریزہ ہوتے ہیں: پنجم ایک چشمہ ہے اسکا ناگ نام پانی اوسکا نہایت سبک و سداور ابتدا سے اقام مبارک سے تا پختگی شالی پانی او میں بکثرت رہتا ہے و بعدہ تا موسم بہار پانی ایسا خشک ہو جاتا ہے کہ ایک قطرہ پانی کا نہیں ہوتا۔ ششم ایک غار ہے مشہور بغار آری راے اور انتہا اوسکی آج تک کسی نے نہیں پائی باہر سے تنگ اور اندر فراخ عرض اوسکا قریب پانچ گز اور بلندی چار گز کی ہے روایت ہے کہ حکم جاگیر بادشاہ بارہ آدمی مع مشعلوں اور ایک ایک آٹار روغن چراغ واسطے تحقیق اوس غار کے گھسنے بعد وسط مسافت ایک گنبد دیکھا بہ بلندی بیس گز اور دور اوسکا پچاس گز اور اس میں تین راہ نمایان ایک جانب بالا دوسرا اُگل بہ پائین اور تیسرے جانب راست لیکن اس عرصہ میں روغن چراغ نہ کمی کی اور اون لوگوں کی جرات واسطے راہ روی آئندہ کے نہ پڑی اور واپس آئے:

ہفتم کنارہ دریا سے بہت ایک درخت چنار زمانہ قدیم کا موجود ہے کہ ہرگز خشک نہیں ہوتا اور کوئی آفت شدت سیلاب سے اوسکو نہیں پہونچتی:
 ہشتم ایک مقام ہے موسوم بہ زمین سکی صخرہ رنگ ہے بعد چند سال کے جوش حرارت اوس زمین میں پیدا ہوتا ہے مردم ہنود طرقت پراز آب و برنج اوس زمین میں دفن کرتے ہیں خود بخود پخت طعم ہو جاتی ہے اور بنام اروج بزرگان

اسی طرح اوسکی فوج کا سردار پرتاب چند راجہ ہوا اسکی عہد میں نوشیروان نے ہندوستان پر لشکر کشی کی یہ نوشیروان ۳۰۰ عیسوی تہجرت نشین ہوا تھا بعد پرتاب چند کے ملک میں ملوائف الملوک ہو گئی اور گدہ وال آباد متحہ کا شہر قنوج وغیرہ میں سب خود مختار ہو کر راج کرنے لگے اس سے آگے گدہ دیس کے راجاؤں کا حال صاف اور سلسلہ وار پایا نہیں جاتا اور پھر کئی سو برس بعد کچھ تاریخیانہ حال ظاہر ہوتا ہے اور مکاؤ کی سلطنت قنوج کے قلمرو میں پائی جاتی ہے تفصیل راجاؤں کے تتمہ میں درج ہے۔

فصل چارم

خطہ کشمیر زمان سلف میں بستی سر معروف تھا کشت رکھیشتر نے اوسکا آباد کیا جب نے نسوم بہ کشت مہر ہوا کیونکہ مرزبان کشمیر عمارت کو کہتے ہیں مخفف اوسکا کشت وہ تیسرا کشت کشمیر مشہور ہوا یہ خطہ نہایت سرسبز دشا داب اور حسن فوجی میں اجوا رشک ذہ گشتن اور درو کش خیابان چین ہے آب و ہوا خوش و نصار و دلکش رکھتا ہے صندھا چشمہ خوش گوار آب زلال کے زردان ہین فرسخوں میدان سبز پراز گل و لالہ نعمان عیان ہین جاتوران خوش الحان کی نغمہ سرائی اک عبث کیفیت دکھلاتی ہے سچ پوچھو تو شان کبریائی نظر آتی ہے شعر ہر سوختہ جانے کہ کشمیر دریا گر مرغ کباب مست کہ بالال و پر آمد زعفران اسی خطہ میں پیدا ہوتا ہے اور وہ مقام جہان نگران ہوتا طولاً و عرضاً تقریباً تین میل کا ہے تخم اسکا مثل لمس کے ہے اور ساون بھادون میں کاشت کیا جاتا ہے اور باہ کاکٹ اگن شگوفہ نمایاں ہوتا ہے اور ایک مرتبہ کاشت سے تخم اوسکا آٹھ دس برس تک قائم رہتا ہے۔

دارالامارہ اس صوبہ کا شہر سری نگر ہے درمیان شہر کے دریاے بہت جگر ہندی میں دلتا کہتے ہیں جاری ہے۔

باغ شالامار بھی قابل دید ہے اسکے دو قطعہ میں قطعہ اول کو جاگیر بادشاہ ترتیب دیا اور قطعہ ثانی کو شاہ جہان بادشاہ نے آباد کیا۔

مستقل سرحد مہبت کے ایک پہاڑ پر ایک مکان مبارک امرنا نہ نام واقع ہے یہاں ایک فار ہے وسیع اوسمیں بہ ایام شول کچھ ایک پارہ پنج روز بروز بڑھتا ہے

اوس کے بعد اوس خاندان کے بیس راجاں کے بعد نسل سندھ آرا سے ریاست ہوئے
 انہیں سے سب سے پہلے راجہ رنج تھا اور اوس کو اوس کے وزیر شنگ نے مار کر گدی پر
 اپنا بیٹا بٹھلایا اس خاندان کے چار راجا اور گدی نشین ہوئے اور ان کے بعد چھ شیشا
 راجہ ہوا وہ دوسرے خاندان کا تھا جو جانب تاتار اور تبت سے آیا تھا اور یہ خاندان
 ناگ بنی کے نام سے موسوم تھا جس کا ذکر حصہ اول میں ہو چکا ہے شیشنگ کے
 خاندان میں دسواں راجا جہانند مشہور ہوا اوس کا بیٹا نندا ہے وہ سودر کی بیٹی سے
 پیدا ہوا تھا مگر اپنے باپ کے بعد وہی تخت نشین ہوا اور اوس کے بعد اوس کی اولاد
 سودر بن راجہ ہوئے انہیں سے پہلے راجا کو اوس کے وزیر چانک نے مار ڈالا اور اوس کے
 بھائیوں میں سے چندر گپت نام کو گدی پر بٹھایا جس کا ذکر حصہ اول باب اول فصل
 دوم میں ہو چکا ہے اور اس راجہ کے خاندان کا خطاب موری تھا اور اس نسل کے
 دس راجا ہوئے :

اور بعد اوس کے سنگ بنی خاندان کے خطاب کے دس راجا ہوئے اور بعد اوس کے
 کن بنی خاندان کے چار راجہ گدی پر بیٹھے لیکن راجہ آخری کو ایک سودر قیتسل کر کے
 آپ گدی پر بٹھا جس کا خاندان اندر بنس کے نام سے مشہور ہوا :

چندر گپت کے بعد کا زمانہ

دو پرائون میں نندا کے بعد کا زمانہ اوس سے پانچویں شاہی نسل تک یا چندر گپت
 سے چوتھی شاہی نسل تک آٹھ سو چھتیس یا آٹھ سو چوں برس کا ہے یعنی
 پانچویں شاہی نسل ۵۴۷ء میں ہوئے ان پانچوں خاندانوں میں اخیر اندرا
 لقب والی خاندان نے قریب شروع ہونے سنہ عیسوی کے رونق اور قوت
 حاصل کی تھی راجہ جہاگرنی اسی اندر بنس میں ہوا جس کی عالی ہمتی اور بلند عقلی
 اور سخاوت کا چرچا آج تک شہرہ آفاق ہے اور اندر بنس کے آخری راجا کا نام
 پلوم تھا اور یہ پلوم بھی ہندوستان کا اتنا بڑا راجہ نامی ہوا ہے کہ اوس کے سلطنت
 شہرہ چین تک پہنچا جب راجہ پلوم آخر وقت میں خود بخود گنگا میں جا کر ڈوب
 تب بجائے اوس کے رام دیوا اوس کا سہ سالار سندھ حکومت پر بٹھا اور اوس نے
 سمندر کے کنارے سے کشتی تک سارے راجاؤں کو فرمان بردار اپنا کیا بعد اوس کے

ایک کے خاندان میں بسد ہوا اور دیوک تھے اور بسد یوک کے بیٹے سری کشن جی تھے
 اگر سین نے جو کہ دیوک کا بھائی تھا بسد یوک کے باپ کا راج چھین کر اپنے قبضہ میں
 کر لیا اسکے بعد اوسکا بیٹا کنس راج کا مالک ہوا اوسکو سری کشن جی نے جان
 ہو کر ہلاک کیا اور اوسکی دارالحکومت متھرا میں داخل کر لیا یہ واردات سن کر کٹر
 سنسر گندھ دیس کا راجہ جراسندہ نام لشکر عظیم بہراہ لیکر آیا اور سری کشن جی کو
 اوسنے شکست دی اور سری کشن جی متھرا چھوڑ کر گجرات چلے گئے اور وہاں کہ
 ایک شہر دوار کا کے نام سے آباد کیا اور جو وقت کہ پانڈون اور کورون کے درمیان
 جنگ پڑی ہوئی تھی سری کشن جی گجرات کے راستے پانڈون کی ملک کو گئے اور جنگ
 کی لڑائی کے بعد جب پھر دوار کا آئے تب جادون کے بیچ میں عداوت اور دشمنی کا
 ایسی اک اگل بھڑکی کہ انجام کو وہ سب مارے گئے اور ایک بھیل نے دھوکے سے
 جنگل میں کرشن چندر جی کو بھی مارا

جس لڑائی میں کہ جراسندہ ماتھے کشن جی سے مارا گیا اوس لڑائی میں دیا مورتی
 یون کی قوم سے ایک راجہ کال یون نام جو جراسندہ کا دوست تھا واسطے امانت جرا
 کے آیا تھا وہ بھی مارا گیا :

راجہ سورب مہا بھارت کے تیرھویں ادھیار میں پانچ سو اٹھتر دین اشوک کا یہ
 معنوں ہے کہ مغرب کے جو مرد اور نرک ملک میں وہاں ایک یونون کا سردار مکرانی
 — شہر مرد ملک خراسان میں اب تک موجود ہے اگرچہ مغرب کے ملک میں
 بہت سلطنتیں اور قومیں اس زمانہ میں پائی جاتی تھیں لیکن یونون میں غیر ملکی لوگوں کو
 یون کے نام سے موسوم کیا ہے اصلیت اس لفظ کی زبان سے معلوم ہوتی ہے
 اور دوسرے ملکوں کی تاریخ سے کال یون کا پتہ و نشان اب تک نہیں لگایا ہے :

فصل سوم

گندھ دیس کے راجاؤں کا بیان

کرچر کی لڑائی کے بعد گندھ دیس کا راج بہت باجمتہ و اقبال لگنا جاتا ہے اور اوس
 سلطنت بھی مدت تک قائم رہی اوس ملک کا بال جراسندہ نہایت دیر اور
 ستمگر جب کرشن جی کی مدد سے پانڈون نے اوسکو لڑا دیا سب دیو تخت نشین ہوا

راجہ پور کے بعد بیس پستین گزین تب راجہ ہستی پیدا ہوا اوسنے ہستنا پور کو
 اسناد اور خلافت مقرر کیا راجہ ہستی کی چوتھی پشت میں گر پیدا ہوا یہ وہی گرتھا جسکے
 نام سے اردو ملک میں گر چھتر مشہور ہے راجہ گر کے بعد تیرھویں پشت میں راجہ سن
 ہوا اوسکے تین بیٹے تھے یعنی بھیشم بچتر بر جتر انگد انہیں سے بڑے بیٹے بھیشم نے
 ولیعهدی کا منصب اپنے سب سے چھوٹے بھائی کو دیا اور جب چتر انگد لڑائی میں مارا گیا
 بچتر بر سلطنت پر متمکن ہوا یہ راجہ لا ولد مرا اور اوسکی عورت سے متوجہ باطنی بیاس جی
 پسر پراسر کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک دھرتراشتہ دوسرا پانڈیہ بیاس جی وہی تھی
 اگر انی شخص میں جنھوں نے بیدون کو تربیب دیا ہے جب تک دھرتراشتہ اور پانڈ
 نابالغ رہے بھیشم نے سلطنت کا ہندو بست کیا جب پانڈ نابالغ ہوا تب اپنے پانچوں لڑکے
 پانڈوؤں کو چھوڑ کر آپ اپنی عورت سمیت کوہ ہمالہ پر چلا گیا پانچوں لڑکوں کے نام
 یہ ہیں جدھشتر ارجن بھیم بھل سم دیو انہیں سے جدھشتر راست گوی میں اور ارجن
 تیراندازی میں اور بھیم زور میں مشہور تھا چنانچہ پانڈو ہستنا پور شہر کو گئے وہاں کا
 راجہ دھرتراشتہ تھا اور اوسھوں نے متصل اوسکے ایک شہر اندر پرستہ جو دہلی کے
 نام سے ان روزوں میں معروف ہے آباد کیا اتفاقاً پانڈوؤں اور کورودوں کے
 درمیان نزاع اٹھی سرغنہ کورودوں کا جو دھن پسر کلان دھرتراشتہ تھا اور
 اونکا انجام یہ ہوا کہ گر چھتر کے میدان میں خون کی ندیاں بین آخر کار پانڈوؤں کو
 فتح اور کورودوں کو شکست ہوئی اور دھرتراشتہ کا تمام خاندان جو دھن سمیت
 پانڈوؤں کے ہاتھوں سے مارا گیا اس جنگ میں دونوں طرفوں کے بہت سے راجہ
 حامی اور مددگار تھے پانڈوؤں کی مدد پر سری کرشن جی دوارکا کے مالک تھے اور
 مخالفوں کے لشکر میں فوج کے سپہ سالار بھیشم اور درودوں اور کرن نہایت بہادر
 اور دلاور تھے کورودوں اور پانڈوؤں کی لڑائی کا ہنگامہ اٹھارہ دن تک گرم رہا
 یہ واقعہ ہندوستان میں ایسا مشہور ہوا کہ اب تک زبان زد غلامی ہے
 اسکے بعد تھوڑے دنوں میں راجہ جدھشتر راج کاج دھن دولت چھوڑ اپنے بھائیوں
 سمیت کوہ ہمالہ پر جا گئے اور ارجن کا پوتا پچھت تخت نشین ہوا اور اوسکے تھوڑے
 دن بعد ہستنا پور دریا کی طغیانی سے ڈوب گیا بیات کے بڑے بیٹے پیدو کے دو بیٹے تھے

لیکن صداقت اسکی کسی تحریر پر ان سے نہیں جوتی نہ بالتفصیل کوئی نسب نامہ نہ
موجودیت کا کسی پر ان میں درج ہے کہ اوس سے مطابقت کیجاوے یہ مد
اٹھارویں پشت اقبس ہمارا جسکی کنجی سے ہوا ہے :

فصل دوم چندر بنسی راجاؤن کے بیان میں

اور چندر بنسی راجاؤن میں اول امرا و سکا بیٹا سوم یعنی چندرا اور چندرا کا بڑا
اور بڑا کا پروردہ ہوا اسکی دار الخلافت الہ آباد میں تھی اور جو کہ رانی ایلا زودہ بدہ
تھی اس وجہ سے پروردہ کا ایل بھی نام ہے اور دربار پیدائش ایلا روایت عجیب
وغریب پر انون میں مذکور ہے اور قدیم نام الہ آباد کا ایلا باکس مشہور تھا جب
اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا الہ باکس نام رکھا بعدہ بعد شاہ جہاں بادشاہ الہ
نام زد ہوا چنانچہ ایک پرگنہ ایل کنارہ گنگا پر آباد ہے اور کثرت استعمال سے اوسکو
ایل کہتے ہیں اور ایل میں سورت ماد یو جسکو قائم کردہ بدہ پب چندر بتلاتے ہیں
سوسوم بہ سوم ایشرہ ماد یو اب بھی موجود ہے بعد پروردہ کے اوسکا بڑا بیٹا ایلا
تخت نشین ہوا اوسکے دو بیٹے تھے پہلا نمکہ دوسرا چتر برہہ نمکہ بعد فوت اپنے
باپ کے الہ آباد کا تخت نشین ہوا اور چتر برہہ نے جو انمردی اور دلیری سے بنارس
میں عمل دخل کر اپنا راج قائم کیا نمکہ کے بعد نمکہ کا مرتبہ بیات کو حاصل ہوا اوسکے ایک
بیٹے تھے بدوانو تر جس درہی پور راجہ بیات نے سب کی طرف سے دل برداشتہ
ہو کر چھوٹے لڑکے پور کو اپنا مرتبہ دیا اور پور کی اولاد پور و بنسی کہلاتی ہے
ترجس کی اولاد میں پانڈے اور کیرل اور چٹک مشہور ہوئے اور انھیں کے ناموں
سوانق برکھ میں ملکوں کے نام ہیں درہی کی اولاد میں گانہ حار تھا جسکے نام سے
اب وہ شریقتہ حار سوم و معروف ہے اور انوکے اولاد میں انک اور نیک
اور درہور گھٹک تر پور مشہور ہوئے اور انکے ناموں کے سوانق بھی ملکوں کے
تہمین ریت کے پور ہے اب کا تخت نشین ہوا اور اسی خاندان میں بھرت
جو جسے شہر بھرت کہتے گاراج کیا اور اسی کے نام سے بھرت کہتے گئے ہیں

گوشہ کہلاتی تھی شامل ہو گئی ہوگی اور دارالسلطنت اجددہیا سے قنوج میں منتقل
 راجہ جنک جو بڑا نہ راجہ رام چند والی میتھلا پوری عرف تربہت تھا اور سیتاجی بیٹا راجہ
 کی راجہ رام چند کی منسوب ہوئی تھی یہ راجہ بھی نسل سے راجہ غم پسر ثانی راجہ اچھواک
 — اور کس دھج بھائی راجہ جنک کا بعد فتح یانی اوپر والی ملک سندھ کے فرمانروا
 ملک سندھ اوس زمانہ میں ہوا تھا اور کیلی دیس عرف پنجاب میں راجہ کے
 فرمان فرما تھا اسی راجہ کی بیٹی مسماہ رانی کیلی سوتیلی ماں راجہ رام چند کی تھی
 پسر بطنی اوسکا بھرتھ تھا :

بشست اور بادلو وزیر دیشیر راجہ دسرتھہ وستاند پسر گوتم رکھہ وزیر راجہ
 تھے یہ رکھہ لوگ بھی مشہور و معروف ہیں کتاب جوگ لبشت جو علم بیدانت و
 میں ہے تصنیفات انھیں بشست سے مشہور ہے ایام سلطنت راجہ رام چند جی یوگ
 راجہ موصوف سترہن برادر خرد راجہ رام چند جی نے متھرا پرشکر کشی کی اور لون پسر
 مدھو کو جو اوس نواح کا فرمان روا تھا ہلاک کر کے خود متسلط ہوا اصل نام متھرا کا
 مدھو پوری سے اسی مدھو پدرون نے اوسکو آباد کر کے اپنے نام سے موسوم کیا تھا
 — اگرچہ مدھو کو پوران میں دیت یعنی دیو کے نام سے پکارا ہے لیکن یہ امر تو صاف
 ظاہر ہے کہ پوران میں ہر ایک مقام بر دشمن اور مخالف اور بدکردار کو راجھس
 اور دیت کے نام سے لکھا ہے جیسا کہ راجہ کنش کو جو متھرا کا والی تھا اور قوم
 یہ وینس سے تھا اور اسی مدھو وینس میں ہمارا راجہ سری کشن جی بھی پیدا ہوئے
 تھے راجھس کے نام سے موسوم کیا ہے راون جو قوم کا برہمن اور عالم علم ہد تھا
 کو بھی راجھس کہا اور دس سراو کے لکھے اس مقام پر اشعار شیخ سعدی
 راجہ جو کتاب بوستان میں درج ہیں موزون و مناسب معلوم ہوئی درج ذیل
 دے ہیں : مرالیں را دید شخصے بخواب : بقامت صنوبر برے آفتاب :
 و گفت اے نظیر قمر نازند خلعت از جالت خبر : ترا سنگین روئے پنداشتند :
 ز رشت بنگاشتند : بخندید و گفت این نہ شکل منست : دلکین قلم در کشت :
 مت : جو کہ نسب نامہ یہ وینس میں ایک راجہ موسوم بہ مدھو بھی درج ہے
 کہ اوسوقت میں اسی شخص کا کوئی بیٹا موسوم لون فرمان روا ملک کا

اودھ معاہدہ کو روانہ تھا اور ساتھ ارجن پانڈو سے قتل ہوا یہ راجہ برہمیل
 کی انتہو میں پشت میں پیدا ہوا نتیجہ اسکا یہ نکلا کہ ظہور راجہ رام چندر جی کو کس
 پیشتر آئیں ۲۹ پشت گزری تھیں پس اسی بنیاد پر زمانہ راجہ رام چندر جی کو قتل
 ہنگ مہا بھارت قیاس کرنا چاہئے زمانہ جنگ مہا بھارت کا حصہ دوم میں بیان
 راجہ رام چندر جی سے حکم راجہ دسرتھ باب اپنے کے بوجہ خلافت ہونے رانی لیکھی سوینی
 یان اپنی کے قبل از ولیددی صحرانشینی قبول کی اور بعد عبور ہندی تہا و دریا سے
 کو متی کے بمقام سنگ بیرہ پونچے یہ مقام بنام سنگر بہ ضلع پرتابگڑہ ملک اودھ
 کنارہ دریا کے گنگ مشہور ہے اور ایک پرانے کھیرہ کے نشان نمودار میں راجہ اس
 مقام کا ایک شخص قوم بھیل تھا اور وہاں سے دریا کے گنگ عبور کر کے اس مقام
 پہونچے جس جگہ دریا کے گنگ و جمن باہم ملتی ہوئے اور اب یہ مقام بنام پراگ
 عرف الہ آباد مشہور خاص و عام ہے اور اس جگہ سے جبر کوٹ ہونے ہوئے وارد
 دنگ بن ہوئے اس مقام سے راون راجہ لنگا دغا کر کے رانی سیاجی کو لنگا میں لیکر
 رام چندر جی اوسکے تلاش میں راون کے پیچھے گئے اتفاقاً راستہ میں سگرہون
 اور ہنومان سے ملاقات ہوئی سگرہون بھائی سسی راجہ بال والی لکھنڈا عرف لکھنڈا
 واقع ملک دکن تھا اور ہنومان شیر راجہ مذکور تھا سگرہون راجہ رام چندر جی سے نسبت بھائی
 اپنے کے مستغاث ہوا راجہ رام چندر جی نے بال سے جدال و قتال کر کے اوسکو مارا و بھلے
 اوسکے سگرہون کو سند نشین ریاست کا کیا اور پھر باعانت اور وسیلہ لون لوگرن کے
 رام چندر جی لنگا کے راجہ راون کو ہلاک کیا اور دان کا راج اوسکے بھائی کو دیا اور خود
 دان سے معاہدہ کر کے اودھ میں آئے اور دان کی سلطنت پر رفتی افزا ہو کر
 تمام مملکت کی۔ جب راجہ رام چندر جی میں دارفانی سے رہ کر اسے عالم جاودانی ہوئے
 ایسا کش تخت نشین ہوا بعد اوسکے بہت سے راجہ لکھنڈا بعد نسل گزرے لیکن کوئی
 نامی گرامی نہیں ہوا عرف راجہ برہمیل کہ جنگ مہا بھارت میں شریک و معاہد
 کا ذکر سابقاً معرض بیان میں آچکا ہے راجہ رام چندر جی بعد اکی نسل میں
 راجا متوارا کی سلطنت میں مکران ہوئے مگر ان کے بعد کچھ ذکر اودھ
 جانا اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ سلطنت اوس سلطنت میں جو ایک

اہل ہند پیش کرتے ہیں لیکن اہل عرب نے اٹھویں صدی تک جس میں اول ہی اول یونانیوں کے علمی خزانوں تک دسترس پائی اپنی تحصیل شروع نہیں کی تھی۔

حصہ دوم

راجاؤں اور بادشاہوں کی سلطنت کے بیان میں

باب اول

قدیم زمانہ کے راجاؤں کے بیان میں

فصل اول

سورج ہنسی راجاؤں کے بیان میں

کتاب اہل ہند میں روایت ہے کہ ہمارا جی کے دو بیٹے تھے ایک مریچ دو اتران سے دونوں فرقہ کی راجاؤں سورج ہنسی و چندر ہنسی کی ابتدا ہوئی۔ مریچ سے کتب اور کتب سے سورج اور اوس سے ہیوسوت من عرف سداہ دیو پیدا ہوا اور اوس سے راجہ اچھواک اور اوسکی دارالسلطنت اودہ تھا جسکا اصلی نام اچودھیا ہے اور راجہ اچھواک نے اپنے نام سے اوسکو آباد کیا یہ سلسلہ سورج ہنسی راجاؤں کا ہے راجہ اچھواک کی نسل سے راجہ سگر و بھگلی رتھ و کھٹوانگ بڑے بڑے نامی گرامی راجہ ہوئے اور راجہ کھٹوانگ کی چندرہشت بعد راجہ رام چندر جی کی پیدائش ہوئی اہل ہند پیدائش ان کی ترتیب تک بتلائے ہیں جسکو آٹھ لاکھ برس سے زیادہ عرصہ گذرا اور موثر خان یورپ زمانہ اونکا قریب تین ہزار برس قرار دیتے ہیں لیکن راقم اوراق ہذا کی رائے میں یہ بیان آخر الذکر کبھی محض خلاف ہے کیونکہ جس حالت میں اہل یورپ زمانہ جنگ مقام کہ چتر کو جسکا بیان مہا بھارت میں ہوا ہے قریب تین ہزار تین سو برس قائم کرتے ہیں گوکہ وہ بھی زیادہ اس سے ہے یہ امر تو جلد کتب ہندی سے بالاتفاق ثابت ہو کہ طور راجہ رام چندر جی کا قبل کشن جی کے ہوا اور کشن جی بمعصر راجہ جدھ پتر چندر ہنسی تھے اور مگر کہ چتر تین شریک و معاون پانڈوان ہوئے اور اس مدت قرار اودہ اہل یورپ سے راجہ رام چندر جی کا طور بعد کشن جی کے ظاہر ہوتا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے اور یہ امر کتب ہندی سے ثابت ہے کہ راجہ رمدیل سورج ہنسی والا کشن اچھواک

اور اسکی تصنیفات سے اب بھی کچھ کچھ باقی ہے :-
 علم ریاضی کی اور شاخوں میں ہند کے لوگ اور بھی زیادہ مستحقِ ثناء و صفت ہیں چنانچہ
 اذیکہ علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہے کہ اس سے اذیکہ علم بہ نسبت یونانیوں کے
 بہت زیادہ ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایسے ایسے سوالات پائے جاتے ہیں کہ
 اذیکہ علم یورپ کو سولہویں صدی عیسوی تک نہیں ہوا تھا :-
 علم ہندسہ کے بھی اہل ہند ہی موجد ہیں اور دوسری دلائل تو میں اسی ملک سے
 گیا اور ہندسہ کے نام سے موسوم ہوا طریقہ دریافت سطح کا مثلث کے ایک
 ضلع سے ایسا ہے کہ اہل یورپ سولہویں صدی تک اس سے واقف نہ تھے
 اور کیفیت مناسب نصف قطر کی ساتھ محیط کے جسکو وہ ایک طریق سے
 ظاہر کرتے ہیں وہ انہیں پر مخصوص ہے ہندوستان کے سوا زمانہ حال تک
 کسی اور ملک کے لوگوں کو معلوم نہ تھا :-
 علم حساب میں کسور اعشاریہ کے اہل ہند ہی موجد ہیں اور اسی تحقیق کے موجد
 کے باعث علم حساب میں ہندی یونانیوں پر بڑا غرور و فخر رکھتے ہیں فیما قبل
 اس قاعدہ سے واقف نہ تھا :-
 جبر مقابلہ یعنی بیج گنت میں ہندی اور وہ سے سبقت لیگے ہیں یونان میں
 ابتدا اس علم کی صرف ششہ سے ہے جب سے کہ دائی فانس زمانے پہلا
 مصنف اسکا یونان میں ہوا لیکن ہندوستان میں آرجا بھٹ کی تصنیف
 اس علم میں زیادہ مستند ہے اور بھاسکر اچاریہ نے جو مضامین لکھے ہیں
 وہ اس سے اخذ کئے گئے ہیں اور بعض اہل یورپ آرجا بھٹ کو ہم عصر
 حکیم یونان قرار دیتے ہیں لیکن آرجا بھٹ موجد اس علم کا نہیں ہے
 بلکہ اس کے زمانہ میں یہ علم ہندوستان میں بہت بہت پیشتر سے مالت ترقی پر
 پہنچا تھا اور آرجا بھٹ بہ نسبت حکیم یونان کے حل کرنے میں ایسی مسائل اور
 جنہیں کسی کی مجبول مقدار میں شامل ہوں بلکہ ان تحقیقوں میں جواب تک اہل یورپ
 معلوم نہیں ہوئی تھیں فوق دیر ہی رکھتا ہے اسلئے جبر و مقابلہ کے موجد بھی
 ہو جاتے ہیں ۔ اور اگرچہ اہل عرب بھی دعویٰ ایجاد جبر و مقابلہ کرتے ہیں :-

کشتہ کرنا سیلاب اور چاندی اور طلا اور مس وغیرہ کا

۹ رتن پرکھنا

شناخت جواہرات و پیدائش و خاصیت وغیرہ اور انکی بیان کی گئی ہے

۱۰ کام شناسٹر

طرز مباشرت مرد و زن چوراسی طریق پر اور ہر ایک کا نفع اور نقصان

۱۱ اسٹمکت

گوہ ناگوں اکثر و ساز و روش رقص وغیرہ کا بیان ہے

فصل دہم

عام کیفیت و اشمندی اہل ہند کی

ملاحظہ فصل ہمارا بلا سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل ہند نے کسی زمانہ میں کسی کسی ترقیان علوم و ہنر و فنون میں حاصل کیں اور موجودہ اسکے ہوئے اور ہزار ہا رسالہ و کتاب اور انکی قواعد میں تصنیف کیے جبکہ زمانہ نے بخلاف اونے گردش کی اب وہ غیر مذہب قرار دئے گئے اور جو کہ اب کوئی قدر شناس اور علم اور فنون کا نہ مارتہ رفتہ رفتہ وہ سب فراموش ہوتے گئے یہاں تک کہ اگر کوئی کتاب کسی علم و فن کی تلاش کی جاوے تو شاید بدقت و دشواری بہم پہنچے۔

مسائل حکمت جنکا بیان چہ شاسترون میں ہوا اکثر یونانی حکیموں خصوصاً فیثاغورس حکیم کے مسائل سے مشابہ ہیں بعض کا قول ہے کہ وہ حکمتیں اہل ہند نے یونانیوں سے حاصل کیں لیکن چونکہ مشابہت اور انکی زیادہ تر اقوال حکما قدیم سے ہے نہ حکما متاخر سے پس بقول کالبروک صاحب محقق کے کہ اگر اہل ہند کسی غیر قوم سے ابتدا میں حکمت کے اصول سیکھ کے تو کیا وجہ ہے کہ وہ پچھلی ترقیوں کا علم حاصل نہ کر سکے اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ اہل ہند نے حکمت کسی سے نہیں سیکھی بلکہ اوروں کو سکھائی ہے۔

علم ہیئت و ریاضی میں بھی تحقیقات اہل ہند کی بہت قدیم پائی جاتی ہے پر اس جو قدیم زمانہ کا اول ہیئت دان گذرا ہے اسکو زیادہ چار ہزار برس سے عرصہ گذرا

اور جب یہ گردش آخر ہو آغاز خالی سے ہوتا ہے پھر آبی آتشی بادی اکا سی
و بعض کہتے ہیں کہ ایک ایک گھڑی خالی آبی آتشی بادی اکا سی جاری
رہتا ہے و بلحاظ انفاس خاصیتیں دتا ہے اوسکے شرح و بسط سے
بیان کئے گئے ہیں اور حالات پوشیدہ سے آگے دی جاتی ہے مثلاً
اگر کوئی شخص سوال کرے زن حاملہ کو لڑکا ہو گا یا لڑکی پس خیال کرے
کہ کون دم جاری ہے اگر شخص پر سندانہ اوسی طرف ہے تو تولد پسر سے
آگاہی ہوتی ہے ورنہ دختر سے اور اگر برابر ہو تو ام و بقولے اگر
پر سندانہ جانب چتر زاری ہو نشان دختر ہو اگر جانب سورج زاری علامت
پسر و کھٹنہ سے خبر دیتی ہے و بقول گرد ہے آبی خالی پسر سے اور آتشی
بادی دختر سے اور اکا سی خٹنہ سے نشان دیتے ہیں و علیٰ ہذا القیاس :

۳۴ سنگن

ذریعہ جانوروں کے حالات غیر معلوم سے آگاہی حاصل ہوتی ہے :

۳۵ کیول

ذریعہ قرعہ عالی نیک و بد دریافت کرتے ہیں :

۵۵ ساد رک

ذریعہ اعضا و خطوط و خال اور سیٹھ کے اعضا کے اکثر حالات معلوم ہوتے ہیں

۶۶ گارڈ

اسمین حالات بار گذردم و تدابیر رفع گزندہ کی کے ہیں ذریعہ بڑھنے منتر
کے اوسکے حاضر کرتے ہیں اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایک پورا نام سانب
بہم پہنچا کر اور منتر پڑھ کر یہ من کو کھواتے ہیں اور جب زہر اوسکا اثر کرتا ہے
تو گزندہ ہر شے میں جاتا ہے اوسوقت اوس سے جو سوال کرے اور وہ جواب
دیو سے سچ نکلتا ہے :

۷۷ اندر جال

نیرنجات اور طبہات انواع اقسام کے اسمین بیان کئے گئے ہیں

۸۸ رس بدیا

پانچویں اہم آئینہ درباب شناسائی اعضا و حفظ تندرستی و دریافت انواع رنجوری
 و چارہ کار اوسکا یعنی علم طبابت
 شانزدہم و ہشویں علم تیر اندازی
 ہفتدہم گاندھرب یعنی علم موسیقی
 ہجودہم ارتھہ شاستر بیان طریقہ مال فراہم کرنیکا و فائدہ اٹھانے کا
 اور ان چاروں علم کو آپ بید کہتے ہیں
 علاوہ علوم متذکرہ بالا اور چند علوم و فنون متفرق ہیں کہ بیان کرنا اوسکا بھی
 خالی کیفیت سے نہیں ہے

اکرم سباک

یہ علم نہایت نادر و حیرت افزا ہے کہ حالات پشین ولادت سے یعنی تسلیج ہاے
 سابقہ سے آگئی دیتا ہے کہ بجز ارادوں اعمال کے ولادت حال میں یہ کیفیت
 نصیب ہوئی اور نیز چارہ کار اوسکا بتلاتا ہے یہ آگاہی بابت چار امر کے ہے
 اول یہ کہ ولادت اوسکی منجملہ برہمن چتری بسیں سودر بلچہ وغیرہ یا مرد و عورت
 نتیجہ کس اعمال سابقہ کا ہے اور علاج اوسکا دوم جگونگی اعمال دربارہ صحت و
 رنجوری طبیعت اور چارہ کار اوسکا وان خواہ اعمال خواہ ہر دو سے سوم نتیجہ
 کس اعمال کا ہے کہ فرزند پیدا نہیں ہوتا چارم تو نگری اور تہیستی وغیرہ

۲ سرباسرود

یہ علم بذریعہ انھاس اپنے حالات زمانہ سے آگئی دیتا ہے روانی دم کی سوراخ بینی
 تین طرح ہے اول جانب سوراخ چپ زیادہ ہو وہ منسوب بقرہ ہے اوسکو
 ادا و چند زناری بھی کہتے ہیں دوم جانب سوراخ راست زیادہ ہو اوسکو پنکلا
 و سورج زناری نامزد کیا ہے سوم وہ کہ دونو سوراخ سے برابر جاری ہو وہ سکھنا
 اور کنبہ زناری سے موسوم ہے اور ہر ایک سورج زناری و چند زناری پانچ حصوں
 منقسم اور متعلق عناصر پنجگانہ سے ہے ایک گھنٹہ میں بیس پل ہوا اور تیس پل
 آتش اور چالیس پل پانی پچاس پل خاک دس پل اکاس و بقول بعض پانچ پل
 اکاس دس پل باد پندرہ پل آتش بیس پل آتش پچیس پل خاک جملہ سوا گھڑی ہوئی

تقریباً ایک سو تیس بجے تھے اور یہ بھی اٹھارہویں منو سیرت جاکوئی آڑا تھا اسنا
 کوئی پر اس سنگ لکنت رشن ماریت رشتہ جہم شائیں رشتہ کاتیاہ
 رشتہ باس وجہ اور اسی طرح اٹھارہ اب سیرت میں انکا جابل نابلت سکند
 لوکاش کتب یاس سنت گار سترز ایک دیا کھر کاتیاہن دارت کرنی پچل
 بودین کا دتہہ امتر سمیت

ہفتم شکشا اسمین بیان مخارج حروف کا ہے :

ہشتم کلپ اسمین ذکر اداے فراسنم پوجا و قواعد استعمال منتر وں کار و رکھائی ہے تا
 ارار بندی پس بیان کیا گیا ہے اور ادا کے دن وقت معین ہیں وقت کتھائی ہم سہی
 ساتھ زوجہ ماہ سوم حمل سے تا ماہ پنجم ماہ ششم سے تا ماہ ہشتم ولادت نام رکھنا
 دکھانا آفتاب کا کھلانا غلہ کا موڑا شی زنا ربندی

نہم بیاکرن اور یہ علم ہے خود صرف کا اور قاعدہ ترکیب مفردات کا اس سے حاصل ہوتا ہے
 تعداد حروف باون ہے تین قسم پر اسمین چودہ سرہین و تینس^{۳۳} بنجن اور پانچ حروف
 متفرق میں اونہیں ایک اسوار دوسرے سرگہ تیسرا جہا موک چوتھا گج گنیاکرت پانچواں
 اردہ بندی اور تھوچ حروف کے آٹھ ہیں درمیان سینہ و گلو و زبان و دندان و دہنی
 و کام و لب و تارک غرض کہ مثل صرف و نحو غولی اسمین بھی بہت قواعد و مباحثہ بیان کئے
 گئے ہیں :

دہم ترک شریع بعض حالات بید کی ہے :

پازدہم جوش یعنی علم نجوم اور اس علم کا بیان نو سندھانت میں مفصل مذکور ہے
 برہم سورج سورم بکسیت کرک مار دہشت رشتہ پازدہم

دوازدہم چند یعنی علم عروض قافیہ :

سیزدہم میانا ہر نہ قسم یعنی پورب میانا جسکو کرم کاٹکتے ہیں دائر
 میانا یعنی میدان و سنگ کس میانا یعنی اپنا
 چار دہم نیلے جکا سابق ذکر ہوا :

راکڑ اشخاص یہ مجاہد علم واسطہ درجہ تفصیل کے قرار دیتے ہیں دلیفہ چار دہم
 دیگر حسب ذیل زیادہ کرتے ہیں

نہم بیاکرن اور یہ علم ہے خود صرف کا اور قاعدہ ترکیب مفردات کا اس سے حاصل ہوتا ہے
 تعداد حروف باون ہے تین قسم پر اسمین چودہ سرہین و تینس بنجن اور پانچ حروف
 متفرق میں اونہیں ایک اسوار دوسرے سرگہ تیسرا جہا موک چوتھا گج گنیاکرت پانچواں
 اردہ بندی اور تھوچ حروف کے آٹھ ہیں درمیان سینہ و گلو و زبان و دندان و دہنی
 و کام و لب و تارک غرض کہ مثل صرف و نحو غولی اسمین بھی بہت قواعد و مباحثہ بیان کئے
 گئے ہیں

و بجا مقدار علم و دانش و ریاضت و عبادت حسب کتب مذکور دانش گان و عاملان اس
علم کے درجے قرار دئے ہیں جن کی سکہ گنیس پر ورتک شہسور رتنا و ہمک پیناس اپادیا
اچارچ گندہرجن گندہراگر بوجہ نیک کرداری و دانائی علم تا وراثت نامک جوگ ہوو
تو وہ جانشین جن ہے اور اس انتہے گذر کر تہہ ہر دانی کا پانا اور اوکو تیرتھکر کہتی ہیں
تیرتھکر اس گروہ کے بعد وہ ہیں اور یہ ایسے سادہ ہیں جنہوں نے اپنی ریاضت کے
باعث دیوتاؤں پر سبقت حاصل کی ہے ان تیرتھکر دن میں سے جنکی بعض مقامات پر
نہایت پرستش ہوتی ہے ایک رکھتہ ہے جو زمانہ حال کے تیرتھکر دن میں اول درجہ
رکھتا ہے لیکن ہر مقام میں علی العموم پارس نامتہ اور جہاں کی زیادہ پرستش ہوتی ہے
اور یہ تیلیوین اور چوبیسویں تیرتھکر ہیں اس فرقہ کو سراوگ بھی کہتے ہیں اور سیو
بھی اسی کا ایک شعبہ ہے :

فصل نہم اسٹھارہ بدیا و دیگر فنون کے بیان میں

اسٹھارہ بدیا یعنی علم کہ جسکو چھون فرقہ صاحب حکمت تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ
شخص رتبہ فضیلت کو پہونچتا ہے کہ جو جملہ علوم مذکورہ سے واقف ہوو چنانچہ ذکر
اوسکا کیا جاتا ہے۔ اول رکھتہ بید دوم جربید سوم سام بید چارم اتھرن بید
اور یہ ہر چار موسوم بکتب الہی ہیں جیسا کہ سابق ذکر ہوا :

پنجم پوران اسمین اکثر مسائل بید بیان کئے گئے ہیں اور انہیں پانچ قسم کے تذکرہ ہوئے ہیں
طور عالم اور نسبت ہونا اوسکا اور کیفیت خاندانوں کی اور حال خودہ منوتر اور خودہ
اندر کا اور یہ اسٹھارہ پوران ہیں سستی مارگندہ ہوکتی بھاکوت برہم ہیورت برہماند
برہم باجی بامن بشن یارہ اکن نار دیسی پدم لنگ کورم سکند گڑ اور اسٹھارہ پوران
ہیں اسمین بھی حالات مذکورہ بالا اور کچھ دیگر حالات تازہ ہوتے ہیں سنت کمار
سیو زرنسنگہ سیو دہرم دور داس کا پیل مالویشا

شوکر یاوشنس وارن برہماند کالی یا کاکا ناما ہیر ناڈ شاہب ادے پاراسک
بھاکوت کورم پشتم دہرم شاستر اسمین کام ہر چار فرقہ برہمن و چھتری اور
ہیں و سودر دربارہ پرستش الہی و روش سلطنت یعنی راج نیت و چارہ گری گناہان

میں بحال کر لیتی ہے اور نہ بدایت کسی دوسرے فاعل زوال اور پیدائش کر کے
طرف ہمیشہ جاری اور ازل رکھتی ہے :

یہ لوگ بید اور پران کی سند سے انکار کرتے ہیں اور جان آزاری کو نہ مومن بلکہ ممنوع
جانتے ہیں اور انہیں یعنی آتش کی تعظیم مطلق نہیں کرتے :

فصل ششم

چین شاستر کے بیان میں

ظاہر کرنے والا اسکا جن دانشمند ہے اور اوسکو آرن وارہنت بھی کہتے ہیں :
انفشن صاحب ہوتی اس مذہب کی ابتدا سنہ ۱۸۰۰ عیسوی میں ہوئی تھی
اور سنہ ۱۸۰۰ عیسوی میں اوسکو شہرت حاصل ہوئی اور سنہ ۱۸۰۰ میں نہایت
ترقی پر پہنچ گیا اور سنہ ۱۸۰۰ عیسوی کے بعد اوسکو زوال ہوا :
یہ لوگ بڑے اور ہمنون میں متوسط درجہ رکھتے ہیں :

کہتے ہیں کہ جب پانچ چیز فراہم ہوتی ہیں اشیا نقش ہستی پڑتی ہیں پخت تو
علت کال زمان خاص سبھاو خاصیت علت آتما نفس اطعہ پورب کرت نیچی
خوب کرداری و تباہ کرداری :

بعض اشخاص آفرینش کو ذات بارہتعالیٰ سے نسبت کرتے ہیں و بعض کال سے
اور بعض پورب کرت سے و بعض سبھاو سے :

بیدون پر مقرر ہوتے ہیں کہ اوسمیں جگ و ہوم کی ہدایت ہے جسکی وجہ سے
اکثر جان جانور و کی ضائع جاتی ہے : یہ گروہ بدارتھ صرف دو قرار دیتے ہیں ایک پران
دوسرا پریمو اور سچاسکے تقسیم و تقسیم بیان کرتے ہیں :

کتب مقدس اس گروہ میں چٹا لیس ہیں اوسمیں سے بارہ کو انگ کہتے ہیں اور کتب
قرار دیتے ہیں اڈارہ کو آٹا انگ کہ اوسمیں اکثر مسائل کتب الہی کے ہیں اور کچھ مطاب
ایزاد کے گئے ہیں اور بارہ کتب کو مول سوتر اسمیں قواعد آداب پیر و استاد و طرز و راز
روزی و دیگر پیش نفس پرستش ایزدی ہے اور چھ کتب چید گرنہ دربارہ چید
گناہ اور کتب بقیع اعضا میں و چگونگی پیدائش جانور و غیرہ اور ایک کتاب ہندی سوتر
ہے اوسمیں جگہ امور پر بیان ہو یا لا تحریر ہوئے درج ہیں :

فصل ششم یاجنل شاستر کے بیان میں

یہ شاستر یاجنل دانشمند نے ظاہر فرمایا اور اکثر مسائل آکے مطابق سانکھ کے
لیکن برخلاف سانکھ کے یہ لوگ پرہم آتما کو بھی تسلیم کرتے ہیں جو وہم و خیال سے پاک ہے
اور عالم الغیب ہے جس پر محدودیت زمانی و مکانی کا وسیطح اطلاق نہیں آتا اور وہی
ذات باری تعالیٰ ہے ۔

کہتے ہیں کہ لنگ سیر بھی فنا پکڑتا ہے اور سچا لٹ او اگون کے از سر نو دوسرا
سیر ملتا ہے جب تک کہ درجہ ملکوت کو نہ پہنچو نیچے اور ملکوت بدون جوگ یعنی ریاضات
کے حاصل نہیں ہوتی ریاضات جسمانی و روحانی کی ہدایتیں مشرح بیان کی گئی ہیں
اور قواعد جس نفس درج کیے گئے ہیں

فصل ہفتم بودہ شاستر کے بیان میں

پدید آرنہ اسکا بدہ ہے اور اسکو شاکی گوتم اور شاگن اور شاگونی اور گوتاما
اور سکیا کے نام سے بھی پکارتے ہیں اور لدراخ و تبت والے لاما کہتے ہیں و
بقائد اہل ہند اوتارنم ہے نام باپ کا راجہ سدھو دھن مرزبان بہار و نام مادر
مایا ہے زمانہ فوت بدہ مورخان ہندی ۳۲۰۰ برس تقریباً قرار دیتے ہیں اور
تحقیقات مورخان یورپ سے ساڑھے پانچ سو برس قبل سنہ عیسوی قرار پاتا ہے
جیسا کہ حصہ دوم کے باب اول فصل ششم میں بیان کیا گیا اس فرقہ کے
لوگ ہندوستان میں کیا اب لیکن تبت و لٹکا و برہما وغیرہ میں بیشتر اور
اس فرقہ کو ہندوستان سے شنگر اچارج نے غالباً آٹھویں صدی میں اکثر
مقامات سے خارج کیا بدہ مذہب کے فرقوں میں نہایت قدیم فرقہ خدا سے
کے وجود کا منکر ہے دوسرا فرقہ جو ذات باری تعالیٰ کو تسلیم کرتا ہے وہ بھی
اوسکو خالق تصور نہیں کرتا فرقہ منکر کہتا ہے کہ بزمادہ کے جوازل سے ابد تک رہیگا
کوئی شے وجود نہیں رکھتی اور مادے میں ترتیب اور انتظام کی قوت ذاتی ہے اور
اگرچہ دنیا وقتاً فوقتاً معدوم ہوتی جاتی ہے مگر مادہ کی قوت اوسکو تھوڑی مدت

جو جس حرکت دونوں کا ذریعہ ہے اور پانچ تن مائرا یعنی مشید پرش پرش
گندہ جو پانچ اعتدالوں یا جزون یعنی عواس خمسہ کے مخرج ہیں اور خالق
پانچون عنصر کے ہیں اور پانچ عناصر خمسہ یعنی اکاس ہوا آگ پانی مٹی
جو کئے نوع آتا کہ نہ علت ہے نہ معلول یعنی نہ خالق ہے نہ مخلوق وہ ایسی شے
ہے جس پر کثرت و وحدت دونوں کا اطلاق ہوتا ہے وہ صاحب ادراک اور ہمیشہ
ایک ہی حالت پر اور غیر مادی ہے :

یہ فرقہ بھی مثل بیدانت دوسرے قرار دیتا ہے ایک لنگ سیر اور دوسرا
جزیرے بنتا ہے یعنی گیارہ اندری پانچ تن مائرا و متت اور اہنکار سے اور دوسرا
استمول سیر اور موت فرداؤں سے ہے کہ درمیان لنگ سیر و استمول سیر
جدائی ہوا اور لنگ سیر ہمیشہ ساتھ اوس کے رہتا ہے اور آواگون کرتا ہے :
آتما مثل آئینہ ہے اوس میں ہر قسم کی شے کا عکس پڑتا ہے مگر کوئی تبدیلی نہیں
اسی طرح آتما سب کچھ معلوم کرتی ہے مگر اوس میں اثر کسی شے کا نہیں ہوتا اور
جب آتما پرکرت یعنی قدرت کو بالکل دیکھ اور سمجھ چکی ہو تو کام ادکا پورا
ہو جاتا ہے اور سلسلہ آواگون کا ختم ہوتا ہے اور حرکت حاصل ہوتی ہے اور پرکرت
و آتما کے درمیان جو خلق ہے وہ فنا ہو جاتا ہے :

عنصری مخلوقات کی چودہ قسم ہیں اور یہ تین نوع پر ہیں اول دیوتہ اسکی آٹھ
قسم ہیں براہمی پر جاپتی اندر پترہ کا مذہب حاجہ راجھس پانچ دوم
ترنج اور یہ پانچ قسم ہے پش برگ کبھ سرب ستھ اور یعنی رومی کی
سوم منکہ یعنی آدمی :

ہنگام فنا کے آفرینش داخل پانچ عنصر ہو جاتی ہے اور عناصر پانچ تن مائرا
چلے جاتے ہیں اور وہ اہنکار میں اور اہنکار متت میں اور متت پرکرت میں
پوشیدہ ہو جاتا ہے :

اس شاستر میں اس قسم کے بہت سے مباحثہ و مسائل تشریح دار نہایت ذلیل
اور استقام سے بیان کیے گئے ہیں تمیلاً چند مسائل واسطے تفریح طبع ناظرین
بیان بیان کئے گئے :

باد شکم اپان باد راہ براز بیان باد تمام بدن یہ جملہ سولہ چیزوں سے سوچھم شیر
 بنا ہے جو جیوا تھا کہ ساتھ آواگون یعنی حالت تناسخ میں رہتا ہے اور ہنگام
 ملکیت یعنی نجات یہ بھی نیست و معدوم ہو جاتا ہے۔ دوسرا غلاف یہ جسم کشیت
 ہے جسکو استھول شیر کہتے ہیں اور پانچ تہت یعنی اوجہ عناصر و اکاش سے بنا ہوا
 ہے۔ جب جیوا تھا اس جسم کشیت کو ترک کرتی ہے تو وہ چندر لوک یعنی جرم قمر میں
 جاتی ہے اور وہاں اسکو ایک آبی رفیق جسم ملتا ہے اور مینہ کی صورت میں ستر
 جسکو کوئی نباتات جذب کر لیتی ہے پس بذریعہ غذا کے کسی حیوان کے بچہ کے
 قالب میں پڑ جاتی ہے اور اپنی آواگون کے پورا کرنے بعد جو بدون حصول گیان یعنی
 معرفت حقیقی ممکن نہیں درجہ نجات یعنی ملکیت کو پہنچتی ہے ورنہ بلحاظ اعمال
 آواگون میں رہتی ہے۔

فصل پنجم سائنکہ شماسٹر کے بیان میں

مولف اسکا کیل دانشمند ہے کہتے ہیں کہ آفرینش عالم کی برکات سے ہے و عالم
 قدیم ہے اور نستی اوسکی درجہ معدومیت کو نہیں پہنچتی بلکہ معلول داخلت
 ہوتا ہے مثل کچھوئے کے کہ وہ دست و پا اپنے کو آب میں گھسیخ لیتا ہے۔
 اور بجائے پدارتھ کے تہست متصل ہے اور یہ پچیس قسم ہے اور چار نوع منقسم
 اول نوع برکات یعنی قدرت جو تمام اشیاء کی اصل اصول اور تمام کائنات کا مادی
 سبب ہے اور یہ ایک الیٰ مادہ ہے جسکی کوئی ابتدا اور انتہا نہیں اور عقل
 و گیاست نہیں رکھتا اسکو جزو لایتنجی مانی گایا ہے اور وہ علت ہوتا ہے معلول
 نہیں ہوتا۔ دوسری و تیسری نوع برکات برکات کہ ایک نوع پر علت اور دوسری
 نوع پر معلول ہے اور یہ تیس قسم پر منقسم ہے۔

اول ہمت یعنی بدہ جسکو علم و ادراک کہتے ہیں جو قدرت کی اول پیدائش ہے۔
 دوم ہنگار یعنی یقین کرنا کہ میں ہوں اور یہ ہمت سے پیدا ہوا۔

سوم گیارہ اندری یعنی پانچ گیان اندری جسکو خواہر خمس کہتے ہیں شامہ
 و النعم شامہ اور پانچ کرم اندری باک بالی پاویاے اہمہ گیارہ ہوان اہمہ کرن

اور خلقت اوسکی مرضی کا ایک کام ہے اور دنا کا خالق اور مادی اجنت اوسی کی
 ذات ہے بقول شاعر خود کوزہ و خود کوزہ گرد خود گل کوزہ و اور ہستی
 مطلق ہے مفرد و حین یعنی جیو آتما اوسی کی ذات کے اجزا میں جو اس طرح
 اوس سے علیحدہ ہو کر پھر اوس میں شامل ہو جاتے ہیں جس طرح آگ کے
 شعلہ میں سے شرار کی شکل کر پھر اوسی میں لمبا دین : $\frac{1}{2}$ $\frac{2}{3}$ $\frac{3}{4}$ $\frac{4}{5}$ $\frac{5}{6}$ $\frac{6}{7}$ $\frac{7}{8}$ $\frac{8}{9}$ $\frac{9}{10}$
 اس علم میں چہ چیز سے گفتگو ہوتی ہے برہمہ ایشور جیو آکیان سبندہ
 برہمہ قادر مطلق و ہستی تحت ہے جسکو پرہم آتما کہتے ہیں :
 آکیان اس میں دو قوت ہیں ایک بچیب سکت یعنی قوت ظاہر کرنے کی دومی
 آوزن سکت یعنی قوت پوشیدگی شناسائی کی :
 سبندہ یعنی پیوند آکیان ساتھ برہم کے ہے :
 بھید جدا ہونا انکا ایک دوسرے سے ہے :
 آکیان ساتھ قوت اولین کے بایا کے نام اور ساتھ قوت دومی کے ابتدا کے
 نام سے موسوم ہوتا ہے اور ذات مقدس برہم کو ساتھ پیوند بایا کے جو یقین
 حاصل ہوتا ہے اوسکو ایشور کہتے ہیں اور ساتھ پیوند ابتدا کے جیو آتما کہتے
 ہیں اور اوس سے کبریا کی اوسکی میں کچھ نقصان نہیں ہوتا و لمبا دین : $\frac{1}{2}$ $\frac{2}{3}$ $\frac{3}{4}$ $\frac{4}{5}$ $\frac{5}{6}$ $\frac{6}{7}$ $\frac{7}{8}$ $\frac{8}{9}$ $\frac{9}{10}$
 یعنی ست برج شرم کہ متعلق آکیان سے ہیں ایشور صفات سے گانہ خالقیت و پرورش
 و ہستی کی برہمادیشن و عبادت و نام پکڑنا ہر و سلسلہ آفرینش و نمایاں سے بے بود
 انہیں تین غرض سے قائم ہوتا ہے : بعدہ اسی طرح طریقہ پیدائش بار بعدہ عامر
 و اکاش دعا اس خمسہ وغیرہ بیان کیا گیا ہے :
 روح یعنی جیو آتما جسم میں اس طرح بندھی ہے جیسے کوئی شے ایک غلاف یا خد فلانو
 میں ہوتی ہے چنانچہ اول جسم سو جسم شریک کے نام سے موسوم ہے چنانچہ آفرین
 یعنی ساتھ ساتھ پانچہ ذائقہ شامہ اور پانچ کرم اندری یعنی باک قوت گویائی
 و باقی قوت دست و پا و قوت پا و باقی قوت دفع بلا و اپنے قوت ریش و بول
 اور ایک جوہر لطیف کو اوسکو آتما کہتے ہیں اور اوس کے لمبا دین : $\frac{1}{2}$ $\frac{2}{3}$ $\frac{3}{4}$ $\frac{4}{5}$ $\frac{5}{6}$ $\frac{6}{7}$ $\frac{7}{8}$ $\frac{8}{9}$ $\frac{9}{10}$
 جہت من بردہ ایشور اور پانچ ہوا یعنی پیران باد میں دو ہیں اور تین باد معلوم ستان

درجہ ہندوستان

ذاتی وصف نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر منحصر ہے :

فصل سوم

میں انسان شاستر کے بیان میں

اس شاستر کو جین دانشمند نے ظاہر کیا یہ شاستر ذات بی ہمال خدا کے لایزال کو تسلیم کرتا ہے لیکن بدیش اشیا دہرم اور مہم یعنی اعمال نیک و بد سے قرار دیتا ہے کہتے ہیں کہ برہما بشن جہاد یو منظر ایزدی نہیں ہیں جامہ بشری سے بوجہ نیک کہہ داری اس مرتبہ کو پوپ کے عالم کو آغاز و انجام نہیں ہے عناصر ربہ و پیار و دریا ماے بزرگ کو زوال نہیں ہوتا اور من مثل آتما کے سب جگہ ہے اور اعمال انسان کے باختیار و خواہش اس کے میں اور بہشت اور دوزخ اور ناسخ و نکلت کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ اعمال دوسم کے ہیں ایک برہمت کہ جسکا ثمرہ نیک ہے دوحی جگہہ جسکا ثمرہ بد ہے اولین بھی چار نوع ہے رشت جو روزمرہ کرنا چاہیے اور ترک اوسکا ناقص ہے نیتک جو کہ وقت مخصوص مثل خسوف و کسوف میں کرنے چاہیے کامی جو واسطے حصول خواہش و مطالب کے لئے جاوین پر ایشیت وہ اعمال جس سے بخشایش گناہ کی ہووے اور یہ اعمال واسطے چاروں برن یعنی فرقوں کے علیحدہ علیحدہ ہیں و مقاصد اس شاستر کے بارہ ادھیاؤن میں علیحدہ علیحدہ تہیہ بیان کئے گئے ہیں :

فصل چہارم

بیداشت شاستر کے بیان میں

ظاہر کرنے والا اسکا رکھیشر بیاس دانشمند ہے یہ فرقہ کہتا ہے کہ عالم نمودی و نیست ہست نہا ہے جیسا کہ انسان کالت خواب انواع اقسام کے سکر مار خیالی مشاہدہ کرتا ہے و ہزاروں رنج و راحت اٹھاتا ہے یہ حالت بیداری بھی اسی قبیل سے ہے اور دوزخ و بہشت اور ثواب و عذاب و دیگر نیز نگاہ کے عالم نیست ہست نہا ہیں اور ایک نور درخشندہ نے باعتبار گوناگون ناچھا کے مختلف پائے اور وہی قادر مطلق کائنات کی فنا اور بقا اور ہستی کا باعث ہے

اس کا وہ بھی اقسام ہیں ایک شکر کا اور نیستی کے درمیان دو چیز کے
مثلاً کہا جائے کہ یہ اور وہ نہیں ہے یہ بدم ساتھ منسوب الیہ اپنی
کے ایک وقت اور ایک جگہ فراہم ہوتی ہے اور عدم ساتھ دو کے ایک جگہ فراہم ہو
جیسا کہ زید موجود اور کنارہ دریا کے معدوم ہے
اور اسی طرح ہنگامی باقی ماندہ ساتھ شہر کے تعریف بیان کی گئی ہے مشق

نمونہ از خوار کے تحریر ہو میں

بدار تھہ شوم یعنی شک کا بیان

شک تین قسم ہے اول مثلاً ایک شے دور سے دکھائی دے شک ہو کہ یہ
ہے یا آدم یا علاوہ اسکے دوم نشان خاص تو نظر آوے لیکن شک ہو مثلاً
یہ شے قدیم ہے یا حادث عرض ہے یا جو ہر شوم گفتگو میں پیدا ہو مثلاً
در باب ایجاب و سلب مباحثہ کریں اور شک پیدا ہو

بدار تھہ چهارم علت کا بیان

علت یہ بھی تین قسم ہے علت کا درجہ سمواوی کا درجہ اسمواوی کا درجہ
علت کو کارن کہتے ہیں اور معلول کو کارج

علیٰ بذراقیانہ بدار تھہ کا بیان اس علم میں مفصل ہو اب اس قدر دانستہ
در یافت طریقہ مباحثہ بیان کیا گیا

فصل دوم

بیشک مک شاستر کے بیان میں

ظاہر کہنے والا شاستر کا کنا دانتھند ہے تین بھی میں نیا شاستر کے
مباحثہ ہے نیای میں اکثر الہیات پر اور بیشک مک میں طبیعات اپنی محسوسات
بکث ہے اگرچہ بعض مسائل میں دونوں میں اختلاف ہے لیکن عموماً اکثر
مباحثوں میں اتفاق ہے

یہ شاستر ظاہر کرتا ہے کہ دنیا کی چیزیں ایسے درجوں سے بنی ہیں جن میں از
حرکت کرنے اور جمع ہو جانے کی قوت موجود ہے اور دنیا ادبی اجزائیں ایسے
درجوں کے مجموعوں سے جو ہمیشہ سے بنی ہوئی ہے لیکن یہ ترتیب خارجی اور

داسٹے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سگالی اور حق پر ڈھکی کے اور الزام دوسرے کا اور
 بیشی اپنی کا توقع نہ کرنا چاہیے **जल्य** مناظرہ جنتہ **वितरुडा** **अनल**
 متیہا ہماں **मिथ्याभास** دلیل فاسد پھیل **एल** انحراف جانت
 جانتے **जानते** نیکر بہستان **निग्रहस्थान** تردید:

پدارتھہ اول پرمان کا بیان

پرمان کی چار قسمیں ہیں **प्रत्यक्ष** پر تپہ عاقل شکار بیج ظاہر
 من انسان **अनुमान** قیاس یا نتیجہ اسکی بھی تین قسم ہیں ایک حنفی
 جسمین علت سے معلول معلوم ہوتا ہے دوسرے کہے جسمین معلول سے
 علت دریافت ہوتی ہے تیسرا مثل آپا **उपमा** تشبیہ و تمثیل
 شبد **शब्द** مقولہ یا شہادت:

پدارتھہ دوم پرچی کا بیان

اسکی بارہ قسمیں ہیں **आत्मा** روح **शरीर** جسم اندری
इन्द्रिय آلات حس **मन** ارادہ **अर्थ** محسوسات **बुद्धि**
 قوت مدبرکہ پرورث **प्रवृत्ति** کسی کام میں مصروف ہونا **दोष**
 خطا پرست بھاد **प्रेत्यभाव** اداگون پھیل **फल** ثمرہ **दुःख**
 تکلیف **अपवर्ग** نجات:

اول آتما یعنی روح

آتما بھی دو قسم ہے جو آتما پر آتما جو آتما جسم بشری و حیوانی و نباتی کہلاتی ہے
 اور بر آتما ذات باری تعالیٰ ایک اور قدیم ہے اور روح کی جو دوہ صفت ہیں یعنی تعداد
 مقدار کثرت و متصل فصل علم و ادراک رنج راحت خواہش نفرت ارادہ
 لیاقت نالیاقتی قوت استیلا:

دوم سریر یعنی جسم

سریر دو قسم ہے جو **योनि** جو کچھ کہ زودادہ اور غما غمسہ سے ظاہر ہے
 اور جو **अपोनिम** جنہوں اور کے ہے اور جو بھی دو قسم ہے **अणु** جو کہ دان
 بینی رزم سے پیدا ہوا اور **अकिन** جو بیضہ سے پیدا ہوا اور جو **अणु** جو کہ دان

جب باندازہ اعمال دوزخ میں جاتے ہیں اور وہاں سنہ رائے اعمال پر چھٹکت کہ
 باہر نکلتے ہیں اور دوسرا جہنم لیے ہیں اسکیو تناسخ کہتے ہیں اور اسکی طرح نتیجہ
 اعمال نیک سے بہشت میں بہرہ یاب ہو کر دوسرے جہنم میں داخل ہوتے ہیں اور یہ
 سلسلہ اسوقت تک جاری رہتا ہے جب تک نئے نیازی حاصل ہووے
 اور شادی و غم سے رہائی پاوے کہتے ہیں کہ منجملہ اجزائے عالم کے بعض قدم میں
 بعض حادث اور ذات باری تعالیٰ کی آٹھ صفت ہیں اول گیان یعنی دانش
 حال گذشتہ و آئندہ و پوشیدہ و ظاہر و کل و جز اور نادانی اور فراموشی
 اوس میں دخل نہ پاوے دوم اچھا یعنی خواہش کہ ہر چیز بہ ارادت الہی نقش
 ہستی کیٹے اور گوشتہ عدم میں جاوے سوم بڑھتی تدریج کار و ترتیب
 اسباب ساتھ ہستی و نیستی کے اوس سے ظاہر ہووے چہارم سنکھیا
 مراتب اعداد اور وہ تین قسم ہیں ایک اور دو اور زیادہ اول صفت الہی
 ہے پنجم پرمان مقدار اور اوسکی بھی چار قسم ہیں اور چونکہ ذات باری تعالیٰ
 سب جگہ ہے مقدار اوسکی اندازہ سے باہر ہے ششم برتھکتو تشخیص و تمیز
 یہ بھی مثل سنکھیا تین قسم ہے اور قسم اول صفت الہی ہفتہ کسجوگ ملنا اور سب کے
 ساتھ اوس کے ملاوے ہشتہ بھاگ جدا ہونا انہیں سے اولین چھ صفت الہی
 قدیم خیال کی جاتی ہیں یہ فرقہ تجنیس و ترکیب و ترتیب پر توجہ کر کے ایک قضیہ پانچ
 مراتب اسطور پر قائم کرتا ہے مثلاً یہ پہلا آتش ہے کیونکہ اوس میں دھواں نکلتا ہے جس سے آتش
 دھواں نکلتا ہے وہ آتش ہوئی ہے جیسے کہ مٹی کی کاٹور بہ پس پہاڑ دھواں
 ہے اس لیے یہ پہاڑ آتش ہے اور اس علم میں تقریر کے مرتبوں کی سولہ تقسیمیں
 ہیں اور ہر ایک کو پدارتھ کہتے ہیں اس تفصیل سے پرمان پرमाणہ دلیل
 برہمی یہ وہ شے جو معلوم اور ثابت کیجاوے سنشٹی **प्रमाण** دلیل
 شک پر یوجن **प्रयोजन** علت و سبب **दृष्टान्त** مثال سدھیا
सिद्धान्त ثابت شدہ حقیقت اولیو **अवयव** ایک باقاعدہ
 تقریر یا قضیہ کا جملہ ترک **तर्क** وہ تقریر جس سے بیہودگی ثابت کی جاے
 نرنی **निर्णय** یقین یا تحقیق **वाद** گفتگو کرنا و شخص کا

ایسی جسم کو چھوڑ کر تین روپ پیدا کیے چتر لپٹ چتر سین چتر انگہ فقط
 اول جو راجہ ناگ منی خاندان کا گمہ دیس میں متسلط ہوا اور کا نام شیش ناک تھا
 معلوم ہوتا ہے کہ شیش اسی سے مراد ہے اور کا چھٹا راجہ اجات ستر ہوا اور اوکا
 پانچون راجہ مہاند تھا جس کا بیٹا مہا اور اوکا بیٹا چندر گپت ہوا جیسا کہ بیان سلطنت
 گمہ دیس میں مفصل تحریر ہوا ہے: **والعدا علم بالصواب والغیب عند العدا**
 ہشتم بیاس سرت کے ادبیار اول اشوک یازدہم فرقہ کا بیت کو شود در بن بیان
 کیا ہے نسبت اخلاق پر انون کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حالت شک میں حوالہ بد
 سرت کا مقبول ہوا ہے نہ کہ پیران کا اور پیرانوں کا منشا اصل دی ہے جیسا کہ
 فصل اول باب ہدایہ میں بیان کیا گیا ہے

باب سوم
علوم و فنون ہندوستان نامہ
 شاستر جیسا کہ شار حکمتوں میں ہے چہ بن بیاسی بیستیک میاں سیدت
 سا کہہ پانتھل اور اگرچہ دو شاستر اور میں ایک بودہ دوسرے اجین شاستر
 لیکن انکو بہر میں لوگ گمہ دیس میں شاکر کرتے ہیں اور علاوہ اسکے اور علوم بھی ہیں جکا
 علمحدہ علمحدہ ذکر ہوگا:

فصل اول
نسائے شاستر کے بیان میں
 ظاہر کرنے والا اسکا گوتم دانشمند ہے یہ ایک علم ہے طبیعیات والیات دریا پانی
 و مناظرہ میں ذات بارہی تعالیٰ کو تھوڑا اور پیدا ہونے اور جہانیت سے پاک جانے میں
 ازلی و ابہی و آفرینندہ و نگاہدارندہ بسط حقیقی کہتے ہیں قول از کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 بنے ایک شخص کو پیدا کیا اور ساتھ اسکے چونہ خاص پڑا جس طور سے کہ تن سے
 چونہ جان کے سب کام کرتا ہے اسی طرح وہ شخص بتلی ایزدی سر منشا جملہ کام کرتا
 ہوتا ہے اور اس شخص سے مراد برہما ہے اللہ تعالیٰ کو فاعل مختار و اعمال بند کو
 معلول قدرت جانے میں نیکی و بدی اعمال کی کتب الہی سے معلوم ہوتی ہے اور اس
 مطالبی و دوزخ و بہشت میں جانے میں اور دوزخ و بہشت میں ہمیشہ نہیں رہتے

مشرقی ہندوستان میں یعنی آندروے انگ میں یورش کی اور سکندر یونانی نے جب ہندوستان سے معاودت کی تو ملک باختر یا بکتر یا سلوکس اپنے سردار اعظم کو دیا سلوکس نے بعد اتمام اوس ملک کے جانب ہندوستان غزیت کی اور چندر گبت والی گدہ دس غد نامہ کیا اور ایک سفیر اوسکا دربار چندر گبت میں حاضر رہتا تھا اور سر پر جو صاف اپنی تواریخ جلد ۱ صفحہ ۴۶، ۴۷ و ۴۸ میں بیان کرتے ہیں کہ دریا ے انگ کے اوس بار کا ملک جو ایرانیوں کے قبضہ میں تھا سکندر نے اپنے قبضہ میں رکھا تھا لیکن سلوکس نے بعد اوس کے چندر گبت کو دیدیا پتیس ان دونو واقعات منظرہ کے مطابق سے بھی دلائل بالاک کی تائید ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ جس طرح لفظ سا کا یا سک سے سکسینہ معروف ہوئے ویسے ہی استھان یا ایٹھان کا اشتقاق لفظ ستھیا سے ہوئے

پہم بید و سمرت خصوص منو سمرت میں صرف اصلی فرقہ ہنود کے چار قائم کئے گئے ہیں یہ پانچوان فرقہ بیان نہیں کیا گیا اگر یہ فرقہ قدیم تھا تو ممکن نہیں کہ اسکا ذکر اوس میں نہ ہوتا علاوہ ان چاروں فرقہ کے ان لوم پرت لوم پرین کشنکر کہلائے جاتے ہیں ان لوم وہی فرقہ ہے جو اعلیٰ ذات کا مرد اور کمتر ذات کی عورت سے پیدا ہوا اور جو از روئے شاستر جائز قرار دیا گیا ہے چنانچہ اسنا سمرت میں جو منجلہ اٹھارہ سمرت کے ہیں پیدائش فرقہ کا بیت فرقہ ان لوم سے قرار دی ہے اور ایسا ہی کتب تواریخ میں نسبت پیدائش چندر گبت فرقہ ان لوم سے بیان کیا گیا ہے اسنا سمرت میں یہ ذکر اشلوک ۳۲ لغایت ۳۴ میں درج ہے

ششم جس قوم کی ان لوم کو اسنا سمرت میں کائیت نام سے لکھا ہے اوسی قسم کی ان لوم کو منو سمرت میں ادھیا، دہم اشلوک ہشتم میں امیشٹ نام سے تحریر کیا ہے اس مقام پر یہ قیاس کرنا ممکن ہے کہ جو فرقہ کائیت میں ایک تفریق موسوم بہ امیشٹ ہے وجہ تسمیہ اسکی اوسی لفظ امیشٹ سے پیدا ہوئی ہے ہفتم ایک روایت پیدائش چندر گبت رسالہ کائیت درین میں یہ بھی لکھی ہے بھو الہ اچارترنی تنتر کے کہ ایک وقت برہما جی کے تلوے سے ایک لڑکا پیدا ہوا اوسکا نام شیش ہے کچھ دن پہچھے اوسکی نام کائیت کیا اور شیش تینوں لوک کا راجہ ہوا اور بعد اختتام سلطنت کے اوسنے اپنی

فرضوں میں جو عورتوں کو کرنی چاہیے یعنی روزمرہ کھانا پکانے میں اور گھر کے بڑوں کی مخالفت کرنے میں مصروف رہیں گھر میں خبردار اور شفیق محافظوں کی حفاظت میں بھی عورتیں محفوظ نہیں رہ سکتی ہیں، لیکن وہی عورتیں پاکدامن رہ سکتی ہیں جنکا دل خود محافظ ہے اور میاں ۹ اشلوک ۱۱ د ۱۲

سستی ہونے کا ذکر کہیں منوسمیت میں نہیں کیا گیا ہے: بدھ کو رباضت اور نیک طریقہ میں زندگی بسر کرنے کا ذکر کیا گیا ہے اور میاں ۵ اشلوک ۱۵۶ الغایت ۱۵۸:

فصل چہارم فرقہ کائیت کا بیان

یہ فرقہ آپکو اولاد چتر گپت سے جو بہ توجہ باطنی برتتا جی کے زمانہ قدیم میں پیدا ہوئے بتلاتے ہیں لیکن بعض مورخ کہتے ہیں کہ یہ وہی چتر گپت ہے جو بنام چندر گپت راجہ گندہ لیس تھا اور جسکا ذکر باب اول فصل دوم حصہ ہذا و نیز فصل سوم و ششم باب اول حصہ دوم میں ہوا ہے اور واسطے ثبوت اس بیان کے دلائل ذیل میں پیش کرتے ہیں: اول یہ کہ اسکے اولاد کا گندہ لیس میں راج کرنا کائیتوں نے خود اپنے رسالہ کائیت درپن میں تحریر کیا ہے:

دوم ناگ ہنسی خاندان سے ہونا چندر گپت کا جیسا کہ تاریخ گندہ لیس میں مذکور ہے مضمون رسالہ مذکور سے بھی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اوسمیں لکھا ہے کہ بارہ اولاد چتر گپت کی شادی ساتھ بارہ ناگ کنیاؤں کی ہوئی: سوم متر گپت جو میاں چندر گپت کا تواریخ میں بیان کیا گیا ہے فرقہ کائیت لقب ماتھر کو خاص اوسی کی نسل سے خیال کرتے ہیں: چہارم رسالہ کائیت درپن میں تحریر ہے کہ رام دیال دامودر دیندیا پسران چتر گپت جانب کا بل قند ہار آئے رام دیال کا نام دھان کے رہنے سے سک حسین یعنی مسلمانوں کی فوج کا رکھنے والا ہوا اور دیندیا ان خیال جلا گیا جس سے استھان کے نام سے معروف ہوا اور اب وہ لوگ سکینہ دایٹھان کے نام سے پکارے جاتے ہیں سستیہ واقع ملک یزان کو ایرانی لوگ سا کا کہتے ہیں اور کتب ہندی مخصوص ہما بھارت و منوسمیت میں بھی مذکور ہوا ہے کہ سک دلیس میں چتر گپت کے بیٹے ہیں اور یہ امر بھی تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ سستیہ والوں نے

لڑکا خاندان کا بہت اچھا اور خوب صورت اور اپنی ہی قوم بیاوان میں تہ لڑکی چھوٹی بھی
لائق نہ ہو تو بھی بیاہا اور سکا کر دینا چاہیے اور تین سال تک بالغہ ہو کر کنیا کی
شادی نہ کرے تو وہ کنیا اس کے بعد اپنی موافقت مرضی کے شوہر حاصل کرے
ادھیار ۱۹ شلوک ۸۸ و ۹۰ و ۹۱ :

ایک مرد کو ایک ہی شادی کرنا چاہیے لیکن جس شخص کی زوجہ شرابی بد چلن اور
اور کینہ رکھنی والی اور حد سے زیادہ فضول خرچ ہو تو وہ دوسرا بیاہ کرے
اور اسی طرح اگر عورت باجمہ یا جسکی اولاد زندہ نہ رہتی ہو اور جسکو صرف دختر
پیدا ہوتی ہو ایسی حالت میں سلسلہ وار اکھوین دسویں گیارہویں سال دوسری
شادی کرنا چاہیے بد اور دُرچین عورت کے اوپر تو بجلد دوسری شادی کرے
ادھیار ۱۹ شلوک ۸۸ و ۸۹ :

زوجہ کو چاہیے کہ اگر اسکا شوہر واسطے تیرتھ جاتا کے گیا ہو تو آٹھ برس تک اور
اگر واسطے تحصیل علم گیا ہو تو چھ برس تک اور اگر صرف بتلاش معاش و سیر کے
واسطے گیا ہو تو تین برس تک انتظار کرے ادھیار ۱۹ شلوک ۹۲ :

اس مقام پر شریعہ ہندی لکھتا ہے کہ بعد اس انتظار کے عورت پانچ سو روپے
جائے لیکن غیر قوم کے لوگ اس مقام سے اجازت شادی ثانی کی تاویل کر سکتے ہیں
الاکسی ستر میں ایسی اجازت صاف نہیں دی گئی بلکہ بطور قاعدہ عام کے جمع ہے
ایسے بھائی کی زوجہ سے اولاد پیدا کرانیکا طریقہ جو اولاد فراہم کرے
ہو مگر اولاد کی امید نہ ہو بجز شوہر اور ایسی بیوہ کی ناجائز ہے جسکا شوہر پستریاہ کے
یعنی سنگنی کے مر گیا ہو ادھیار ۱۹ شلوک ۹۵ لغایت ۹۶ :

زوجہ کو اپنے شوہر کا فرمان بردار اور جان نثار ہونا چاہیے اور اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ
جس جگہ عورت کی بنقدری ہوتی ہو وہاں جملہ نیک کارندہ بھی اکارت جاتے ہیں اور جہاں
رتون کو ذلت و مصیبت میں رکھا جاتا ہے اس خاندان کے تمام لوگ تباہ ہو جاتے ہیں
س خاندان میں زوجہ و شوہر باہم خوش و راضی رہیں وہ گھر ہمیشہ خوش آباد
گا ادھیار ۱۹ شلوک ۹۵ لغایت ۹۶ :

کا کام یہ ہے کہ وہ دولت کے جمع کرنے اور اس کے بجا صرف کرنے اور صفائی اور اوروں

ہر پش پوران) اس زمانہ میں افعال کا تو کچھ خیال نہیں کیا جاتا صرف نام کو ہی ذات قرار دیا گیا ہے :

منو سرت میں سوائے شودر کے اور فرقوں کے آدمیوں کے آپس میں کھانے یا ایک دوسرے کا ہوا کھانے کی جس سے اس زمانہ میں ذات باقی رہتی ہے گو کہ کہیں مانفت نہیں پائی جاتی لیکن صاف اجازت سمجھی نہیں ہے اور شودر کا جھوٹا کھانے کا البتہ کفارہ لکھا ہے کہ سات روز آتش جو پختے سے آدمی پاک ہو جاتا ہے اور بیاراشلوک مادہ

فصل سوم

تعلقات زن و شوہر کا بیان

شادی کے آٹھ طریق ہیں براہم دیو ارکھ پراجاپت اسرگاندھرب راجپس پش پش انین اٹھوان مذموم ہے چٹھ اولین برہمن کو اور پراجاپت اسر وغیرہ پانچ چھتری کو اور دہی باکشتار پراجاپت میں شودر کو جائز ہیں لیکن انہیں سے بھی چار اولین برہمن کو راجپس چھتری کو اسر میں کو اچھا لکھا ہے : براور کتیاں کو زیور و یارچہ دیگر برکو بولاکر کتیاں دیوے وہ براہم بیاد ہے : اور جگ کر کے ساتھ زیور کے کتیاں کا بیاد کرے تو یہ دیو بیاد ہے ایک بادو گلے اور پیل برسے لیکر کتیاں کو دیوے وہ ارکھ بیاد ہے : یہ لکھ کر براور کتیاں دنو ساتھ دھرم کرن اور پھر براور کتیاں کی پوجا کر کے کتیاں کو دیوے یہ برہم بیاد ہے جو سب آدمی ہے۔ کتیاں اور کتیاں کے خاندان کو کچھ زوپید دیکر کتیاں کو سہ ایر برہم بیاد براور کتیاں کی مرضی و خواہش یا بھی سے جو عقد ہو وہ گندھرب بیاد ہے :

جو کوئی لڑائی فتح کر کے کتیاں کو جیرا لاکر خلاف مرضی اس کے عقد کرے یہ راجپس بیاد ہے جبکہ عورت نشہ کے باعث یا کسی سیریت سے اپنی اصلی مرضی ظاہر کرنے کے لائق نہ ہو اور دیش کو یہ پشاج بیاد ہے : اور بیاراشلوک ۲ لغتہ ۳۳ : ایک ذات کے لوگوں کی شادی اتھہ لائے سے ہو جاتی ہے مگر جو عورت فرقہ چھتری کی برہمن سے شادی کرے تو اس کا بیاد تیرا تھہ میں لینے سے ہوتا ہے اور بیس عورت کا آد گا ورائی یعنی کوڑا تھہ میں لینے سے اور شودر عورت کا جاس کا دامن اتھہ میں لینے سے بیاد ہو جاتا ہے اور بیاراشلوک ۳۴ : تیرہ سال کی عمر کا لڑکا اور بارہ سال کی دختر کا بیاد کر کے خراج برہمن کا لڑکا اور اتھہ سال کی لڑکی کا بیاد ہو یہ مناسب وقت کہتا ہے لیکن اگر

کی اجرتوں کا جاننا ضرور ہے ادھیار ۹ اشلوک ۲۹ سے لغایت ۳۲ ۳۳ ۳۴

شودر فرقہ کا بیان

اس فرقہ کا کام یہ ہے کہ اور فرقوں کی وہ خدمت کیا کریں ادھیار اشلوک ۹۱
اگر اس فرقہ کو معمولی کام نہ مل سکے تو وہ دستکاری کے کام مثل محاری بنجاری مصدوری
وغیرہ کے اختیار کرے ادھیار ۱۰ اشلوک ۹۹ و ۱۰۰

مخلوط ہونا فرقوں کا

اگرچہ ان چاروں فرقوں کا امتیاز بخوبی قائم کیا گیا اور ان کے مخلوط ہونے کے قواعد مقرر
ہوئے تھے لیکن تاہم اول قواعد پر چند ان لحاظ نہ تھا جیسا کہ اس زمانہ میں ہونے لگا چنانچہ
زمانہ سابق میں جائز رکھا گیا تھا کہ ہر ایک فرقہ اپنے فرقہ سے کمتر فرقہ کی عورت سے شادی
کر سکتا تھا یعنی برہمن مرد چھتری بیس شودر کی عورت سے اور چھتری مرد بیس شودر کی
عورت سے اور بیس مرد شودر کی عورت سے شادی کرنے کا مجاز تھا اور یہ نسلیں دو فرقہ
کی متوسط درجہ کی ہوتی تھی ادھیار ۳ اشلوک ۱۴ لغایت ۱۹

اور اگر برہمن شودر کنیان سے بیاہ کرے اور اوس سے دختر پیدا ہو اور پھر بیاہ اوسکا
برہمن سے ہو اور جو اوس سے کنیان پیدا ہو اوسکی شادی برہمن سے کے جائے تو اسی
طرح چھٹوین کنیان برہمن کی ذات کی کہلاتی ہے لیکن شودر کی اولاد برہمنی سے
چاندال ہوتی ہے ادھیار ۱۰ اشلوک ۱۲ و ۱۳ ۱۴

اپنے سے اونچی ذات کی عورت سے شادی کرنا ممنوع ہے اپنے سے نیچے ذات والی عورت
سے جو نسل پیدا ہو وہ ان لوم کہلاتی ہے اور اونچی ذات والی عورت سے جو نسل ہو وہ
پرت لوم کہلاتی ہے اور ان لوم و پرت لوم کے باہم شادی کرنے سے جو نسل ہو وہ
ہے ادھیار ۱۱ اشلوک ۱ لغایت ۳ — زمانہ حال میں سوائے اپنی ذات کے دوسری
ذات سے شادی کرنا بالکل متروک ہے زمانہ سابق میں امتیاز ذات کا زیادہ تر اوپر افعال
تھا کیونکہ دشوا متر جو چھتری چندر بنی تھے صرف باعتبار افعال یعنی بوجہ عبادات و
یاضات شاقہ برہمن کہلاتے (دیکھو راہین)

رجیو کی اولاد میں پرت رتھہ جو راجہ چتری چندر بنی ہوا اوسکی اولاد کرن گوت کے
ہوئے اور اسی طرح اور راجاؤں کی نسل سے برہمن بیس پیدا ہوئے (دیکھو

باب ہدایین بیان کیا جائے گا۔ — اور جیسا کہ قوم جاٹ کو بعض مؤرخین پر سپاہ
پارتمیہ والوں کی نسل سے اور بعض مؤرخوں نے ستیا والوں سے قیاس کیا ہے
اور دلیل اس کے بیان کیے ہیں اور جو کہ یہ امر تو تحقیق ہو چکا ہے کہ زمانہ قدیم میں سب
خلقت ایرین ہند تھی پس سک دیس سے آنا برہمنوں کا غیر ممکن نہیں لیکن یہ امر کہ
کس زمانہ میں آئے غیر تحقیق ہے اغلب کہ زمانہ قدیم میں آئے ہوں جسوقت کہ ان
واختلاف زیادہ ذاتوں میں نہ ہوا تھا یعنی زمانہ آمد قوم جاٹ سے پیشہ کا یہ واقعہ ہے
تاہم معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ سکونت غیر ملک برہمنان ہندوستان سے کم درجہ کے شمار ہو
جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ میسا بعض مؤرخ یورپ
اہل ہنک کو اصلی باشندہ ہندوستان کا نہیں خیال کرتے بلکہ پنجاب قوم کہتے ہیں
اگر ایسا تھا تو بعض فرقوں کو جنگو باہر سے آنے والا خدا اہل ہند بیان کرتے ہیں انکو
کمتر درجہ کا خیال کرتے۔

فرقہ چتری کا بیان

یہ سپاہی فرقہ ہے اور راجہ بھی اسی فرقہ میں ہوتا ہے اور اکثر معمولی وزیر بھی اسی فرقہ میں
ہوتے تھے جنگی تعداد سات یا آٹھ ہونا چاہیے ادھیار ۵۴ اشوک ۵۴
اور تمام جنگی کاروبار اور بالکل شکر کی عہدہ اور سپاہ لاری وغیرہ اسی فرقہ کا حق سمجھا گیا
چھتر یوں کا فرض یہ ہے کہ لوگوں کو اپنی پناہ میں رکھ کر طرح کی حفاظت کرنا ہوم اور جنگ کرنا
خیرات دینا بیٹہ بڑھنا اور نفسانی خواہشوں کو دبائے رکھنا ادھیار ۱۹ اشوک ۱۹
اور چھتری میں سکھ ہیں اول سورج بنسی مثل کچھو بیہ راٹھور گھات وغیرہ دوم سوم
مثل نور چندیل بادون وغیرہ ستروم وجئے نسبت اگر کنڈے پیدا ہوا بیان کیا گیا ہے
یعنی پورا چوان پر آکر سولہ کی اور اب فروعات تینوں قسموں کے زیادہ پان سو سے میں

فرقہ بیس کا بیان

اس فرقہ کا کام مویشی پالنا خیرات کرنا جنگ کرنا بیو بار اور سود لکنا کہتی کرنا پڑھنا ہے
ادھیار ۱۱ اشوک ۵۵ بیس کو علاوہ حفاظت مویشی اور اپنے ملک کے معشون اور
مراضی سے بخوبی واقف ہونے کی ضرورت ہے اور بیس کی حاجتوں اور معشون کا علم رکھنا اور معشون کی
زبانوں کا سمجھنا اور ہر ایسی شے سے واقف ہونا جو خرید و فروخت سے متعلق مواد فرقہ

اس زمانہ میں سب اعمال اسکے بالکس میں اور برہمنوں نے ہر ایک پیشہ خصوصاً کھیتی
 و نوکری و سپہ گری اختیار کی ہے اور سو و بھی لیتے ہیں اور اجرت پر لو جا بھی کرتے ہیں
 — برہمن کو چاہیے کہ پاک و صاف سر کے بال اور ڈاڑھی مونڈی ہوئی سفید
 جامہ پہنے رہے ایک ماتھے میں بالنس کی چھڑی اور دوسرے ماتھے میں بید رکھے۔
 چنانچہ اس زمانہ میں جو بڑے مذہب پنڈت ہوتے ہیں ان کی ایسی ہی صورت ہوتی ہے
 اور کانون میں سونے کے دو کٹل ڈالے رہے اور ہیار ۴ اشلوک ۳۵ ۳۶ ۳۷
 جب بید پڑ چکے اور اسکے اولاد ہو جائے اور مذہبی رسوم معین اور چھکین تو تیسرے
 حیات کا بان پرست ہے اپنی زندگی کو جنگلون میں تارک الدنیا ہو کر بسر کرے اور لباس
 اوسکا درختوں کی چھال یا کالے ہرن کی کھال زمین پر سونے کوئی بستر نہ بچھائے
 ناخن اور بال بڑھائے پھل پھلاری کھائے اور پو جا پاٹ ہوم وغیرہ کرتا رہے اور ہیار
 ۴ اشلوک النایۃ ۲۹

زندگی کے چوتھے حصہ میں ستیاں دھارن کرے اس میں اسی طرح تنہا و علیحدہ رہے اور
 صرف دھیان گیان سے لگا رہے بال و ناخن و مونچھ کو چھوٹا رکھے اور ایسی صلاحیت
 اور گیان حاصل کرے کہ اوسکی روح اس جسم سے اس طرح الگ ہو جائے جیسے کسی درخت
 کی شاخ پر سے کوئی پرند جب چاہے اور جائے ادھیار ۴ اشلوک ۳۳ سے تا آخر ادھیار
 راجہ کو لازم ہے کہ اپنا نہایت معتد مشیر خاص جس شخص کو بنائے وہ برہمن ہو اور ہیار
 اشلوک ۱۵ اور برہمن ہی راجہ کو تدبیر مملکت اور انصاف اور تمام علمی باتیں تعلیم کیا کرے
 اور ہیار ایضاً اشلوک ۳۴ زمانہ سابق میں جملہ برہمنوں کا ایک فرقہ تھا لیکن زمانہ جا
 میں ان میں تفریق ہو گئی بلحاظ سکونت دس فرقہ حسب ذیل مشہور ہیں پنج گور یعنی سار
 گور قنوجیہ شہیل اوٹل اور پنج ڈور یعنی مہاراشٹ ڈور کارناٹک پٹنک گور چر
 اور علاوہ انکے ایک فرقہ برہمن ساکت دیسی مشہور ہے جسکی نسبت روایت ہے کہ
 یہ اصلی ہجرت کھنڈ پانڈوستان کے رہنے والے تھیں بلکہ ساکت دیسی کے ہیں
 اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ برہمن ان پانچ تہ نہیں ہیں نہ پوھا و جگ میں اجاریج یعنی پیشوا
 ہو سکتے ہیں۔

ساکت دیسی تو ستیا قیاس کیا جاتا ہے جسکو ایرانی ساکا کہتے ہیں اور جسکا ذکر فصل چہارم

موجودہ اور دورِ اعتراضِ غیر ملکی لوگوں کے ہے۔

فصل دوم اہل ہند فرقوں کے بیان میں

اصلی تفریق اہل ہند کی اور چار برہن با فرقہ کی ہے برہمن چھتری میں سہو دراجا
ان چار فرقہ کے از روئے منوسمیت جو بقایا اہل ہند بہت قدیم کتاب ہے اور اہل یورپ
زمانہ تعینت اس کے کا بہ لاکھ قیاسی نو سو برس قبل سنہ عیسوی قرار دیتے ہیں یہ کیا بات

فرقہ برہمن کا بیان

برہمن تمام خلقت میں اعلیٰ درجہ قرار دیا گیا ہے اور تمام دنیا اور جو کچھ کہ اس میں ہے
سب اس کا مال ہو سکتا ہے ادھیار ۱ اشلوک ۹۶ و ۱۰۱
سخت جرموں میں سخت سزا پانے سے برہمن آزاد ہے اسکے واسطے سزا میں خفیت
مقرر ہوئی ہیں ادھیار ۸ اشلوک ۳۸۰

برہمن کے حیات کے چار حصہ مقرر کیے گئے ہیں ادھیار ۴ اشلوک ۱۶

حصہ اول برہمن چرچ ہے اس میں علم تحصیل کرے بید پر متوجہ رہے دنیوی حاصلات پر
دل نہ لگاوے اور اپنے گرد و کا حد سے زیادہ لحاظ اور ادب کرے اور اطاعت فرما کر
سے پیش آوے اور یہی معاملہ اپنے گرد کے سارے کنبہ کے ساتھ برتے اور در بدر
بھیک مانگ کر اوقات بسر کرے ادھیار ۱۲ اشلوک ۱۷۵ سے لغتہ ۲۱۰

اس زمانہ میں ان باتوں پر بہت کم عمل ہوتا ہے اگر کسی قدر کرتے ہیں تو صرف وہ طلب علم
کرتے ہیں جو بید و شاستر کے اچھی طرح پابند ہیں۔

دوسرا حصہ گریستی عین شباب کا زمانہ ہے اپنی زوجہ وغیرہ کنبہ کے ساتھ بسر کرے
اور یہ چھ کام اس پر فرض ہیں پڑھنا پڑھانا جگ کرنا یا کرنا دان دینا یا لیتا
انہیں سے پڑھانا جگ کرنا پاک آدمی سے دان لینا جو معاش میں ادھیار ۱۱ اشلوک
۷۵ و ۷۶

اور بطور پیشہ واسطے معاش کے پیشہ لمبا بیت کرنا اور اجرت پر پوجا کرنا اور سود لینا
برہمن کو منع ہے ادھیار ۱۳ اشلوک ۸۰ افلا پنج ذات اور بدھ ملکی لوگوں سے دان لینا
ادھیار ۴ اشلوک ۸۴ و ۸۵

راجہ راجندر جی کا ساتھ فوج میمنوں و خراسان لشکر پر حملہ کرنا اشارہ ہے تینائی و پیکسی
پر موصوف پر و مناسبت ہے ساتھ حالت باد یہ پجائی و دشت نور دی کے ولہا

ہے قدرت الہی و تائید غیبی کا و قس علیٰ اہذا

اس میں شک نہیں کہ زمانہ قدیم میں صرف ہیئت یعنی مذہب خالص بید کا جاری تھا
منوسمیت میں جس قدر بیان کیا گیا ہے بوالہ بید ہے اور تمہیل احکام بید پر تاکید کی گئی ہے
جس زمانہ میں کہ ہندوستان میں بودہ مذہب پھیلا اور اس کے ترقی پکڑی خصوص
عہد سلطنت راجہ اشوکا میں طریقہ قدیم کو زوال آیا اور اس کی مخالفت ہوئی جب ہون
وغیرہ کا رواج جاتا رہا آخرش باستعانت چیترا یان دکن برہمنوں نے اس فرقہ پر غلبہ پایا
بیان تک کہ رفتہ رفتہ بودہ مذہب و ہندوستان سے خارج ہو گئے اور برہمنیہ
و برہما وچین و تبت و لداخ میں چلے گئے کہ اول ملکوں میں اب تک مذہب بودہ جاری
ہے نسبت اون چیتروں کے کہ جو مسا و ن برہمنوں کے ہوئے بیان کیا گیا ہے
کہ بمقام کوہ اربد یعنی اربلی پر بت واقع ملک دکن چار چیتری الگ گنڈ سے پیدا ہوئے
پر چتر یعنی بنوار و چوٹان و سولنگی و پرمار یہ وہ زمانہ تھا کہ اس وقت برہمنوں نے
پھر طریقہ بید کو از سر نو رواج دیا لیکن دو کے پیرایہ میں یعنی پُران مت میں جسکا
کہ سطور بالا میں ذکر ہو چکا ہے اور یہ ایسا وقت تھا کہ اس میں ترسیم و تبدیل کا ہونا آسان
و بسہولت ممکن ہوا اس زمانہ کو تخمیناً دو ہزار برس ہوئے یعنی بکراجیت سے سات ہشت
پیشتر کا یہ واقعہ ہے اب وہ زمانہ آگیا کہ بید سے لوگ بالکل ناواقف ہو گئے بلکہ اگر

بید کی تلاش کی جاوے تو میسر آنا اوسکا خیل دشوار ہے

نتیجہ اس تغیر و تبدیل کا یہ ہوا کہ جب علم سنسکرت تو ہندوستان سے روز بروز کم ہوتا گیا اول
فارسی کی زیادہ قدر و منزلت ہوئی اب انگریزی لوگوں نے پڑھنا سیکھنا اختیار کیا خیالات
اون کے میں فرق آیا اصلیت اپنے مذہب سے ناواقف ہو گئے پرانوں کو کہ مشتبہ برہمنوں
تھی اور جس سے علت غائی مصنفان افیکے کی اور کچھ تھی محض قصص و حکایات سمجھنے لگے
اور اپنے مذہب سے تنفر کا حاصل کیا بلکہ لا مذہب ہو گئے بقول شیخ کے کہ نہ اڑھر کے رہے
نہ اودھر کے اور دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا عوام الناس جو علم سے بالکل بے بہرہ ہیں
اصلیت سے ناواقف ہو کر بیانات ظاہری کو اصلی جاننے لگے اور اُنہیں خیالات صوری

مردوں کے نشان کر دے جاوین کے تم آسانی پہچان لیا کرو گے اب لڑکے کو شوق تحریر
حروف پیدا ہوا دیلا کا اب لکھتا بھی ہے اور پڑھتا بھی ہے اسی طرح اوسکو کچھ مہل
اور لکھنے پڑھنے کا مزہ آنے لگا تھوڑے عرصہ میں کبوتر بازی تو چھوڑ دی اور تکمیل علم
میں مشغول ہوا دیکھو کس تیر میر سے پڑھایا اور جو طبع شاگرد کو دی تھی اس طبع کے پورا
کرنے سے مطلب اوستاد کا نہ تھا بلکہ منشا اوستاد کا تعلیم علم سے تھا:

الحی صل جملہ بید و پیران شاسترون کا منشا واصل واحد ہے یعنی کسی طریقہ سے جہاں بار
اور تکالیف دینا اور آراگون سے آزادی حاصل کرے اور آئندہ کو پہونچے جسکو مذہب فضولین
فنا فی اللہ اور سنسکرت میں گت کہتے ہیں:

جو کہ یہ امر ثابت ہوا کہ جملہ پیران مثل احوال فرقہ حکما و قدیم و فرزند اشارات سے ملو میں سے اکثر
دانشمند مضامین پیران کے اپنے اپنے خیالات کے موافق تاویل کرتے ہیں کہتے ہیں کہ بڑا
بشن ہمیش سے صفات خالقیت و ربوبیت و ذاتیت مراد ہے اور جو کہ مجھ دیکھ دیکھ دیکھ
اوتار بیان کیا گیا یہ اشارہ ہے کہ جملہ اشیاء و جہان پر تو ذات بارمیتالی ہیں اور اس سے
ذات مقدس اوسکی میں کچھ نقصان نہیں پہونچا نقل ہے کہ باہم ایک صوفی
اور مشکلم کے بحث ہوئی مشکلم نے بیان کیا کہ میں بیزار ہوں ہاوس خدا سے کہ جو
دھوک میں ظہور کرے صوفی نے جواب دیا کہ میں بیزار ہوں اوس سے جو سنگ و خاک میں ظہور
نقل ہے سامعین کو کہ ایک ان دونوں میں کا فر ہونا گا دلیک غارت کا گذر اس جلسہ میں ہوا
فرمایا کہ بزم مشکلم ظہور سنگ میں باعث نقصان ہے لہذا خدا سے ناقص سے بیزار ہوا اور کہا
صوفی ظہور زکریا سنگ میں باعث نقصان ہے اس واسطے خدا سے شکایت کی پس گویا کائنات
بعض کہتے ہیں کہ بارہ اشارہ ہے رب شہوت و فاسل حیوانات سے اور یہ بیان کہ ایک
راچھس زمین کو چورا کر پانی میں لیکیا بشن سچا اوتار بارہ میں ظہور فرما کر راچھس
نہ کو رو بلاک کیا اسمین راچھس اشارہ ہے نفس و فہور سے کہ زمین جسم کو ساتھ آب
شہوت کے تباہ کرتے ہیں جو کہ قوت روحانی غالب تھی اوسے راچھس نہ کو رو بلاک کیا
اور بدلا دینے کو کہ اس واسطے ذکر کیا گیا کہ شہوت صفت دھوک ہے:

نیکانسن اوتار تپتی بر جمن کو تہ نہ سے اشارہ ہے ساتھ رب فکر و قوت فکری و مائل
چنانچہ مشہور ہے کہ کو تہ نہ خردمند بہ از نادان بندہ و نیز را جہل مراد سنی و کرم سے ہے

شاید حال اسکا قصہ کلید و منہ ہے ابنا ہر ایک کہانی جانوروں کی ہے لیکن بشر
جو قدر و منزلت اس کتاب کی سمجھی گئی اور جو اس کے نسبت دروایتین میں اور جس
اوس کے بالسنہ مختلف ہر ایک ملک میں ہوئے ہیں وہ انہر من الشمس ہیں نوشیروان
کمال ذوق شوق سے اسکا خواستگار ہوا ایسی ہی کیفیت پورانوں کی قیاس کرنا چاہیے
بقول شمس کہ مطلب سعدی دیگر است اور یہ مزہ بھی لائق الحیاط ہے کہ مثلاً ہم اپنے فہم و
صفت و شاکر کرتے ہیں یا اپنے مخالف کی بوجہ جب تک کہ اس بیان میں ازراہ تقریط یا
کو دخل نہ دیں سامعین کو حکا اوسکا حاصل ہوگا جیسا کہ یہ شعر مدحیہ ہے وذل ان ترحلوا
و ائندہ چشمان تو زیر ابرو ائندہ اس میں بیان واقعی اور صحیح ہے الاطاعت بیان و
حظ و رغبت سامعین معلوم ہے

چونکہ طبائع انسانی مختلف ہیں اسی وجہ سے پورانوں میں پرستش ایزدی و معرفت الہی کے
گو ناگوں طریقہ و راستہ بتائے ہیں اپنے اپنے مذاق و خواہش طبع کی موافق ہر ایک
شخص راہ رو ہے و مطلب اصل کے حصول میں کیا پوکر تا ہے اس مقام پر کچھ مضمون
مندرجہ کتاب بہار بند راہ بن جو موزون و مناسب حال معلوم ہوا درج ذیل کیا جاتا ہے
مولف اوسکا نظیر بیان کرتا ہے کہ ایک شخص کے چار لڑکے ہیں چاروں کے عقل و ذہن
شوق چلن اور بدن میں یکساں ہے کہ ایک شخص کے چار لڑکے ہیں چاروں کے عقل و ذہن
معاشی کرین گھر بسنا لین نیک چلن جو دین اور خوش رہن اب اگر باپ ایک نصیحت
سب کو دیتا ہے تو کام نہیں چلنا کسرا سطلے کہ عمر و عقل وغیرہ میں سب کے فرق ہے اب
ضرور ہوا کہ حسب استعداد اور لیاقت ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ نصیحت دے جو کہ سب
بڑا لڑکا لکھا پڑا ہو شیار ہے تندرست ہے بیاض شادی اوسکی ہو گئی ہے اوسکو بات غیب
نوکری کرنا کی دیتا ہے اور نوکری کے قاعدوں اور فائدہ و کسب سمجھاتا ہے اور پیشوں کی
ممت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نوکری میں عزت بڑی ہے دس روپیہ کے مقصد کی عزت
ہی ہو کر دیتی ہے زیادہ ہوتی ہے جن پر نوکری کی بچہ چھٹی ہے معزز لوگوں کی صحبت میں
و عقل کی ترقی ہوتی ہے حکومت ہوتی ہے رجوعات رہتی ہے سوداگری وغیرہ میں
بہر لینے نہ علم میسر آتا ہے نہ چندان عزت ہے گھر گھر پڑا پڑتا ہے و چوب ڈوب جاتا ہے
نہ نکر لینے کہ بہتی ہے جھوٹ بولن پڑتا ہے لڑکا جو کچا پڑا تھا حسب نیاز و سن

ایک قبلہ ہے واسطے استحکام تصور کے اور باز کہنے اندیشہ کے پراگندگی سے: شعر
در راہ خدا رکعبہ منزل یک کعبہ صورت است و یک کعبہ دل: نہ جیسا کہ اہل اسلام تصور
کرتے ہیں کہ اہل ہند خدا کو شریک و انباز قرار دیتے ہیں اور پتھر کو پوجتے ہیں یہ اعتراض کا
محض بوجہ عدم دریافت اصول مذہب اہل ہند کے ہے شعر مسلمان اگر کعبہ پرستی
پر تدارک بت راطعہ از خصیت: بہکتی در حقیقت پرستش از دی کے سرگن سرور یعنی
وجود صفاتی میں ہے کہ اوس زرخیز نگار پر تا کو وجود صفاتی میں تصور کر کے اوس میں محو
ہو جانا اور حالتیں اس طریقیہ کی حسب ذیل اور نورس کے منقسم ہیں اور اس کو بہا و بھی کہتے ہیں
سنگار ہائے رودر ہائے نیک پندش اور بہت کرنا سائنس رس بمعنی کیفیت
اور ہر کے ہے چونکہ سامان نمودار ہونے اور کے کے علیحدہ گین اس واسطے علیحدہ علیحدہ
نام سے موسوم ہے دراصل وہ رس ایک ہے جس طرح سے ایک مٹی سے چند قسم کے کوزہ
جدا جدا نام اور صورت کے ہوتے ہیں لیکن مٹی سب میں ایک ہے اسی طرح وہ رس جس جگہ حسن
اور ایش و ناز و ادا وغیرہ کے سامان سے ظاہر ہوا اس کو سنگار کہتے ہیں اور جہاں شجاعت و طاقت
وغیرہ کے سامان سے ظاہر ہوا اس کو بیرس و علی ہذا القیاس۔ نظر عاشق میں جھپڑا ناز
اور جلوہ معشوق کا سما گیا اوسی میں ہنچو ہو جاتا ہے اور کمال حاصل کرتا ہے: پورا ان اگرچہ
پر زبید کے ہیں لیکن ان کا طرز سخن نہ لاپے و بظاہر قصص و حکایات ہیں و اکثر مضامین انہیں
ایسے ہیں کہ مقررین کو موقع گفتگو مانتھ لگتا ہے الا بتحقق نظر اگر غور کیا جائے تو حاصل ہر
پورا ان کا ایک ہے خیال کر دو کہ جب کسی لڑکے کی تعلیم شروع ہوتی ہے تو اس کو چھوٹے چھوٹے
قصہ کہانی کے کتابین پڑھاتے ہیں علت غائی اس کی یہ ہوتی ہے کہ اس کا دل بے اور طبیعت
جانب تحصیل علم راغب ہو اور استعداد بھی اس کی ترقی کیلئے اور اگر بجائے عام قصہ کہانی کے
ایسے قصص کی تعلیم ہو دے کہ جو علت غائی مقہم کی ہے تو ایسی تعلیم کے مستند زبایدوں کے حصول کی
امید ہوتی ہے مثلاً فرقہ نشوان کی تعلیم سے غرض ہے تو اگر لڑکیوں کو ایسا قصہ دلچسپ
دیکر تعلیم کیا جائے کہ جس سے یہ اغراض ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی عورت کا ساتھ گذشتہ ہے اور
جو اس کو تعلیم یا جہالت سے نفع یا ضرر پہنچا ہے بیان کیا گیا ہے تو خیال کر دو کہ مستند
اثر اس کا ہوگا چنانچہ یہی طریقہ تعلیم کافی زمانہ سرشتہ تعلیم گورنمنٹ انگریزی میں جاری
ہے اور زمانہ سابق میں بھی مخصوص ہندوستان میں نہایت درجہ پابندی اس طریقہ کی تھی

باب دوم

مذہب و ذات اہل ہند کے بیان میں

فصل اول

بیان اصول مذہب اہل ہند مطابق ہندو دھرم

ہندو مذہب اہل ہند پر چار عقائد اذکار کلام الہی ہے اور تہا جی نے زبان فیض ترہان
اپنی سے ارشاد فرمایا دیاس جی نے اس کی ترتیب و تقسیم کی اصول ہند کے بارہ مہا پاک
میں اور وہ کلام نہایت مختصر و عالی مضمون و حاوی کل ہے ہندو حقیقت شمار میں
نہیں ہیں رکھتے ہندو جبر ہندو سام ہندو جیسا کہ منو سمرتی کے ادھیار اول اشوگ ۲۳
وادھیار ۲ اشوگ ۱۸ و ۲۳ میں ذکر کیا گیا ہے اس میں ہندو چارم رکھتے ہندو
باضائد بعض مراتب نکلا ہے اور ترتیب ہندو کی اس طرح ہے کہ ہر ایک ہندو
میں ایک حصہ سنتا کھاتا ہے اور اس کو منتر بھی کہتے ہیں اس میں منتر یعنی منتر
اور دھاتیں ہیں دوسرا حصہ برہمتا ہے اس میں منتروں کے استعمال کے قواعد اور خاص
خاص رسوم کے انجام کرنیکے واسطے ہر اس میں ہیں

سنتا میں ہر ایک منتر سکت کے نام سے موسوم ہے اور سکت مشعل اور چندر جالی
اور جلمہ سکت کندون اور اشوگ من اور ادھیارون اور منڈل اور انوکا منتر میں
وہلیا و مضمون کے ہندو کی تہا جی نے ذکر کر کے کہا کہ ہندو پانچ مہا پاک بھی کہتے ہیں اس میں ذکر انواع
اسم کے کیا ہوں یعنی افعال اعمال نیکی بدکاری کا نام گناہ اور سکو اس میں بیان بھی
کرتے ہیں اور برہم پادانت یا مقصود کے نام سے مشہور ہے جس کا ذکر پادانت شاستر میں
مفصل ہے ہندو کا خیال ہے کہ ہندو اور سکو سکو کھن بیان بھی کہتے ہیں حاصل
مطلب اس کا یہ ہے کہ اس منتر کا ہر پر آمنا کی بدت پیکر میں سمجھ کر جانب اس کے تھکنا
اس طریقہ آخر ذکر کو ہر انون کے ذریعہ سے زیادہ وسعت دی گئی ہے کہ ہندو
سیدگان بارگاہ ایزد متعال خصوصاً اوتاروں کو کہ فروغ انوار ذات و الجلال میں
وجہ بہت بنایا اور درپردہ محبت الہی کو کہ مراد بگتی سے ہے پیرائے عشق و عاشقی میں
جستار ہے

یہ طریقہ مذہب ہندو کا ہے کہ وہ تصور شیخ یعنی مرشد اپنے کا کرتے ہیں اور
فنا فی شیخ کو حالت نجات جانتے ہیں اور بار بہت پرستی بھی یہی ہے بت حقیقت

ما حالانکہ وہ منکوحہ یوسف تھیں اور پھر حضرت یوسف کا زندہ آسمان
واقعات حضرت سلیمان بن داؤد جو ایک ہزار برس قبل حضرت مسیح
وروح شش اور ہوا کا اونکے مطہج ہونا اور قاصدی کرنا بد جانور کا اور
تخت اونکی کو ہوا پر اور ایک ہوز ضعیف کا دعوت کرنا حضرت سلیمان کی
لیاس و خضر کا زندہ جاوید رہنا اور ہجوم و گرجا با د لون کا اور آنا خدا کا
حضرت موسیٰ سے جیسا کہ توریت میں لکھا ہے اور جلوہ دکھانا خدا کا
ستر و سترہ ہوجانا کوہ طور کا اور حضرت محمد کا مع جسم معراج ہونا اور سجا
کا اور شقیۃ القمر کا معجزہ جو کسی دوسرے ملک میں نظر نہ آیا نہ کسی دوسرے
اور قصہ یا جوج با جوج والا یافت بن فوح اوسے قبیل سے ہے کہتے ہیں کہ
جو جزو باقی تمام اہل عالم ایک جزو میں اور ایک آدمی او نہیں سے نہیں مرتا
فی نفس کی نیکیمہ لیوے اور قد اونکا ایک سو بیس گز کا ہے معلوم نہیں ہوتا
ن ہے حد و دار بعد اوسکے کیا ہیں طول بلد عرض بلد اوسکا کیا ہے رقبہ اوسکا
مقدر ہے جس مقام پر اسقدر خلقت عجیب آیا ہے اور جو سد کہ سکندر نے
رفت لنگے بنائی وہ کس مقام پر ہے اور اس زمانہ میں کہینے اوسکو دیکھا ہے
ارہ ہوا میں چمکن ہے کہ یہ اشارہ اقوام نامار سے ہو جسکا وحشی و جنگلی ہونا تھا
سد سکندری اشارہ اوس سکد ہو جسکو خنائیوں نے واسطے محفوظی حملہ تیار
بایا ہے فافہم یہ دیوار سرحد خا اور تار پیر واقع ہے اور طول اوسکا اکھٹ
گز ہے اور عرض اوسکا اسقدر ہے کہ چہ سوار پہلو بہ پہلو اوسپر گھوڑا
یہ اسکی نفقہ چٹک داٹنے دوشو چالیس برس قبل سنہ عیسوی
برس کے عرصہ میں طیار ہوئی علیٰ نزع عوج بن عنق کا بھی واقعہ اسی قسم کا ہے
قد اس شخص کا بس ۳۳۳ گز کا عمر اوسکی ۴۰۰ سال کی تھی مچھلی دریا
تاب میں بریان کر کے کہا جاتا تھا اور جب کسی شہر کے لوگوں پر غصہ ہوتا تو
خا اور وہ ڈوب جاتے :

حکایات و روایات ہر ایک ملت و مذہب میں منقول ہیں و بحیالات
صحیح جاتی ہیں :

کہ مصر کا پہلا بادشاہ مینس تھا اور وہ وہی ضریریم حام بن نوح کا بیٹا ہے مرن
 کا اختلاف ہے مگر سبھی ایک ہے جبکہ نوح کے بیٹے بعد بنائے جانے برج بابل کے جا بھی
 متفرق ہوئے تو حام پسر نوح افریقہ کو چلا گیا اور وہاں رہنا سہنا شروع کیا سامان تک کہ
 دیوتا کے نام سے اوسکی پرستش ہونے لگی (الخ) اس روایت پر یہ قیاس کرنا ممکن ہے
 کہ اشارہ مینس کا جانب اوسی منو کے ہے جسکو اہل ہند جدا علی اپنا قرار دیتے ہیں اور
 ذہن ماسوا وچک منور دوم کا ایک بیٹا مہسوم پرستش کتب ہندی میں بیان بھی کیا
 گیا ہے اور جانا آدم کا ملک ایشیا سے افریقہ میں نودہی مورخ خود تسلیم کرتے ہیں اور
 مشابہت جو ہندیوں اور مصریوں میں پائی جاتی ہے اسکا بیان بھی پہلے تحریر ہو چکا
 اور یہ امر کہ ایشیا کے کس مقام سے جانب مصر جانا ہوا اسکی بحث بھی مفصل گزار کر
 ہو چکی ہے۔ اور جو پڑھ سکے معنی بزبان یونانی بہشتی باب کے ہیں اس سے مراد
 اذر دیوتا سے ہے جو بقایا اہل ہند فرمان رواے عالم بالا ہے یہ دیوتا ہندو یونان
 مصر میں ایسا ہی مشہور و محبوب تھا جیسا کہ اب تک ہند میں مانا جاتا ہے :

فصل سوم

حکایات عجیب و غریب مشہور اقوام غیر کے بیان میں
 جو روایات و حالات کہ در بارہ فرقہ دیوتا یعنی ملائک و پیدائش بعض راجگان و اکابر قوم
 اہل ہند کشف و کرامات و معجزات اوتنے خصوص در بارہ حکایات مہاراجہ راجندر جی چند
 مباحثہ فیہ کتب مذہبی اہل ہند منقول ہیں مورخان غیر قوم اوسکو دور از قیاس و محض
 افسانہ و لغویات قرار دیتے ہیں بلکہ نسبت مہاراجہ راجندر جی چند کو کرتے ہیں کہ یہ معاملہ
 قبل از پیدائش آدم کا ہے اور اوسکو منسوب گروہ اجتہاد سے کرتے ہیں اگرچہ اصلیت
 ان منقولات کی دوسرے مقام پر شرح و بسط سے تحریر ہوگی لیکن جب غور کیا جاتا ہے
 تو کسی دوسرے مذہب کو بھی ایسے حکایات و منقولات سے خالی نہیں پایا جاتا جسکو
 متعرض نہ کیا جاتے ہیں چنانچہ ہندو روایتیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں :
 منی حضرت شیش کا مخزنہ جو ہر شے سے ازواج ہوتا اردت اردت ملائک کا زمین پر
 زہرہ پر مائش ہونا اور نہرو کا آسمان پر چلنا اور باروت اردت کا چاہا بابل میں
 جانا۔ حضرت ادریس کا زہرہ آسمان پر جانا حضرت مریم کے شکام سے حضرت عیسیٰ کا

وہی شخص تھارفتہ رفتہ بوجہ امتداد زمانہ حرف نون مثل تنوین حذف ہو گیا اور آدم کے نام سے مشہور ہوا ہوا جس حالت میں کہ وہ لوگ وحشی اور جاہل تھے ایسا تصور کرنا ناگوار ہے۔
 اونیکی اولاد کا کوئی امر تعجب نہیں ہے۔ روایت ہے کہ جب امریکا کو اہل یورپ نے پایا وہ لوگ بھی وحشی و جنگلی تھے اور انھوں نے آدمی کو گھوڑے پر سوار دیکھ کر خیال کیا کہ آدمی گھوڑا ایک جاندار ہے اور ایسا سمجھ کر متحیر و متعجب ہوئے تھے۔
 جس طرح سے کہ چین و ترکستان و فارس وغیرہ کی قوم چتری سورج بنسی سے پیدا ہوئی جاتی ہے عرب وغیرہ جو آپ کو سام بنس یعنی اولاد سام بن نوح قرار دیتے ہیں قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ نسل چتری سورج بنس یعنی چندر بنسی سے ہوں۔
 انوش جسکو اہل اسلام نپیرہ آدم بتلاتے ہیں شاید یہ راجہ بنش یا نہک نپیرہ راجہ پروردوا چندر بنسی سے مراد ہوا اہل اسلام نام مادر انوش کو ایلیہ تحریر کرتے ہیں ممکن ہے کہ یہ اسی ایلیہ کی طرف اشارہ ہو جو پروردائے راجہ بنش کی تھی اہل اسلام اوسکو عورتی قرار دیتے ہیں و کتب اہل ہند میں بھی نسبت پیدا لیش اوسکے حکایات عجیب و غریب منقول ہیں علی ہذا نوح کہ نسل انوش سے بقول اہل اسلام بعد چند پشت پیدا ہوا مطابق کتب اہل ہند انوش نپیرہ راجہ نہک تھا بقول اہل اسلام سام بیانا نوح کا تھا کتب اہل ہند میں ستم پشت ہفتین راجہ انوش سے ہے متوسلج چند نوح کا نام موثر خان اسلام صاب بھی لکھتے ہیں اولاد راجہ انوش سے سب برادر ستم کتب اہل ہند میں منقول ہے عاد بادشاہ جو پشت چارم سام میں تھا اوسکو موثر خان اسلام قمر پرست تجویز کرتے ہیں پس ایسے نشانات و علامات سے قیاس ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ خاندان چندر بنسی تھے اہل یارین بھی اہل عرب کو قمر پرست بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مکہ و مدینہ میں معابد پرستش قمر کے قائم تھے اور اصلی نام سہ کہ وہ مدینہ یعنی مقام پرستش قمر بعد امتداد زمانہ مکہ و مدینہ معروف ہوا۔ ممکن ہے کہ جو لوگ ہندوستان سے اوس نواح میں گئے ہوں بوجہ طلحہ ہو جانے وطن اصلی سے اور نہ یاد رہنے حالات اصلی کے اولاد اونیکی نے ترتیب نسب نامجات میں اختلاف کیا ہو۔

ملک مصر کی تاریخ جو رولن صاحب کی قدیم تاریخ سے باضافہ چند مضامین کے سٹیفٹ سوساٹھی علی گڑھ نے ترجمہ کی ہے اوس میں لکھتے ہیں کہ جملہ موثر خاں سبات پرستش ہیں

اقوام ہیں وغیرہ کی راجہ جن سے جو چہتری تھا بیان کی گئی ہے اور منقول ہے کہ یہ راجہ
 مغلوب شہوت ہو گیا تھا اور اسے بیوہ ورتون کی شادی کا حکم دیا اور ہر ایک ذات
 کے فرقہ کو ایک دوسرے سے مخلوط کر دیا جیسا کہ اشوک ۶۶ و ۶۷ ادھیاء ۹ منوسر
 میں ذکر ہوا ہے جو کہ یہ دونوں حرکت اوسکی خلاف شاستر ان ہند تھیں معلوم ہوتا ہے کہ
 جنسین اسطور پر قائم ہوئیں اور انکا ایک علیحدہ گروہ فرقہ ہیل دگوند وغیرہ قرار پایا
 اور بوجہ اختلاف چال چلن و عقائد وغیرہ فرقہ اصلی سے اکثر بودا بش اس فرقہ کی
 ملک دکن میں یعنی جنوب کوہ ہند بیا چل ہوئی اور جانب شمال ہند بیا چل اصلی قومین
 یعنی برہمن و چہتری وغیرہ جنکو پیشتر سے وہ ملک مرغوب و موطن تھا آباد رہیں اور
 جو کہ کوہ ہند بیا چل بذریعہ سلطان واقع ہوا ہے یعنی حد فاصل اقلیم گرم و معتدل تھا
 کہ جانب شمال اوسکے اقلیم معتدل اور جانب جنوب اقلیم گرم یعنی راستہ آمد رفت
 آفتاب کا واقع ہے اور ہر موسم میں ہوا اوسکی مائل بحادث رہتی ہے پس اختلاف
 رنگ و شکل مابین ہر دو فرقہ تاثیر آب و ہوا ملک سے ممکن ہے اور جس حال میں کہ
 برہمن وغیرہ کو اصلی باشندہ ہندوستان کا نہ سمجھا جادے اور فتحیاب قوم قرار
 دیا جاسے تو تعجب ہے کہ اس فرقہ نے اوس اصلی فرقہ کو کہ جس سے یہ علیحدہ ہو کر
 ملک ہندوستان میں آئے اور نیز اس فرقہ ہیل وغیرہ کو جو بقول اہل یورپ باشندہ
 اصلی ہندوستان تھے ایک قسم کا سمجھا یعنی دسیو قرار دیا ہے
 اب یہ امر تصنیف طلب ہے کہ حضرت آدم جبکہ یہود نصارا مسلمان ابوالابا قرار
 دیتے ہیں اسکی کیا اصلیت ہے :- کتب ہندی سے ظاہر ہوتا ہے کہ من یا منو
 سے ابتداء افزائش نسل منش یعنی انسان کی ہوئی اور ایک دوسرے ہا ہا شعل جو ہرگز
 یعنی زمانہ چودہ من پر ہے اور آدیزبان سنسکرت ابتداء یعنی اول کو کہتے ہیں اور یہ لفظ
 اکثر ابتداء اسماء پر بھی مستعمل ہوا ہے جیسا کہ بعض اسماء راجگان کشمیر کے ساتھ مشل
 کر سند بولیا جاتا تھا اور اقوام مذکور اس امر کے خود مقررین کہ پیدائش حضرت آدم ہندو
 نہ ہوئی پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ جو شخص ہندوستان سے جانب ملک عرب وغیرہ
 ہوا و رکنار اوس خلیج کو کہ از قسم دشتی و جنگلی تھی تعلیم و تربیت دی او بخون نے
 شخص کو اپنا بدمجد تصور کیا ہو اور اوسکو آدم کے نام سے پکارا ہو یعنی منو اور من

بلجیہ سما کا مین ہویا آری نام سما کا مین ہویا یہ سب ذات و سب کو کہلاتے ہیں :
 مطلب یہ ہے کہ برہمن چتری بیس شتو در کو جو کہ سید و شاستر کے موافق عمل کرتے ہیں
 ان کو آری کہتے ہیں اور وقت پیدائش عالم کے ان لوگوں کو جو پاک ملک مرغوب
 خاطر ہوا اوسکو آریا برت اور سنسکرت کو جو کہ سب زبانوں کی والدہ ہے اوسکو
 آری بریا کہتے ہیں اور اسی لفظ آری کو دوسری ولایت کے لوگ ایرین بولتے ہیں
 اگر کہا جائے کہ اہل ہند نے جو ملک نامی زمین میں صرف آریا برت کو پاک و نجات دہندہ
 سمجھا کر اوس میں قیام کیا تو دیگر ممالک میں کیونکر آبادی ہوئی وجہ اوسکی یہ ہے کہ ابتدائیں
 برہمنوں نے اپنا قیام بلحاظ تپ و عبادت کے آریا برت میں ہی مناسب جانا اور
 چتری لوگوں کو اجازت دی کہ تم دیگر ولایتوں میں جا کر سلطنت کرو اسلئے مخرج نام
 مردم و زبان نامی عالم صرف آریا برت ہے :

سب ملکوں کی قدیم زبان سنسکرت تھی بوجہ امتداد زمان و اختلاف سکونت کے
 جدا جدا زبان ہر ایک ملک کی ہو گئی چنانچہ زبان سنسکرت اور یونانی اور رومی میں بہت
 سی موافقت ہے بلکہ اکثر صورتوں میں وہ سب یکساں ہیں اور انکی تصریف کا مقابلہ
 جسکو جرمنی کے مؤرخوں اور خصوصاً باپ صاحب نے کیا اوسکا توافقی اون زبانوں کے
 ساتھ تحقیق ہو گیا :

باپ صاحب نے جو مقابلہ کیا اوسکا بہت مسلسل بیان اڈن بداریر جلد ۳ ص ۳۳۳
 اور اوس سے زیادہ وسیع بیان علم الیشیا کی تاریخ کے نامی اخبار میں ملاحظہ کرو :
 اور زبان سنسکرت یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے
 زیادہ فصیح و بلیغ ہے :

سر ولیم جونز صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات الیشیا جلد ۱ ص ۲۲ کو دیکھو :
 سوترخان یورپ جو بیان کرتے ہیں کہ اصلی باشندہ ہند کے اقوام ہیل وکولی و گونڈ ہیں اور وہ
 اب تک ممالک و کن میں بکثرت موجود ہیں اور برہمن چتری بیس اقوام ایرین فتحیاب ہیں
 جنہوں نے جانب شمال و مغرب سے ہندوستان میں آکر ہیل وغیرہ کو مطیع اور منقاد بنا
 کیا اور فرور شد و در جسر خد متکاری کا اطلاق کیا گیا یہ ایک گروہ باشندگان اصلی ہے
 جو اول مطیع ہوئے تھے فقط لیکن یہ قیاس اُنکا صحیح نہیں پایا جاتا کہ سنسکرت میں پیدا

میں سنسکرت جمہ خلق کی زبان تھی اور مصلحت ایک ہی قوم زہیب کی تھی اور
 بودو باش رکھتے تھے لیکن یہ بیان کہ غالباً وہ قریب دریا سے چھوٹا ملک
 رہتے تھے ایک بیان قیاسی اور لاپتہ تسلیم نہیں ہے افغنیسٹن صاحب مؤرخ
 اپنی تاریخ ہندوستان کی جلد اول حصہ اول باب پنجم فصل ششم میں غلبہ راہ
 اپنی کا یہی تحریر کرتے ہیں کہ کوئی وجہ خیال کرنے کی نہیں ہے اہل ہند جو اپنے ہندو
 ملک کے دوسرے ملک سے آئے ہوں اہل ہند جو ملک سرستی اور درشدول
 یعنی (دریا کے لگا کر کے دو اب میں ہے) او سکوبربادرت کہتے ہیں (دیکھو اشوک
 ۱۷ ادھیائے ۲ منوسمرتی) یہ خطہ دہلی کے شمال و مغرب میں قریب سومیل کے ہے
 اس خطہ کا طول قریب ۶۵ میل اور عرض ۲۰ میل ہے یہ میل تک ہے
 یہ دیس بہت پاک اور شہر کے اور اس خطہ اور جمنائے درمیان اور گنگا اور جمنائے
 شمال پر جو خطہ واقع ہے او سکومند شمالی پارٹ کے برہمہ دیس کہتے ہیں جیساکہ
 اشوک ۱۹ ادھیائے مذکور میں درج ہے کہ اربادرت کے سمیپ میں گرچہ پتر
 پنچال سورسینک یہ سب دیس برہمہ رکھتے ہیں
 گرچہ اب بنام تنخا نیر و پنچال بنام کپیل و سورسینک بنام مہرا مشہور ہے۔
 اور ہماچل اور ہندیاچل کے درمیان مہسن کے پورب پر آگ کے پچھم تہ دیس ہے
 (اشوک ۲۱ ادھیائے مذکور) بعدہ ان ہر سہ خطوں کی نسبت بیان کیا ہے کہ جو ملک
 درمیان ہندیاچل اور ہماچل کے واقع ہے او سکواربادرت یا اربادرت کہتے ہیں
 (اشوک ۲۲ ادھیائے ۲ - منوسمرتی کے اشوک ۳۰ ۳۱ ۳۲ ادھیائے دہم میں لکھا
 کہ چتری لوک سکناے پونڈرک اڈنڈرورڈکا مہوج یون سک پارٹ پاتھو چین
 رات درکمش زنا رندی وغیرہ نکرانہ و جگ نکرانہ و پراشیت و غیرہ نکرانہ و
 وغیرہ اعمال کے نکرانہ سے شودر ذات والے ہوں گے
 اس سے پتا جاتا ہے کہ ابتدائیں تمام دروزین حضرت ایک ہی مذہب موافق ہیکہ جاتھا
 جب اور ملک کے چتری لوگوں نے وہ اعمال چھوڑ دیے تب شودر ذات والے
 ہو گئے پھر اسی ادھیائے کے اشوک ۵ میں لکھا ہے کہ براہمن چتری جیسے
 چالیس فرقہ کے اعمال کے غائب ہونے سے جسد رذات قائم ہوئیں اور کانام

اور دارا کا نام لکھا ہے اور لکھا ہے کہ ہندوستان سے مصر اور یونان تک تمام ملکات
 زیر نگین تھایہ قدیم زبان پارسی جو حروف مشابہ بہ پیکان تیر میں لکھی ہے سنسکرت
 خاص کر کلام بید سے اتنی ملتی ہے اور لباس سلاح سواری اور صورت اور شکلوں کی
 جوڑان پتروں پر مشقوش ہیں ہندوستان کے کئی قدیم مندروں کی نقاشی سے
 ایسے مشابہ ہوتے ہیں کہ جن لوگوں نے ایران اور ہندوستان کی تواریخ مصلحت بخوبی دیکھی
 اور یکے دل میں یقین کلی ہو جاتا ہے کہ اوس زمانہ میں ہندوستان اور ایران کے خیال
 نہ سب بطور طریق وغیرہ میں کچھ بڑا فرق نہ تھا — ولسن صاحب مؤرخ اہل یورپ
 لکھتے ہیں کہ پہلے فوج کی قوم میسوپوٹامیہ یعنی فرات اور دجلہ کے دو آبہ میں آباد ہوئی
 اوس دو آبہ کو فی الحال دیار بکر اور البحریرہ بھی کہتے ہیں جب یہ اولاد بیشمار ہوئی اور
 اوسنے براۃ تکبر میدان شنار میں ایسی ایک عمارت عظیم الشان کے بنانے کا قصد کیا
 جو آسمان تک پہنچی تب خدا تعالیٰ نے اس غرور کے ڈھانے کو اونکی زبان میں
 اختلاف ڈال دیا اور باعث اس اختلاف کے وہ متفرق ہو کر مختلف ملکوں میں پھیلے
 اور سلطنتیں جدا گانہ مقرر ہوئیں :

لیکن لٹہ برج صاحب مؤرخ صفحہ ۱۲ دفعہ ۲۰ میں لکھتے ہیں کہ ایرین قوم کی قدیم زبان
 سنسکرت تھی اور صاحب مصنف کی تاریخ کے باب اول صفحہ ۱۶ دفعہ ۴ سے یہ بھی واضح
 ہوتا ہے کہ ہندوستان کے قدیم حملہ آور ایک قوم سے علاقہ رکھتے ہیں جنکو ایرین
 یا اندو یوروپین کہتے ہیں اور جس میں قدیم یونانی و رومی و پارسی اور دیگر اقوام حال
 فرنگستان مثلاً انگریز اور اہل جرمن (ارمی) اور فرانسیسی کے شامل تھے قدیم
 زمانہ میں یہ سب لوگ مثل ایک قوم کے بود و باش کرتے تھے اور مسکن افغانا ایک
 ملک تھا جہاں پہاڑ اور جمیل اور جنگل با فراط تھے اور جہاں کی آب و ہوا سرد تھی
 غالباً یہ ملک وسط الشیامین قریب دریائے گسن یعنی دریائے جیون کے واقع
 ہے اولاً اقوام فرنگستانی نے اس قدیم وطن کو چھوڑا اور معلوم ہوتا ہے کہ
 فارسی اور ایرین عرصہ تک یہاں سکونت رکھتے تھے آخر الامر یہ دونو اقوام
 بھی علیحدہ ہوئیں ایرین کوہ ہندو کش اور کوہ ہمالہ سے ہو کر ہندوستان
 میں داخل ہوئے — اگرچہ اس بیان سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں

جو درحقیقت ایک گروہ وحشی و جنگلی دغوتخوار و زبردست تھا جیسا کہ اوراق ماہل میں بیان ہوا اور یہی وجہ ہے کہ پہلے مورخان فارسی خصوصاً فردوسی شاعر نے اوکو زبورا
اجتہ اقتور کے لفظ دیوان ذکر کیا اور کستم و اسفندیار وغیرہ سے اور اودن سے
لڑا سان ہوئیں اور سحر و جادو و ذقیرہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب
لوگ ہرقوم اہل ہند محققان ہادیو جی سے اور شافل تنتر وغیرہ بدیاؤں کے تھے
اس وجہ سے تانتری کہلاتے ہوئے رفتہ رفتہ بامداد زمانہ بنا فراتاری مشہور ہوئے
اور وجہ پرستش ہادیو جی یا ہونے لفظ دیو کے جوادن کے نام کے آخر پر پکارا جاتا ہوگا
مورخان فارسی نے اپنی زبان میں اوکو دیو یعنی آجئے آتشی نژاد موسوم کیا چنانچہ
ارژنگ دیو جسکا ذکر شاہنامہ فردوسی میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ نام راجی
ہے جیسا کہ اب بھی یہ نام اہل ہند میں کسٹل ہے اہل تاناکو کبھوت پشاج وغیرہ
نامزد کرنے میں مراد اراقم انکار وجود اوس خلقت سے نہیں ہے بلکہ ممکن ہے کہ بچا
عادات و اعتقادات نہ ہی یہ گروہ بھی مثل اوس خلقت کے خیال کیا گیا ہو اور
اقرار یا انکار وجود اوس خلقت سے دوسری بحث ہے جسکی بیان ضرورت نہیں
قوم پارسی جس میں بادشاہ دالین کیو مرثا ہوا ہے یہ تو صاف صاف ہرقوم
اہل بیک خیال کئے جاسکتے ہیں اس قوم میں مثل اہل ہند کے چار فرقہ ہیں باسن
چترسی باسن سود اور خدمات اون چاروں فرقہ کے وہی ہیں جیسا کہ اہل ہند
بیان کرتے ہیں اور گو کہ اس زمانہ میں اونہیں اور اہل ہند میں مغایرت کلی ہے
لیکن موسوم بہ چار فرقہ مصرحہ بالا اب تک ہیں
تاریخ جان نامک حصہ چارم میں لکھا ہے کہ شہر استخر میں جو ایک مکان دیران
جسے دمان والے تخت جمشید کہتے ہیں اب تک موجود ہے اوس مکان دیران
بست سے قدیم پارسی حروف بشکل پیکان منقوش ہیں اب اوکو اس زمانہ میں
کوئی بھی نہیں پڑھ سکتا تھا میجر انس صاحب نے دس برس کی کوشش میں
اوس تحریر کا مطلب نکالا اور اودن حروف کی الف نے بھی بنائی کہ اوسکی
مدد سے اوس ملک میں جہان جہان قدیم مکاتون پر اوس قسم کی کتاب تھی
جلد پڑھی گئی اوس دیرانہ پر شاہ عالی کتبہ وجسے جو بیلی سو برس کے قریب

روایت ہے کہ ایک خانی مسیٰ اپنی کمول نے وطن کو ترک کیا اور اپنی قوم سے
 بہت سے لوگوں کو ساتھ لیکر خیال کے پہاڑوں میں جا رہا ہے
 یہ لوگ تو اب تک اہل ہند کے زمرے میں شمار کیے جاتے ہیں
 اور تاریخ مذکور میں یہ بھی ذکر ہے کہ ملک چین میں اول بادشاہ فو ہی سان
 کے خاندان کا ہوا اسی نے سن شی کے صوبہ میں چین کا یا حسن ماچین کا شہر
 بسایا اسی لحاظ سے بعض زمین کی روایت ہے کہ شاید ختامین جو طائفہ آدیوں
 کا آکر رہا وہ ہندوستان سے نقل کر کے وہاں گیا ہے

تاریخ واقعات ہند و آئینہ تاریخ ناصحہ اول میں مذکور ہے کہ تخمیناً چھ سو برس قبل
 سنہ عیسوی ایک اور خاندان کے راجا ملک تاتار سے آکر ہندوستان میں داخل ہوئے
 جنکو ہند کے لوگ ناگ بنی کشک کے خاندان سے بتلاتے ہیں چنانچہ دس پشت تک
 راجا ناگ بنی راجاؤں نے نگہ دیس میں راج کیا اور دار السلطنت اوس
 دیس کا پاٹلی پوترا تھا جواب بنام پٹنہ مشہور ہے اور آخری راجا اس میں کا تھا
 پٹنہ کا تھا جسکے عہد میں سکندر ملک ہندوستان میں آیا تھا اور راجہ سند کی ان
 قوم شودر سے تھی اور اسی کا بیٹا راجہ چندر گپت ایک عورت شودر قوم کے چیت سے
 پیدا ہوا کہ بہت بڑا زبردست راجہ ہوا ہے اور اسی طرح پورانوں میں منقول ہے
 کہ جن دنوں میں ارجن نامدار نامساعدت روزگار و کج روی چرخ کینہ شعار سے گرفتار
 سیابان نوردی تھا شادی اوسکی چترانگہ دختر راجہ چکر سین والی مٹی پور سے کہ اپنے
 بنام ملک برہما مشہور ہے ہوئی اور دوسری شادی دختر باسک ناگ والی ناگ پور
 سے جسکا نام الوپی تھا محل میں آئی اور اوسکے بطن سے راجا سیر باہن پسر جن
 پیدا ہوا اور راج مٹی پور کا اوسکے قبضہ اقتدار میں آیا اور جب پانڈوں نے نہ کہ
 اشمید جنگ کے گھوڑا چھوڑا اور ارجن نامدار بہراہ اوسکے گیا اور اسے مذکور
 راج مٹی پور میں پونچھا تو سیر باہن نے اوسکو گرفتار کیا اور ارجن دبیر باہن کے ہم
 ساما رہے غلام برہمے کا ر آیا کہ ارجن مارا گیا جب یہ خبر اور ان پر پہنچنے سے سنی
 بہت رنج و غم کیا اوسوقت حسب فرمودہ الوپی دختر باسک ناگ کے سنو کی مکہ بنی
 ناگ لوگ سے طلب کیا گیا راجہ سیناک فرمان روا نے ناگ لوگ نے چاہا کہ یہ

ہر ایک کے تباہ ہونے سے صحرا سے تانار میں جا چھپا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ اوسے تباہ
 یعنی کچے گھرنے کا وہ شہزادہ باب سے روٹھ کر صحرا میں چند آدمیوں کو لیے چلا گیا
 وہی جہاں لوگوں کا تھا لیکن صحرا کی آب و ہوا کی خاصیت اور فحاشی کے نیچے بود و باش
 کرنے اور کچے گوشت کھانے اور رات دن کمر بندھے رہنے کی عادتوں نے انکو ایسا
 مضبوط بنایا تھا کہ خانی سے اور اوسے کچھ نسبت نہ رہی اور انکی گردہ ایک دوسری
 قوم ہو گئی اور یہی لوگ تھے کہ کسرے و سکندر بھی انکی بہادری اور مضبوطی و سپاہ
 کے قائل ہوئے اور اوسے باج نہ لے سکے اور اوسے قوم کے پہلوانوں سے رستم
 اور اسفندیار کا مقابلہ ہوا اور افراسیاب بھی تاناری تھا

اور جہاں موثر خان پورپ و اسلام ترک بن یافت کو جدا علی اس قوم کا قرار دیتے ہیں
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم چتری سورج بنسی تھی جدا علی انکا راجہ سورج تھا
 جو جدا علی اقوام سورج بنسی ہندوستان کا ہے لفظ سورج اور تورک میں ہر
 تفاوت الہ نہ ہے اور ترک مخفف تورک کا ہے جو بوجہ امتداد زمان ترک ہوا
 اور یہی باعث ہے کہ ترک لوگ اپنی بنیاد کو آفتاب سے قرار دیتے ہیں اور آفتاب
 زراعی کہلاتے ہیں جیسا کہ تاریخ چین کی باب اول دفتر سوم جلد دوم میں مذکور ہے
 زمانہ سابق میں ملک ترکستان میں اکثر نام اس قسم کے مثل بل ہند کے بنام
 سب سے سیارہ پائے جاتے ہیں جیسا کہ مغل خان جو جدا علی اقوام مغل کا ہے
 اصل نام اسکا منگل یا منگلی ہے اور اکثر موثر خان نے اسکو اس نام سے پکارا ہے
 علی ہذا بزرگان زالی و رستم تورک و اتر پردہم تھے تورک تو وہی سورج ہے
 جیسا اور پر بیان کیا گیا اور اتر پردہ اصل لفظ سنسکرت اتر ہے یہ نام پر سوم
 یعنی چاند کا تھا اور رستم مخفف سوم کا ہے

تاریخ چین کی جلد دوم دفتر اول باب ہفتم میں ذکر ہے کہ ۴۳۳ عیسوی کے
 اور ۴۶۹ عیسوی کے قبل فقہور
 آودان ٹی کی عہد میں کئی برس قحط سالی رہی فاقون کے مارے کو سی چوکی
 صوبہ کے لاکھ آدمی سے زیادہ ملک سے نکل گئے اغلب ہے کہ ملک نیپال کی
 آبادی اوس وقت میں شروع ہوئی چنانچہ ہستو پوران کتاب سنسکرت میں

اور جہاں موثر خان پورپ و اسلام ترک بن یافت کو جدا علی اس قوم کا قرار دیتے ہیں
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم چتری سورج بنسی تھی جدا علی انکا راجہ سورج تھا
 جو جدا علی اقوام سورج بنسی ہندوستان کا ہے لفظ سورج اور تورک میں ہر
 تفاوت الہ نہ ہے اور ترک مخفف تورک کا ہے جو بوجہ امتداد زمان ترک ہوا
 اور یہی باعث ہے کہ ترک لوگ اپنی بنیاد کو آفتاب سے قرار دیتے ہیں اور آفتاب
 زراعی کہلاتے ہیں جیسا کہ تاریخ چین کی باب اول دفتر سوم جلد دوم میں مذکور ہے
 زمانہ سابق میں ملک ترکستان میں اکثر نام اس قسم کے مثل بل ہند کے بنام
 سب سے سیارہ پائے جاتے ہیں جیسا کہ مغل خان جو جدا علی اقوام مغل کا ہے
 اصل نام اسکا منگل یا منگلی ہے اور اکثر موثر خان نے اسکو اس نام سے پکارا ہے
 علی ہذا بزرگان زالی و رستم تورک و اتر پردہم تھے تورک تو وہی سورج ہے
 جیسا اور پر بیان کیا گیا اور اتر پردہ اصل لفظ سنسکرت اتر ہے یہ نام پر سوم
 یعنی چاند کا تھا اور رستم مخفف سوم کا ہے

د سلطنت وغیرہ مالک الشیاکو ہے جس میں ہند چین پارسی ترکستان آری
 میں دو دوسرے ملک کو نہیں اگرچہ اہل یورپ فی زمانہ جملہ قوموں سے فوقیت
 لیتے لیکن عرصہ قلیل ہوا کہ یہ لوگ فرض جنگی و وحشی تھے اب دیکھو کہ مالک الشیا میں
 جو قدر امت کہ کتب تاریخ سے نسبت ہندوستان پائی جاتی ہے ایسی کسی قوم میں
 اور معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت سب ملکوں میں ہندی قوم آباد تھی اور زبان بھی سنسکرت
 تھی اور بعد ازاں اقوام کا ہند ہی پایا جاتا ہے وقتاً فوقتاً ایک کو دوسرے سے
 مغایرت ہوتی گئی

مصر والوں میں تو اب بھی نہایت مشابہت ہندیوں سے معلوم ہوتی ہے ان دونوں
 قوموں میں جو خاص خاص باتیں مشابہت کی پائی جاتی ہیں ان کو ہیراف صاحب نے
 ایشیا کے قوموں کی تاریخ کی جلد ۳ صفحہ ۴۱۱ سے آخر تک لکھا ہے اور ایک بہت
 بڑا راج مذہبی مثل ہندیوں کے جو عہد حضرت نوح میں چلا آیا اور اس کو حکم الہی سمجھی
 دلیل قوی مقولہ سابق کا ہے یعنی جس طرح ہے کہ ہندیوں میں رسم ہون و بلقان
 و جگ اذروے و ہرم شاستر قروج ہے ایسا ہی حضرت موسیٰ نے جسکا زمانہ و زمانہ
 پندرہ سو اکثر سال قبل مسیح ہوا ہے بحکم خدا سوختنی قربانی کو خراج بنائے اور جانور
 ذبح کیے جاتے اور جلائے جلتے تھے اور نیز بخور کے مصالح خوشبو کے لیے قربانیاں
 میں جاتے اسکا ذکر توریت میں شرح و بسط سے درج ہے اور جس قسم کی رسمیں
 و خون جانور ذبیحہ کی بندھنوں کے ہون وغیرہ میں جاری ہیں ایسی قبیل سے وہ لوگ
 بھی ادا کرتے تھے اسی طرح بعد طوفان نوح کے نوح نے مزج بنایا اور ساری پاک چیزیں
 و ہر نہ دن کی سوختنی قربانیاں چڑھائیں اور خداوند تعالیٰ نے خوشبو کی بو سونے
 اور عود نامہ کیا کہ اب طوفان نہ آویجا اور اپنی کمان یعنی قوس فرخ کو واسطہ نہ کرے
 عہد کے بتلایا کہ یاد دہ رہے گی۔ یہ آخری فقرہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ہند
 لوگ قوس فرخ کو اندر دیوتا کی کمان کہتے ہیں تاریخ چین میں لکھا ہے کہ تا تاری
 بڑے جنگی اور صحرائے رہنے والے تھے اور تاراج سے انکی اوقات اور شکار پرانے
 گذران تھی اور ہر وقت گھوڑے پر سوار ہاتھ میں تیر و کمان و تلوار لے خوشنوار رہتے
 اگرچہ وہ بھی قوم خاص سے تھے چنانچہ بعض موزن کہتے ہیں کہ شاہزادہ چنگیزی خان

مصر والوں کی زبان

قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے تھے اور اب آفتاب سے نہایت قریب
اور نہایت بعید سمجھے جاتے ہیں یعنی اوج و حنیض

فصل دوم

پیدائش انسان قدامت ہندوستان و قومیت و زبان کے بیان

اہل اسلام کا عقولہ ہے کہ حضرت نوح کے تین بیٹے تھے حام سام یافث اور انکی اولاد
برص زمین پر انسان کی پیدائش ہے چنانچہ حام کی اولاد سے اہل ہندو
تاریخ فرشتہ میں حام کے چھ بیٹے حسب ذیل لکھے ہیں ہند سندھ حبش
افریقیہ ہرگز نوبہ اور ہند کے چار بیٹے یورپ و کننگ بنگ ہند ال اور دکن کے
تین بیٹے مریٹ کنہر بنگ اور ہند ال کے تین بیٹے ہڑوچ کپناچ مالراج
اور سندھ و سپردوم سے تھلہ کمان پیدا ہوئے اور ان لوگوں نے اپنے
اپنے نام سے شہر ہندوستان میں آباد کیے اور دیگر کتب تواریخ میں حام کے
نوپے اس تفصیل سے منقول ہیں ہند سندھ و نوبہ کنگان کو ش قبط
بربر حبش اور بعض مورخ سندھ و کنگان کا ذکر نہیں کرتے اور نوبہ کو سپر حبش
بتلاتے ہیں باوجود ایسے اختلافات کے کتاب توریت میں جو بعقاد اہل اسلام
و یہود و نصارا کتاب آسمانی ہے حام کے چار بیٹے کو ش قبط مکر کنگان کا نام
درج ہے اور ہند و سندھ کا کچھ ذکر بھی نہیں ہے — اور مورخان یورپ اہل
ہند کو اولاد یافث قرار دیتے ہیں یہیں تفاوت رہ از کجاست تاہم کجا
پس یہ نسب نامہ اگر اہل ہند سے منسوب سمجھا جاوے تو یہ امر اس وجہ سے
اور زیادہ تعجب خیز و حیرت انگیز ہو گا ہے کہ اہل ہند جو پیدائش انسان زیادہ
سات ہزار برس سے بتلاتے ہیں اور جنکے پاس پرانے زمانہ کی کتابیں مصنفہ
علمائے سابقہ انکے کی موجود ہیں انہیں اس سلسلہ کا ذکر بھی نہیں ہے اور
ہے کہ یہ قوم جس سے دیگر ممالک کے لوگوں نے عالم و ترقی حاصل کی کیا اپنے
آباد اجداد کے اصلی ناموں کو مطلقاً بھول گئے اور اسامہ دیگر سے پوکارا اور غیر
ملک والے جزائے قدیم میں ایک قوم وحشی سے تھے اسماہ آباد اجداد و سرے
ملک سے بقید نسب نامہ واقف رہے اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ ہندوستان

یاب ہمارا ہے ہزار ہزار آدم گذرے ہیں شیخ ابن عربی کا قول ہے کہ بعید نہیں کہ ہزار ہزار سال کا ہے و مدت دور سلطنت سیارات سب سے ہے

ہفتہ زبانی کہ سات ہزار سال کا ہے و مدت دور سلطنت سیارات سب سے ہے
نسل ایک کی منقطع ہو اور آدم و دیگر پیدا ہو
کتب اثنا عشر ہیں منقول ہے کہ ایک دن جناب امیر المومنین نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ پیشتر آدم سے کیا تھا فرمایا کہ آدم پھر پوچھا فرمایا کہ آدم چنانچہ تکرار کر کے پوچھ کر حضرت نے فرمایا کہ جہاں تک تکرار کر دے گی یہی جواب

پاؤ گے
برائے ہند کا مقولہ ہے کہ مدار گردش روزگار چار دور پر ہے اول ست جگ
کہ مدت اسکی سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال متعارف ہے اور عمر طبعی مردم
اس دور کی ایک لاکھ سال ہے دور دوم تریجا جگ مدت اسکی بارہ لاکھ
چنانچہ ہزار سال و عمر طبعی مردم اس دور کی دس ہزار سال اور دور سوم
دو ارب جگ مدت اسکی اٹھ لاکھ چونتہ ہزار سال و عمر طبعی اس دور کی
ہزار سال اور دور چارم کلجگ مدت اسکی چار لاکھ بتیس ہزار سال و عمر طبعی
مردم اس دور کی سو برس ہے چار دن جگ کی ایک چوڑھی ہوتی ہے اکثر
چوڑھی کا ایک منو نتر ہوتا ہے اور چودہ منو نتر کا ایک دن برہما کا جسکو پروردگار
عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور اسکو وسیلہ آفرینش عالم گردانا
مقرر ہوا جسکو برہمن خیر متعارف ہے جسکے ایک دن کی صراحت سطور بالا میں ہوئی اور
بقدر برہما کہ وجود میں آئے علم اسکا احاطہ بشری سے باہر ہے لیکن حسب مشہور
ہے برہما حال ہزار ویکم ہے اور عمر اسکی سے پچاس سال نصف روز گذرا ہے
جو مدت کہ ایک دن برہما کی قرار دی گئی ہے یہ علم ہیئت کے اصول پر قائم ہوئی ہے
نور اور ایسا نیر کی کامل گردش جو بحساب علم ہیئت ہندو کے چار ارب بتیس
برس میں پوری ہوتی ہے ایک دن برہما کا ہے
نور و طریق الشمس کے واسطہ کے اون نقطوں یا مقاموں کو کہتے ہیں جہاں کسی
کی گردش کا محیط تقاطع کرتا ہے یعنی اس وقت
ایسا نیر ستارہ کے اون دو مقاموں کو کہتے ہیں جو قدیم زمانہ میں سے

اہل انجمن یعنی کتے تھے کہ ہماری قوم آفتاب سے بھی قدیم ہے
 اہل میکہ و عتقاد کرتے ہیں کہ دنیا کی پیدائش سے تین دورے آفتاب کے گزرنے
 میں اور اب چوتھا دورہ ہے اور یہ دورہ دنیا کی نیست و نابود ہونے تک رہے گا
 فلاسفہ اہل دہر نے اعتراض قوی اس حدیث پر کیا ہے جس میں بیان ہے کہ ہر
 اقوام انسان اولاد ایک ہی جد یعنی حضرت آدم کی ہیں کیونکہ نوع انسان کی تین علیحدہ
 قسمیں ہیں جن کے آپس میں کمال مغایرت اور مباہنت ہے غرض ان اصلی قسموں کو
 بسبب اسباب و علامات مغایرت کے کر نل جملٹن اسمٹ صاحب جو عالم زبردست
 اور یکتا ہے روزگار علم خواص الاشیاء کے تھے یوں نامزد کرتے ہیں پہلے بلقب قسم
 ریش دار دوسرے بلقب بے ریش تیسرے بلقب قسم مرغولی یعنی پیچیدہ ہوئے
 اگرچہ ان کے فروعات صد ہا ہیں لیکن اصلی نہیں تین ہیں اعلیٰ قسم بنی آدم قسم ریشدار
 ہے اور اوسط رتبہ کی قسم بے ریش ہے اور ادنیٰ خلائی قسم پیچیدہ ہوئے
 چنانچہ ایران ہندوستان کشمیر عرب افغانستان وغیرہ اقوام ریشدار ہیں اور
 آثار اور ختم میں قسم بے ریش اور تیسری قسم پیچیدہ ہوئے کہ وجود اسکا دریا
 حیوان مطاق اور انسان کے مثل برزخ واقع ہے اگرچہ فروعات ان تین قسم کے
 بسبب آپس کے خلط اور آمیزش کے بہت سے ہیں اور بعض میں علامتیں دو
 قسموں کی اور بعض میں تینوں کی پائی جاتی ہیں لیکن پھر کبھی علامات اصلی اس قدر
 حیاں ہیں کہ ان میں اصلی قسموں کو جدا کرنا ممکن ہے :
 مسودہ اوراق ہذا کی رائے میں ہونا ان اقسام کا تاثیر سرزمین اور آب ہوا سے ممکن
 الغیب عند اللہ تصانیف شیخ ابن عربی و شیخ سعد الدین حمویہ سے کہ
 اولیاء کبار و اہل کشف سے ہے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ہر روز ربانی مقفون
 ہزار سال سے دہر روز الہی مشتمل پر پچا ہزار سال ہے :
 مولف نفائس الفنون لکھتا ہے کہ تاریخ غنائی میں لکھا ہے کہ ابتداء آدم سے
 اس وقت تک کہ سال ہفت صدوسی و پینچ ہجری ہیں آٹھ ہزار آٹھ سو تریس
 و نو ہزار سات سو تریس سال ہوئے از مدت و ن کی دس ہزار سال
 قرار دیتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہیشتر و ہشت

اور کشتکاری میں مشغول ہوتے ہیں اور پروس کے لوگوں سے رسم تجارت اجناس کے
 عوض و معاوضہ کے ذریعے سے پیدا کرتے ہیں اور یہ حال اہلیت کاتب ہی سے ہوتا ہے
 جب درندے جانور سب جنسی انسان کے ساتھ ہمیشہ ریاست کے لیے شروع آبادی
 ملک میں لڑائی خوب ہوتی ہے مغلوب ہوتے ہیں اس لحاظ سے ابتدا سے ایام شروع آباد
 بعد شکست درندوں کے لغایت رواج علوم اور تحریر تاریخ عرصہ ہزاروں برس کا ان دونوں
 عہد کے درمیان گذرتا ہے اور یہی باعث ہے کہ ملکوں کی قدیم تاریخوں میں نہایت
 شکوک رہتے ہیں پس اگر یہ بیان کیا جائے کہ عبرانی و اہل مذہب عیسوی وغیرہ
 ابتداء آدم سے تا اندیم ہر ایک شخص اپنا اپنا نسب نامہ بقید سال و ماہ عین
 وقت پر لکھتا رہا ہے شاید اس بات کو کوئی اہل فراست و دانشمند باور نہ کرے گا
 مگر خان اہل یورپ کا عام دستور ہے کہ بوجہ اسکے کہ اونکے خیال میں خلقت انسان
 بعد طوفان جسکو چار ہزار برس قرار دیتے ہیں نقش کالجبر ہو رہی ہے پرانے نسب نامے
 تحریر کرتے وقت ایک اوسط پچیس تیس برس کا لگا کر ایک ایسی فرضی مدت قائم
 کر لیتے ہیں جو مدت مفروضہ طوفان نوح سے تجاوز نہ کرنے پاوے لیکن جبکہ اس زمانہ
 میں عمر انسان کی ایک سو برس عموماً تسلیم کر لی گئی ہے اور ان فرقوں کے بیانات
 و کتب مذہبی مثل توریت وغیرہ سے یہ امر بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت آدم و نوح
 و سام و حام و یافت وغیرہ کی عمریں صد ہا سال کی یعنی ہزار برس بلکہ کچھ زیادہ ہوئی
 تو کیا یہ امر قیاس کرنا بعید ہے کہ ایک زمانہ میں عمر انسان کی دس ہزار برس یا
 لاکھ برس تک ہوئی ہو جیسا کہ مقولہ اہل ہند کا ہے ؟
 اور اگر یہ بیان کیا جائے کہ منقولات میں جو کلام ربانی یا فرمودہ بزرگان ملت و مذہب
 ہے جیسا تحریر ہے وہ لائق اعتبار ہے پس ایسا بیان تو ہر ایک مذہب والا
 کرتا ہے اور انکو سچا جانتا ہے توریت و فرقان پر حصر نہیں ہے ؟
 اہل کالدا یا اذکار کرتے تھے کہ ہماری پاس ڈیڑھ لاکھ برس آگے کا نوشتہ موجود ہے
 اہل چین خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے پہلے پادشاہ سے اونکے مہتمن حکیم کنفیوشس تک
 جو پانچویں صدی میں پشتر تو لہ حضرت عیسیٰ کے تھا تو کٹر سا کچھ لاکھ
 برس گذرے ہیں ؟

قد اذکما سائمتہ لکنا تمنا بعد قعاسے نے جو کو استخوان پہلو اوکے سے ظاہر کیا اور ساتھ
حضرت آدم کے اندر دواج دیا اور بیوی اذکما جنت عدن سے کوہ سرانہ پیر پر ہوا اور اذکما
بہمی اوکی ہندوستان میں جو کوہ سرانہ پیر پر دفن ہوئے کہ اب بھی دو مقام بقدر گما
آدم مشہور ہے اور سرانہ پیر جزیرہ ہندوستان سے ہے اور نقل ہے کہ فرج نے وقت
طوفان کے تابوت اذکما کشتی میں رکھ کر کوہ ابوقیس و بقول بیت المقدس و برداسے
نجف کو نہ میں دفن کیا

عبرانی مورخ اور اہل مذہب عیسوی ابتداء سے پیدائش چار ہزار چار برس قبل از تو کہ
حضرت مسیح اور ولادت نوح دو ہزار نو سو اڑتالیس سال قبل مسیح اور ولادت سام نام
یا قشت دو ہزار چار سو اڑتالیس اور طوفان نوح دو ہزار تین سو اڑتالیس ۲۳۹۹ سال
قبل مسیح بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد طوفان صرف آٹھ شخص یعنی نوح اور زوجہ
اوکی اور تینوں بیٹے اور زوجہ اوکی بعد طوفان سے باقی رہے تھے اوکی نسل سے
یہ سب خلقت انسان جواب موجود ہے ہے اس حساب سے پیدائش تمام انسان کو
صرف چار ہزار دو سو بائیس برس اس وقت تک ہوئے اور بقول اہل اسلام بعد طوفان
نوح قریب پانچ ہزار برس اس وقت تک ہوتے ہیں

لیکن یہ بیان کہ آغاز آدم و آدمیان کو سات ہزار برس یا پانچ ہزار برس ہوئے لائق
قبول عقل و افکار و ایمان زمانہ کے نہیں اور بمقابلہ کتب قدیمہ ہندی و خطائی و پارسی
وغیرہ و بنا و قواعد نجوم و احکام ارساد و غیرہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس عالم و عالمیان کی
ابتداء انہیں ہے یا ایسا زمانہ لمبیل ہے کہ مثل قدیم کہ ہے حالات گذشتہ ہزار و
پانچ سو سال کا تو اکثر اوقات ٹھیک ٹھیک پتا لگنا محال ہو جاتا ہے مورخ لوگ
ایک دوسرے کے خلاف تحریر کرتے ہیں کہ ابتداء آفرینش سے آج تک نسب نامہ
بعید سال و ماہ ظاہر کرنا جو احاطہ بشریت سے باہر ہے اس موقع پر تحریر کیا کرنا
مورخ و مؤلف تاریخ چین اثنی عشر ملاحظہ ہے وہ کہتے ہیں کہ تاریخ نویسی کا فن نہایت
علم سے تعلق رکھتا ہے اور علم نہایت اہمیت اور انسانیت کے علم میں پیدا ہوتا ہے
اور اہمیت تب ہی ایک گرد و خلق میں آتی ہے جب آپس کے اتفاق اور کسی نا اتفاق
کی صاف سے وہ کسی مقام کو گمراہ و ازمنہ سے آباد کرتے اور بسے اور شہ کی بناؤں

چیت سودی پڑوا سے اور سنہ ہجری ماہ محرم سے شروع ہوتا ہے
سنہ عیسوی سال شمسی ہے اور نسبت بکرا جیت اگرچہ سال قمری ہے لیکن
تیسرے سال ایک مینا لوند کا اضافہ ہو کر سال شمسی سے مطابق ہو جاتا ہے اور
سنہ ہجری قمری ہے

نام سنہ

قبل سنہ عیسوی

۲۰۰۴

۶۴۷

۷۷۹

۷۵۳

۳۱۰۱

۵۶

بعد تولد مسیح

۷۶

۹۲۲

ہجری
وقت تحریر اوراق ہذا دور کلجک سے ۷۹۷ سال منقضي ہوئے اور تاریخ اس چھوڑی
سنہ عیسوی اور ماگہ سودی چودس سمیت ۱۹ اور ۲۱ ذی الحجہ ۹۰۰ سنہ ہجری اور
سنہ کلجک ۷۹۷ اور ساکا سالباہن ۹۵۱ اور روز شنبہ ہے

حصہ اول

پیدائش انسان مذہب و علوم وغیرہ کے بیان میں

باب اول

پیدائش قومیت و زبان کے بیان میں

فصل اول

زمانہ پیدائش کے بیان میں

تواریخ اہل اسلام میں روایت ہے کہ سات ہزار برس سے کچھ زیادہ زمانہ گزرا
کہ حضرت آدم مصطفیٰ قدرت کاملہ ربانی بے رابطہ صلب پر و رحم مادر ظاہر ہوئے

کے بھی تھے جن ہندوستان میں بھی بہت سگہ پرانے دستیاب ہوئے مگر بسبب تاریخ اور نام کے بزرگ علوم نہیں ہوتا کہ کس بادشاہ کا وہ سگہ ہے ہندوستان کے دیار غزنی میں بہت یونانی سگہ دستیاب ہوئے جن کا ملک باختر کے بادشاہوں نے جاری کیا اور ان سگہوں سے ملک باختر کی تاریخ کی تصدیق ہوتی ہے جنہیں لکھا ہے کہ بادشاہان باختر نے دیار مغربی ہندوستان میں حکمرانی کی یونان اور اٹالیہ اور خصوصاً مصری بہت سی عام عمارتیں دیران اور افتادہ کثیر سگہ کے طور پر نمودار ہیں ہندوستان میں ایسی کوئی عمارت پرانی نہیں ہے لیکن سب سے پرانے بدھ کے مندروں کے نشان ملتے ہیں جو گویا اور ہیلہ اور پنجاب میں موجود ہیں اور جزیری ہندوستان میں بھی بہت مندروں دیران ملتے ہیں سب سے عجیب یادگار غار وا مندر ہیں اور انہیں سے مشہور وہ مندر ہیں جو ایورا متعلقہ صوبہ اورنگ آباد اور ایلفنشا اور ساسنیٹ معروف بہ جمالتاد و جزیروں میں جو بمبئی کے پاس ہیں واقع ہیں ان مندروں کے بنائی تاریخ اور اصل دریافت نہیں ہوتی — اکثر مورخوں نے تاریخ تو مفصل لکھیں لیکن سن و سال کے لکھنے میں کوتاہی کی ہے پورانی تاریخوں میں جو واقعات لکھے ہیں ان کے سن و سال مقرر کرنے میں علمائے زمانہ محال میں بہت سعی اور تلاش کی اور اپنے ارادوں کو تاریخوں کے مقابلہ اور کسی نامہ اور سکون اور کتبوں وغیرہ کی تحقیقات سے پورا کیا

کیفیت سندھ یا سمیت

ہودی دنیا کی پیدائش سے سنت شروع کرتے ہیں سنت نابوہ صار ایل کے پہلے بادشاہ کے جلوس سے شروع ہوتا ہے یونانیوں نے اس وقت سے جس میں پہلا تماشائو لپیا کے اکھارہ کا شروع کیا رومیوں نے شروع کی بنیاد سے ہندیوں نے کچھ کے شروع یا راجہ کراجیت کے سنہ جلوس سے وقت یسائی عیساکے قول سے

اس اسلام ہجرت سے یعنی جب کہ پیغمبر مقام مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کو گئے

سنہ عیسوی اور ہجری اور سنہ کچھک بنیادوں جی تیرس سے اور سنت بکرنا

کسی قدر ہندوستان میں جاری ہے دیکھو فرقہ بھارتیہ کہ اکثر اراکان اور امیروں کے مذہب نامہ اور اسکے کارنامے کے کتب جو ایک قسم کی شاعری ہے زبانی اونکو یاد ہوتے ہیں اور پشت بہ پشت یاد کرتے چلے آتے ہیں:

آثار سنو یہ مختصر فرقہ سالانہ بابت حال واقعات کے ہے جو سرکار یا کوئی شخص رکھتا ہو وہ چنانچہ ان دنوں میں جو اخبار جاری ہیں وہ اسی قسم کے کاغذ ہیں اور اسی قسم کی روزمرہ احوال کی یادداشت جرنیلوں کی ہیں جو پجاریوں سے لکھوا کر باضابطہ رکھتے تھے اور یونانیوں کے امور سلطنت کا تذکرہ خصوصاً ان تماشوں کا جو المپیا کر کے اٹرون میں ہوتے تھے اور اسی طرح رومیوں کا یہ دستور تھا کہ خادم اول اور اونسے رفیق تینوں پر سال گذشتہ کا حال سال بسال لکھتے تھے جنہیں حاکم اعلیٰ کا نام اور اور ضروری باتیں مندرج ہوتی تھیں مگر اس قسم کی تاریخ ہندوستان میں نہیں لکھی جاتی تھی

تاریخ جمعہ صری یا ذاتی اور مسکو کہتے ہیں جسکے احوال کو اس شخص نے لکھا ہو جس کے زمانہ میں اونکا ظہور ہوا یا اسنے اپنی انگلی سے اونکو دیکھا ہو یا وہ بذات خود انہیں دیکھا ہو جیسا کہ تاریخ تصنیف جو لس قیصر روم وغیرہ دفاتر سلطانی اصلی نوشتے مثلاً قانون تحریری اسناد منادی فرمان صلحائے اکثر دہات یا پتھر پر کندہ کیے جاتے تھے اور اس قسم کے نوشتے زمان حال میں بہت ہیں اور عام کتب خانوں میں بھی زمانہ قدیم کے نوشتے ملتے ہیں پورے زمانے کے ایسے نوشتے اکثر پتھر یا تانبے کی پٹریوں پر کندہ ہیں ہندوستان میں اس قسم کے نوشتے بہت ہیں چنانچہ اکثر کتبہ عہد راجہ اسکوکا اور اسکے مابعد کے دستیاب ہوئے ہیں اس قسم کی تحریر پتھر کے منارہ دہلی پر ہے جسکو فیروز شاہ کی لاٹ کہتے ہیں زمانہ حال کی تحقیقات سے واضح ہوا کہ وہ منارہ بنی ہوئی تین سو برس پیشتر سنہ عیسوی سے ہے اور حکم دیو اٹھ سپاہیاد سے راجہ سراندیب کے بنائی گئی یادگاریاں جس سے تاریخ لکھنے میں بہت مدد ملتی ہے اکثر سنگ تمغہ قیر مسجد اور عمارات عام ہوتی ہیں قدیم یونان اور روم کے سنگ اور مرمرین بہت ہیں جو آج تک اچھی طرح محفوظ رہے ہیں اور فارس کے پارتھیا والے بادشاہوں اور فارس اور ہند کے مسلمان سلاطین کے

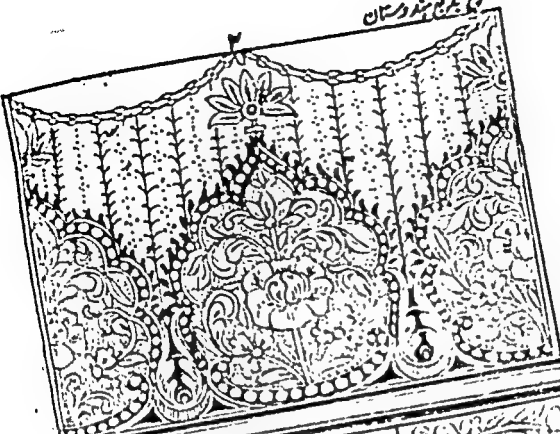
علم تاریخ کی کیفیت کے بیان میں از تاریخ عالم
آگاہ ہو سکتا ہے اسکی دو قسمیں ہیں ایک تاریخ عام جس میں احوال خلقت کے بطور
اختصار قلم بند ہوں دوسری تاریخ خاص جو علیحدہ علیحدہ ملکوں اور قوموں
کے امور سے خبر دے تاریخ کے پڑھنے سے بہت تجربہ حاصل ہوتا ہے میں اور
قدیم ملکوں کے حالات اور پرانی سرگزشتوں کے جاننے سے پڑھنے والا افعال
ذمیرہ کے نتائج کو سمجھ کر بہت پکڑتا ہے نفرت کرتا ہے طبیعت جانب افعال سنہ
وافعال صالح راغب و اعلیٰ ہوتی ہے صبر و استقلال حاصل ہوتا ہے ہمت و
وجہات بڑھتی ہے نخوت و خود بینی گھٹتی ہے شکر و صحبت نیک و بد جانتا ہے
پاداش جو رد اعصاب و عدل و انصاف پہچانتا ہے

تاریخ کی بنیاد چند امور پر منحصر ہے اول روایات سماوی دوم قصائد و اشعار سماوی
اخبار یا آثار سنویہ چارم تاریخ معصری یا ذاتی پنجم دفاتر سلطانی یعنی کاغذات ملکی
وغیرہ ششم یادگار بیان مثل سنار و سکہ و عمارات وغیرہ

آئے ایام سلف کا احوال جو سب سے قدیم ہے اکثر اسی قسم کی اخبار پر مبنی ہے
ایسے روایات کی تحریر میں لمحاظ اپنے اپنے وقت و مذہب کے ہر ایک نے طریقہ
پسندی اختیار کیا اور روایات راست و دروغ باہم مخلوط ہو گئے اگر اہل تاریخ غلط
نہ و اشعار خواہ وہ روایات مزوجہ پر منحصر ہیں خواہ کسی اجزائے حال یا اشعار
روک تھات پر جو بطور یادگار لکھے گئے معلوم ہوتا ہے کہ فن تحریر کے جاننے سے
خارج عمومی تصنیف کے جیسے تھے اور زبانی یاد کر لیا کرتے تھے اور بعد ایا
سیر کے پھر بھی یہ طریقہ جاری رہا۔

ستان میں بھی یہی طریقہ جاری تھا چنانچہ ہمارا جہ راجہ راجہ کے
کے بیٹے ٹلو و کس نے بڑا پڑھی اور مسوت جی نے نیم شان
ارت رشیون کو سنائی جیسے اونہوں نے راجہ جیمبہ کے دربار میں
ن شاگرد بیاس جی کو پڑھتے ہوئے سنا تھا یہ طریقہ اب بھی

خاطر اپنی کو صفحہ قرطاس پر معرض تحریر میں لاؤں بندہ شکستہ بال بندت کس لال
 عفی عنہ نجد مت ارباب دانش بلند فکر و دقیقہ سخاں عالی فطرت گزارش کرتا ہے
 کہ اس ضخیم کو اکثر شوق مطالعہ کتب ہر ایک فن خصوص کتب تواریخ ہر ملت و مذہب
 و انگیزہ خاطر فاتر رہا لیکن سنسکرت میں کوئی ایسی کتاب کہ جس پر لفظ تاریخ موزون و
 صادق آوے نہ پائی اور جو پراچین میں کسی قدر حالات و واقعات زمانہ سدن مذکور
 ہوئے ہیں وہ درحقیقت بطور تاریخ نہیں ہیں بلکہ وہ سراسر مبینی اور خیالات ہنسی
 ہیں اور غلت غائی اونکے مصنفان کی تاریخ نویسی نہ تھی مقصد اصلی اونکا طاکرنا
 ہندو لفظی و احکام شریعت و معرفت و اثبات و اظہار قدرت قادر مطلق کا پیرایہ
 و تسبیح میں تھا اہل اسلام نے اگرچہ متعدد تواریخ حالات ہند میں تالیف کیں
 لیکن تحریرات اونکی اول تو مستعصبانہ ہیں ثانیاً اونھوں نے اکثر روایات غلط مشہور
 بلا تمیز حق و باطل درج کر دیں ثالثاً بعض حکایات غیر صحیح مطابق خیالات و عقائد
 مذہبی اپنے معرض تحریر میں لائے پچھلے زمانہ میں اگرچہ اہل یورپ نے علم تاریخ کو
 اچھی روشنی دی اور ترقی پر پونچایا اور حتی الامکان جہان میں بھی اوسکی کی لائیں
 جس مقام پر قیاسات عقلی کو دخل دیا ہے تو وہ ان روایات و عقائد مذہبی اپنی پر میل
 طبع اونکی کا ہوا ہے اور فرقہ بندی کی روایات مذہبی کو پوچ و پہچ سمجھا ہے درحقیقت
 انصاف کا خون ناحق کیا ہے آج تک کوئی تاریخ اس قسم کی تالیف نہیں ہوئی کہ جس سے
 ایسے خیالات کی تردید ہو اور روایات معتبرہ و صحیحہ بہ دلائل بین بحفظ عقائد مذہبی
 اہل ہندو کے بیان کیے جاوین کیونکہ ہر ایک ملت و مذہب والا اپنے اپنے زعم و
 گمان میں جادہ راستی پر چلتا ہے اور دوسرے کو گمراہ باور کرتا ہے لہذا خاکسار نے
 اکثر تواریخ ہندی و فارسی و انگریزی سے حالات صحیحہ جان تک کہ ممکن ہوئے فراہم
 و انتحاب کر کے بعض مقامات پر جو کچھ کہ اسے ناقص میں گذرا اضافہ کر کے اس
 کتاب کو ترتیب دیا اور نام تاریخی اسکا تاریخ بدیع ہندوستان رکھا جس سے
 سادہ اسیسوی نکلتے ہیں اور ترتیب اسکی مشتمل اور ہر ایک مقدمہ اور دو حصہ اور
 ایک خاتمہ کے کی گئی اور ہر ایک حصہ مشتمل اور چند باب اور فصول کے ہے



ویجاہ

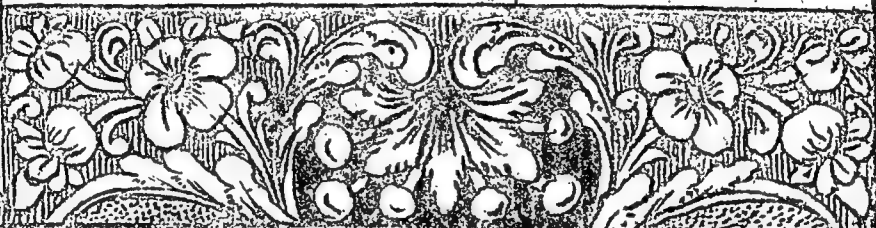
ای برتر از خیال و قیاس و گمان ہم
دفتر نام گشت و سپایان رسید عمر

وزیر چہ گفتہ اند و شنیدیم در خواہد ایم
ما بچنان از اول وصف تو مانند ایم

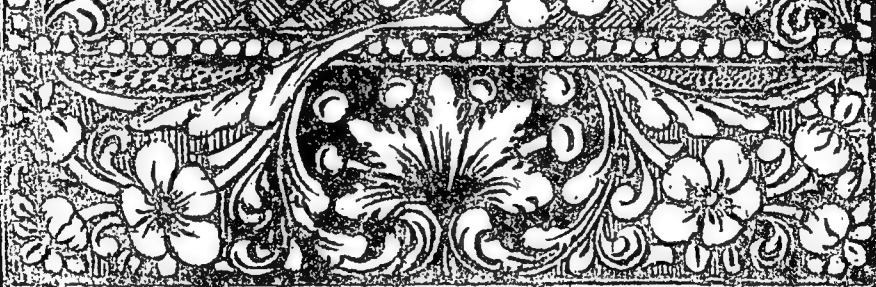
وہ خالق برحق اور ہستی مطلق ہے
دوات از نامافزون بجز بحرین غرق ہے
چشم واکند فکر و اندیشہ کنگرہ قصر تعریف او کی ہے
وزمان سے منزہ و متبرک ہے
خدا کا رب ہے او کی مایا پر ہم پار ہے
ہے جوت کہ عیان ہے
اور صفت خاقیت سے شے نمونہ از خردار ہے
دوات خود الجاہل و اندر یہ مال ہے
دشوار گزار یافت گئے ہمیت او کی میں کام فرمائی و بحر و قار معرفت او کی میں
شمار کرے اس بستر ہے کہ اس تذکرہ سے اعتراف عجز بیانی کروں اور کہنت

بعون صنّاع مکین و ممکن و فضل خلاق مبین و زمان

کتاب تاریخ بدیع ہندوستان سبیل برجالات زمانہ سلف تا علمداری سرکار انگریزی



تاریخ بدیع ہندوستان



حکومت ہندوستان لال صاحب اکثر اسٹنٹ کشتہ بہادر رفیق مارنہ تالیف کیا

مطبع بہار کشتہ لکھنؤ میں یو رطبع سے آراستہ ہوئی

شرح قیمت ایک جلد کے خریدار کو معہ حصول ڈاک (چھپام) دس جلد کے خریدار کو معہ حصول ڈاک فی جلد (چھپام)
پچیس جلد کے خریدار کو معہ حصول ڈاک فی جلد (چھپام) ۱۸۶۰ء میں چھپی۔

باب	فصل	خلاصہ معنون	صفحہ	باب	فصل	خلاصہ معنون	صفحہ
۱	۶	خانہ ان تعلق کا بیان	۱۵۸	۱		۱۵۸	۱۵۸
		غیاث الدین سلطان محمد فیروز					
		غیاث الدین ثانی ابوبکر					
		ناصر الدین ہمایون تعلق محمود					
		علاء الدین تیمور					
		سلطنت سادات	۱۶۰				
		خانہ ان لودھی کا بیان	۱۶۱				
		خانہ ان تیموریہ کا بیان	۱۶۱				
		ذکر بابر شاہ	۱۶۲				
		ذکر ہمایون	۱۶۲				
		افغانوں کی سلطنت کا بیان	۱۶۳				
		ذکر شیر شاہ	۱۶۴				
		ذکر سلیم شاہ	۱۶۶				
		ذکر محمد شاہ سورمدی	۱۶۸				
		ہمایون کی دوبارہ سلطنت	۱۶۸				
		اکبر شاہ	۱۶۹				
		جہانگیر	۱۷۰				
		شاہ جہان بادشاہ	۱۷۱				
		اورنگ زیب عالمگیر	۱۸۲				
		عالمگیر کے برائے نیکو کا بیان	۱۸۳				
		مبارد شاہ	۱۸۴				
		جہاندار شاہ	۱۸۵				
		فرخ سیر	۱۸۶				
		شاہ	۱۸۷				

صفحہ	خلاصہ مضمون	باب	صفحہ	خلاصہ مضمون	باب	صفحہ
۱۱۷ ٹیٹیک	۲۰	۱	ہما بھارت کی لڑائی کا قرن		
۱۱۷ جاوڑہ	۲۱	۸۲	قیاس زمانہ		
۱۱۷ رام پور	۲۲	۸۳	حالات سکندر کے بیانیہ		
۱۱۷ اودہ	۲۳	۸۵	بنگالہ کے راجاؤں کا بیان		
۱۲۲ حیدر آباد	۲۴	۹۰	راجپوتانہ وغیرہ کے راجاؤں کا بیان		۲
۱۲۳ پیسور	۲۵	۹۰	اودے پور کے راجہ	۱	
۱۲۴ تراونکور	۲۶	۹۳	جے پور کے راجہ	۲	
۱۲۵ کچھ	۲۷	۹۳	جودہ پور -	۳	
۱۲۵ پنجاب کی ریاستیں	۲۸	۹۶	بیکانیر -	۴	
۱۳۵ بندیل کمنڈ کی ریاستیں	۲۹	۹۷	اجمیر -	۵	
	سلطنت اسلام کے بیان میں		۹۸	بونڈی کوٹہ جلدور	۶	
	ابتدائی حملوں کا بیان اور بلیا د	۱	۹۸	مالوہ اور چین	۷	
۱۳۹ اسلام کا ذکر		۱۰۱	قتنوج	۸	
۱۳۱ خاندان غزنوی کے بیان میں	۲	۱۰۳	دہلی پور	۹	
۱۳۱ ذکر التتکین بانی خاندان غزنوی	۳	۱۰۳	بھرت پور کے راجاؤں کا بیان	۱۰	
۱۳۱ ذکر سبکتگین		۱۰۵	الور کے راجاؤں کا بیان	۱۱	
۱۳۳ محمود کی سلطنت کا بیان		۱۰۵	مرہٹہ اور پیشواؤں کا بیان	۱۲	
۱۳۵ محمود کی جانشینوں کا بیان		۱۰۹	ناگپور	۱۳	
۱۳۷ ذکر سلطنت غوریان	۳	۱۰۹	گوالیار	۱۴	
	علاء الدین محمد بن علاء الدین شمس الدین		۱۱۱	اندور ہولکر	۱۵	
	قطب الدین ایبک اور	۴	۱۱۲	گایگوار ٹبڑودہ	۱۶	
۱۴۹ اسکے جانشینوں کا بیان		۱۱۳	گجرات	۱۷	
۱۵۳ خلجی خاندان کا بیان	۵	۱۱۵	جیسلمیر	۱۸	
	جلال الدین علاء الدین مبارک		۱۱۶	بھوپال	۱۹	
	خسرو خان					

فہرست نامہ پنج بدیع ہندوستان

حقہ اول

پیدایش انسان و تربیت علوم و فنون

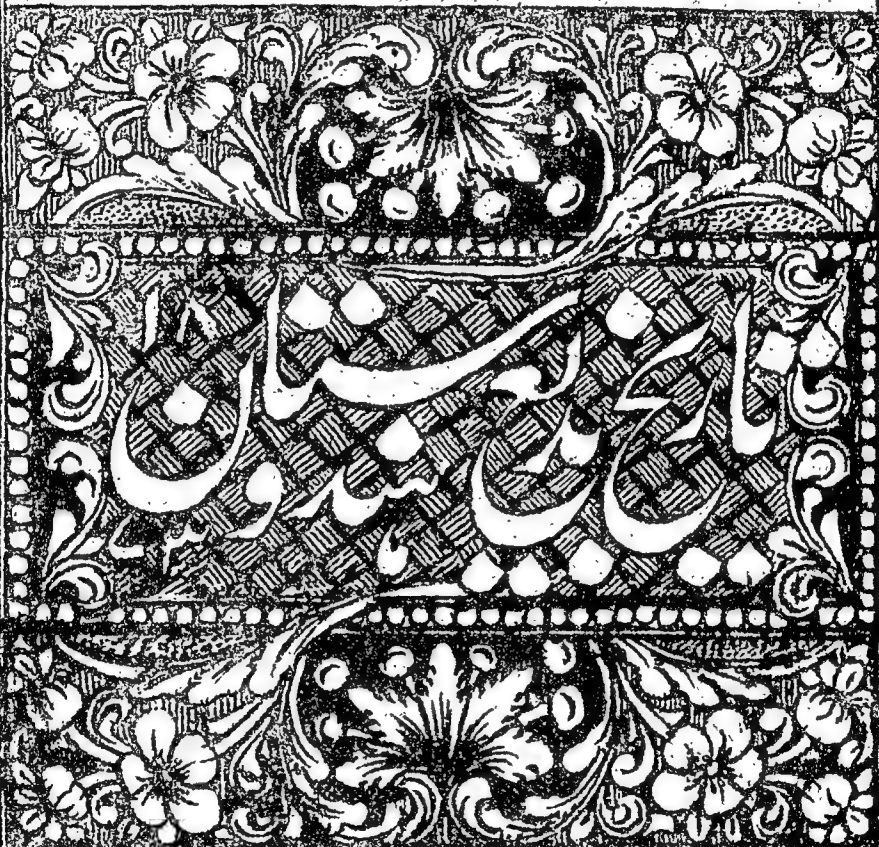
[illegible]

غلطنامہ یعنی صحیح غلطی کتاب تارخ بدیع ہندوستان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	وغیرہ دفاتر	وغیرہ - دفاتر	۸۱	۲۴	آریہ لوگوں سے	صحیح لوگوں سے
۶	۳	اور شہر	اور	۹۳	۱۳	اچھواہ	اچھواہ
۷	۹	روم	روم شہر	۱۱۰	۱۵	جیل	جیل
۹	۲۳	کنفیوئش	کنفیوئش	۱۲۲	۹	ہندی	ہندوستانی
۱۳	۵	ہندی	ہندوستانی	۱۳۸	۲۱	لکھنؤ	لکھوتی
۱۹	۱۶	یورپین	یورپین	۱۵۸	۱۹	۲۵ شہر	۲۵ شہر
۲۰	۲۰	خال	حال	۱۶۹	۲۳	علاقہ سندھ	بہ علاقہ سندھ
۲۱	۲۱	اگس	اگس	۱۷۰	۸	کراچی	کراچی
۲۳	۲۳	اور ایرین	اور ہندوستانی ایرین	۱۷۵	۱۵	خانچانان	خانچانان
۲۴	۲۴	ایرین	ہندوستانی ایرین	۱۷۶	۱۵	سرو ف گشت ہے	سرو ف گشت ہے
۲۵	۱۶	تجزیر	تجزیر	۱۷۷	۱۰	امر کوٹ	امر کوٹ پر
۲۶	۲۵	سوسائٹی	سوسائٹی	۱۷۸	۱۱	۱۵۵۳ء	۱۵۹۲ء
۲۷	۱۶	وراج جنگ وغیرہ	وجنگ	۱۷۹	۱۰	نہ سوتا	نہ سوتا
۲۸	۲۲	سفر	سفر	۱۸۰	۲	لاہور	لاہور
۳۳	۲۷	ایرین ہند	ایرین ہندوستانی	۱۸۱	۱۶	اول	اول
۳۴	۱۹	بشی	صحبت	۱۸۲	۱۷	۱۶۲۵ء	۱۶۲۵ء
۳۵	۹	ورپین	بذبان	۱۸۳	۵	بیس	تیس
۳۶	۱	چترلیٹ	چترگیت	۱۸۴	۳	لیا	کیا
۵۰	۲۳	دس گناہ کو	دس کو	۱۸۵	۹	بادشاہ	نادر شاہ
۵۲	۱۶	ترکت	نرکت	۱۸۶	۹	۱۶۶۰ء	۱۶۶۰ء
۵۴	۶	یان	مان	۲۰۳	۲۳	میسور کا	میسور کا
۵۶	۶	سنگرتہ	سنگرور	۲۰۵	۸	فوج بھٹی نے	فوج بھٹی نے
۸۱	۲۳	اسندون	ایسی سندون	۲۰۶	۱۹	کے لیے	لے لیے

بعون صنایع مکین و مسمان و فضل خلاق زمین و زمان

کتابتاریخ بدیع ہندوستان متعل بمجالات زمانہ سلف تا عملداری سرکار انگریزی



حکومت ہند کشن لال صاحب اکثر اسٹنٹ کسٹمر ہاؤس فیض آباد نے تالیف کیا

مطبع ہبار کسٹمر کلمنٹین پور طبع سے آراستہ ہوئی

شرح قیمت ایک جلد کے خریدار کو معہ محصول ڈاک (پچاس) دس جلد کے خریدار کو معہ محصول ڈاک فی جلد (پچاس)
پچیس جلد کے خریدار کو معہ محصول ڈاک فی جلد (عش) ۱۸۶۹ء میں چھپی۔

کثیر	رانا جی چند	ایضاً	۰	۵۰۰۰	۳۹۹۰	بشرعاً ایضاً	۱۰۰۰	۱۰۰۰
کنار	رای تیغ سنگ	ایضاً	۳۴	۳۰۰۰	۱۹۰۹	بشرعاً ایضاً	۱۸۰	۱۸۰
انگل	رانا جی سنگ	ایضاً	۳۴	۱۰۰۰	۹۱۶	بشرعاً ایضاً	۷۲	۷۲
بیجا	مٹا کر دینی سنگ	ایضاً	۳۴	۲۰۰۰	۹۸۱	بشرعاً ایضاً	۱۸۰	۱۸۰
بھاگات	رانا دین سنگ	ایضاً	۱۰	۰	۰	۰	۲۰۰۰	۲۰۰۰
در کوئی	رانا رستم سنگ	ایضاً	۵۳	۵۰۰	۶۱۲	۰	۰	۰
طار پور	مٹا کر تخت سنگ	ایضاً	۰	۲۵۰۰	۳۰۰۳۸	۰	۲۸۰	۲۸۰

۱۱ اندر اندر والے کتب گاہ سنگ تخت سنگ ۱۸۷۲ء طبع شدی ۱۸۷۳ء مقام کھنڈ سنگ تخت سنگ ۱۸۷۳ء

کلیت	فردان بزرگوار	تعداد فوت	مردم شادی	مردم کل	مرد	زنان	تعداد فوت	مردم کل
پیم چند ملی مملکت چ اورقا در هندوستان بشارت دهد.	۳۹۰۰	چند سال آتی	۲۲۳۰۰	۳۵۰۰۰	۲۳۰۰۰	۱۲۰۰۰	۱۲۰۰۰	۳۵۰۰۰
ولی محمد پیر سنگد پیر ۲۰ سال تو او را تا در هندوستان بشارت دهد.	۲۵۲۰	بشارت اینها	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۰۰۰	۷۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۰۰۰
بیان پیر اوقات شکر رکابش که هر روز سال ولی محمد است	۲۰۰۰	بشارت اینها	۸۰۰۰	۸۰۰۰	۸۰۰۰	۸۰۰۰	۸۰۰۰	۸۰۰۰
بشارت او را تا در هندوستان بشارت دهد	۱۲۵۰	بشارت اینها	۲۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰
بشارت او را تا در هندوستان بشارت دهد	۱۰۰۰	بشارت اینها	۸۰۰۰	۶۰۰۰	۶۰۰۰	۶۰۰۰	۶۰۰۰	۶۰۰۰
بشارت او را تا در هندوستان بشارت دهد	۲۰۰	بشارت اینها	۲۰۰۰	۲۰۰۰	۲۰۰۰	۲۰۰۰	۲۰۰۰	۲۰۰۰

حرف ایک لوگ جو صلی شاوی عالی جمہ و کشمیر کے ولی عہد سے
 ہوئی ہے وہ سیٹ کی کان بھی اس کا میں ہی وکری بھی کرتی
 سے مدد ہوتی ہے اور قاعدہ سندھ یعنی پشیر عہد
 یہ رئیس کشمیر میں بہت ذی استعداد ہے اور اس کی چھ لڑکی
 ہیں میان اور دور سے ہیں بہتر ۱۴ سال ولی عہد ہے اور
 قاعدہ سندھ یعنی پشیر عہد
 اس کے والد کی شاوی راجہ جند کی لڑکی سے ہوئی ہے
 اور قاعدہ سندھ یعنی پشیر عہد ہے کہ یہ لڑکی کہہ دے مرنے والی
 کے گدی پر بیٹھا ہے
 یہ رئیس قادیانی والی ہے اور قاعدہ سندھ یعنی پشیر عہد

اس میں کہ کوئی لڑکا نہیں ہے اور قاعدہ سندھ یعنی پشیر عہد

۱۱۰۰۰	۲۰۰	۴۴۵۵۲	۸۰۰۰۰	۵۹	ایضاً	راجہ الہی	سکونت
۱۵۰	۶۲۰۰۰	۱۳۰۰۰۰	۱۹	جاٹ	ایضاً	ایضاً	سایا
۲۳۵	۱۸۵۶۴	۷۹۰۰۰	۷	ایضاً	ایضاً	ایضاً	پانچوی
۳۰۰	۱۸۰۰۰	۶۰۰۰۰	۲۰	ایضاً	ایضاً	ایضاً	لہارو
۱۶۰	۶۳۹۰	۱۰۰۰۰	۰	ایضاً	ایضاً	ایضاً	دو خان

درجہ اول

دین	آرامش	نژاد	سر	فصل	زبان	تعداد	خوار و کمالات	کلیت
هندوئیست	نامگر	آریه	۶۰۰	۱۸۰۸۳	۱۰۰	۵۰۰۰	۵۰۰۰	<p>پیشین سکوت بنام جوار سنگاپور نام سنگ خواجه پیک</p> <p>بعد از سیک سنگی نشین فانتیو که ده لاله و درامنا سنگ</p> <p>نه بهای غیر ذری نام با نام سنگی نه بنی اگر سنگ کر درام</p> <p>کی ستم است خاسته برین سنگی او قاصد سندی</p>
مسیحی	مسیحی	آریه	۳۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۳۰۰	۳۰۰	<p>پیشین سکوت بنام جوار سنگاپور نام سنگ خواجه پیک</p> <p>بعد از سیک سنگی نشین فانتیو که ده لاله و درامنا سنگ</p> <p>نه بهای غیر ذری نام با نام سنگی نه بنی اگر سنگ کر درام</p> <p>کی ستم است خاسته برین سنگی او قاصد سندی</p>
بودایی	بودایی	آریه	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	<p>پیشین سکوت بنام جوار سنگاپور نام سنگ خواجه پیک</p> <p>بعد از سیک سنگی نشین فانتیو که ده لاله و درامنا سنگ</p> <p>نه بهای غیر ذری نام با نام سنگی نه بنی اگر سنگ کر درام</p> <p>کی ستم است خاسته برین سنگی او قاصد سندی</p>
عربی	عربی	آریه	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	<p>پیشین سکوت بنام جوار سنگاپور نام سنگ خواجه پیک</p> <p>بعد از سیک سنگی نشین فانتیو که ده لاله و درامنا سنگ</p> <p>نه بهای غیر ذری نام با نام سنگی نه بنی اگر سنگ کر درام</p> <p>کی ستم است خاسته برین سنگی او قاصد سندی</p>

رئیس گزینی کے لیے چھ سکتا ہو تو وہی لائق ہو اور اسکے ایک اور کام
 بریں کی عمر کا ہے اور قاعدہ سند نشینی بشرح مندرجہ بالا
 رئیس کو رکھی و قدر سے فاری جاتی ہو اور قاعدہ سند نشینی میں مندرجہ
 اشیا تجارتی شکر پیچیدہ ہو وہ قاعدہ سند نشینی بشرح مندرجہ

رئیس شکرت و نگیزی دان ہے اشیا تجارتی اور ہر ملک
 کافی ہے اور قاعدہ سند نشینی بشرح بالا
 یہ رئیس شکرت و قدر سے انگریزی و فارسی جانتا ہے اور کے ایک ملک
 یہ رئیس شکرت میں پیا ہوا ہو اور قاعدہ سند نشینی بشرح مندرجہ بالا
 یہ رئیس شکرت جانتا ہو اور قاعدہ سند نشینی جرمی چند ملی متحد ہو
 اس رئیس کی زمین کی شادی ہونا چھ شہر و قصبہ کے ساتھ ہونی چو
 اور قاعدہ سند نشینی بشرح مندرجہ صدر
 اس رئیس کی ایک ملک تین برس کی عمر کا ہو اشیا و تجارتی صرف کی
 ہوتی ہے اور قاعدہ سند نشینی بشرح مندرجہ بالا

منہند	راجہ راجو بیہ سنگھ	سید بونٹ	۲۰ برس	۷۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۱۰۰۰	۱۵۰۰	۵۰	سوار
نابا	راجہ بکوان سنگھ	ایضا	۲۶ برس	۷۰۰۰۰۰	۳۷۰۰۰	۲۷۰۰۰	۱۵۰۰	+	۱۳۱۰۰۰
پتو قلعہ	راجہ گل سنگھ	کلا بونٹ	۲۰ برس	۵۷۰۰۰	۲۱۲۷۱	۳۲۰۰	۳۲۰۰		۱۰۰۰۰۰
منٹلی	راجہ بکے سین	راجہ بونٹ	۳۴ برس	۳۰۰۰۰۰	۱۳۹۲۵۹	۳۰۰	۳۰۰		+
سور بونٹ	راجہ بکے سنگھ	ایضا	۳۱ برس	۱۰۰۰۰۰	۷۵۵۹۵	۷۵۵۹۵	۲۰۰		۸۰۰۰
کھنڈ بونٹ	راجہ بکے سنگھ	چند بونٹ	۲۹ برس	۷۰۰۰۰	۴۶۸۴۸	۲۰۰	۲۰۰		۳۹۴۵
بھلا پور	راجہ بکے سنگھ	راجہ بونٹ	۳۳ برس	۷۰۰۰۰	۲۵۰۲۵	۱۰۰	۱۰۰		

دو تارچہ پانچا

ادن کا پیشینہ ہوتا ہے سالانہ بطور خراج کے دیتا ہے۔ پٹیاہ۔ چند۔ و تانہہ کے چند سوار سرکار
 میں واسطے کار خدمت کے حاضر رہتے ہیں اور جب ان فیکین ریاستوں میں کوئی غلام سرکار
 مسند نشین ہوتا ہے تب وہ مذکورہ بھی سرکار میں داخل کرتا ہے۔ ان جملہ سرداروں کے ساتھ گویا
 یہ قہر ہے کہ وہ اپنی رعایا کے حق میں انصاف اور ان کی بیبوی میں کوشش کریں۔ سستی نہ ہونے
 دیں۔ غلاموں کی خرید و فروخت یا غلام بنانا روک لیں۔ ان فیکین کے مارنے کی رسم کو موقوف
 کریں۔ خلاف غنیمت سرکار کی اجازت کریں۔ فوج سرکاری کو رسد پہنچا دیں اگر ضرورت ہو ریل
 کی سٹرک یا شاہ راہوں کے لیے جو زمین مطلوب ہو مفت دیں اور بھو من ان شرائط کے سرکار
 ہر طرح پراونکی محافظ رہے گی اور ان کی ریاست سے کچھ واسطہ اور سرکار نہ رکھے گی۔ پانچوں دلیان
 ریاست ہائے بالا کو اپنی رعایا کی نسبت قصاص کا اختیار حاصل ہو اور ان کی کسی قسم کی شکایت
 پنجاب اور ان کی رعایا و معافی دار و جاگیر دار و غیرہ کے سرکار مسموع نہیں کر سکتی لیکن دلیان ریاست
 دیگر بلاغ طور پر عہدہ داروں سرکار کے حکم قصاص صادر کرنے کے مجاز نہیں علاوہ برین اور ان کی
 شکایات ہی مسموع ہو ا کرتی ہیں۔ ان سب ریاستوں میں سے دلیان ریاست ہائے بہاول پور
 ملیر کوٹلہ۔ دوجانا۔ لونارو۔ اور پاٹودی کے مسلمان ہیں اور پٹیاہ جنید و تانہہ و کپور تھلہ فرید کوٹ
 و کاتیا کے سکھ اور باقی منہویہ ہیں۔ منجملہ رئیسان اہل اسلام رئیس بہاول پور قوم داو و پوٹر
 سے خاندان میں نواب بہاول خان کے ہر جو کہ بعد وفات شاہ شجاع درانی کے خود سر ہوا۔
 رئیس ملیر کوٹلہ از قوم پٹھان ہے جسکا مسکن قدیم کابل تھا اس رئیس کے مورث اہل ملطین منجلیہ
 عہدہ ہائے مفرز پر صوبہ سرحد میں نامور تھے اور بروقت نوال سلطنت منجلیہ خود سر ہو گئے۔
 سرداران لونارو و دوجانا و پاٹودی قوم کے افغان ہیں اور ان کے مورثوں نے شروع اس عہدہ
 میں لارڈ لیک صاحب کی امداد کی تھی جسکے جلد وین او کو ہیپ جاگیر ات عنایت ہوئی۔ پٹیاہ
 ایک کے جملہ رئیسان سکھ از قوم جاتھ ہیں۔ بانی ریاست فرید کوٹ ایک شخص بہلن نامی تھا جسکو بعد
 اکبر شاہ رسد و اقتدار حاصل ہوا۔ محفل نامی ایک شخص بانی خاندان راجہ ہار پٹیاہ و جنید و تانہہ
 کا تھا اور گھنگا سو برس ہو کر کہ او نے بنیاد اپنی ریاست کی قائم کی۔ رئیس کپور تھلہ از قوم گلالی ہو اور افسر کا
 مورث چنانکہ صدی گذشتہ کے وسط میں اقتدار کو پہنچا تھا۔ والی کشمیر از قوم ڈوگرہ راجہ تھے ہر اور
 باب گلاب سنگھ ہاراجہ رنجیت سنگھ بیکان سوار دین میں نوکر تھا اور درجہ بدرجہ اس اقتدار کو پہنچا
 بقیہ سردار اچوت قدیم خاندانوں کے ہیں

مختصر حالات پنجاب و ریاست های متعلقه او سکر

[illegible]

زبان یا موضوع	تیش	
	کاشتکار	غیر کاشتکار
اردو	۲۶۶۲۹۱	۳۲۲۱۸۲
اردو و ہندی	۳۹۹۸۲۶	۲۹۰۲۶۹
اردو	۳۰۵۹۴۲	۳۰۲۹۶۸
اردو و پنجابی و ملکی	۳۵۱۳۹۵	۱۳۳۲۸۶
اردو	۳۱۲۵۲۲	۲۱۸۶۰۵
اردو پنجابی و گری بی	۱۲۹۲۶۹	۶۱۳۲۶
اردو پنجابی	۵۰۱۰۵۶	۵۰۲۲۳۲
اردو پنجابی	۳۲۰۴۳۳	۲۶۲۶۱۲
اردو پنجابی	۱۳۲۶۶	۲۰۵۲۹
اردو پنجابی	۳۰۵۰۲۱	۳۶۵۱۲۳
اردو پنجابی	۵۱۸۲۰۱	۲۲۱۱۶۶
پنجابی اردو و لاہوری	۵۲۰۰۳۳	۲۰۳۸۲۸
پنجابی اردو فارسی و کشمیری و انگریزی	۲۱۶۶۲۶	۶۶۵۶۶۶
پنجابی و ہندوستانی	۲۳۳۶۱۶	۵۶۱۳۸۶
پنجابی	۳۶۱۵۸۱	۲۸۳۶۸۱
اردو پنجابی	۳۳۳۰۶۵	۲۵۵۵۹۱
پنجابی	۳۲۰۸۲۲	۲۰۸۲۱۱
پنجابی و اردو	۲۱۲۵۱۲	۳۲۶۲۲۲
پنجابی و اردو پشتو فارسی و کشمیری و انگریزی و گجراتی	۲۶۵۹۶۶	۲۳۵۲۸۰
پنجابی اردو	۳۰۲۸۶۲	۱۹۸۱۱۲
پنجابی	۳۶۳۶۶۲	۲۵۲۶۹۶
پنجابی اردو	۱۶۶۶۸۱	۱۹۱۰۱۵
اردو و پنجابی و پنجابی	۱۹۶۳۸۹	۲۶۵۱۶۲
پنجابی	۱۱۹۶۱۹	۲۲۸۲۰۸
اردو و پنجابی	۱۵۲۲۰۱	۳۰۶۰۳۶
پنجابی و پنجابی	۲۰۵۶۹۹	۸۹۶۲۸
پنجابی و پشتو	۲۱۵۹۳۳	۱۶۸۹۳۱
ہندوستانی و پنجابی و گجراتی	۱۶۳۲۲۶	۱۳۵۲۲۰
پشتو و پنجابی و ہندوستانی	۲۰۲۲۱۱	۸۳۱۳۶
پشتو اردو	۲۶۶۶۲۶	۲۵۵۲۱۶
پشتو اردو و ہندی فارسی	۱۰۰۱۵۶	۲۵۱۶۲
پنجابی و ہندی و پشتو	۲۶۶۲۸۲	۹۹۶۱۲
	۹۲۳۰۸۶۸	۸۱۶۵۸۸۲

نمبر	کھ	ہندو	مسلمان	سیاہی	میزان
۱	۲۲۵۰۵۹	۱۳۴۹۱۲	۳۵۸۵۹	۹۲۱۶۵۵	۲۲۱۶۵۵
۲	۲۵۵۱۳	۲۱۲۹۱۳	۲۰	۴۹۰۲۹۵	۴۹۰۲۹۵
۳	۳۵۵۱۱۱	۱۵۱۲۱۳	۹۲۵۸۹	۶۰۸۹۳۲	۶۰۸۹۳۲
۴	۳۵۹۹۳۲	۱۰۲۹۲۸	۲۹۸۹	۲۸۲۹۸۱	۲۸۲۹۸۱
۵	۴۲۲۴۰۲	۷۱۲۹۵	۳۵۳۲۹	۵۳۱۲۲۵	۵۳۱۲۲۵
۶	۷۵۹۰۰	۸۲۱۲۰	۲۹۱۲۵	۲۱۰۷۹۵	۲۱۰۷۹۵
۷	۲۱۵۲۵	۲۸۹۸۷۲	۱۳۵۵	۱۰۳۵۲۸۸	۱۰۳۵۲۸۸
۸	۵۹۳۲۰	۲۰۹۹۳۲	۶۹۱۹	۵۸۳۲۲۵	۵۸۳۲۲۵
۹	۹۵۳۱۳	۲۱۹۳۷۱	۵۱۷۵	۲۳۹۹۵	۲۳۹۹۵
۱۰	۲۳	۲۳۷۹۳	۳۵۱۹۳۲	۷۸۰۱۹۵	۷۸۰۱۹۵
۱۱	۱۱۲۹۹۳	۳۱۲۳۷۱	۳۵۱۹۳۲	۹۳۹۹۴۲	۹۳۹۹۴۲
۱۲	۵۰۹۳۰۰	۳۱۵۷۵۵	۳۱۸۹۸۹	۷۸۳۸۸۲	۷۸۳۸۸۲
۱۳	۱۳۱۳	۹۹۳۹۳۲	۲۰۹۱۳	۱۰۸۳۵۱۳	۱۰۸۳۵۱۳
۱۴	۲۹۲۹۳۹	۱۹۱۳۷۱	۵۰۲۳۳۸	۱۰۵۰۰۰۰	۱۰۵۰۰۰۰
۱۵	۵۰۲۱۹	۲۱۸۷۷۱	۹۰۱۹۵۹	۶۵۵۳۹۲	۶۵۵۳۹۲
۱۶	۳۹۵۲۵	۲۲۹۸۱۳	۲۹۷۰۸۳	۷۸۹۹۹۹	۷۸۹۹۹۹
۱۷	۱۱۹۳۹۸	۱۱۹۲۹۷	۲۰۷۰۲۱۴	۵۲۹۲۵۳	۵۲۹۲۵۳
۱۸	۱۶۰۳۸۷	۹۹۳۰۷	۲۳۵۲۵۹	۵۵۰۵۷۹	۵۵۰۵۷۹
۱۹	۳۹۹۱۱	۱۰۲۱۵۷	۳۵۷۵۵۰	۷۱۱۲۵۷	۷۱۱۲۵۷
۲۰	۲۲۳۵۵	۲۰۷۲۰	۹۳۱۱۷۹	۵۰۰۹۸۱	۵۰۰۹۸۱
۲۱	۱۳۰۹۵	۲۹۱۱۱	۲۳۸۱۵۷	۶۱۹۳۹۱	۶۱۹۳۹۱
۲۲	۲۰۶۵۳	۵۳۱۰۸	۵۳۰۰۰۱	۲۶۸۲۸	۲۶۸۲۸
۲۳	۲۱۲۲	۵۳۵۹۰	۳۰۵۵۰۸	۲۶۸۲۸	۲۶۸۲۸
۲۴	۹۰۷	۸۵۰۰۵	۳۰۷۱۹۰	۲۳۸۰۲۵	۲۳۸۰۲۵
۲۵	۲۹۹۳۰	۵۷۲۹۷	۲۰۸۸۱۹	۲۶۹۳۲۷	۲۶۹۳۲۷
۲۶	۱۵۳۸۶	۷۹۸۰۵	۲۶۸۲۹۱	۲۵۵۲۲۵	۲۵۵۲۲۵
۲۷	۲۵۷۱	۳۶۰۳۸	۲۳۸۸۹۵	۲۶۸۸۹۲	۲۶۸۸۹۲
۲۸	۱۵۸۷	۳۸۵۵۳	۳۳۸۳۷۷	۳۰۸۸۲۰	۳۰۸۸۲۰
۲۹	۲۹۳۲	۳۸۹۹۷	۲۶۸۵۲۵	۲۸۰۵۳۷	۲۸۰۵۳۷
۳۰	۲۰۱۳	۲۸۴۲۲	۲۹۰۵۵۰	۳۳۳۱۵۲	۳۳۳۱۵۲
۳۱	۱۰۳۷	۲۸۴۲۲	۱۳۹۵۹۵	۱۲۵۲۱۷	۱۲۵۲۱۷
۳۲	۷۰۳	۱۰۳۷	۳۳۹۱۱۳	۲۶۴۲۱۰	۲۶۴۲۱۰
۳۳	۵۰۳	۲۰۹۳۵۹	۹۳۳۱۳۹۷	۱۵۵۹۷۵۲	۱۵۵۹۷۵۲

اقسام مروجہ ستاری
میسانی

نمبر	نمبر	نمبر	نمبر	نمبر	نمبر
نمبر	نمبر	نمبر	نمبر	نمبر	نمبر
۱۳۶۴	۴۳۳	۶۷۸	۲۹۵	۶۲۱۴۵	۹۵۰۰۸
۱	۱	۱۶	۳۷۸	۶۹۰۲۹	۱۱۱۰۲۳
۵	۳۳	۵۸	۲۵۹	۶۰۸۹۲	۹۳۹۵۳
۹	۶۲	۵۱	۱۳۶	۷۸۲۹۸	۶۸۵۵۴
۱	۱۵	۳۱	۲۹۳	۵۳۱۲۶	۸۲۷۹۲
۵	۳۳	۱۲	۶۸	۲۱۰۵۹	۳۵۸۲۲
۸۵	۱۱۱	۱۱۹۵	۳۹۶	۱۰۳۵۲۸۸	۱۶۰۳۵۱
۱۲۵	۳۱	۸۱	۲۲۹	۵۸۳۲۲	۹۱۳۲۶
۸۵	۲۸۳	۲۳۱۲	۱۸۸۵	۳۲۵۹۵	۳۶۶۶
۱۰۱	۱۳	۶۳۱	۵۸۶	۵۸۰۱۴	۱۴۱۴۵۴
۵	۲۲	۲۹	۸۵۰	۹۳۹۹۵	۱۵۶۹۱۱
۲۶	۳	۲۷۸	۸۲	۵۳۷۸۸	۱۱۶۲۲
۱۳۹	۳۵	۲۵۸	۵۳۲	۱۰۸۲۵۱۲	۱۵۲۰۸۸
۲۱۲	۶۲	۱۵۳۵	۵۱۲	۱۰۵۰۰۰	۱۵۲۹۱۹
۵	۵	۱۰۹	۲۸۸	۶۵۵۲۴	۱۰۸۲۱۲
۹۸	۵۹۸	۲۲۹۲	۲۱۵	۵۸۹۹۹	۱۴۸۲۰۵
۲۲	۱۵	۹۰۰	۲۰۲	۵۲۹۲۵	۹۲۰۸۱
۵۵	۲۵	۱۹	۲۰۵	۵۵۰۵۵	۸۲۱۸۶
۵۱	۶۲	۲۰۵۲	۱۱۵	۵۱۱۲۵	۱۲۲۰۵۵
۲	۱۶	۲۲	۱۲۸	۵۰۰۹۸۸	۸۸۵۵۵
۲	۲۶	۲۵	۳۲۲	۶۱۶۳۸۱	۱۱۶۲۵۸
۱	۱	۱۲	۵۸	۲۹۸۵۹۶	۶۲۲۰۲
۵۲	۲۵۲	۹۱۵	۸۵	۲۵۵۶۲	۵۲۵۵۵
۵	۵	۱۳	۶۱	۲۲۸۰۲۵	۵۵۶۶۲
۲	۲	۲۷	۶۲	۲۵۹۲۲۵	۶۱۲۲۵
۵	۶	۲۲	۹۸	۲۹۵۵۲۵	۲۶۵۱۸
۲۳	۳۱	۱۶۹	۵۶	۳۹۲۸۶۲	۶۲۰۰۵
۲	۱۰	۵۲	۱۳۳	۲۰۸۸۲۰	۲۵۹۸۲
۲	۵	۲۵	۹۱	۲۸۵۵۲۵	۲۹۶۲۹
۵	۲۵	۳۳۵۵	۲۵	۵۲۲۱۵۲	۸۲۸۲۰
۵	۵	۵۲	۵۱	۱۲۵۲۱۹	۲۲۹۲۲
۵	۵	۲۹	۱۲۲	۲۵۵۲۱۸	۶۲۵۲۰
۲۵۱۲	۲۰۲۲	۱۵۸۱۱	۱۵۲	۱۵۵۹۵۵۲	۲۸۵۸۹۲

[illegible]

نقشہ مشعلیہ	نقشہ مشعلیہ	نقشہ مشعلیہ	نقشہ مشعلیہ	نقشہ مشعلیہ	نقشہ مشعلیہ	نقشہ مشعلیہ	نقشہ مشعلیہ	نقشہ مشعلیہ
۶۹۴	۱۰	۱۸	۲۲	۱۲	۵۱۸	۸۸۸۶۴۸	۲۲۰۵۹۰۲	۶۹۴
۱۲۶۴	۹	۹	۵۲	۸	۳۴۲	۱۰۹۴۲۱۵	۱۱۹۰۰۷۸	۱۲۶۴
۹۱۳	۱۴	۱۴	۷۰	۱۵	۶۸۲	۴۵۴۳۹۹	۷۲۵۱۲۲	۹۱۳
۴۵۸	۱۲	۱۲	۳۴	۲۴	۲۲۰	۲۲۵۳۰۹	۲۵۱۳۳۰۴	۴۵۸
۲۳۴	۱۱	۱۱	۱۸	۶	۲۰۶	۸۰۰۸۲۳	۸۵۰۷۸۸	۲۳۴
۴۵۴	۸	۸	۲۰	۲۰	۱۳۵	۱۸۴۵۶۲	۲۱۹۳۶۷	۴۵۴
۲۳۲۲	۲۰	۲۰	۲۸	۱۰	۸۰۲	۷۸۲۲۸۳	۹۹۹۰۵۸	۲۳۲۲
۸۸۰	۲۱	۱۲	۵۲	۱۳	۲۴۲	۷۷۲۲۰۷	۸۹۰۵۹۸	۸۸۰
۲۷۰	۶	۵	۱۲	۲	۱۳۸	۲۷۰۲۱	۱۷۰۸۸۱	۲۷۰
۱۲۵۷	۱۳	۱۳	۲	۵	۲۴۷	۱۳۱۹۵۵۵	۱۵۱۸۰۸۱	۱۲۵۷
۲۱۸۲	۱۵	۱۴	۲۸	۱۲	۲۰۹	۱۳۸۴۵۲۹	۱۲۷۵۸۸۵	۲۱۸۲
۷۳۱	۱۶	۱۲	۳۲	۱۰	۳۸۷	۷۳۹۸۱۹	۸۲۴۷۲۸	۷۳۱
۱۵۷۲	۱۵	۲۸	۲۷	۱۲	۲۹۱	۸۷۲۳۱۲	۱۱۳۷۰۴۹	۱۵۷۲
۲۲۱۲	۱۸	۱۷	۲۵	۱۳	۳۹۱	۱۰۴۴۵۱۲	۱۲۳۲۷۲۱	۲۲۱۲
۱۸۸۰	۱۱	۱۲	۲۱	۸	۲۲۰	۱۰۸۲۲۷۹	۱۲۱۰۸۲۷	۱۸۸۰
۱۲۵۵	۱۳	۱۳	۳۲	۱۰	۸۹۷	۴۴۱۹۸۴	۹۹۱۱۵۲	۱۲۵۵
۱۲۰۲	۱۲	۱۲	۳۲	۱۲	۲۱۱	۲۷۸۰۳۲	۵۹۱۸۲۹	۱۲۰۲
۳۱۲	۱۵	۱۵	۲۲	۱۴	۲۵۰	۲۷۲۲۴۲	۵۵۹۴۲۲	۳۱۲
۱۴۵۸	۱۶	۱۶	۳۴	۸	۸۲۰	۴۹۵۲۱۷	۸۲۵۲۳۲	۱۴۵۸
۹۴۹	۱۱	۱۱	۲۵	۱۴	۲۲۵	۴۱۵۰۹۲	۴۸۰۹۷۸	۹۴۹
۱۳۲۸	۹	۹	۲۸	۵	۳۲۵	۵۸۱۵۲۱	۴۲۰۹۸۲	۱۳۲۸
۴۴۷	۸	۸	۵۲	۱۹	۳۸۱	۲۲۵۲۸۹	۲۹۷۲۲۸۴	۴۴۷
۱۲۱۱	۱۲	۱۲	۵۰	۱۴	۴۷۴	۴۱۵۸۲	۷۷۴۸۲	۱۲۱۱
۷۸۴	۹	۹	۲۴	۱۴	۲۱۱	۱۴۹۴۲۲	۲۲۲۰۰۰	۷۸۴
۲۱۵۵	۱۱	۱۲	۲۰	۱۵	۲۹۴	۲۲۴۷۲۲	۲۷۴۲۴۴	۲۱۵۵
۵۵۲	۹	۹	۲۵	۱۹	۳۲۵	۵۷۱۰۰۵	۴۱۸۹۷۲	۵۵۲
۷۱۴	۱۲	۱۲	۵۰	۱۵	۵۵۰	۲۱۲۹۲۸	۲۹۹۴۵۴	۷۱۴
۲۵۲	۱۵	۱۵	۲۵	۸	۲۰۴	۲۲۹۴۲۲	۲۴۲۵۹۲	۲۵۲
۴۲۵	۱۰	۱۰	۲۲	۲۹	۲۳۱	۲۰۹۵۳۰	۲۵۴۲۲۵	۴۲۵
۴۵۲	۱۵	۱۵	۳۸	۹	۷۸۸	۴۲۰۴۲۴	۷۸۱۰۴۵	۴۵۲
۲۲۲	۵	۵	۴۵	۱۴	۵۲۹	۹۷۹۲۲	۲۲۵۱۱۲	۲۲۲
۱۲۵۱	۱۵	۱۵	۸۷	۲۰	۲۲۴	۲۹۵۱۱۲	۱۹۲۴۸۵	۱۲۵۱
۲۵۲۲۴۷	۲۰۲	۲۰۲	۲۵۱	۱۲	۱۰۲۲۸	۲۰۰۲۵۲۸۹	۲۲۲۴۷۲۱	۲۵۲۲۴۷

آدم کشتری	نام نشان	شعبہ یا قیادت کا نام مع تعداد مردم شماری
دوبلی	دوبلی سگور کاغزو کرناٹ	دوبلی ۱۵۳۱۴ سرنٹ ۱۰۱۵۹ ریڈواڑی ۲۳۵۶۳ پیرل ۱۲۹۲۵ کرناٹ ۲۹۰۰۰ پانی پت ۲۵۲۴۹ ۳۲۱۵۳ سواہی ۱۳۵۹۳ ۱۰۵۳۲ پیرل ۹۴۲۳ ۱۱۰۰۰
معمار	معمار روہنگ میرا	معمار ۱۳۱۳۲ روہنگ ۱۳۱۵۳ ۱۱۰۰۰
انبال	انبال لودھیانہ شملہ	انبال ۲۳۰۳۰ لودھیانہ ۲۹۹۸۳ شملہ ۴۰۳۰
جالتدیر	جالتدیر	جالتدیر ۲۵۶۰۰ ۴۵۲۵
جالتدیر	جالتدیر کھارکڑہ	جالتدیر ۱۲۹۳ کھارکڑہ ۲۳۳۸۰ ۹۹۲۸
ارت سر	ارت سر سیال کوٹ گورکھ پور	ارت سر ۱۵۵۸۱۳ سیال کوٹ ۲۵۲۳۴ گورکھ پور ۲۸۴۲۵
لاہور	لاہور گورکھ پور میرپور	لاہور ۹۸۹۲۳ گورکھ پور ۱۹۳۰۱ میرپور ۲۰۵۹۲
راول پنڈی	راول پنڈی جہلم گجرات شاہ پور	راول پنڈی ۱۹۲۲۲ جہلم ۵۱۳۴ گجرات ۵۲۰۰۰ شاہ پور ۱۴۵۵۵
مٹن	مٹن بننگ ننگری مٹن	مٹن ۵۶۸۲۶ بننگ ۹۲۲۳ ننگری ۵۶۵۵ مٹن ۵۵۵۲
تہ	تہ دیر و جیل دیر و جیل	تہ ۱۵۰۳۳ دیر و جیل ۱۵۰۳۳ دیر و جیل ۱۵۰۳۳
پشاور	پشاور پشاور پشاور	پشاور ۵۰۵۵۵ پشاور ۵۰۵۵۵ پشاور ۵۰۵۵۵

مقام کی کٹھنری	مقام کی کٹھنری	رقبہ مربع میل میں	مردم شماری
نہلی	نہلی	۱۱۷۸	۶۲۱۶۵
گورگانوہ	گورگانوہ	۱۹۳۱	۶۹۰۲۹۵
کرناٹ	کرناٹ	۲۲۵۳	۶۰۸۹۳۳
حصار	حصار	۳۵۴۰	۶۸۲۶۸۱
روہنگ	روہنگ	۱۸۱۲	۵۳۱۲۲۵
مرسا	مرسا	۳۱۱۰	۲۱۰۷۹۵
انبالہ	انبالہ	۲۶۲۸	۱۰۳۵۲۸۸
لوہیہ	لوہیہ	۱۳۵۹	۵۸۳۲۳۵
شمال	شمال	۱۰	۳۳۹۹۵
بالندھر	بالندھر	۲۷	۷۸۰۱۶۵
پوشیارپور	پوشیارپور	۲۷	۹۳۹۹۷۲
کامنگرہ	کامنگرہ	۵	۷۲۳۸۸۲
امرتسر	امرتسر	۲۷	۱۰۸۳۵۱۵
سیالکوٹ	سیالکوٹ	۵	۱۰۰۵۰۰۲
گورداس پور	گورداس پور	۲۷	۶۵۵۳۶۲
لاہور	لاہور	۵	۷۸۹۶۶۶
گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	۳	۵۵۰۵۷۶
میںسروپور	میںسروپور	۲۷	۵۶۹۲۵۳
راولپنڈی	راولپنڈی	۷	۷۱۱۲۵۶
جہلم	جہلم	۳	۵۰۰۹۸۸
گجرات	گجرات	۱۷	۶۱۶۳۶۱
شاہ پور	شاہ پور	۳	۳۶۸۷۹۶
لٹان	لٹان	۵	۲۷۱۵۶۳
چک	چک	۳	۳۲۸۰۲۷
منٹکری	منٹکری	۲	۷۵۹۲۳۷
منٹکری	منٹکری	۱۷	۲۹۵۵۲۷
دیرہ جات	دیرہ جات	۵	۳۹۶۸۶۲
دیرہ غازی خان	دیرہ غازی خان	۲	۳۰۸۸۲۰
پشاور	پشاور	۲	۲۸۷۵۳۷
پشاور	پشاور	۸	۵۲۳۱۵۲
کدناٹ	کدناٹ	۳	۱۲۵۲۱۹
ہزارہ	ہزارہ	۲	۳۶۷۲۱۸
میران	میران	۱۳۲	۹۶۱۰۲۰۱
			۱۷۵۷۵۲

[illegible]

آمدنی و خرچ ملک این روی ان وی شلیج لئی اوس ملک کا جو کہ سرکار لاہور نے گورنمنٹ کو بوجہ
عہد نامے کے تقویٰ بین کیا یا پیر ۱۹۴۵ء و ۱۹۵۰ء و ۱۹۵۵ء ع

قسم آمدنی	تعداد آمدنی بابت ۱۹۴۵ء و ۱۹۵۰ء	تعداد آمدنی بابت ۱۹۵۰ء و ۱۹۵۵ء
آمدنی مالگداری	۵۲۲۳۰۵۲	۵۴۲۸۲۹۸
آبکاری و اسٹام	۲۷۸۸۳۳	۲۵۲۵۱۶
خسراج	۲۸۸۳۳۶	۲۷۸۸۳۶
ڈاک	۱۷۲۶۳۵	۱۷۵۵۳۳
متفرقات	۳۳۶۲۰۶	۲۸۲۳۱۶
میزان کل آمدنی	۶۹۰۰۴۸۳	۶۷۱۹۵۱۱
کل خرچ	۱۹۰۰۴۹۹	۳۵۴۶۳۹۹

آمدنی و خرچ کل ملک پنجاب بابت ۱۹۵۵ء و ۱۹۶۰ء

نام قسمت	تعداد آمدنی
لاہور	۴۲۶۲۹۱۷
پہلیم	۴۲۶۱۷۷۲
فٹان	۱۲۸۰۰۳۸
پیا	۲۱۲۴۲۶۵
ہزارہ	۱۶۴۴۶۲
پشاور	۸۸۵۲۸۲
آمدنی اور ضلعوں سے	۲۲۱۲۶۱۵
میزان کل آمدنی	۱۵۱۹۱۳۵۱
کل خرچ	۸۷۲۷۶۴۳

نقشبات متعلقہ حصہ اول سے کیفیت اقسام الارضی ضلع واکل ملک پنجاب تعداد جمع مشتملہ و تقسیم ملک کی قسموں یا بیشتر زمین
مع تعداد و رقم شمارئی تعداد آبادی مشہور و مشہورون متعلقہ ہر ایک ضلع کے و دیگر حالات متعلقہ ملک پنجاب بابت ۱۹۶۰ء وضع ہوئی

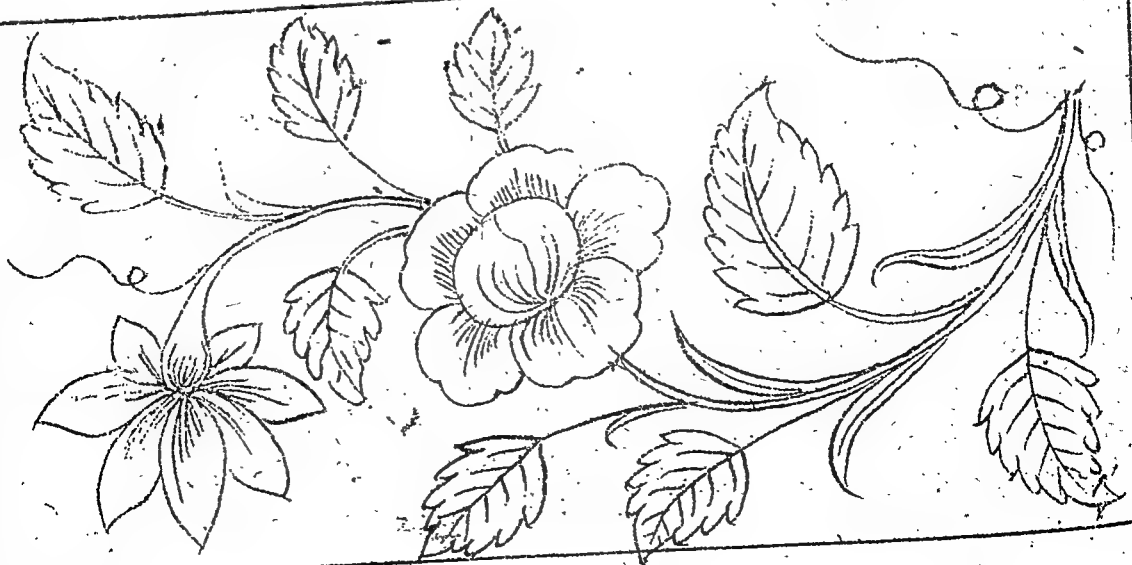
شیرک چٹائی پر اطمینان ہو گیا یہ اطمینان سدا کارہ نسبت اور لوگوں کے سلسلہ میں چٹائی پر کیا گیا تھا
 تاریخ حصہ دوم سے واضح ہو گا کہ اوسوں نے لکھنؤ اس مالیر کو تملہ و علاقہ ہمارا جہ صاحب پٹیا لہین
 سیرجہ پٹیا لہین میں سدا ہو گیا اپنا پنہ کر دیا م سنگد و چند مشرین و مشرقہ بقید ہو کر آلہ آباد کو
 پہنچے گئے جہاں وہ اس وقت تک تشریف نہیں لے سکتا



فرقہ جدید کھان موسوم بہ فرقہ کوکا

بنیاد اس فرقہ کی ششہ اس سے ہے ایک ششہ نامی ایک شخص ساکن ہرزو کہ ضلع راہ پندی میں واقع ہے اسکا بانی ہوتا ہے بہت سے مرید کیے اور ششہ اس میں مگر گیا اور رام ششہ قوم کا بدھ می ساکن موضع مرقی بنامہ ضلع لدھیانہ حسب پسند اس فرقہ کے اسکا باشندہ جو اپنا چاہے اور کسی مہد بدھ می سے اس فرقہ کی جڑی ترقی ہوئی بموجب اس کے اصول کے اس فرقے میں ہندو و مسلمان دونوں داخل ہو سکتے ہیں لیکن اکثر مرید ہندو و سکھ از قوم بڑیل مثل بڑیچھی و تمارو دیگر اقوام مذمت گزار اور بدھ میں وضع نما بھی اس فرقے کی یہ ہے کہ وہ ایک ادنی سہرا اور غیر ملکہ بڑی پستہ ہیں اور لائچی تہذیب میں سکتے ہیں مگر ششہ ایک بچہ اور ایک چھوٹا سا بھولہ اپنے پاس رکھتا ایک اور مذہبی ہے۔ اصول اور اقوال۔ ام ششہ کے بھی مثل بہک شاہ کے ہیں وہ خدا کی وحدانیت کا کمال تو غیر حق اقوام اس کے قول کے بموجب ایک امر ہے جو بہت پرستی قطعی ہے وہ اس کے اصول کے بموجب صفات علم و نعمت شرم و انوکھ میں و مذہب و درنگوئی و چوری و زنا کاری حتی کہ جو اسکا مرتکب ہو اسکو ہتے سے خارج کر دینا واجب سمجھتے ہیں درگیدان کو شادی کی غرض سے فروخت کرنا جیسا کہ اکثر اقوام جات میں اس طرف مروت ہے و شہاب غازی وجہ فوشی بدھ منہ فانت میں داخل ہیں اسکو بھی قبول ہے کہ انسان منت کے واسطے بنایا گیا ہے پس برہمن سوہمی و بیدی جو مروت خیرات پر گزارا کرتے ہیں یہ برہمن چنانچہ اس کے اقوال کی تفصیل اس ششہ ہے جو اب بنے ششہ ایہ سو میں اپنے مرید میں شائع کیا تھا۔ واضح ہو گا سب لوگ شکی ہو رہے ہیں کہ یہی سے رہو آٹھوں عبادت الہی کرو یہ دن کی درگیدان و بہنوں کو اپنی لڑکی و بہنیں جو کہ کب کب دوسرے کی خدمت کہتے دو منہ سے بہرہ کرو اور اگر دوسرے است کلامی سے پیش آوے اسکو بچہ درست کرو اور اگر کسی اور سے بھی اسکو تنہا نہ کیے کہ نہ لیا نہ لیا اور ہمیشہ اپنے نیک اعمال کو چھپا کر لوگوں کی شمشادنا جو میں کہ مرتکب ہو اسکو اپنی غیبت میں شامل کر دو اپنی لڑکی و بہن کی شادی میں رہو یہ نہ لو ہمیشہ خدا نام پڑھو کہ گورشت کہ دو روزہ شہاب پڑھو ہمیشہ دھین خوف الہی رکھو یہ قوم میں پسند ہے کہ کو بعض اوقات اس کے پوتے اپنے لوگوں کے جہ توڑ دے اور چیراں اس وجہ سے شانت کر دینے کو اور کو بھی داخل بہت سمجھتے ہیں کہ یہ کو یہ بھی گمان ہو رہا ہے کہ کب نہیں جو یہ لوگ ملکہ کو خدا پر پا کرین چنانچہ لوہرام سندھ کی چار سال تک نگرانی رہی کہ آخر ششہ اسکی

وہی پانچ پانچ پوڑی اکال است و درگا استوت کے پڑھتے ہیں اور وقت پہنچنے کے ہر شخص کو اپنے چمڑی اس امرت میں پہیرا جاتا ہے جب اس طرح پر شربت ملتا ہو گیا وہ شخص جو چیلہ کرتا ہو اول اسکو جو چیلہ یعنی شنگہ ہوتا ہے پہلی پوڑی جب چمڑی کی جو اوپر مندرج ہوئی ہے اسکی زبان سے کہلاتا ہے اور پھر اسکو امرت پلاتا ہے اور تین مرتبہ اسکی آنکھوں پر اس کے چھوٹے دیتا ہے اور ایک مرتبہ سر کے بالوں میں۔ اور تین مرتبہ اسکی زبان سے کہلاتا ہے (وام گرو جی کا خاصہ سری واہ گرو جی کی فتح) اسکو بعد پھر دو مرتبہ اسی طرح پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس رسم کے ختم ہونے کے بعد اسکو پیٹ بھر کر پشاد کہلا یا جاتا ہے جسکو انکی زبان میں پر شاد چکنا پوتے کہتے ہیں۔ اس شنگہ بنانے کی رسم کو پانچ پانچ کہتے ہیں اگر کسی مقام پر پانچ شنگہ نہ ہوں تو بجائے اور چار آویٹھ ہتھیار لکھ صرف ایک ہی شخص پر عمل کر سکتا ہے اور جب خود بموجب مذکورہ بالا عمل کر لیتا ہے تو ہتھیار کا میں لیکر دوسرے کی جانب سے بطور اس کے قائم مقام کے پائٹھ کرتا ہے اور پھر اس ہتھیار کو دوسرا ہتھیار لیکر تیسرے کی جانب سے پائٹھ کرتا ہے اور قس علی خدا اور باقی رسومات مطابق مذکورہ بالا عمل میں لائی جاتی ہیں لیکن اس طرح پر شنگہ بنانا نہایت عجوبہ والی چاری کی حالت میں جاری ہے۔ اس رسم کو کشد امرت بھی کہتے ہیں۔ عام سکھوں میں چند ان قیود میں شلا وہ حقہ پیتے ہیں مگر شنگہ تاکو کے کیت میں بھی نہیں جاوے گا حقہ پینا یا تاکو کھانا تو معلوم سکھوں کے یہاں پانچ مقام تحت کہلاتے ہیں اول سری امرت مزی۔ دوم پٹھہ صاحب سوم انت پو صاحب چارم اپنل گھا صاحب پنجم وہ مقام جہاں گرنتھ صاحب کا۔ پرکاس ہو اور چند ابھی ہوا اور جو شخص کھانے کے وقت پھر آجاوے اسکو کھانا دیا جاوے چنانچہ اوشیہین مقامات پر شنگہ پونا افضل سمجھا جاتا ہے



عکس: کارسختی نام کرنا یوں ہی تیری نیرت سے آگاہ ہوا ہے
نیرت سے آگاہ ہوا ہے

نیرت سے آگاہ ہوا ہے

جب وہ ایک مرتبہ اور کو کہہ لیتا ہے تو اس کا امرت دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کی حالت پر وہ توجہ دیتا ہے
ایسی ہی کہیں کہیں ہوتا ہے اور وہ مرتبہ اور کو کہہ دیتی ہے امرت دیا جاتا ہے جب یہ رسم ختم ہو جاتی ہے تو وہ زبرد
سکون میں داخل ہو جاتا ہے اس رسم کو چلن پھیل یا چلن کو روکا جاتا ہے۔ یہ امرت بھی قابل توجہ ہے
تو کہ بعض نیرت میں انگوٹھ نہیں دیتے بلکہ گزرتہ صاحب کے رومال کا کونہ دھرتے
ہیں اور اس کا پائے میں اور جو شخص کہ اپنے ہاتھ سے امرت دیتا ہے اس کے ہاتھ کو بھی توجہ دیتا ہے
کہ اگر اسی کا وہ شخص چلیا سکے کہ کھانا کھانے کو بروقت اسے ہم نہ کہہ دے اور پانچ شخص جو جو دیتے
ہیں سکھ دیتے کہ یہ میرے ہی عزیز نہیں ہیں کہ گزرتہ صاحب جو جو دیں یا کہہ دے اور پانچ شخص جو جو دیتے
بھی بنایا ہوا ہے جیسے کہ فقیر ہونے یا سکھ ہونے میں ایک امرت نہیں دیتے کہ اس کے نزدیک ہوا
وہ سرفروغ فقیران کا ہے۔ اگر کوئی شخص فقیر ہوا چاہے تو اس کو پانچ سکھ ملکہ فقیر نہیں کر سکتے
بلکہ اس کے واسطے ضرور ہے کہ پانچ فقیر یا چار آدمی مجتمع ہوں باقی کارروائی مثل ایسی کہ ہوتی ہے چلیا
اور پھر کو چاہے البتہ اسی قدر فرق ہے کہ فقیر کی چوٹی کاٹ لی جاتی ہے یا اس کے سر کے سب
بال دور کر دیے ملتے ہیں مگر آئندہ کے واسطے اس سے امتیاز ہوتا ہے کہ خواہ بال کے یا زکے اور
ایک قند میرے ہی ہے کہ ہاں فقیر کیا ہوا ہے اس بلکہ گزرتہ صاحب کا بھی پرکاش ہونی گزرتہ بھی
موجود ہوا ہے کہ اگر پڑھا دے یا کیا ہوا ہے گو اب اس سے اکثر صدقوں میں تجاویز کیا جاتا ہے مگر اگر
غیب جائز نہیں قبل گورو کو بند سکھ کے بھی قاعدہ چلن پھیل کا جاری تھا کہ اگر اس کے
اور کوئی طریقہ ہی نہیں تھا لیکن اگر کوئی بند سکھ یا کٹا مدد سکھ یا کٹا جاری کیا اور اپنے رومال کو تھپا
بازیش کی اجازت دی چنانچہ اس کا طریقہ ذیل میں مذکور کیا جاتا ہے۔ یہ قسری فرقہ سکون کا ہے
سکھ لوگ سکھ نہیں جانتے بلکہ سکھ جانتے ہیں جو شخص سکھ بنایا ہوا ہے وہ ہا گیا پھر
اور کیا کہیں کہیں ہوتا ہے پھر کوئی سکھ نہیں اور گزرتہ صاحب کا پرکاش ہونا ہوا ہے کہ اگر پڑھا
یعنی ملو گیا کہ جاتا ہے غیب پھیل سکھ کاوت آج امرت یعنی غربت عیاں کیا جاتا ہے اور جو شخص کہ
بند کہہ کر اول پانچ پور می چپ می کے پڑھتا ہے اور اس کے بعد پانچ پور می اہل سترت کی اور
پانچ پور می درگاہ سترت کے لوگو کو بند سکھ کے گزرتہ سے پھر قند جاری ہوا آدمی بھی نہ ہو دیتا ہے

کہ تفصیل اس کی ذیل میں درج ہوتی ہے۔ جنوری ۱۸۶۵ء میں قوم فارس پٹھانوں نے سرحد سرکاری پر حملہ
 کیا اور پولیس سرکاری کے ایک آدمی کو مار کر اس اونٹ لیکر بھاگ گئے اور انکی جانب سے اور پٹیاں بھیجی
 ہوئیں لیکن عز خان سردار اس قوم نے بیشتر سے صاحب پٹی کشن درہ غازی خان کو اس حملہ کی
 اطلاع کر دی تھی چنانچہ صاحب مدوح نے فوراً سپوہنچا اور اس قوم کے ساتھ مواخذہ کیا کہ جس سے
 مال مفروضہ بھیجی پس مل گیا اور ان کے دو سرداروں کو بھی اس وقت تک اپنی حراست میں رکھا جب تک کہ
 اونہوں نے اس قوم کو جسکا آدمی کہ بہ حیثیت ملازم سرکاری مارا گیا تھا معاوضہ خاطر خواہ ندیا۔
 جولائی ۱۸۶۵ء میں تخمیناً دو سو آدمی اور کئی پٹھانوں کے فرقہ آخیل کے موضع چھپاری کہ سرحد میران
 پر ضلع کوٹ میں واقع ہر حملہ آور ہوئے صاحب پٹی کشن ضلع فوراً سپوہنچ گئے اور جیسے اس قوم کے آدمی
 کہ ملک سرکاری میں رہتے تھے ان کو گرفتار کر لیا چند گروہ اس قوم کے جو موضع چھپاری میں تھے ہلا دیے
 اور بیکہ حدود عملداری سرکاری سے باہر کوہستان میں جو آبادی اس فرقہ کی ہے اوتھیں سے بھی دو گانوں اور
 ایک برج ہلا دیا اور جو اس قوم کے لوگ کہ عملداری سرکاری میں سکونت پذیر تھے ان سے ضمانت نیاگنی
 کی طلب کی گئی چنانچہ ان شرائط کی تعمیل بخوبی ہو گئی۔ بہم جولائی ۱۸۶۵ء کی صبح کو چند اقوام
 پٹھانوں نے چوکی پولیس موضع اوگنی پر کہ جاگیر کروڑ میں جو شمالی حدود ضلع ہزارہ پرزیر کوہستان جو بنام
 سیاہ پھاڑ کے مشہور موضع ہر حملہ کیا۔ پولیس نے دشمنوں کا سخت مقابلہ کیا جس میں چند کاشت قبل
 زخمی ہوئے اور فریق مخالف کے چھ آدمی مارے گئے دشمنوں نے کل چوکی کو لوٹ لیا لہذا واسطے قبیہ اس
 فرسے کے کچھ فوج سرکاری معین ہوئی اور نواب امٹ بھی مع اپنے سپاہیوں کے بہ افانت سرکار آباد
 ہو کر شامل فوج سرکاری ہوا۔ اس وقت در اگر در میں خدر رضا کوپا و بان سرکاری عملداری میں تھی ملک
 سرکاری غارت گروں کے قبضے میں تھا جو چاروں جانب کے پہاڑوں سے اور ترانے تھے اونہوں نے
 دیہات میں آگ لگا دی اور دایا کا مال لوٹ لیا کہ عین موقع پر فوج سرکاری سپوہنچ جسے دشمنوں کو صحت
 اپنی عملداری سے نہیں بچا لیا بلکہ ان کے ملک میں جا کر چند دیہات کو خاک سیاہ کر دیا اور دشمنوں نے کچھ چارہ مذیک
 اطاعت قبول کی اور جرمانہ ادا کیا۔ جب فوج کوٹ آئی نواب لغٹ کو تر بہادر نے بہقام اوگنی پر بار فرمایا جس میں
 سرداران قوم افغان نے حاضر ہو کر اپنی اطاعت ظاہر کی اور اسی دربار عام میں نواب امٹ کو ایک تلوار پیش
 بکلیتے اون کے حسن خدمات کے عطا ہوئی۔ قطع نظر اس کے نواب صاحب مدوح کو منجانب سرکار حیدرآباد
 سالانہ کی فیشن بھی مقرر ہوئی۔ بروقت تحقیقات معلوم ہوا کہ اس فساد کا بانی عطا محمد خان جاگیر دار اگر و کا
 تھا او سکھ سکھوں کے عہد میں صرف تین سو روپیہ سالانہ کی جاگیر ملی تھی کہ اس کا اضافہ بعد سو روپیہ ہوا اور یہ

ہیں جو راستہ ہی کو اٹھایا۔ موقع پر میرے روپیہ یا سارے سے سرکار انگریزی امانت کر لی
اور سک میں نہایت ممنون ہو چکا۔ چنانچہ خواب گورنر جنرل نے اپنے چہ لاکھ روپیہ وجہ ہزار ہتھیار
موصوف کی خدمت میں بطور عہدہ روانہ کی اور ہندوستان کے چہ لاکھ روپیہ کی اولاد ادا کی۔ اس عمر
میں سران لائیں صاحب جو گورنر جنرل ہندوستان ولایت کو تشریف لے گئے اور یہ صاحب گورنر جنرل
مقرر ہو کر داخل ہندوستان ہوئے۔ جب امیر شیر پٹان اپنے بھائی کو شکست دیکر کابل میں رہنے لگے
و فرزند ہی آیا۔ اوستہ چہ نواب گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کی تمنا ظاہر کی چنانچہ تمام امانت
اس کو م کے واسطے بخیر کیا گیا۔ امیر کابل سے اپنے لڑکے اور مرزا ان سید نور محمد شاہ پیدل شاہ
غازی اور پاسبان بیون کے ملک سرکار انگریزی میں بتاریخ ۲ مارچ ۱۸۵۷ء داخل ہوئے اور اپنے
بہر بیون کو پناہ دینے میں جو کہ جو عہدہ بطور پر مع چند صاحبین و سرالان مذکورین کے روانہ لاہور
ہوئے۔ جب ڈیپل اہور سے گیا نواب انجمن گورنر پنجاب نے جسے ترک اقتدار سے استقبال
کر کے ان سے ملاقات کی۔ اور ان کو لیا کہ قاعدہ لاہور میں فروکش کیا سلامی توپوں کی سرزوی
پانچ روز تک امیر صاحب لاہور میں رہے ان کی تواضع و معاند لری میں کوئی دقیقہ پنجاب سرکار
انگریزی فروگداشت نہیں دیا۔ ایک روز دربار بھی ہوا جس میں امیر صاحب و اکثر سردار و روسائے
ادارے نامور پنجاب شامل تھے۔ ۲۰ مارچ کو امیر صاحب اور اوستہ کے جین کو نواب گورنر جنرل
مبارک گئے تب واری میں داخل امانت ہوئے اوستہ دو ہجرت کے دربار نام میں امیر صاحب
نے نواب گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کی بتاریخ ۲۹ مارچ کو نواب گورنر جنرل بہادر امیر صاحب کی ملاقات
کے واسطے تشریف لے گئے غرض کہ ایک ہفتے تک ہر قسم کے ہنگامات ملاقاتیں باہر ہو گئیں
اور نال بعد امیر صاحب نے اوستہ راہ سے وطن کی جانب مراجعت فرمائی کہ جس سے تشریف لائے تو
ایہ صاحب نے بتاریخ ۱۰ اپریل انگریزی محاسبہ اری کو چھوڑ کر جنرل ہندوستان جاتی ملک
مشغول کا مشغول نسبت اس تواضع و ادب سے امانت اری کے جو پنجاب بہادریان انگریزی ان کی نسبت
عمل میں آئیں تھی اور کیا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ مغربی مدد مہ کاری پر جو کو ہستانی توہین سکوت
پذیر تھیں اور جس کی جانب سے سہین گدشتہ میں ملک سرکاری پر موقوفہ میرٹھین ہوتی جن دروہین
اول پہلے جو یہ اردو سے دیر ہمسالہ نمان تک کی مدد پر موقوفہ و پاش رکھتے ہیں اور رہاں شہر
بولے تھیں۔ دوسری طرف کہ اس سے دکن کی جانب رستہ ہیں۔ چنانچہ اس سال میں
کسی شہر کی شورش از جانب قوم نہیں سنیں ہوئی چنانچہ ان کی جانب سے البتہ شہر و شہر ہاں تاکہ

کے

تشریف لے گئے اور سردار مذکور اور اس کے لڑکے کو گرفتار کیا لیکن چونکہ ہمارے ہاں صاحب موصوف دیوان پر
 نہیں ہونے لگے تھے لہذا قوم مذکور کے آدمیوں نے حاکم کے اپنے سردار کو چوڑا لیا جس نے مع چند آدمیوں
 صاحب ڈپٹی کمشنر کو پٹلیا اور اوکو پہاڑوں کی جانب سے گئے۔ لیکن سردار مذکور کا سخت تعاقب
 پنجاب سلطان محمد خان سردار و سوار کے کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گننے بھر بعد صاحب ڈپٹی کمشنر کی
 فحاشی ہو گئی اور سردار بلوچ روپوش ہو گیا۔ دریافت اس زیادتی کے سرکار نے قوم بلوچ کی سزا دی کا
 قصہ کیا مگر اس کی نوبت نہیں ہو سکی اور صرف بوجہ رعب و دابہ کرپل کہیم صاحب کشمیر ویرہ جات
 کوڑا خان کے رگہ رگہ ہوا کہ حوالہ سرفار کیا گیا کہ حاکم یار قند کا شہر و خان نسیمی یعقوب خان کشمیری نے نظر سدا
 کر کے اتحاد کے ساتھ سرکار انگریزی کے آخر شدہ اس میں ایک ایچی خدمت میں ہمارا صاحب کشمیر کے
 بیجا۔ وہ لاہور میں بھی آیا اور بعد معمول ملاقات لڑا اب افسر گورنر بہاؤ پنجاب کے اس بوجہ
 اسے ملک کو لوٹ گیا کہ میں اپنے و سرکار انگریزی کے ملک کے درمیان میں تجارت کی ترقی کی
 نسبت فکر و کوشش کرونگا۔ راجہ جیئند اور اس کے ماتحت سامتی سکھوں کے درمیان میں نسبت
 استحقاق ملکیت بعض دیہات کے تنازع چلا آتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ سابق تصفیہ ہی ہو چکا تھا کہ وہ
 صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ کی پیشگاہ سے منسوخ ہو کر تجویز ثانی کے واسطے آیا تھا اور اس کے بعد
 ۱۹۶۹ء میں میجر جنرل ٹیلر صاحب کمشنر انبیا نے فیصلہ کیا اس طرح کہ راجہ صاحب قوم مذکور کو مالو
 تخمیناً تیرہ ہزار روپیہ سالانہ نقد دیا کریں یا ایسے دیہات عنایت کریں جن کا اصلی منافع آٹھ ہزار روپیہ
 سالانہ ہو۔ سیرنی کے راج کی نسبت بھی عرصے سے تنازع تھا اور اس کے چند عواید اسے وہ
 راجہ بسا پر کو دیا گیا۔ راجہ صاحب کی پور تملہ اور اوکے بہائیوں کے درمیان میں عرصے سے یہ جھگڑا
 تھا کہ ان کے بہائی تقسیم ریاست چاہتے تھے اور ان کو اس سے سراسر انکار تھا آخر میں یہ تجویز گورنمنٹ
 ان کے بہائیوں کی فی کس ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ مقرر ہوئی۔ رانا گوبند دھن سنگھ والی دھامی نے
 کہہ چھوٹی سی ریاست کو ہستان میں واقع ہو۔ ۱۹۶۸ء میں انتقال کیا اور اس کا لڑکا فتح سنگھ جانشین
 ہوا۔ ۲۹ مئی ۱۹۶۹ء میں سردار لٹا سنگھ والی کالہ نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا
 لٹن سنگھ جس کو راجہ چند کی لڑکی منسوب تھی اپنی پندرہ برس کی عمر میں سندھ میں ریاست ہوا
 امیر کابل نے بعد فتح افغانستان ماہ ستمبر ۱۹۶۸ء میں گورنمنٹ کو یہ تحریر کیا کہ میرا قصد کلکتہ جانے کا
 بغرض ملاقات لڑا اب گورنر جنرل بہادر کے ہے اور مقصود اس سے صرف یہ ہے کہ لوگوں پر یہ بات ظاہر
 ہو کہ والی کابل اور سلطنت انگریزی کے درمیان میں رہتے اتحاد و موافقت کا ہے اور امیر صاحب کی

شے ہی کچھ لاتھ پادوں نکاسے لیکن جیب سرکایتہ او کی تینے کا متحد کیا اوبن کے ہوش بہت ہر
 او پٹا اور جود مایا سے سرکاری پر بودہ کی صیت باہمی قوم آفریدی کے سالکد شستہ سے بندہ بھی اس
 باری جو گئی۔ ہر چند گشتہ رخ میں سر بنا ہلکڑی کی در خواست پر مہاراجہ صاحب کثیر سے مال
 نیچمکی پر حصول کم کر دیا تھا لیکن تاہم اس امر کی شکایت جہا روں کو متی کہ لداخ میں کار بزرگ
 مہاراجہ صاحب اوس تفتیش کے مطابق عمل نہیں کرتے بلکہ غلات اوبہ کے حصول نامہ پیش
 میں چٹانہ اسکی اطلاع مہاراجہ صاحب کو کی گئی مگر جب اس سے کچھ فائدہ نہ ملو میں نہ آیا مگر کار
 ایک عہدہ دار آفریدی لداخ میں اس عرض سے متعین کیا کہ وہ مرث اس بات کا تکرار حال ہی
 مہاراجہ صاحب نے ادرے لیا کرتے ہیں۔ راجہ منڈی اس سال میں بلوچ کو پوچھا اور اسکی بات
 اوسکو تفویض کی گئی اسی سال میں نواب گورنر جنرل بہادر نے وہ بار بہ مقام آگرہ فرمایا اور اوس میں
 اشخاص مند جبہ ذیل کو خطاب ستان ہند عطا فرمایا۔

آئینہ دل و دلندہ مکتو و صاحب
 راجہ صاحب دیال منہ
 سردار مثال سنگہ
 آرتھرا سے نابارکشن صاحب
 کرنیل شیلر صاحب
 مسٹر پیٹر میک بنل صاحب
 نواب فوجدار حسان

خطاب نایہ پکینین ستارہ ہند عنایت ہوا۔

خطاب پکینین ستارہ ہند عنایت ہوا

بابا کیم سنگہ جیدی و امام بخش خان و مسٹر رام چندر و لالہ وزیر سنگہ پنجاب سے عند الطلب
 اب گورنر جنرل بہادر کے دفتر میں کرکٹ بیک و بارہوی سے۔ شستہ و شستہ رخ میں اتوار
 وہ بھی کسی جانب سے کسی ہتھیار شروشا و جھیند میں نہیں آیا سوا اسے کہ کہ قوم کمرانی زبانی
 کی شستہ و شستہ رخ میں صاحب تمام متروپتیا کثیر ویرہ ہر عمل نشان کو برساتوں کی جانب
 کے متروپتیا اس سال کی بہتر کو صاحب منہ ایک قتل کے قریب سے کوٹا خان قریب
 کی کوٹا خان کی طرف سے ہوئی تھی کہ کہ شستہ ذکر کے استہ سے جنوبی سرحد پر واقع

اور مقام ملک میں مضمین کو ملا دیا۔ راجہ جیندو نے اسے اس حال کیا ہمارا راجہ کشمیر سے اشیاء تجارت پر حصول کم کر دیا نواب بہاول پور نے اپنے تین چچاؤں کو قتل کیا جس سے سرکار انگریزی نے نہایت اپنی ناخوشی ظاہر کی۔ غزن خان عہدہ دار پولیس ہائرم سرکاری مستند امین راجے سے متعلق کہ اس نے یہ امر دریافت ہوا کہ ہندوستان اور بنگال سے ستانا اور ملک کو ایدر اوجانی عزا اور مقام پٹنہ اس کام کا مرکز یعنی وہاں سے آجی ایدر لیکر تھانہ میں پاس ایک شخص جعفر نامی کہ اس نے اپنی ایدر کو مقامات مقصود تک پہنچا دیا چنانچہ غزن خان نے چند ایسے آدمیوں کو گرفتار کیا مگر صاحب نجسٹ نے چور دیا۔ غزن خان نے بت اپنے لڑکے کو ملک میں جہاں کل حالات جعفر کو روکے دریافت کیے وہاں بعد جعفر گرفتار ہوا۔ محمد شفیع ٹیکہ دار گوشت افواج سرکاری بھی اس سازش میں شریک ثابت ہوا۔

پہتان پاس اسلئے تحقیقات مقدمے کے معین کیے گئے جنہوں نے چند اشخاص گرفتار کر کے کشمیر انبالہ کی خدمت میں واسطے تجویز کے بھیج دیے چنانچہ محمد شفیع و محمد جعفر و نجی علی پر جرم ثابت ہوا اور وہ پھانسی دی گئے۔ ۱۸۶۲ء اور ۱۸۶۵ء میں اقوام سرحدی کی جانب سے باشندگان ملک سرکار دست و آزار بایں شروع ہوئیں۔ ماہ اکتوبر ۱۸۶۵ء میں ایک ایسا اور بار نواب گورنر جنرل بہاول کا مقام لاہور ہوا کہ جیسا وہاں کے لوگوں نے کسی نہ دیکھا تھا۔ اس میں ہمارا راجہ کشمیر و ٹیالہ و راجگان جیند وکیور خٹک و فرید کوٹ و کاشیا و منڈی و سوکیت و نواب بالیکوٹک و پٹواری و دو جانا و بونار و ۱۸۶۵ء رئیسین نامدار ملک پنجاب کے شامل تھے۔ اعظم خان کابل سے بھاگ کر عسکری سرکار میں پناہ گزین ہوا۔ اپریل و مئی ۱۸۶۵ء میں قوم جاٹ نے عسکری ہمارا راجہ جیند میں کچھ عسادر پاک کیا۔ لیکن ہمارا موصوف نے نہایت خود جا کر اوسکو فرو کر دیا۔ ناسہ میں بوجہ نا اتفاقی سرداران کے کچھ تنازعات باہمی ہوئی۔ نواب لوہارو کا نائب بہت ظلم و بدعت کرتا تھا لہذا وہ برطرف ہوا۔ جلال الدین نواب محدوٹ بجائے اپنے برادر مستوفی کے مستنشین ریاست ہوا۔ راجہ کپور تھلہ کو ستارہ ہند کا خطاب عنایت ہوا۔ ۱۰ جنوری ۱۸۶۵ء کو سربراہ ناٹکری صاحب کی سہیلی عہدہ تخت گور مستغنی ہوئے اور دولٹ کلاوٹ صاحب فیضان شل کشمیر پنجاب بجائے اوسکے مقرر ہوئے۔ ۹ مئی ۱۸۶۵ء کو امیر شیر علی خان والی کابل کو شکست نصیب ہوئی اور اوسکا بھائی سردار افضل خان امیر کابل ہوا چنانچہ جب اوسنے سرکار کو اطلاع اپنی فتح پائی کی تو منجانب نواب گورنر جنرل بہاول اوسکے پاس خط لکھا کاروانہ کیا گیا اور سرکار نے یہ بھی ظاہر کیا کہ ہم آپ کے معاملات ملکی و خانگی میں کسی طرح دست انداز نہوں گے۔ ماہ اگست سنہ مذکور میں بہرام خان بلوچ و ماڈھی خان داؤد پتر نے باہم اتفاق کر کے

ہا جسین مبارک باد متجہ دلی کی مندرت بھی بر وقت ملاویت۔ فیروز کو ایک خط لکھا جس میں کہہ
 والی کو کہان و چند تہائے ابوالکلام کے واسطے دیے گئے۔ قیوم محمود دیر نے ہامید بھول ادا
 کی اور اہل شاعت سرکار قبول نہیں کی لہذا ان کی آمد نہ ہو سکی۔ ابھی کہ گئی۔ بناوٹر
 کو کوٹا بونہ زبانی قوم آری دی کے بند۔ پانچاچھ منہاں سرکار اوس قوم کو تنبیہ کی گئی اور نہ
 مکرور پست و سبابت جاری ہو گیا۔ انہیں آیامین من نواب خان سرکار قوم میں نہ باشندگان کو نشان
 و اتع کسان چپ و ریاضے سوات کہ دس برس سے باشندگان دیہات سرحدی ملک سرکار کو تکلیف
 پہنچاتا تھا۔ ہزار ہا سال میں ہمارا پچھون و کشتیہ تہوں و کشتیہ تہاں تہاں
 و یاسین کو لکھا گیا۔ راجہ جہاں شہ جانا د بھائی ہمارا راجہ جہون و ایک راجہ دھیمان سنگہ وزیر ہمارا راجہ
 شہیت سنگہ باد و سرحدت و مقام اٹالہ اتھال کیا۔ راجہ چنبا و راجہ منڈی و راجہ جہول کو
 نمائش ہوئی کہ وہ اپنے ملک کے انتظام کی جانب توجہ کریں۔ ہمارا راجہ بیکانیر کو بھائی و فیروز
 الام غدر باد ہزار ہا سال ملک و اچھا۔ راجہ چچ سنگہ و سردار شہنشاہ سرکار ان قوم کے کراختیاں
 و پچھون شہری ملک و بھلی کے وزیر کو راجہ بیکانیر کی نقش کے ساتھ نواب صاحب بری بھٹی
 سے پیش آئے۔ پانچ اس نعل و نویش جناب شہیت انجی ناراضا مندی غامہ کی۔ سنگہ و سنگہ
 میں جو وزیر بھائی و بھائی قوم سرحدی نے حسب عادت کچھ دست و داری باشندگان ملک سرکار بھٹی
 سے لے کر وزیر شہنشاہ کو ہمارا راجہ جہون و کشتیہ کو جناب ملک سنگہ شہنشاہ ہند و شاہ
 نے دیہات پانی جس سے شہیت مسرت سردار بھٹی کو جو اچھا منہ سید دلی جہاں سے لے کر
 سے بچہ سرکار بھٹی ۱۰ نومبر ۱۸۵۷ء کو خوالا اہل سالہ کی گئی۔ شہنشاہ کی عید باد و بھد
 اہل سیم و زمزمی شہنشاہ کے حکم سے اہل سالہ کے واسطے ہو کر گئے۔ سنگہ و سنگہ اہل سالہ سرکار
 سے بچہ سرکار بھٹی کے حکم سے اہل سالہ کے واسطے ہو کر گئے۔ سنگہ و سنگہ اہل سالہ سرکار
 سے بچہ سرکار بھٹی کے حکم سے اہل سالہ کے واسطے ہو کر گئے۔ سنگہ و سنگہ اہل سالہ سرکار

سال ۱۸۵۹ء میں کل ملک پنجاب ماتحت ایک لفٹنٹ گورنر کے کیا گیا چنانچہ مسٹر جان لارنس صاحب
 نے کشت پنجاب اول لفٹنٹ گورنر پنجاب کے مقرر ہوئے لیکن وہ تھوڑے عرصے کے بعد مستعفی
 ہو کر ولایت کو تشریف لے گئے اور بجائے ان کے مسٹر رابرٹ منٹ گنری صاحب ثلث لفٹنٹ گورنر
 پر تخت نشین ہوئے۔ ۱۸۵۹ء میں جو واقعات کہ پنجاب میں ہوئے وہ یہ ہیں کہ اچانک
 وزیر بری و محسود وزیر عیانی باشندگان دیہات سرحد ملک سرکار پر ہوا فتنے اپنے قدیم غارت کے دستکاری
 کی اور کہتے ہیں کہ صاحب کو جو پانچ کے ڈاک پر کو ہاٹ کو جاتے تھے ہارڈ الا چنانچہ پنجاب سرکار فوج کشی
 ہوئی اور ان کے کردار کی سزا دی کہ قرار واقعی دیکھی۔ وجہت نامے ایک شخص جو کہ صاحب موصوف کے
 تمام دن میں سرغنہ تھا اور کو کابل خیال پٹیانوں نے حوالہ سرکار کے کیا چنانچہ وہ خاص اوس مقام پر
 پچاسی دیگیا جان پر کہ کپتان موصوف مارے گئے تھے۔ ۱۸ جنوری ۱۸۵۹ء کو نواب گورنر جنرل
 بہادر نے تمام اہل دربار کی اور اوس میں حلقہ سرداران میں اسے متوجہ حاضر آئے۔ اس دربار میں
 راجہ ماسے چند دنوں پہلے متاثرہ پیش ہوئے کہ دربار میں اول نشست ہو کر چاہیے لیکن اس مقدمہ میں
 فیصلہ موافق راجہ جنید کے ہوا۔ سرکار کے ذمہ جو قرضہ راجہ ناہرہ و مہاراجہ پٹیا لکھ کا بہت بڑا ہوا تھا جس
 لاکھ سیاسی ہزار روپے کے تھا ادا کیا گیا اس طرح پر کہ یہ قرضہ کے پرگنات گنور و ماسے ہو رہا ہے
 اور گورنر اور راجہ جنید کو بھی بعد لینے نذرانہ پٹیا لیس ہزار روپے کے تھوڑا سا ملک عطا ہوا۔ ۱۸۵۹ء
 مہاراجہ پٹیا لکھ کی لڑکی کی شادی مہاراجہ بہتر تھہ پور کے ساتھ ہوئی۔ چند سال گذرے کہ راجہ مہر جوم کی پٹیا
 نے تمام واپسان و بھگت کہ جو کہ جلد ہر دو اب میں واقع ہر تحت حکومت سرکار کے راجہ حال کے بھائی
 مسی سوچیت سنگھ کی جاگیر میں دیے تھے لیکن حسب درخواست راجہ صاحب اور سوچیت سنگھ مذکور وہ دو
 پرگنے پھر ریاست کیہر نظام سے شامل ہوئے اور سرکار نے اپنی حکومت اوسے اوتھالی اور چوہاری دو اب
 میں کہ اوس کے خاندان کی جاگیرات تھیں واپس عطا ہوئیں اور سال گذشتہ میں جو ریاست سندور کہ
 قریب کوہستان سنگھ کے واقع ہوا و سکوناب گورنر جنرل بہادر نے اگر سنگھ کو کہ راجہ متوفی کا لڑکا حرم
 سے عطا فرمایا۔ ۱۴ فروری کو نواب گورنر جنرل بہادر نے لاہور میں دربار فرمایا اور چند سرداروں کو
 اختیارات نو چوہاری مال عطا فرمائی مبادا ۱۸ اگست ۱۸۵۹ء میں خدائی نذر قوم تانار سے اول سنگی
 لوکان بہ تمام میری خدمت میں نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب حاضر ہوا اور ایک خط لکھ اپنے آپ کی جانب سے
 دیا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ۱۵ ستمبر ۱۸۵۹ء کو بعد خارج کر کے اپنے چھوٹے بھائی محمد ایار خان کے
 ریاست سے ہم سب دشمن ہوئے۔ دوسرا خط جو نواب لفٹنٹ گورنر سابق کے نام تھا وہ بھی او

دش کرین چن چنہ آخرا پرل تک دو لاکھ پچیس ہزار سلطان ہر قسم کے عطا و ادن پر عیش و گنجی ہستیاروں کے برنامہ و تمام دنیا پر لے گئے تھے و اہل دوسے شہنشاہ و شہنشاہین میں کوئی امر عظیم نہیں ہوا کہ نہ ہر چہ و اقامت و تاج و تخت و عہد و زمین آئے ذیل میں مندرج کیے جاتے ہیں۔ حیدر خان ولی مسد و دست نموداران نے انتقال کیا اور یاجین ملک والی کا بل و سرکارا گوریزی کے دیارے کو بوم مد و اریانی اور یاجین ہر پیل پیل و رسائل و تحفیات کی تلاش میں آئی اور حسب درخواست امیر کابل ایک سواری کا انتہی پنجاب سرکارا متک فز کی گیا۔ سابق اپنے موقع پر ہم لکھ چکے ہیں کہ حیدر خان مراد آباد شاہ والی جہون اور راجہ خواہر شاہ اور کے بیٹے کے شازدہ و فساد باجی چلا جاتا تھا چنانچہ مستر جان لورنس صاحب فائنٹ گورنر پنجاب نے منگلو کی گورنمنٹ اورن و ونون کے درمیان میں اس طرح پر مصاحبت کرادی کہ تاحیات راجہ خواہر شاہ و راجہ جہون ایک لاکھ روپیہ ماہوار دی۔ شازدہ کو دیکھ کر منہ پڑ گیا کہ وہ اپنا قیام انبالہ یا کسی شہر میں کہ اس سے دور پڑے و اتنے دن و اذیت نہ کرے اور راجہ اور کے انتقال کے بعد لاؤ کو کر کو اپنے چہرہ روپیہ ماہوار دی دیا جاسوے براہ کشمیر کی جو ایام گذر میں بند متی جاری ہوئی۔ ریاست ہندو بڑا ناگدہ جو کہ کو بہتان میں قریب شہر کے واقع ہوئی اور جسکی آمد راجہ قریب پانچ سو ہزار روپیہ کے جو بوجہ وفات راجہ بنے شہر اور نہ موجود ہوتے کسی دلالت کے نتیجہ میں پھر برائی۔ راجہ مرہور کو جو بسبب کم سخی کے اپنی ریاست کے کار بار سے بیرون تھوڑا دن لے گیا۔ راجہ بسا بر کے ملک میں جہی بد اخلاقی و قور میں آئی جو مسمی ہو کہوش مسر بائیں مہاراجہ کشن نرنہ سے متعلق نہ ہوئی۔ جن کو ہستانی سر اورن نہ کہ سرکار کی اعانت ایام گذر میں کی تھی و کو فساد و فسادات ناخرد پنجاب سرکار و عطا ہوئے۔ ۳۰ مکتوبیر شہنشاہ کو راجہ بادل نے سنے انتقال کیا اور دیناران اور کپڑا لڑکا پانچین مسند ہوا۔ و سون پانچین غباری قبی ویرہ سہیل خان کے چند سپاہیوں نے بغاوت کرنا چاہا مگر اورن شہر کو گیا اور بعد تحفہات بعض سو قور اور بعض جلا وطن کیے گئے۔ یہاں پر شہنشاہ و شانی جسکے ہتھیار سہلے گئے تھے اور جو اس وقت تک میان سر و شہر میں قیام تھا اور کیا بارت گزرنے کی پہلی نیکو اس قسم کے بی بی و زنان میں بہرستہ اور کو سرکار کی جانب سے بہرگونی چلا ہوئی۔ یہاں پر او سون سے جون کے گورنری پر حکم کیا اور تو لوں کو بدین لینا یا لیکن ان میں سے اکثر فریاد کیے اور جو جگہ کے وہ بھی ریاست بادل پور سے گرفتار ہو کر آئے اور ان کو چھوڑ دینے کو قوت نہوت چند سپاہی ۳۰ و ۳۰ و ۳۰ و ۳۰ ہندوستانی کے سرکار بجاوت ہوئے تھے چنانچہ یہ سب ایک جہٹ خاص میں آئے کیے تھے جسکے لقب و نام واریانی پانچین کہاجا۔

اور ہر طرح کی پرگنائی ایسے وقت نازک بین ہمارا جب صاحب پر رکھتے تھے سپرد ہے ہو گئے اور ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ ہمارا جب صاحب سرکار کے طرف واپس اس امر کا بھی فرو گذاشت کرنا اس مقام پر مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ ۲۷ اپریل ۱۸۵۷ء کو راجہ دینا ناتھ پندت اور ۲۸ اپریل ۱۸۵۷ء کو راجہ شیر سنگھ اناری والہ کے یہ دونوں مشہور سرداران عہد ہمارا جب رنجیت سنگھ کے تھے متعلق کیا۔ غرض کہ ۲۷ ستمبر ۱۸۵۷ء کو شہر دہلی بہ تمام قبضہ سرکار میں و آیا اسکے بعد فوراً فوج سرکاری چاروں متفرق ہو گئی تھوڑی سی فوج نے گورگانوں کے ضلع پر قبضہ کر لیا۔ نواب جھجہ راجہ بلب گدہ و نواب وادری و فرنخ نگر جبکہ کہ طور طریق ایام غدر میں قابل اعتراض تھا گرفتار آئے یا خود حاضر ہوئے چنانچہ ان کے قلعوں پر سرکار نے قبضہ کر لیا اور ان کا خزانہ اور مال و اسباب ضبط ہو کر بطور انعام فوج میں تقسیم کیا گیا کل ملک اور محض ضبط کیا گیا مگر ان کے خاندان کی عزت و توقیر طرح پر ملحوظ رکھی گئی۔ ۲۱ ستمبر کو شاہ دہلی نے مع لڑکے کے اپنے بیٹے حوالہ میجر پارسن صاحب کے کیا اور اسی وقت میں چند شاہزادگان دہلی جو کہ شریک بغاوت تھے قتل کیے گئے۔ زان بعد عدالت جنگی کے حکم سے سرداران جھجہ و بلب گدہ و فرنخ نگر باغی قرار پاتے اور دہلی میں بھائسی نہیں گئے۔ سردار وادری کی جان بچ گئی مگر ملک ضبط ہوا اور اسکے رہنے کا مقام لاہور تجویز کیا گیا نواب وادری کا ملک راجہ جھجہ کو عنایت ہوا اور بنگالہ ملک مقبوضہ نواب جھجہ میں لاکھ روپے سالانہ کا ملک ہمارا جہ پٹیاہ و راجہ تانبہ کو بجلد وادری خدمت ایام غدر کے دیا گیا۔ شاہ دہلی کی بغاوت کی عرصے تک تحقیقات ہوتی رہی اور آئرش اوپنر جرم بغاوت و نیز قتل ۱۴ عیسائیوں میں میں سے اکثر عورات و بچے تھے ثابت ہوا۔ حکم گورنر جنرل چلا وطن کیے گئے۔ تا آخر ۱۸۵۷ء اس شہر دہلی بہ قبضہ و حکومت حکام جنگی کو رہا شروع ۱۸۵۷ء سے حکام ملکی کا دخل ہوا۔ اس امر کا دریافت کرنا کہ عوام میں سے کس قدر آدمی مجرم بغاوت بعد فتح دہلی کے سزا پ ہوئے غیر ممکن ہو۔ لیکن البتہ اس امر سے یک گونہ اوسکا خیال ہو سکتا ہے کہ جب فروری ۱۸۵۷ء میں صاحب چیف کمشنر پنجاب دہلی میں تشریف لائے اوسوقت ایک ہزار چار سو باغی زیر حوالات تھے۔ بعد فتح صورت دہلی کی مثل شہر حوضان تھی نہ کوئی آدم تھا نہ آدم زاد لیکن بعد چارے ہندو یا شہزادوں کو رفتہ رفتہ اجازت سکونت دی گئی اور مارچ ۱۸۵۷ء سے مسلمانوں کو بھی جو تکلیف کہ سکنا سے دہلی کو پہنچی وہ قابل بیان نہیں ہر حال شہر میں سے کچھ بھی ان کے پاس نہ رہا اور اوپر سچو کہ پیاس و شدائد موسم سرما کی برداشت کرنی پڑی۔ جنوری ۱۸۵۷ء میں سرکار نے کل ضلع میں یہ بھی استعمار ویدیا کہ چٹکے پائس ہتھیاروں

[illegible]

کہ باغیوں کا جی چوٹ گیا اور وہ رخصت لے لے کر شہر سے بھاگنے لگے۔ گو دشمنوں کا یہ حال
 تھا مگر سرکاری فوج میں بھی اس قدر قوت نہ تھی کہ وہ اپنے مورچے چھوڑ کر شہر میں دشمنوں پر حملہ
 آور ہو چنانچہ برگڈیر جنرل ویس سالار فوج نے تاریخ ۲۲ جولائی کو چٹھی مستر کالون صاحب
 گورنر مالک مشربی کے نام جو لکھی تھی اوسکا مضمون یہ تھا کہ دشمن اتحاد میں بہت زیادہ ہیں اور
 ممکن ہے کہ وہ ہمارے مورچوں پر آپرین اور اپنی کثرت کے سبب سے ہمارے اوپر غالب آئیں لیکن
 ہماری فوج ہی اپنی جگہ پھیرے گی اور جہاں چروہیں کٹ مرے گی یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ دشمنوں
 میں نہ کوئی امن ہے اور نہ اون میں کسی طرح کا بندوبست و انتظام ہے بلکہ روز بروز ان کے وہیمان میں
 نا اتفاقی ہوتی جاتی ہے برگڈیر نکلسن ہماری امداد کے واسطے مع کسی قدر فوج کے آئے ہیں اور ہم
 اپنی حفاظت میں ہر طرح پر مصروف ہیں۔ ۱۲ اگست کو نکلسن صاحب مع پلٹن (۵۰) گورنر
 ایک بازو پلٹن ۱۶ گورنر دو سو سواروں کی پہاڑی پر پہونچ کر جنرل ویس صاحب کی فوج میں شامل ہو گئے
 ۲۶ اگست کو باغیوں نے پھر سرکاری مورچوں پر حملہ کیا اور برگڈیر نکلسن صاحب نے ان کو شکست فاش
 دی اور ان کی بارہ ضرب توپ چھین لیکن غر شکرہ دوسرے سینئر کو فوج سرکاری بمقابلہ دہلی بہ تھا اور ۱۹۷۵
 سپاہیوں کی تہ اور اسی فوج سے برگڈیر جنرل نے حملہ کرنے کا قصد کیا۔ فوج سرکاری نے اول چہرہ روز
 تک برابر شہر کو گولہ اندازی کی اور اس سے شہر بپاہ میں دو مقام پر ایسا شگاف ہو گیا کہ جس سے
 فوج سرکاری اچھی طرح سے شہر میں داخل ہو سکے زان بعد چار حصہ ہو کر چار طرف سے فوج سرکاری
 شہر پر چھلک گیا اور باوجودیکہ سخت لڑائی ہوئی اور دشمن خوب لڑے لیکن سرنگہ پس پاہو سے اور پادشاہ
 ہی گرفتار ہو کر نظر بند کیے گئے اور ایک حصہ فوج کا مغورین کے تعاقب میں بھی روانہ کیا گیا۔ چنانچہ
 جب اول نواب گورنر جنرل بہادر کو بذریعہ تاریقی فتح دہلی کی خوش خبری پہونچی اور انہوں نے اپنی شگاہ
 سے ایک اشتہار جاری کیا جس میں فوج کی بہادری کی بڑی تعریف کی اور جنرل ویس اور سر جان لارنس
 صاحب بہادر چیف کمشنر پنجاب کا منجانب سرکار بڑا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر اس امر کا بھی تذکرہ ضرور ہے
 کہ ایام بغاوت میں کون رئیس و امجد و معاون سرکار ہوئے چنانچہ منجملہ انگریز یا ہندوستانیوں کے جو شخص
 کہ سب سے پہلے باغیوں سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا راجہ جایت دتا اور شے صاف اپنے و بار میں بطور
 عام یہ کہا کہ ہم انگریزوں کی طرف میں جنگی زیر حمایت ہم ہیں پس سے با آسائش بسر کرتے ہیں چنانچہ وہ
 مع آٹھ سو آدمیوں کے کرنال کو گیا اور وہاں سے فوج سرکاری کے آگے آگے راہ صاف کرتا اور سرسویا
 کرتا ہوا تہ دہلی آیا اور وہاں فوج سرکاری کے پشت پر جہاں کہ اکثر احوال دشمنوں سے مقابلہ کا تھا ہم ہوا

اعلان دی جاتی ہے کہ خراج عطا کر دو جو کہ اور حکام جنگی خواہ کی کے روبرو اپنے اپنے ہتھیار لکھ کر اپنے اپنے
 لہو کی راد لین انہیں کہچہ دیا جائے گا اور یہ کہ - گو یہ شرط اور دیگر ساتہ نہیں تو جہنوں نے گشت و زحمت
 کیا ہو اور اپنے دشمن کو مارا ہو - ایسے لوگوں کو چاہیے کہ با کسی شرط کے حاضر ہوں جو وقتہ اسے
 انصاف ہو گا اور ان کے واسطے کیا جائیگا - جبکہ خبر بغاوت فوج میرٹھہ و دہلی پنجاب میں ہندو
 بارہ بقی کے پونجی کل ملک میں تھلکہ چڑ گیا اور سب کے پونش کیمار کی حالت رستہ اسوقت ملک پنجاب
 میں تختیاں ۳۰۰۰۰۰ فوج بر قسم کی تھی اور او میں بستتیا و حصہ کیل کے گنجانی توکل فوج ساکن
 اٹھارہ اور دویکڑا مندراج متعلقہ ہندوستان کی تھی - فوج انگریزی یعنی گورہ کی گیارہ ہٹن اور ایک
 رسالہ اور دو چار سپاہی متعلق تو چھانڈ کی تھی اور یہ سب ماکروس ہزار پانسو سے زیادہ تھی مگر اس فوج
 گورہ کے تین ہٹن شلہ برہتین اور تین پشاورین تھوڑی سی سپاہی لاپور کے قلعے میں تھے اور ایک
 کسینی توپ خانہ کی قلعہ گوبند گدہ اور اسی قدر ملتان کے قلعے میں تھی اور قلعہ جات پورہ اور گجرات کا قلعہ
 و نگر پور میں ہندوستانی فوج مقیم تھی - سلع خانہ فیروز پور پچھ فوج انگریزی متعین تھی اور سلع خانہ
 واقع ملتان پچھ فوج ہندوستانی کے ملتان عطا وہ اس فوج کے نو ہزار جنگی پولیس کے آدمی تھے کہ تین
 اکثر پنجابی سپاہی تھے - پنجاب کے حدود پر الیان خود س کی عداوت تھی اور وہ مغربی جیسکا طوٹا
 تخمیناً بارہ سو کوس جو وہ ایسے خطرناک تھی کہ ایام امن و امان میں بھی اس جانب کچھ کچھ چھتر چار
 چلی جاتی تھی مگر نہایت اگلی ستاد اس طرف کوئی واقعہ عظیم و قوت میں نہیں آیا - دوسرے محمد خان
 والی کابل سے صلح ہو چکی تھی اور وہ اس پر مستحکم رہا - سردار دین بزارہ کی جانب سے کوئی زیادتی
 نہیں ہوئی - سوات جبکہ سب سے زیادہ گڈ کا تھا و ان مشاد خان کی برپا ہوئے جس سے ان کو مال لڑ گیا
 کی جانب توجہ کرنے کی فرست ملی اور بلکہ جو باغیان فوج سرکاری تھی ان کے ہاک میں گئے تو بھی
 نکال دیئے گئے - قوم آفریدی جو کہ ہندو سرکاری میں تھی اس کی اکثر آدمی بمقام پشاورین اگر فوج
 سرکاری میں بھرتی ہوئے - اس موقع پر ایک سید صاحب نے مدد و غیب میں اگر گمار کے نتائج
 جہاد کر نیکی نسبت دیکھا تو مایہ و لوگوں کو بہت آواز کیا کہ کچھ اثر نہ ہو بلکہ وہ ان سے نکال دیئے گئے
 اسے مدد و قوم جو ہند کے پاس اویسی مقصود سے لئے مگر کایہ باقی نہ ہوئی - سردار پنج تار سے الیہ
 مدد و برہت زنی پر دست و بازی کی گاؤں کا انتظام ہو گیا - ضلع کوٹلی میں دروگوٹ کہ جو غلام
 مقام شاد و ان بھی سب اس امن و امان رہا - دروہو کے سردار دن کے آپس میں ہی اس وقت
 تھاقید شایع ہوا اور نہ کچھ عجیب نہیں ہوا اس جانب سے کچھ مشاد و پاد پاد چھانڈ کی اور توین ہی

دوست محمد خان کے ایک مین دست اندازی کرے اور امیر بھی سرکار کے دو ساتوں کو اپنے دوست
 اور ابو کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھے۔ شہنشاہ مین نواب محمد علی صاحب غلام بدعت کے جو
 اور اپنے رعایا پر کی اپنی حکومت سے بیدخل کیا گیا۔ اور ابو کے عیادت کا بندوبست نہایت
 ساتھ کیا گیا اور جس سے زیادہ ایسکو زندہ زاروں سے وصول کرنے کا اختیار دیا اور ابو کو
 اجازت ہوئی کہ چند سال تک وہ لاہور میں مقیم رہے اور ابو کے اختیارات بالکل ساتھ کیے گئے
 اسی سند میں چوٹی سی ریاست جیل کہ متقل شہلے کے واقعہ جو ابو جو بوجہ خود سالی دانا باقی
 رئیس کے بقیہ و اختیارات سرکاری تھی اصل سختی کو نہیں دی گئی۔ اسی سال میں گلاب سنگھ
 اور ابو کے بیٹے توراہ جو اہر سنگھ مین بھی گورہ ہوئی تھے سرکار سے مدد چاہی مگر سرکار نے اس مدد
 مین دست اندازی کی تھی۔ انکار کیا گورہ و مشائے طور پر مہاراجہ صاحب کو نمایش مناسب کی گئی
 جو ان شہنشاہ مین تھیں اور انکو متعلقہ خلع کو باٹ کو امٹ کے ایک قرابت منہ سے ارڈال اور توراہ
 اور کہ زنی کی حمایت مین بہا تون پر بہاگ کیا کال قوم کے لوگ ابھی اور اسکی اور اسکی لیے متفق ہوئے
 اور کو باٹ پر لا آوری کی یلایان کر رہے تھے کہ برکندیر چیمبرلین صاحب سے مع توری سی فوج کے
 بہا تون پر چڑھ کر اوپر حملہ کیا اور انکو شکست دینا شروع دی اور تھک گروں کو مسار کر دیا اور انکو
 کل مویشی گرفتار کر لائے۔ اور کہ زنی اس حد سے بیان کیا تنگ و غافل تھے کہ انہوں نے
 کل مال مغرورہ واپس کر دیا اور آئندہ کے واسطے اپنی حرکات سے باز رہنے کا اقرار کیا۔
 کوئی واقعہ قابل تذکرہ نہ رہا۔ لیکن شہنشاہ مین مین ہوا۔ لیکن شہنشاہ مین فوج
 سرکاری مین بنات ہوئی تھے سلطنت کو بلا دیا اور کل بندوستان مین ایک شہر پر کیا۔ اور چاہ
 اس وقت مین پنجاب سے سرکار کو بہت اعانت پہونچی اور مرکز غلات بھی دلی تھا کہ جواب
 زیر حکومت پنجاب پر لیا اور جو کہ اسکا حال ابتدا سے اظہر منظر معروض تحریر مین لایا جاوے
 ۔ اور تحریرات سے کہ جو پیش کیا اور نواب گورہ جنرل بہادر سے ۷۷ فوری شہنشاہ مین بمغفور
 کورٹ آف آفیر گزرس۔ دہانہ ہو تین واضح ہوا کہ اول فوج تقسیم دہانہ مین آٹھ مارٹا مندی
 کے معلوم ہوئے اور وہ جیلہ سکی۔ ہوئی کہ انکو یہ خبر پہونچی کہ جوئے کار قوس سرکار سے واسطے
 بہت مال فوج کے بندے مین اونٹین کا سے و سوار کی چوٹی لگی جو اوپر غنہ و کھجور کو اکی ابرا
 یہ جو کہ بند تون و مسافر تون کو مدد مین کریں۔ غرض کہ یہی خبر اوپر آئی تھی اور فوج مین جیلہ
 فوج کو کہی جاوئی مین جسے آثار ناخوشی کے منور دیا ہوئے۔ اور جیلہ بند وستانی جو کہ ان پور مین

صاحب راجہ گلاب سنگھ کی عملداری میں بھاگ گئے جہاں سے گرفتار ہو کر آئے اور پھر وہ شور و آرم اٹھیں گئے۔ جعفر خان بھی گرفتار ہوا اور قیدی میں مر گیا اور ناد خان اور اسکے چہرہ ہونے پچاسی پائی۔ ماہ فروری ۱۸۵۷ء میں پور ڈاکٹ ایڈمنسٹریشن پنجاب شک ہوئی اور کل ملک کا انتظام بہ تحت چیف کمشنر کیا گیا جس کے تحت میں ایک جوڈیشل کمشنر و دوسرے فیمنش کمشنر مقرر کیے گئے اور کل ملک کی تقسیم سات کمشنریوں پر ہوئی۔ جنوری ۱۸۵۷ء میں سرداران سکھ کو جو کہ جنگ کے ثانی پنجاب میں شریک تھے ہر کار سے رہا کیا اور ان کی پیشین حسب تفصیل ذیل اضافہ ہو کر مقرر ہوئے۔

چھتر سنگھ	آٹھ ہزار روپیہ	سالانہ
شیر سنگھ	چھتر ہزار روپیہ	ایضاً
حاکم رائے	بارہ سو روپیہ	ایضاً
لال سنگھ	آٹھ سو چالیس روپیہ	ایضاً
امید سنگھ	چار ہزار آٹھ سو روپیہ	ایضاً
جگت سنگھ واثق پور والہ	دو ہزار چار سو روپیہ	ایضاً

اسی سال کے ماہ مارچ میں اقوام گورجنی و کسٹرنی نے کہ دونوں لوٹری قوانین حدود ویرودیاں پر رہتی تھیں اور جیکو اجازت نہیں تھی کہ عملداری سرکار میں آویں اطاعت سرکاری قبول کی اور سرکار نے بھی اس وجہ سے جو مخالفت کی تھی اس سے دست کش ہوئی۔ فروری ۱۸۵۷ء میں ناظر خیر اسد تاجر بخارا و کابل کو جس نے کرنیل اسٹوارٹ و کپتان کاتلی صاحب کو مدد دی تھی اس کو نقصانات کا عرصہ پنجاب سرکار دیا گیا اور علاوہ بریں ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی پیشین بھی مقرر ہوئی اور اسے اپنی سکونت دوام کے واسطے پشاور میں اختیار کی۔ بمابہ ستمبر چینی مونسد کو شکست فاش دیکھی موسم خزاں میں ایک ایچی مرسلہ والی کو کان آیا اور مستدعی ہوا کہ بمقابلہ روسیوں کے اسے آقا کی امداد کی جاوے۔ وہ سال پھر تک پشاور میں رہا اور سرکار کی جانب سے اس کی مہانداری ہوئی اور بعدہ خطوط شوق و ہجر حضرت کیا گیا وہ براہ کشمیر و بٹ و اسکار و دوسرے ملک میں پہنچا۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۸۵۷ء کو مردم شماری کل پنجاب کی پنجاب سرکار عمل میں آئی۔ بمابہ مارچ ۱۸۵۸ء و ایک محمد نامہ امیر کابل کے ساتھ عمل میں آیا خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ سرکار اگر زری کبھی

اور اس کے غرض میں اس قوم کے سربراہان چاروں طرف ہو گا کہ عدم مذکور کو کھلا رکھیں اور اس کی حفاظت کریں۔ ہر حساب مسافروں کا اس پیشے چوری جائے اور کی قیمت کے اور اگر نیک اپنے تئیں ذمہ دار جانیں اور واسطے اطمینان سے کہ ایک بغرض تکمیل منظر اظہار اپنے قوم کے چند اشخاص کو بطور اہل سکندریہ - لیکن اس عمدہ و بیان کو عرضہ نہیں گننا تھا کہ قوم مذکور کے آدمیوں نے دست درازان شہر دریا کین - نومبر سنہ ۱۸۷۱ میں کر عمدہ بیان کیا گیا اور جب عذر و وجہ دینے لگے کہ ہر سال اس قدر اقرار کیا تھا اور اسی قدر کا اب بھی وعدہ کیا اور ملا وہ برین رحمت خان اور انور علی سہروردی کا آٹھ ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا اس مشہور بار کہ وہ بھی اپنی جانب سے سب آدمی سلع واسطے حفاظت درہ فرنگ کے متعین کرے - یہ امر آفریدیوں کو شایستہ ناگوار معلوم ہوا اور انہوں نے رحمت خان کے آفریدیوں کو مار کر نکال دیا - علماء مغربہ جو کہ سب کا یہ دولت مدار و مل مرتبہ کتبے - آفریدی کہتے تھے کہ ہر وہ روپیہ بھی اگر دیا جاسے جسے رحمت خان اور انور علی کو دینے کا وعدہ تھا تو ہم کل درہ کی حفاظت کی ذمہ داری کریں گے مگر اس کو سہرا کرنے نہیں قبول کیا بلکہ ہر سال نہ جزداد کی اپنی ذمہ داری کو اسی سے مقام کو مثل ملک کی حفاظت نگاہش شہانوں کے متعلق کی اور ان کو اسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ کیا کہ جو رحمت خان کو دیا جاتا تھا لیکن جبکہ بعد کے حفاظت کی آفریدی ذمہ دار نہ ہوئے تو شہر سرکار درہ کو باٹ و پشاور و دونوں اس قوم پر بند کئے گئے یعنی باوکی آمد رفت و دونوں دونوں میں شہر باٹ سے بکارتی سب روکی گئی - قوم نگاہش مقام کو مثل پر تہذیب کے صبر چندی کی کہ یہ امر قوم آفریدی کو ناگوار معلوم ہوا اور انہوں نے قوم نگاہش پر حملہ کیا اور ان کو کو مثل سے نکال دیا لیکن بعد ازین دونوں میں مصالحت ہو گئی اور قوم آفریدی نے مقام مذکور نگاہش کے سپرد کر دیا - جس میں آفریدی درہ جو اسکے بارے میں ہے یہ عمدہ بیان جو کہ ان کے ملک کا کوئی آدمی علی لاری انگریزی میں قدرت گری کر کے اندر وہ کسی نہارت کر کے اپنے ملک میں جو کر راہ اور ان میں خبر میں کو شہادہ دین گئے جو علی لاری کے ساتھ گئے جو ان - ان بعد نہ کیا یہ قوم پوری آفریدی کی برکت کشی کی اور وہ اس کی صرف یہ ہوئی کہ وہ ایک ہندو کو بچا کر اپنے ملک میں لے گئے اور جب ان سے اس کی رہائی کے واسطے کہ گیا تو انہیں لینے روپے کے اس کے چھپنے پر آمادہ نہ ہوئے - اس حملہ سے کل قوم کی ترقی میں برا فتنہ کیا اور دونوں میں بغاوت سے کل ملک کو جہنم تک لیکن تھنا و وہاں باد کر دیا - ہندوستان قوم لکیر شہر ترکار و ہر ہندو و ایک غیر مشہور اسکندہ نامی نے ریشہ بل جعفر خان ایک سپاہی پیشہ کو سلسلہ امر میں یہ ادا کر کے اس میں اپنے ہمسایوں کے تہذات راہ پست کی و بعد پر واقعہ ہون کر یہ افسانہ میں ہر

میر صاحب راجہ گلاب سنگھ کی عملداری میں بھاگ گئے سبھان سے گرفتار ہو کر آئے اور پھر
 شور و اٹھ اٹھس کے گئے۔ جعفر خان بھی گرفتار ہوا اور قید میں رہ گیا اور نادر خان اور ابو
 جہاں نے پھانسی پائی۔ ماہ فروری ۱۸۵۷ء میں پور ڈاؤن ایڈمنسٹریٹیشن پنجاب سنگھ
 ہوئی اور کل ملک کا انتظام بہ تخت چیف کمشنر کیا گیا جس کے تحت بین ایک پرنسپل کمشنر دوسرے
 پرنسپل کمشنر مقرر کیے گئے اور کل ملک کی تقسیم سات کمشنروں پر ہوئی۔
 جنوری ۱۸۵۷ء میں سرداران سکھ کو جو کہ جنگ کے تانی پنجاب میں شریک تھے سرکار نے
 رہا کیا اور ان کی پیشین حسب تفصیل ذیل اضافہ ہو کر مقرر ہوئیں۔

چھتر سنگھ	آٹھ ہزار روپیہ	سالانہ
شیر سنگھ	چھتر ہزار روپیہ	ایضاً
حاکم راکے	بارہ سو روپیہ	ایضاً
لال سنگھ	آٹھ سو چالیس روپیہ	ایضاً
امید سنگھ	چار ہزار آٹھ سو روپیہ	ایضاً
جگت سنگھ داتن پوروالہ	دو ہزار چار سو روپیہ	ایضاً

اسی سال کے ماہ مارچ میں اقوام گورجنی و کسٹانی نے کہ دونوں لوٹری قوانین حدود ویرہ
 پر رہتی تھیں اور جنگ و اجازت نہیں تھی کہ عملداری سرکار میں آئیں اطاعت سرکاری قبول کی اور
 سرکار نے بھی اس وجہ سے جو مخالفت کی تھی اس سے دست کش ہوئی۔ فروری ۱۸۵۷ء میں
 بے قیل آفریدی و مارچ ۱۸۵۷ء میں پوری آفریدی نے فرمانبرداری اختیار کی۔ ماہ اپریل میں
 ناظر خیر الدین تاجر بخارا و کابل کو جس نے کابل شاورٹ و کپتان کاتلی صاحب کو مدد دی تھی اس کو نقصان
 کا عرصہ پنجاب سرکار دیا گیا اور علاوہ برین ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی پیشین بھی مقرر ہوئی اور اسے
 اپنی سکونت و دام کے واسطے پشاور میں اختیار کی۔ بہ ماہ ستمبر یعنی مومند کو شکست فاش دینی
 موسم خزان میں ایک ایچی مرسلہ والی کوکان آیا اور مستدعی ہوا کہ بمقابلہ روسیوں کے اس کے
 قاتل کی اور کی جاوے۔ وہ سال پھر تک پشاور میں رہا اور سرکار کی جانب سے اس کی معاذاری
 ہوئی اور بعدہ خطوط شوقیتہ مکرر خدمت کیا گیا وہ براہ کشمیر و تبت و اسکا دو سائے ملک میں پہنچا
 ۱۸۵۷ء و ستمبر ۱۸۵۷ء کو مردم شماری کل پنجاب کی پنجاب سرکار عمل میں آئی۔ بہ مارچ ۱۸۵۷ء
 ایک عہد نامہ امیر کابل کے ساتھ عمل میں آیا خلاصہ مضمون اسکا یہ تھا کہ سرکار انگریزی کی بھی

اور اس کے فرض میں اس قوم کے مہاراجاں پر از مہاراجاں کے مدد و نیکو گوئی کا رکھنا اور اس کی محافظت کرنا اور اس کے اسباب و مسائل و احوال کا اس سے پیشہ گیری جائز اور اس کی قیمت کے ادا کرنا اپنے مقیم و مہاراجاں اور واسطے اطمینان سرکار کے فرض تکمیل شرط و احوال اس قوم کے چندان شرافت کو بطور اہل سکندریہ - فیکس اس عمدہ و بیان کو عرض نہیں کرتا تھا کہ قوم مذکور کے آدمیوں نے دست مہاراجاں شہر و راجہ - نو مہاراجاں میں کر محمد و بیان کیا گیا اور جب قدر و پیمہ دینے کا کمر بکھرنے لگا تو اس کا کیا تھا اسی قدر کا اب بھی وعدہ کیا اور علاوہ برین رحمت خان اور اکرانی سہارنپور کا آٹھ ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا اس شہر پر کہ وہ بھی باجی جانب سے - آدمی مسلح واسطے حفاظت درہ و نیکو گوئی کے مقیم کرے - یہ امر آفریدیوں کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور انہوں نے رحمت خان کے آفریدیوں کو مار کر نکال دیا - لہذا ضرور ہوا کہ سہارنپور و مہاراجاں کے مقیم کرے - آفریدی کہتے تھے کہ ہمارے روپیہ بھی اگر دیا جاوے جبکہ رحمت خان اور اکرانی کو دینے کا وعدہ تھا تو ہم کل درہ کی حفاظت کی ذمہ داری کریں گے مگر اس کو سرکار نے نہیں قبول کیا بلکہ مہاراجاں نے فرودہ کی یعنی مدہ جانب کو اس سے مقام کو شعل تک کی حفاظت نگاہش پٹانوں کے متعلق کی اور ان کو اسی قدر روپیہ دینے کا وعدہ کیا کہ جو رحمت خان کو دیا جاتا تھا لیکن جبکہ بقیہ مدہ کے محافظت کی آفریدی ذمہ دار نہ ہوتے تھے نہ سہارنپور و کوہاٹ و پشاور و دونوں اس قوم پر بند کیے گئے یعنی باجی آمد رفت و دونوں دونوں میں منجانب سے بیکار تھی مگر یہ وہی گئی - قوم نگاہش مقام کو شعل پر قبضہ کر کے مہاراجاں کی گئی کہ یہ امر قوم آفریدی کو ناگوار معلوم ہوا اور انہوں نے قوم نگاہش پر حملہ کیا اور ان کو کو شعل سے نکال دیا لیکن بعد ازاں وہ دونوں میں مصالحت ہو گئی اور قوم آفریدی نے مقام مذکور نگاہش کے سپرد کر دیا - حسن خیال آفریدی درہ ہوا کے بھرے کھڑے یہ عمدہ و بیان ہوا کہ ان کے ملک کا کوئی آدمی غلام لری، اگر بڑی میں غارت گری کرے گا اور نہ کسی غارت کرے گا اپنے ملک میں ہو کر راہ اور نہ این پیر میں کو پناہ دین گے جو غلامی پر سے بھاگے ہوں - زمان بعد نہ کیا یہ قوم پوری آفریدی بکڑی بکڑی کشی کی اور وہ اس کی طرف یہ ہوتی کہ وہ ایک ہندو کو بچا کر اپنے ملک میں لے گئے اور جب ان سے اس کی رہائی کے واسطے کہا گیا تو انہوں نے روپے کے اس کے چھوٹے پر آنا دہ نہ دے - اس حملہ سے کل قوم کی توقیر میں باوقار کیا اور ان میں سرکاری نے کل ملک کو چنانچہ تک ممکن تھا تباہ و برباد کر دیا - مہاراجاں قوم نگاہش پٹانوں کا راجہ مندک و ایک غیر مشہور اسکند نامی نے ریشہ ملی بھرتی میں ایک سپاہی پریشہ کی سلاطین میں یہ امداد کیا کہ وہ مع اپنے ہمراہیوں کے تمامات راہ پٹانی و مہاراجاں و مہاراجاں کے مہاراجاں میں

دیہات میں تعاقب کر کے بہت سا سیلاب واپس کر لیا اور چند آدمیوں کو قتل بھی کیا۔ اور اپریل
 ۱۸۵۷ء میں قوم کرائی کے ایک گروہ نے دیر و فتح خان پر حملہ کیا اور اسکو جزوی لوٹنے پر مجبور
 کیا۔ اس اثنا میں سواران سرکار نے اسکا مقابلہ کیا اور جب بھاگتے تھا تب کر کے انکے چند آدمیوں کو
 قتل کیا۔ بعد چندی دوسرے قلعے میں اس قوم کا ایک سردار ملا گیا اور چند گرفتار ہوئے۔ اس سال
 میں ہی قوم شیوانی نے دو مرتبہ مقامات واقع حدود ضلع غازی خان پر حملہ کیا لیکن دونوں مرتبہ
 پنجاب سرکار انکے مقابلہ ہوا اور اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ جب سرکار متواتر پور شاہ قلعہ
 سرمدی سے تنگ ہوئی تب اوائل سال میں یہ ارادہ کیا کہ بتدریج حملہ اتوارم مقصد کی سرکوبی
 کیا جائے اور اس ارادے سے ایک وزیر عہدہ فوج کشی کی اور اس سے صرف یہی فائدہ ہوا کہ اوٹسٹ
 سے انکی پوریشن ملک سرکار خیامین شہین ہوئیں بلکہ اس قوم کے اکثر اشرافیہ میں سے ایک سرکاری
 میں بہشت بخاری کر کے اور لگان مہینہ زمینداروں کو دینا اختیار کیا۔ اس کے آخر میں بیادول
 غزائب بیادول پور نے جسکو سیکرٹری خدمات لائقہ ہوا انکی جانب سے اور زمین میں بھی سیکر
 اکر پور پور کے ایک پٹن بھی دیتی تھی وقات پالی اور جب خواہش غزائب مرحوم اور اسکا شیراز کا سادات خان
 کو بددی کی صورت سے تھا اور اسکا جائیداد میں بھی قوم کے لوگ اس جائیداد میں سے خوش ہوئے
 اور اس امرضا مندی کی تھی اسوجہ سے اور بھی ہوئی کہ اوٹسٹ اپنے بڑے بھائی حاجی خان کو
 کہ محبوب انظرین تھا ایک تعلق من مذکور کیا۔ نہاد منادی کل قوم کو ایک عہدہ موقع سبھا اکل خان
 نامون حاجی خان مذکور کا چند آدمیوں کو جمع کر کے قلعہ مذکور پر ملا اور مواوہ اپنے باپ کے کو چھوڑا لایا
 ۔ جب یہ مال معلوم ہوا تو قوم کے سب لوگ اسکی امانت کے واسطے مجتمع ہو گئے حتی کہ کل فوج
 جسکو سعادت خان نے اپنے بھائی کے مقابلے کے واسطے بھیجا تھا اور شہنوں کے شریک ہو گئی
 اس طرح مغلوب ہو کر وہ منہ پنے میال و اطفال کے قلعہ مذکور میں پناہ گزین ہوا لیکن جب پانی نل
 نہ ہونے پر مذکور کیا فوج حوالہ قلعہ مذکور کے مقابلہ نہ کیا اور سعادت خان مجبور ہو کر اپنے بھائی کی کڑائی
 میں آیا۔ جبکہ ان واقعات کی اطلاع غزائب گھر نہ جنرل ہوا کہ بعضی اور شخصوں نے حکم دیا کہ دونوں
 بھائیوں میں مصالحت کرادی جاوے اس شرط پر کہ سعادت خان اپنے اور اپنے وارثوں کی جانب
 سے دھرمی و مذہبی سے دست بردار ہو اور ایک بیادول ہو کہ پور گروہ مذکور کے بددیوں کو قتل کرے
 اور کہیں سبیل ہو میں نہ آئے اور نہ وہ ان کے باشندوں سے نہاد و قاتل نہ کی چاہتا تھا اس کے ہم کے
 جواب کے واسطے سرکار نے اسکا جواب کشتہ خان کے متعین ہوئے جنہوں نے بہتر شہادت لکھا

حصہ دوم تاریخ پنجاب

پھر شہنشاہ نے پنجاب کے محاکمات و سرکار میں ایک مجلس مشورہ ایک پرنسپل و دو دہسٹرو
 واسطے انتظام ملک کے مقرر کی گئی چنانچہ مسترات ایم لارنس کی سیانی پرنسپل و مستر
 جان لارنس اور مستر آراشگری صاحب اس کے نمبر مقرر ہوئے۔ کل ملک چار حصہ یا کمشنری
 میں تقسیم کیا گیا اول شہت لاہور۔ اسمین ضلع لاہور و ضلع بیالہ کہ اب بنام گورداس پور کے
 مشہور ہو۔ و ضلع امرتسر و ضلع وزیر آباد کہ چوات بنام سیالکوٹ کے مشہور ہو و ضلع امرتسر کہ جواب
 گو جٹان والا کے نام سے مشہور ہو شامل تھی۔ دوم شہت جیلیم۔ اسمین ملک تچ و واپ
 اور ملک پہاڑ ملک واقع جنوب ہزارہ کہ سندھ ساگر و واپ میں ہو شامل تھا۔
 سوم شہت سلطان۔ اسمین اضلاع سلطان و پاک پٹن جواب فتح پور کہ گیرہ کے نام سے مشہور
 ہو و ضلع جنگ واقع راجا و واپ شامل تھے۔

چوتھی شہت لیا۔ اسمین اضلاع لیا و خانگڑہ کہ سندھ ساگر و واپ میں واقع ہو و ڈیرہ غازی خان
 اور ڈیرہ اسمیل خان مع بنو کے شامل تھے۔ ابتدائیں ان چاروں شہتوں سے علیحدہ اور و
 ضلع پشاور و ہزارہ مع کوٹا کے جداگانہ ضلع قائم ہوئے لیکن بعد ازیں تین ضلع علیحدہ قائم
 ہو کر کمشنری پشاور کے نام سے نامزد ہوئی۔ جب اس طرح پر تقسیم ملک کی ہو چکی ضلع
 میں باعتبار ضرورت عمدہ دار تجویز کیے گئے چنانچہ کل ملک میں حسب تفصیل ذیل عمدہ دار واسطے
 انتظام ملک کے مقرر ہوئے۔

کمشنری بمشاہرہ دو ہزار سات سو پچاس روپیہ ماہواری
 ایڈیشن کمشنر درجہ اول فی بمشاہرہ پندرہ سو روپیہ ماہواری
 ایضاً درجہ دوم فی بمشاہرہ بارہ سو روپیہ ماہواری
 ایضاً درجہ سوم فی بمشاہرہ پندرہ سو روپیہ ماہواری
 ایضاً کمشنر درجہ اول فی بمشاہرہ سات سو روپیہ ماہواری
 ایضاً درجہ دوم فی بمشاہرہ چھ سو روپیہ ماہواری +
 ایضاً درجہ سوم بمشاہرہ پانچ سو روپیہ ماہواری +
 بیت تقسیم سال کل ملک ماتحت انٹنٹ گورنر پنجاب و کیونتمہ مقلدہ اس حصہ کے

١	٢	٣	٤	٥	٦	٧	٨	٩	١٠	١١	١٢	١٣	١٤	١٥	١٦	١٧	١٨	١٩	٢٠	٢١	٢٢	٢٣	٢٤	٢٥	٢٦	٢٧	٢٨	٢٩	٣٠	٣١	٣٢	٣٣	٣٤	٣٥	٣٦	٣٧	٣٨	٣٩	٤٠	٤١	٤٢	٤٣	٤٤	٤٥	٤٦	٤٧	٤٨	٤٩	٥٠	٥١	٥٢	٥٣	٥٤	٥٥	٥٦	٥٧	٥٨	٥٩	٦٠	٦١	٦٢	٦٣	٦٤	٦٥	٦٦	٦٧	٦٨	٦٩	٧٠	٧١	٧٢	٧٣	٧٤	٧٥	٧٦	٧٧	٧٨	٧٩	٨٠	٨١	٨٢	٨٣	٨٤	٨٥	٨٦	٨٧	٨٨	٨٩	٩٠	٩١	٩٢	٩٣	٩٤	٩٥	٩٦	٩٧	٩٨	٩٩	١٠٠
---	---	---	---	---	---	---	---	---	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	----	-----

اس شخص کو اجیت سنگہ کے نوکر ورنے مار ڈالا	سرور بودہ سنگہ	۹
یہ شخص اپنا سنگہ سندھان والہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔	پرتاب سنگہ پراپٹیا مہاراجہ شیر سنگہ	۱۰
اس سرور کو اجیت سنگہ کے سواروں نے گولی سے مارا۔	دھیان سنگہ	۱۱
یہ شخص لڑائی میں کہ جو آسمین اور میرا سنگہ میں برونی تھی مارا گیا۔	اپنا سنگہ سندھان والہ	۱۲
ایضاً	اجیت سنگہ	۱۳
یہ شخص بوجب حکم میرا سنگہ کے مارا گیا	بلرام سنگہ	۱۴
ایضاً	بلرام مصر	۱۵
ایضاً	مصر رام کشن ہائی بلرام مصر	۱۶
ایضاً	جھائی گرمکھ سنگہ	۱۷
ایضاً	راجہ سوچیت سنگہ	۱۸
ایضاً	کیسری سنگہ	۱۹
ایضاً	دیوان پیم سنگہ	۲۰
یہ شخص لڑائی میں میرا سنگہ کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا	بابا بیر سنگہ	۲۱
ایضاً	کھور کشمیر سنگہ	۲۲
ایضاً	عطر سنگہ سندھان والہ	۲۳
اس شخص کو عطر سنگہ سندھان والہ نے اپنی بندوق سے مارا	برٹیل گلاب سنگہ	۲۴
یہ سرور لڑائی میں فوج خالصہ کے ہاتھ سے مارا گیا	راجہ پیرا سنگہ	۲۵
ایضاً	پنڈت جوالا سہاے	۲۶
ایضاً	میان لال سنگہ	۲۷
ایضاً	میان سون سنگہ	۲۸
ایضاً	نکا دیوان چند	۲۹
اس سرور کو گلاب سنگہ کے آدمیوں نے قتل کیا	فتح سنگہ مان	۳۰
ایضاً	رتھو چند وزیر میرا سنگہ	۳۱
ایضاً	دیوان گنیش	۳۲
ایضاً	شاہزادہ لشوار سنگہ	۳۳

۱۵۰۰۰۰	وہیانی سنگہ متوفی	۵۰۰۰۰ بیہر	گلاب سنگہ	اکھنور مع چکانا
۳۰۰۰۰	نمازانی و بیہنگہ متوفی	۱۰۰۰۰ کوئی	فاندانی بیہنگہ	قوم چنہو
۱۰۰۰۰	گلاب سنگہ	۶۰۰۰۰ وکانجی نوغیر	ایضاً	پنج
۹۶۲۰۰۰۰	میزان جاگیرات کوہستانی			

تفصیل جاگیرات کی جو سوای کوہستان کی لوگوں کو دی گئیں تھیں

تعداد جاگیر	نام قابض	تعداد جاگیر	نام قابض
۱۰۰۰۰۰	راجہ ماکانکر یعنی وزیر چندر غیر	۵۰۰۰۰۰	راجہ جتو سوای جاگیرات بالا
۹۰۰۰۰۰	نہال سنگہ الودالہ	۳۵۰۰۰۰	سرواڑی اشنا سنگہ عجیبہ
۶۰۰۰۰۰	سرواڑی پنج سنگہ تھنج	۱۲۰۰۰۰۰	سرواڑی کشن سنگہ سپر خمدار
۱۵۰۰۰۰	سرواڑی شمشیر سنگہ سندان والا	۱۲۰۰۰۰۰	سرواڑی شام سنگہ وچتر سنگہ
۵۰۰۰۰	کنور پشورا سنگہ	۱۵۰۰۰۰	سرواڑی راجن سنگہ گوبلپان
۵۰۰۰۰۰	سرواڑی جاپر سنگہ مونی لپ سنگہ	۲۰۰۰۰۰	کنور تارا سنگہ
۵۰۰۰۰۰	سرواڑی فتح سنگہ مان	۵۰۰۰۰۰	سرواڑی شکل سنگہ
۵۰۰۰۰۰	سرواڑی حکم سنگہ لوانی	۵۰۰۰۰۰	سرواڑی عطر سنگہ کلیان والا
۱۵۰۰۰۰	سرواڑی سلطان محمد و سید محمد و بیہر خجوا	۵۰۰۰۰۰	سرواڑی بیلا سنگہ سوکل
۳۰۰۰۰۰	شیخ غلام محی الدین	۱۰۰۰۰۰۰	سرواڑی جمال الدین خان
۲۰۰۰۰۰	ولیوان سائول مل	۱۰۰۰۰۰۰	نقیہ عزیز الدین مع دیگر راجہ ران
۹۵۲۵۰۰۰	میزان کل	۵۰۰۰۰۰۰	مستغقات

آمدنی زمین

تعداد محصول	نام محکمہ دار	نام جنس
۸۰۰۰۰۰۰	راجہ گلاب سنگہ	نہک
۵۵۰۰۰۰۰	راجہ وہیان سنگہ متوفی	محصول اشیا آمد و برآمد

۱۵۰۰۰	امیر کاب شام	۱۰۰۰۰	شیخ محمد محمدی	۱۰۰۰۰	امیر کاب شام
۱۰۰۰۰	دیوان ولایت	۱۰۰۰۰	دیوان ملک	۱۰۰۰۰	دیوان ولایت
۱۰۰۰۰	سراجی سنگ	۱۰۰۰۰	دیوان ملک	۱۰۰۰۰	سراجی سنگ
۲۵۰۰۰	دیوان دولت	۲۵۰۰۰	دیوان دولت	۲۵۰۰۰	دیوان دولت
۱۰۰۰۰	دیوان ملک	۳۵۰۰۰	دیوان ملک	۳۵۰۰۰	دیوان ملک
۵۰۰۰۰	امیر کاب شام	۳۰۰۰۰	امیر کاب شام	۳۰۰۰۰	امیر کاب شام
۹۰۰۰۰	سراجی سنگ	۱۰۰۰۰	سراجی سنگ	۱۰۰۰۰	سراجی سنگ
۲۲۰۰۰	شیخ امام الدین	۳۰۰۰۰	شیخ امام الدین	۳۰۰۰۰	شیخ امام الدین
۶۵۰۰۰	امیر کاب شام	۵۰۰۰۰	امیر کاب شام	۵۰۰۰۰	امیر کاب شام
۱۴۹۸۵۰۰	امیر کاب شام	۲۵۰۰۰	امیر کاب شام	۲۵۰۰۰	امیر کاب شام
		۱۵۰۰۰	امیر کاب شام	۱۵۰۰۰	امیر کاب شام

تفصیل معایات مذہبی

مقبوضه سیدان

میزان کل

تفصیل حاجیراجہ ہائے جمہ

نام بیک	نام بیک	نام بیک	نام بیک	نام بیک	نام بیک
۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰
۵۰۰۰۰	۵۰۰۰۰	۵۰۰۰۰	۵۰۰۰۰	۵۰۰۰۰	۵۰۰۰۰
۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰
۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰۰۰
۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰	۱۵۰۰۰

[illegible]

گوشواروکل بیج آئینی، غیر آئینی پنجاب

میزان	مت ادا و بیرون کی فی بیٹ	تدا و بیٹ	مشموع
۲۲۰۰۰	۶۰۰	۶۰	پیارو
۵۰۰۰	-	-	ایم خزانہ
۲۵۰۰۰	-	۲	نیشنل بینک
۹۲۰۰۰	میں فون پیارو		میں فون

نام سردار کے جسکے نام فوج مشہور تھی یا انسر فوج	قوم فوج	تعداد و قیمت پیادگان	تعداد و قیمت سواران	تعداد و اقواب خورو	تعداد و اقواب چوٹا بل آئے میدان جنگ کو تین	تعداد و اقواب جو قلعے کے لائق تھیں
بریل گورنر کے مجید	پیادہ اکثر سکھ	۱	+	۱۰	+	+
وکیل جان پوس	سکھ و مسلمان					
بریل وکیل سنگھ	سکھ و ہندوستان					
شیخ غلام محی الدین	لیکن بعض سکھ پیادہ سکھ گولہ انداز	۲	۳	۱۰	+	+
دیوان ابو حسیب شاہ	سکھ اور مسلمان	۱	+	۶	۸	۶
دیوان پر حکم بریل الہی بخش کے تھیں	پیادہ سکھ گولہ انداز سکھ اور مسلمان	۴	۲	۱۶	۲۲	+
بریل گل سنگھ لکھنوی	سکھ	۴	۱	۱۶	+	+
دیوان جودہ رام	سکھ و مسلمان پہاڑی	۴	۱	۱۲	۳	+
بریل خانگہان	سکھ و مسلمان	۴	+	۱۰	+	+
سوار نہال سنگھ	پیادہ سکھ و مسلمان					
الودایہ	گولہ انداز اکثر مسلمان	۱	+	۴	۱۱	+
دیوان سافون ملتانوالہ	مسلمان لیکن بعض سکھ	۳	+	۶	۴	+
راجہ ہیر سنگھ	پہاڑی و مسلمان غیر	۲	۶	+	۳	۵
راجہ گل باب سنگھ	ایضاً	۳	+	۱۵	+	۴
راجہ سوچیت سنگھ موٹی	ایضاً	۲	۱	۴	+	۱۰
کپتان کدیپ سنگھ	گورکھ	۱	+	+	+	+

۵ یہ فوج سابق وزیر حکم بریل کورٹ کے تھی +

یہ فوج تسلیم یافتہ جرنیل دنورا کے تھی

یہ فوج تسلیم یافتہ جرنیل ایروڈی ٹپال کی تھی

اس فرستے کے کوئی اکثر رسالت پاہن کی گوتے ہیں

سید نام اور ان سکون کو دیا جاتا جو جو کہ غلامانہ اور دیانت دار ہوتے ہیں

باقی اس منہ سے کہ چا ایک برہمن تھا۔

باقی اس فرقہ کا سچا گروہ چیلہ تاک کہ تھا

یہ امتب کسی فرقہ خاص کا نہیں جو اس نام سے سب کچھ مشہور ہیں۔

سوا سے لے کر دو فرسے اور بھی ہیں جو کہ بنام مقصدی و کوٹا پتھی کے مشہور ہیں

مقصدی وہ لوگ کہلاتے ہیں جو پست پست درباروں کے شل ارت سہ

کے پرہاری ہوتے ہیں اور کوٹا پتہ ایک پنا پتہ جو اولہ کا باقی کچھ

شمنس شب دیال نامی جو جو فی الحال زخمہ ہوا اور زمین بھی پانی نکلی رہتا ہے۔

اندر فوج آہنی لاہور کی تھیں شاع میں بل لڑائی کے مرتب ہوئی تھی

ہم سدا ایک کچھ ہے	فرم فوج	تھانہ پتھان	تھانہ آتھان	تھانہ اور تھانہ	تھانہ اور تھانہ	تھانہ اور تھانہ
سردار تھانہ	کے	۴	۱	۱۰	۲	۳
مہاراجہ تھانہ	۲	۲	۲	۲	+	۲
بریل جہاں تھانہ	۲	۲	+	۲	۲	+
سینی امر تھانہ	۲	۲	۲	۲	+	+
سردار تھانہ	۲	۲	۲	۱۰	۲	۲
جہاں تھانہ	۲	۲	+	۲	+	+
بریل کھنڈ تھانہ	۳	۳	۲	۱۳	+	+
سدا تھانہ						
بریل تھانہ						
۲	۲	۲	۱	۱۲	۲	۲

بیان تاک کہ بعد غروب آفتاب کے ہر ایک سکھ حضور نظر ثانیام سیاہ شراب کو وہ اپنے لہجہ بھی کھاتا
اور خنگ بھی پیتے ہیں۔ سکھ سرورڈا لڑی کے بال قطع نہیں کرتے ہیں اور خنگی سو رجبہ پر ہل
کرتے ہیں برہمت تمام کھاتے ہیں کیونکہ اس جانور کا گوشت کھانا ان کے بیان مسموع نہیں ہے۔

فہرست سکھوں کے فرقوں کی

سکھوں میں اٹھارہ فرقہ ہیں

کیشت

نام و نسب

پہلا

ادواسی

دوسرا

پلییدی

تیسرا

تین

چوتھا

پہلا

پانچواں

سوڈی

سواہی ادواسی اور بانی چاروں یعنی بھیدی تین پہلا اور سوڈی میں اکثر کثرت ہوتے ہیں۔

رام رائی

چھٹا

بند پنتی

ساتواں

سندی

آٹھواں

زنگہ ریشیا باندھی

ریانی

دیوانہ

اکالہی

ننگ

بانی اس فرقے کا نانک تھا

اس فرقے کا بانی بھی دس لڑکا نانک کا تھا

بانی اس کا گروانک تھا

بانی اس فرقہ کا گرو امر داس تھا

اس فرقہ کا بانی گرو رام داس تھا

بانی اس قوم کا رام داس تھا اور اس فرقہ کے آدمی اکثر ہرودار

کے قریب رہتے ہیں۔

بانی اس قوم کا بند تھا جو کہ بعد گوند سنگھ کے گدی نشین ہوا۔

اگرچہ سند ایک فرقہ کہتے ہیں کہ جو کہ سکھ میں ہے لیکن یہ لہ

ان لوگوں کے لیے جو پیر و جی افین گرو گوند سنگھ کے تھے مستقل ہے

اس فرقے میں بنگلی اور اور کھنڈی قومیں ہیں۔

بھائی مردانہ اسکا بانی تھا جو گوند نانک کے روبرو چین کرتا تھا۔

بھائی ماہارا اسکا بانی تھا مشہور گدی اس فرقہ کو علامہ مہاراجہ جی

اس فرقے کے لوگ پرستش کال یعنی خدا کی کرتے ہیں اور

یہ مشہور فرقہ سکھوں کا ہے

اس فرقے کے لوگ نیلے رستے ہیں اور بنام ناگون کے مشہور

ہیں۔ بانی اس فرقہ کا سری چند لڑکا نانک کا تھا۔

مندرون میں سدا برت جاری تھی اور باقی مضمیرون کا حال مثل میان کے فقیہوں کے تھا۔ اگر کسی کو
تو خدا رب بھلا کر بڑا جانا تھا جو جس سے دیکھ کر کسی کی عزت اڑی نہ رہ جاتا تھا۔ وہ اور سکوت و مضمیرون کے
دو آئے نہیں کرتا تھا۔ اگر کوئی بھی کرتا تھا تو اس بات کا اوار کر دیتا تھا کہ اس شخص کو نہ مویا نہ کھنکھ
تشنہ جھیندی کن اور بانی سے ہوتی تھی اور دروئی میل نیشکار اور پوست اور ارہمی مضبوط کا
مصول نقد وصول ہوتا تھا لیکن بحیثیت سکہ کے طریقہ کن و بانی کو ناسد کر کے طریقہ ٹھیکہ کا بند کیا تھا۔
یہ چونکہ مضمیرون کو یہ لازمی دیکھائی تھی اور فیصدی پھر وہ یہ بطور انعام کے زمینا فعی میں سے ملتا تھا
رہا یا پر بہت ظلم ہوتا تھا کیونکہ اول تو اس سے جمع معینہ سے زیادہ وصول کیا جاتا تھا۔ دوم
برعایا بیگار میں پکڑی جاتی تھی اور مزدوری نہیں ملتی تھی اور سوم سپاہی سرکاری جو فست بجات غیر
پر تعینات ہوتے تھے رہا یا پر ظلم کرتے تھے۔

لیکن یرون سے بسبب اونکی عزت کے حصول کم لیا جاتا تھا۔ پنجاب میں مختلف توہین یعنی کمری جا
راہوت سکھ اور مسلمان رہا کر کے پہنچ لیکن بعد سلطنت سکھوں میں مسلمان رعایا اکثر عرب و عجم
رہا کرتے تھے۔ اونکو گلے کے کر گشت کھانے کی اجازت نہیں تھی اور اذان بھی نہیں دیتے
پاتے تھے لیکن صرف بعض اوقات اونکو مسجدوں میں جمع ہونے کے لیے حکم دیا جاتا تھا۔
شمال مشرقی حصہ پنجاب میں اکثر باشندے افسانہ بین اور یہ اکثر قلعوں اور کانوں میں بٹھکے
چارو نظروں دیوار کی چوٹی ہوتی تھی رہتے تھے اور باعث اسکا یہ تھا کہ زمینداروں کے زمین عداوت
رہتی تھی اور کوئی شخص ایک وہ رہنے کا اعتنا نہیں کرتا تھا۔ وہ سکھ ہو کہ دریائے راوی اور
چناب کے مابین کے ملکوں میں رہتے ہیں دیار پی سکھ کھاتے ہیں۔ دیار گیت سکھ دریائے چناب
پہلی طرف اور دریائے جہلم کے درمیان طرف رہتے ہیں۔

پنجابیوں کے دانت اکثر بہت اچھے اور سفید ہوتے ہیں اور ان بہت کم کھاتے ہیں۔ سکھ
اکثر ٹونڈ اور قوی ہیکل ہوتے ہیں اور باعث اسکا محمدی آب و ہوا بھی
سکھ اکثر سپاہی ہوتے ہیں اور نیز سوداگر بھی سپاہیانہ وضع رکھتے ہیں۔
جون مسلمان سکھ ہو جاتے ہیں ان اپنے مذہب کے بالکل سموات چھوڑ دیتے ہیں اور رسومات
سکھوں کے مذہب کے اختیار کرتے ہیں۔ وہ سو رنگا گوشہ کھاتے ہیں اور اونکے میان
مسلمانی بھی نہیں ہوتی ہیں۔

سکھوں کے میان تھ پیٹے اور وہ لگانے کی طاقت ہو لیکن فریب بالکل سکھوں کے شراب پیٹے ہیں

کچھ شازع ہوتا تھا اور کوئی شخص فریقین سے مارا جاتا تھا تو غرض پر یہ فرض تھا کہ خواہ وہ جو شخص
 لڑکی کی شادی شخص ہوتی کے کسی رشتہ دار سے کوئی یا دیگرہ سو روپیہ سے دو سو روپیہ تک
 ایک سو پچیس تک یہ زمین مقبول کے دار فون کو دے۔

میدہ یعنی بند یا بندھنے اور پانی کی تقسیم کرنے میں اکثر فزوت کشت و خون کی پوچھتی تھی لیکن آخر
 کو یقین ہو جاتا تھا اور موافق اپنے حصہ اور اسکا حق کے سکون پانی پہنچتا تھا۔
 جو زمیندار کہ قریب چشموں کے یا قریب پہاڑوں کے جہاں سے کہ نہریاں نکلتی تھیں رشتہ داروں
 کہیتی کرتے تھے کیونکہ اوکو پانی بکثرت مل سکتا تھا۔ جن مقامات پر کہ پانی نہیں پہنچ سکتا تھا وہ
 دیہات بسبب نہونے آبپاشی کو بالکل تباہ ہو جاتی تھے اور ٹھیکہ داروں کو کمال نقصان ہوتا تھا۔
 شل اور ہندوستانیوں کے سکون کی شادی ضرور سنی میں ہو جاتی ہو اور اس میں مصلحتیں
 کی کچھ حیدان ضرورت نہیں ہوتی ہو۔

سکون میں اکثر یہ بھی دستور ہوتا ہے کہ اول تو وہ منگنی قبول کر لیتے ہیں اور بعد ازیں اگر وہ لڑکا یا لڑکی
 میں کچھ نقصان دیکھتے ہیں تو منگنی توڑ دیتے ہیں اور اسکا ادب کے بیان کچھ عیب نہیں ہو۔
 جاٹوں میں اور اورکینہ قوموں میں یہ دستور ہے کہ بعد انتقال شوہر کے عورت خواہ اپنے دیو یا جیٹھ
 تہول کرے لیکن اگر اس کے شوہر متوفی کے کوئی بھائی ہو تو اس عورت کو اپنے خسر کے خاندان میں
 سے کسی شخص کے ساتھ شادی کر لینے کا اختیار ہے جیٹھ ہمارا جہ رخت سنگہ نے موجب اسی رسم کے اس
 عورت کے ساتھ جو کہ اس کے پاپا ہما سنگہ کو منسوب ہوتی تھی اور سواسے اسکے دیا کو اور رتن کو
 بیویوں صاحب سنگہ گجرات والہ کے ساتھ جو کہ ہمارا جہ موصوف کا چچا خسر تھا شادی کی تھی۔
 اگر کوئی عورت بعد انتقال اپنے شوہر کے شادی نہ کرتی اور غیر سرداری عملداری میں چل جاتی
 تو اس عورت کا بلوانا ایک امر بہت دشوار ہوتا تھا اور ایک پنجابیت کھٹی کی جاتی تھی اور پنجابیت سے
 بھ اسباب اس سردار کا جسکی عملداری میں جا کر وہ عورت رہتی تھی ضبط کیا جاتا تھا اور اگر عورت کسی صورت
 سے گرفتار ہوتی تھی تو وہ مجسم خیال کی جاتی تھی۔

کوئی شخص کسی کی بیوی کو ہنگامہ لیا تا تھا تو وہ شخص اپنی بیوی کے حاصل کرنے میں بہت کوشش کرتا
 کہ اس عورت کی اس کے آستانے سے لڑکا پیدا ہوتا تو اسکا خاوند اس لڑکے کے سینے میں
 بہت جگہ کرتا تھا۔

خالصہ میں بعض فقیروں کو واسطے بڑی مذہب کے معافیات دی گئی تھیں اور اکثر شوالوں

کے عمل نہیں کرتا تھا

سکھ بچے سلام کے واہ گرجی کی فتح کہتے ہیں۔

سکھ دوستم کے ہوتے ہیں کچھ تو باجی اور دوسرے مالوا۔

اوس ملک میں جو کہ درمیان دریائے راوی اور سیالکوٹ کے واقع ہو باجی سکھ رہا کرتے تھے اور اب وہ سکھ صرف اسی ملک میں نہیں رہتے ہیں بلکہ نقل مکان کر کے اور ملکوں میں بھی جا رہے ہیں۔

اور ادنیٰ قباض ہیں

سسرار ان پٹیا کہ جیند اور سہا ہی کیتھل اور راجہ ناچہ مالوہ سکھوں میں ہیں۔

باجی سکھوں میں جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ درمیان سہائی بندہ دن اور چوڑا بندہ کے تقسیم ہوتی ہے اور

سہائی بندہ دن اور چوڑا بندہ میں یہ فرق ہو کہ اسباب غیر منقولہ سہائی بندہ دن میں حصہ مساوی منقسم ہوتا ہے اور

منقولہ کے مالک بیٹے ہوتے ہیں۔ الاڑے بیٹے کو جو مالک مرادی کا ہوتا ہے اور دیگر المضاہفہ مالک اور

چوڑا بندہ لے کر مرادی کہ اسباب کا حصہ مساوی درمیان عورتوں کے واسطی پر ورش اور دیگر لڑکوں کے ملتا ہے

اگر کوئی باجی سکھ لاؤ لے کر تو اس کے سہائی بیٹے گدی فاساب وغیرہ قباض ہوتے ہیں۔ سوائے

سہائی ان کیتھل کے اور سب سکھوں میں یہ رسم جاری ہو کہ اگر کسی عورت کا خاوند مرادی سے لیا ہو تو اس کا

حبیب بیٹے یا اس عورت کے شوہر مرحوم کا بڑا سہائی اگر اس بیوہ کو سفید پوشاں اور ایک تختہ

پنھاؤ سے تو وہ عورت اس کی بیوی ہو جاتی ہے۔

اس قانون سے الٹہ اتنا تو فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ عورت بدکاری سے باز رہتی ہے اگرچہ یہ بات اکثر

بیویوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے لیکن یہ رسم ہمیشہ موافق عورتوں کی مرضی کے نہیں ہوتی ہے بلکہ بعض

اوقات پر خلاف اونکی مرضی کے۔

اگر باجی سکھوں میں کوئی لادہ مرادی سے اور اس کے سہائی بیٹے بھی سہائی بیٹے کا مالک یا لادہ منقولہ اور

غیر منقولہ اس کی بیوی میں برابر تقسیم ہو جاتی ہے۔

سکھوں میں کسی بیوہ کو اختیار کو دینے کے کاتبین کے کہ یہ رسم اور میں بالکل ممنوع ہے۔ وہ

گد نشین بھی نہیں ہو سکتی ہے۔

مالوا سکھوں میں یہ رسم جاری ہو کہ بڑا مالک یا لادہ کا مالک ہوتا ہے اور باقی لڑکوں کو مالک سے اس کے

پرورش کے کچھ حصہ یہ رسم مقرر ہو جاتا ہے۔

شادی و غیرہ کی نجایت سے فیصل ہوتے تھے۔ اگر قانون کی سرحد کے باب میں مزید باتیں

خرچ کرنے روپیہ کے اکثر خرچ جاتے تھے۔ اگر کسی شخص سے کچھ قصور ہو جاتا تو اس سے سردار لوگ کوئی قصور اور اس کی حیثیت کے جرمانہ لیتے تھے اور لینا جرمانہ کا صرف اس سے سرداروں پر منحصر تھا۔ اگر کوئی شخص جرمانہ دینے سے انکار کرتا تھا تو اس کا بالکل بال بال دو سیبب تھا اور اسے زجرمانہ کے ضبط رہتا تھا اور وہ اور اس کا بال بال خاندان نظر بند رہتا تھا۔ سرداروں نے زجرمانہ کو بھی ایک صورت آمدنی کی طرح سمجھی تھی۔ جو شخص کہ مقدمہ جیتا تھا وہ بطور شکرانہ کے اور جو شخص کہ ہارنا تھا وہ بطور جرمانہ کے کچھ روپیہ دیتا تھا۔ جرمون کو سزا سے شدید بہت ہی کم ملتی تھی چنانچہ اگر کسی شخص پر بڑا ہی جرم ثابت ہوتا تھا اس کے ہاتھ اور ناک کان کاٹ دیے جاتے تھے مگر جان کی سزا بہت ہی کم ہوتی تھی۔

اگر کسی شخص کے میان چوری ہو جاتی تھی اور ثبوت اس کا کسی شخص پر ہو جاتا تھا اور مال مجرم کے بیان سے دستیاب ہوتا تھا تو پشتر واپسی اسباب سے تھا۔ وار چارم حصہ قیمت اسباب کا بطور مستوری کے لیتا تھا اور اگر کسی دینے چارم سے انکار کرتا تھا تو تھا نہ دار کو اختیار تھا کہ وہ مجرم کو منہ پر تھپتھپاتا

رسمیات اور طور و طریق سکھوں کے

اگر سکھ محض ناخواندہ ہوتے ہیں اور انہیں سے سوائے کورکھی زبان کے اور کچھ لکھ پڑھ نہیں سکتے ہیں اور عربی اور فارسی کو جو کہ زبانیں اہل اسلام کی ہیں بہت ناقص اور خراب جانتے ہیں کیونکہ نسبت مسلمانوں کے ان کو اتنا نقص ہی کہ جو حیر اور سکے متعلق ہوتی ہے وہ اس کو کبھی نہیں کرتے ہیں خواہ وہ مفید ہو یا مضر۔

سکھ جادو کے بڑے معتقد ہیں اور وہ ذرہ ذرہ سی باتوں پر جادو کا شگ کرتے ہیں۔ شیل ہندوؤں کے وقت روانگی یا گرنے کسی کام کے بدون ساعت سعید کے نہیں جاتے ہیں وہ یقین کرتے ہیں کہ جسم انسان پر گرو ہو گا اگر ہو تا ہی چنانچہ واسطے رفع خواب اثر کے وہ حسب فہمائش برہمنوں کے دان پرن بھی کرتے ہیں۔

اکثر سکھ فال دیکھ کر کام کرتے ہیں چنانچہ رنجیت سنگھ جب کسی کام میں مشغول ہوتا تھا تو اول وہ فال کاغذ لیکر گزرتہم پر رکھتا تھا ایک ٹکڑے پر یہ لکھتا تھا کہ میں اس میں کام کیا ہوں گا اور دوسرے پر بریکس عیدازین وہ ایک لڑکے سے کہتا تھا کہ ان دونوں ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑہ اوٹھا لے چنانچہ اگر وہ اس ٹکڑے کو جس پر اس کے لیے لکھا کرنا مفید لکھا ہوا ہوتا تھا اوٹھتا تھا تو وہ اس کام میں مشغول ہوتا تھا اور یہیں تو اپنے ارادے کو چھوڑ دیتا تھا اور گزرتہم پر خلاف فال

ماخوذ تھے اور اگر یہ اپنے سرداروں سے ناراض ہوتے تھے تو انکو اس سردار کی شرکت سے اپنا حصہ نکال لینے کا اختیار ہوتا تھا اور مثل ایہیں کسی طرح کی دست اندازی نہیں کر سکتے تھے۔

انتظام سلطنت پنجاب عہد سلطنت ہمارا جہ رنجیت سنگھ میں

سلطنت ہمارا جہ موصوف میں کسی طرح کا قانون نہیں تھا۔ اسکی بالکل زندگی لوٹ کسورت میں ہوتی۔ اسنے بالکل دیہات کا ٹھیکہ دے دیا تھا اور ٹھیکہ داروں کو اپنی رعایا کی جان و مال کا ہکل اختیار تھا لیکن سب ٹھیکہ دار رنجیت سنگھ کے بہت حقوق رکھتے تھے کیونکہ ہمارا جہ صاحب کو اپنی قوت کی بڑی تقویت تھی اور جس کسی کو وہ چاہے تو جو رویتا اپنی قوت کے قرار دیتی سزا دے سکتے تھے۔ ہمارا جہ موصوف میں ایک ایسا یہ بڑی تھی کہ جب کسی فصل بہت اچھی ہوتی تھی اور اون کو جب یہ پھونچتی تھی تو قوت اون ٹھیکہ داروں سے ملنے یہاں پیداوار زیادہ ہوتی تھی جیسے وہ یہاں فقرا و مقررہ سے زیادہ دیتے لیکن تجارتوں کو رنجیت سنگھ کی عداوت میں کسی طرح کا خوف و خطر نہیں تھا اور وہ اسے محصول مناسب سے زیادہ بھی نہیں لیا جاتا تھا۔ ہمارا جہ صاحب خود دو سالوں اور ملک کی سوداگری کیا کرتے تھے چنانچہ جس میں کی وہ خود سوداگری کرتے تھے کسی غیر شخص کو اس چیز کی بجات کا کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ اسنے یہاں عبدالعزیز مثل نوعداری کلکتری یا دولانی کے نہیں تھیں۔ البتہ سابق میں تو مدت پریشی کسی مقدمے کے چند سکھ جمع ہو کر اپنی ایسی رائے دیتے تھے لیکن عہد ہمارا جہ رنجیت سنگھ میں صرف ایک شخصیکہ مولک پنجاب میں آیا تھا یہ مجلس جمع ہوتی تھی۔ رنجیت سنگھ نے وقت میں سلطنت کی بڑی ترقی تھی اور قوت کا انتظام بھی بہت ہی اچھا تھا۔ سو بالکل پنجاب اور کشمیر کے اور بہت سے پہاڑی دیہات ملک اس کے قبضے میں تھے۔ بعض چوڑے چھوٹے سردار کہ رنجیت سنگھ کی عداوت کے قرب و جوار میں رہتے اسکو سب اپنی اسقاؤں کے خراج دیتے تھے اور بیک وقت ضرورت حال اسکی طرف کے واسطے قوت بھی دیتے تھے ہمارا جہ موصوف کے قبضے میں تو میرہ ہزاری و خیر آباد وغیرہ تھے اور انکا ٹھیکہ اسنے نواب بہاول پور کو دے دیا تھا۔ اسوا انکے کچھ ملک کہ ملک محفوظ اور مغرب کی طرف دریاے ستلج کے واقع ہوا اس کے قبضے میں تھا۔ کل ملک اور تعداد کل قوت کے تقسیمات سے ناظرین کو مفصل دریافت ہو جائے گی یہ چونکہ عہد ہمارا جہ رنجیت سنگھ میں کوئی قانون تھا اس باعث سے بعد اسکی وفات کے انتظام ملک خراب ہو گیا اور بالکل ملک میں قتل و غارت ہوا ہر قسم کے تہذیب و عرف زبانی گواہی بہ فضل ہوتے تھے اور اس باعث سے محرم سب

جرم سے حوالہ دینے میں اپنی اختیار اور اسکو نہا دینے میں اپنی توقیر سمجھتے تھے۔ آخرش کو بیہات بانی و نیک اور خدا کی ہوئی اور بدرجہ غیبوری ہر ایک مالک گاون نے بخون اپنے دشمن کے اپنے وہیات کے گزند اور جاگیر داروں نے اپنے دشمن کے لیے قلعے تعمیر کرائے ماسوا اسکے اوس قلعہ میں جو کہ سب سرداروں نے مشفق ہو کر بنوایا تھا ہر ایک سردار نے بسبب خوف اور شرم کے اپنے اپنے مکانات کے گرد احاطہ کچھ کر لیا۔ اس انتظام کو پٹی واری کہتے تھے۔ ہر ایک شریک مثل کار اہتمام اس انتظام کا کیا کرتا تھا اور ہر شخص کو اپنے ملک میں اختیار سزا دی زمیندار اور رعایا کا حاصل تھا اور کسی سردار کو مظلوم کے استغاثہ کی سماعت کا اختیار نہ تھا لیکن اگر وہ مظلوم میں اچھین کسی طرح کا تنازعہ ہوا کرتا تھا تو وہ روبرو کر لیا یعنی چھوٹے سرداروں کے پیش ہوتا تھا اور یہ یقین کا مرقعہ سرداران اعلیٰ کے حضور میں بھی ہو سکتا تھا لیکن اگر مرقعات یقین کے دوست واقربا کی بنیاد سے فیصلہ ہوا کرتے تھے۔ کسی پٹی واری کو اپنے ملک کے بیچ کرنے کا اختیار نہیں تھا لیکن البتہ وہ واسطے رفع ضرورت کے اسکو ہین کر سکتا تھا۔ بعد وفات پٹی واری کے سردار پٹی واری اچھین ایک دوسرے کے مجدد معاون ہوتے تھے۔ سوا پٹی واری کے وہان انتظام مثل واری اور تابعداری اور جاگیر داری بھی تھا اور اسکا حال ذیل میں درج ہوتا ہے بعض چھوٹے گروہ مع اپنے سرداروں کے جنگ پیشتر سے زمین ملتی تھی وقت لڑائی کے اپنے سردار مثل کی مدد کرتے تھے اور اوس سے کچھ نہیں لیتے تھے کیونکہ زمین جو انکو پہلے سے دی جاتی تھی صرف سی واسطے ہوتی تھی کہ وہ اوس کے رنج و راحت کے شریک ہوں یہ گروہ ازراہ تابعداری مدد نہیں کرتے تھے بلکہ ازراہ مثل واری کیونکہ انکی مدد سے فائدہ اس مثل کا جھین کہ وہ شریک ہوتے تھے مقصور تھا اور مثل داروں کو یہ بھی اختیار تھا کہ اگر اپنے سردار سے ناراض ہو جاویں تو دوسرے سردار شریک ہو جاویں۔ تابعدار وہ شخص کہلاتے تھے جو کہ مثلداروں کو خراج دیا کرتے تھے۔ اگر کسی سے کوئی امر ناشایستہ نسبت اپنے سرداروں کے ہوتا تھا تو اسکی ملک ضبط کی جاتی تھی اور جب سردار سے بسبب تابعداروں کے کوئی امر خلاف ضابطہ واقع ہوتا تھا تو ملک موقوفہ اسکو دیا جاتا تھا۔ جاگیر دار وہ شخص کہلاتے تھے جنکو جاگیرین ملتی تھیں اور یہ جاگیرین یا تو انکو ملتی تھیں جو کہ ان کے قریب رشتہ دار ہوتے تھے اور یا انکو جسے کہ بوقت لڑائی کے کار نمایان علامہ ہوتے تھے۔ ازیر حکم سرداروں کے رہتے تھے اور وقت لڑائی کے مع اپنی کل فوج کے واسطے مدد کے

تعداد آبادی کل پنجاب کی ۱۸۵۷ء میں

۵۵۰۰۰۰

۷۵۰۰۰۰

۹۰۰۰۰۰

۱۲۵۰۰۰۰

۱۱۰۰۰۰۰

۱۹۰۰۰۰۰

۵۳۵۰۰۰۰

جبال کشمیر مع مظفر آباد وغیرہ

صوبہ ملتان

صوبہ پشاور

ڈیرہ اسماعیل خان مع ڈیرہ غازی خان و بنو وغیرہ

علاقہ کوئٹہ شمالی و اتر شمال بائیں دریائے ستلج و سندھ مع لداخ وغیرہ

لاہور مع امرت سر اور ملک پنجہرو

سینان کل

قانون جو کہ درباب تنظیم ملک و تحصیل سراج وغیرہ کے قبل سلطنت مہاراجہ بھیت سنگھ کے جاری تھے

اُس زمانہ میں جبکہ بارہ ٹیلیس پنجاب میں حکمران تھیں اور جسکا حال تاریخ میں مزید ہونچکا ہو سکھوں میں کیستور تھا کہ سب سردار جو کہ اپنے اپنے ملک پر قابض تھے ماہ میا کھ اور کاکا میں مقام امٹ سر میں جمع ہوتے تھے اور تالاب امرت سر میں غسل کرنے کے بعد درباب مہات ملکی کے اپنی اپنی راہ لیتے تھے اور بعد ازیں جو کچھ تدار پاتا تھا مطابق اس کے عمل کیا جاتا تھا۔ جبکہ ان سرداروں نے بالکل ملک قبضہ حاصل کیا اور بھون نے ملک مفتوحہ کو اپسیر تقسیم کرنے کے واسطے اول تو ملک کو اپنے درمیان میں تقسیم کیا اور بعد ازیں ہر سردار نے اپنے سرداروں کو تابعین میں جنہوں نے کہ وقت لڑائی کے مع اپنی فوج تبدیل کے انکی مدد کی تھی موافق اس کے کارگزاری کے ملک کو تقسیم کیا پتا چھہ ہریک سردار بلا تعلق خیر کے حکم اپنے حصے کا ہوتا تھا اور جو چاہتا تھا سو کرتا تھا۔ اگر ایک مثل کے سرداروں میں کسی طرح پر آپس میں تنازعہ ہوا کرتا تھا یا دو مختلف شلوں میں کسی باعث سے نا اتفاقی ہو جاتی تھی یا جلاوت پڑ جاتی تھی تو فریقین کو غرض سے مدد طلب کرنیکا احتیاج ہوتا تھا اور انکو فی سوار صرف ایک روپیہ دینا پڑتا تھا اور جو کچھ کہ لڑائی میں انکو لوٹ ملتی تھی وہ انکو بطور انعام کے معاف کر دی جاتی تھی۔ اگر کوئی مجرم کسی کے پاس آکر پناہ لیتا تھا اور پناہ دہ شخص کبھی ان کو قصور وار نہ ہوتا تھا اسکو طلب کرتا تھا لیکن ہرگز نہیں مٹاتا کیونکہ سکھ لوگ مثل اور منہ دیو کو

اس شہر میں ایک قلعہ بھی موجود رہا مگر وہ بے شمار ہو گیا۔
 کشمیر میں ایک بڑا تالاب ہے اور اس کو دھان کے باشندے سے مل کتے ہیں۔ اس کے درمیان میں کسی کوئی
 دھلی نے اعلیٰ ہو کر شاہ جہان نے ایک باغ لگوایا تھا اور یہ باغ شمالی مار کے مشہور ہے۔ یہ تالاب بڑا
 لطیف کو جگہ ہے اور دیکھنے والے کو خوشی دیتا ہے اور عرو تازگی بخشتا ہے۔

حال شہر ملتان

ملتان کا عرض شمالی ۳۲ درجہ ۹ دقیقہ اور طول شرقی ۷۵ درجہ ۷ دقیقہ ہے۔
 یہ شہر قدیم شہروں ہندوستان میں سب سے شہر کے گرو شہر بنا ہے ہوتی ہے اور ایک قلعہ بھی
 ہے یہ شہر دریائے چناب کے بائیں کنارے سے قریب چار میل کے فاصلے پر واقع ہے اور آب و ہوا اس مقام
 کی نہایت گرم ہے۔ میان لشیہ کی پرتے اپنے بنے جاتے ہیں بلکہ اور ملکوں میں واسطے فروخت کے بھیجے جاتے
 ہیں اس کے گرد فوارح کا ملک بہت سرسبز اور تازہ اور آبادی کی بھی بہت کثرت ہے۔

حال پیداوار پنجاب

سوائے اشیائے مہوق الذکر کے پنجاب میں کمی کاغذ نمک کی ہیں اور دھان کے ملک کو ہندوستان
 میں نمک لاہوری کتے ہیں۔

تعداد آبادی مشہور شہروں پنجاب کی

نام شہر	تعداد دوکان	تعداد گھر	تعداد آبادی
لاہور	۳۰۰۰	۱۳۵۰۰	۷۲۵۰۰
امرتسر	۴۵۰۰	۱۲۰۰۰	۶۰۰۰۰
کشمیر	۲۵۰۰	۱۲۰۰۰	۶۵۰۰۰
ملتان	۱۸۰۰۰	۹۰۰۰	۴۵۰۰۰
پشاور	۲۰۰۰	۱۰۰۰۰	۵۵۰۰۰
ڈیرہ اسماعیل خان	۳۰۰	۱۵۰۰	۸۰۰۰۰
جسمو	۲۵۰۰	۱۶۰۰۰	۱۰۰۰۰۰

ہندوستان اور برٹ گئی چار اور جن دنوں میں کہ ہندوستان میں موسم برسات ہوتا ہے اور ان ایام میں اسل ملک میں ہندو کے بھگت جیسے پڑتے ہیں۔

کچھ زمین اس ملک کی ولد کی ہے اور کچھ زمین دوسرے بڑے مالوں اور شیون کے نجوبی تمام آبپاشی ہوتی ہے۔ مختلف طرح کے خوبصورت پھول یہاں خود ہوتے ہیں۔

یہاں زلزلہ اکثر آتا ہے اور اس باعث سے عمارت چوبی ہیں۔ خوراک پاشندوں کی چانول ہاؤ اور خشک مہینوں اور مختلف اقسام کی ترکاریاں ہیں اور وہ اکثر شراب بھی پیتے ہیں۔

ہر چند کہ اس مقام کے گھوڑے قد میں چھوٹے ہوتے ہیں لیکن بہت مضبوط اور بروہار۔ سانس بچھو نظر میں پڑتے لیکن پسہ بکھینوں اور پھروان کے جھنڈ کے جھنڈ اور ٹپتے ہیں۔

سوداگری اس ملک کی اکثر راہ تری ہوتی ہے لیکن تاہم کچھ اسباب سوداگری کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کو پہنچانے جانتے ہیں۔

کشمیر نے حقیقت ایک بہت نفیس اور عمدہ جگہ ہے اور اب وہ اس مقام کی بہت خوش گوار ہے۔ آدمی خوبصورت و بروت اور تیز ہوتے ہیں۔

مختلف اور زعفران پیدا ہوتی ہے۔ اور دوشالہ میش قیمتی اور عمدہ اور پشم جو کہ بقیہ عراقی ہے یہاں بھی قازان۔ عرصہ ایک برس میں قریب ایک لاکھ روپیہ کے پشم کو دھیانے اور وہلی کو آتی ہے اور خاص کشمیر

میں سات لاکھ پچتر ہزار روپیہ کی صرف ہوتی ہے اور وہاں سے قریب تیس لاکھ روپیہ سالانہ کے دوشالہ وغیرہ کو فروخت ہوتے ہیں۔

جب آل کشمیر میں اکثر بعدنی چیزیں نکلتی ہیں۔ کشمیر میں کاقد بہت عمدہ ہوتا ہے چنانچہ زمانہ سابق میں اس کا ٹھکی ہندوستان میں بڑی قدر

ہوتی تھی اور قیمت گران بکنا تھا۔ عہد سلطنت عالمگیر میں محمل صوبہ کشمیر کا تین لاکھ تیس ہزار روپیہ تھا لیکن آج اس میں جبکہ

انفائون کے قبضے میں تھی محاصل اس ملک کا بیس لاکھ روپیہ تھا۔ شہر کشمیر دارالسلطنت صوبہ کشمیر کا عرض شمالی ۳۳ درجہ اور ۳۳ دقیقہ اور طول شرقی ۷۴ درجہ ۴۰ دقیقہ

زمانہ سابق میں اس شہر کو سدی مگر کہتے تھے۔ اس شہر سے چھ میں ہو کر دیرایہ جیلگڑہ راجا اور اسکے دو کو طرف میں میل تک شہر راجا

کا دو منزلہ اور نہ منزلہ میں لیکن چوبی ہے۔

شہر سرج کچھ کو ہستانی علاقے کے قدیم الایام سے راجہ گلاب سنگھ کے بزرگوں کے قبضے میں تھا
وراب راجہ گلاب سنگھ اور سکاناتک ہجرت۔

سلسلہ ۱۸ میں شامل علاقہ جو کانتیرب پانچ لاکھ کے قریب ایک پہاڑ کے کنارے واقع ہے اور
اور دو حصوں میں منقسم ہے جو کہ بنام اور پنچے اور پنچے جو کہ مشہور ہیں۔

اس پہاڑ سے دریائے راوی نکلتا ہے اور اسکا پانی اس مقام پر قریب چالیس یا پچاس گز کے ہوتا ہے۔
یہ دریا اکثر پانیاب رہتا ہے اور اس کے کنارے پر پھکیان بھی ہیں۔

سلسلہ ۱۹ میں اس شہر میں کثرت سے سوداگری ہوتی تھی اور اکثر اشیاء کو کشمیر، نل، دو شالہ، نمران
وغیرہ کے اس مقام میں آتی تھیں لیکن پچ میں برب واقع ہوئے لڑائیوں اور سبب انتظامیہ کے
سوداگری اس شہر کی بہت کم ہو گئی تھی اب اس شہر میں سوداگری ہوتی ہے اور کاروبار تجارت کا کچھ نہیں رہا ہے۔
پستہ امرت سر سے شمال کی طرف ۹ میل پر واقع ہے۔

حال شہر کانگرہ

ضلع کانگرہ کو ہستان میں واقع ہے۔ شہر کانگرہ بنام کوٹ کانگرہ اور نگر کوٹ کے مشہور ہے۔
قلاعہ کانگرہ کا عرض شمالی ۳۲ درجہ ۱۵ دقیقہ اور طول شرقی ۷۶ درجہ اور ۱۰ دقیقہ ہے۔

پستہ امرت سر سے بفاصلہ ۹ میل کے واقع ہے۔
شہر کانگرہ ایک وسیع شہر ہے اور سابق اسمین قریب دو ہزار گھروں کے قریب سیان ایک مندر ہے جو
جسکو ہندو لوگ بوالاکھی کہتے ہیں اور اس مقام پر لوگ سفر و دور دراز آتے ہیں اس کے پستہ میں کانگرہ
شاہ اکبر نے بعد محاصرہ ایک برس کے اس قلعہ کو فتح کیا تھا اور اس محاصرے میں شاہ بہ صوف خود مر گیا تھا۔
سلسلہ ۱۸ میں معامل اس ضلع کا قریب سات لاکھ روپیہ کے تھا۔
اس ضلع میں جاٹ اکثر رہتے ہیں اور نیشکار اور چاول کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔

حال کشمیر

صوبہ کشمیر شمال کی طرف واقع ہے۔ یہ ملک ایسا تروتازہ ہے کہ وہاں سدا بہار نظر پڑتی ہے اور پانی میان کا
بہت عمدہ ہے اور آبشاریں قابل دیکھنے کے ہیں۔

جن ایام میں کہ تانا اور ایران میں بارش ہوتی ہے اور برف پڑتی ہے اور یخین و لون میں اس ملک میں ہوتا ہے۔

اور نصف النہار گریز جو کہ انگلستان میں لندن سے تھوڑی دور پر واقع ہے ۴۲ درجہ ۲۰ دقیقہ مشرقی ہے
 وریاے راوی اس جگہ پر قریب پہاڑ کے چڑا ہو لیکن موسم بہار میں یہ دریا تیزی سے روان
 رہتا ہے اور عمق میں بڑھ جاتا ہے اور اسکا چاٹ بھی زیادہ ہو جاتا ہے
 چرانا قلعہ بیان کا شکست ہو گیا ہے

لاہور ایک وسیع شہر ہے لیکن متول اور دواگرا مری میں جو کہ سکون کا معجزہ ہے جسے میں محسن یعنی
 مکان شاہی جو کہ لاہور میں موجود ہے شاہ اکبر نے بنوایا تھا
 وریاے راوی کے پار مقام شاہدرہ میں جو کہ لاہور سے دو میل کو فاصلہ پر شمال کی طرف واقع ہے مقبرہ جناب
 پسر شاہ اکبر کا موجود ہے اور اس کے گرد ایک احاطہ بھی کیپٹا ہوا ہے۔ ہر چند کہ یہ عمارت محمد گئی میں تاج محل کے
 برابر نہیں ہے لیکن تاہم بہت وسیع و عالیشان و نفیس اور مشہور عمارت ہے اس عمارت کے جنوب
 کی طرف نور جہان بیگم کی بھی قبر ہے
 اب بموجب حکم سرکار انگلری کے شہر شاہ لاہور کی سندھم کی جاتی ہے

حال شہر امرت سر

دارالعباد سکھوں کا امرت سر جو اور اسکا عرض شمالی ۳۱ درجہ ۳۲ دقیقہ اور طول مشرقی ۷۴ درجہ
 ۴۴ دقیقہ ہے۔ محیط اس شہر کا قریب ۱۰ میل کے ہے۔ اس شہر کے کوپے تنگ اور مکان بلند ہیں اور
 اکثر عمارت خلعت پنچہ کی بنی ہوئی ہیں +

کشمیر سے دو سالہ اور زعفران اگر اسی مقام میں فروخت ہوتی ہے اور ابلناس ہندوستان کی بھی آگیا
 مقام پر اگر گنتی ہے۔

تالاب امرت سر ایک وسیع تالاب اینٹوں سے بنا ہوا ہے اور اس کے وسط میں ایک معبد بنام معبد گرو
 گوہند سنگھ کے بنا ہوا ہے۔ عہد برجیت سنگھ میں اس مقام پر ایک دار الفرب تھی اور اس میں نہایت شاہی
 روپیہ بنتا تھا یہ شہر لاہور سے مشرق کی طرف بقاصد ۴۲ میل کے واقع ہے اس مقام میں برجیت سنگھ کا فرما
 بھی رہا کرتا تھا اور وہ بنام موتی مندر کے شہر تھا۔

حال شہر جمو

ہستان میں واقع ہے اسکا عرض و شمالی ۳۲ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول مشرقی ۷۴ درجہ ۴۴ دقیقہ

تتمہ تاریخ پنجاب حصہ اول

حدود کل ممالک مقبوضہ قوم سکھ

ممالک کہ قبضہ میں قوم سکھ کے تھے بامیں اٹھائیس اور چالیس درجہ عرض شمالیہ کے اور بامیں ایکہ اور ستتر درجہ طولی بشرقی کے واقع ہیں۔ اگر ایک قاعدہ ایک سو پچاس میل کا پانی بہت سے درہ خیبر تک وزن کیا جاوے تو اوپر دو شکست متساوی الاضلاع بنے اور ان میں کل ممالک مقبوضہ قوم سکھ منقوضہ ہماراجہ رنجیت سنگھ جو کہ تمام سلطنت پنجاب کے مشہور و شمالی ہونگی۔

حدود پنجاب

ممالک پنجاب شمال مغرب کی طرف ہندوستان کے واقع ہوا اور اسکی شکل مثلث ہے یعنی اس مثلث کا قاعدہ ہماچل پہاڑ جو کہ شمال میں واقع ہوا اور اسکا مغربی ضلع دریائے آک جو مغربی حد ہندوستان کی ہوا اور دوسرا ضلع دریائے ستلج ہے۔ وجہ تسمیہ پنجاب کی یہ ہے کہ اس میں پانچ دریا یعنی ستلج بیاس راوی چناب جہلم بہتے ہیں اور یہ پانچوں دریا دریائے سندھ یعنی آک میں مل گئے ہیں سندھ میں گونے میں حصہ ملک جو دریائے ستلج اور راوی کے واقع ہو تمام باری دواب کے مشہور ہو۔ اور ملک کہ بامیں دریائے راوی اور پنجاب کے ہر چناو دواب کہلاتا ہے۔ اس حصہ ملک کو جو کہ چناب اور جہلم کے بیچ میں ہے پنج و قاب اور جہلم اور انک کے بامیں کے ملک کو ساگر و قاب کہتے ہیں۔

آب و ہوا پنجاب

آب و ہوا پنجاب کی مختلف حصوں میں مختلف ہو شمال حصہ پنجاب کی اور خصوصاً کشمیر کی آب و ہوا بسبب واقع ہونے پہاڑوں کے سرد اور نہایت خوشگوار ہو بلکہ ان کی آب و ہوا بسبب قریب ریگستان کے نہایت گرم ہو۔

حال شہر لاہور

والا سلطنت پنجاب کا لاہور ہی اور یہ دریائے راوی پر واقع ہے۔ اس شہر کا عرض شمالی ۳۱ درجہ و ۳۰ منٹ ہے۔ اسکو سابق میں عہد اکبر بادشاہ میں جب دواب کتنے

حال عطائے جاگیرات

موجب حکم گورنر جنرل بہار کے جاگیرات منسلک ذیل سرداران کو پیشگاہ بورڈ آف پنجاب عیناً
راجہ بیچ سنگھ و بیگوان سنگھ جاگیر نقد آمد سالانہ

راجہ نہال سنگھ کپور محلہ وللا ایضاً

سردار عطر سنگھ و محل سنگھ ایضاً

سردار رام سنگھ اناری والہ ایضاً

سردار گلاب سنگھ پوندیامع اوسکے فرزند کے ایضاً

کرپال سنگھ موئی ایضاً

نواب شیخ امام الدین خان بہادر

مشریف سنگھ سندھان والہ

راجہ سنگھ سندھان والہ

کیمر سنگھ ایضاً

فتح سنگھ پٹی والہ

ہروت سنگھ بوڑھا نیہ

شیش الدین قسور نیہ نشین سالانہ

تجیلہ داسے سرداران اناری مقیدان نشین

خالے راجہ لاڈوا

ماظن کو معلوم ہو گا کہ جنگ داسے سابق پنجاب میں راجہ لاڈوا اپنے چھاوئی لدھیانے کی
چھوٹک وی تھی اور وہ سکھوں کے شریک ہو گیا تھا اور بعد اوسکے وہ گرفتار ہو کر الہ آباد کو بھا
گیا تھا اور اس مقام سے بعد قتل کرنے اپنے پہرہ و لالون اور بچانے اسباب کے وہ بھاگ گیا تھا
چینچہ وہ ساہ جوالی سنگھ کے کو تو مشہور ہیں مگر کیا اور راجہ کے نوکروں کو ملازمین راجہ
گلاب سنگھ نے گرفتار کر کے لاہور میں پھانسی دے دی

حال رام سنگہ مفسد

اور حال مفسدہ پروازی اور گرفتاری رام سنگہ کا لکھ گیا ہو چنانچہ یہ شخص بھی مقید ہو کر طرف مشرق کے پہنچا گیا چنانچہ وہ کلکتہ میں پہنچا۔

حال سواران چاکیراران

بعد کے سواروں و چاکیر واران کا جائزہ دیا اور جس شخص نے نوکری سرکار کی قبول کی نام اس کا فہرست میں لکھا گیا اور جسے اٹکار کیا اس کو تین مہینے کی تنخواہ دیکر رہا کر دیا گیا۔

حال سرکشی چھاسٹھہ جٹ

وقت شامل ہونے ملک پنجاب کے ممالک محروسہ سے فوج کو حکم نہ ملنے سے فوج کا صاف ہوا۔ تاریخ دوسری فوری کو چھاسٹھہ جٹ سرکاری نے جو کہ گوبارڈہ میں تھی اس سبب سے سرکشی کی لیکن سبب جن سبھی افسران فوج اور کرنیل براؤ فورڈ صاحب کے پیہ فساد فرو ہوا اور ان کے ہتھیار چھین لیے گئے اور بعد تحقیقات کے تین سپاہیوں کو چودہ چودہ برس کی اور آٹھائیس آدمیوں کو ساٹھ ساٹھ برس کی اور چھ آدمیوں کو چھ مہینے کی قید ہوئی اور بموجب حکم جناب کمندرا خیف صاحب کے یہ پلٹن برخواست ہوئی چنانچہ وہ امرت سر سے طرف مشرق کے روانہ ہوئی اور فہرست اسکا گورکھ جٹ کو دیا گیا۔

حال فساد کوٹات

قوم آفریدی نے اس مقام میں کچھ فساد برپا کیا تھا چنانچہ نوین فوری کو کچھ فوج پیشاورد سے بھیجی گئی اور لڑائی خیف کے بارہ گاونڈوں مفسدون کے ہونک دیے گئے اور تین آدمیوں کو چھاسنی دی گئی اور قوم یوسف زئی نے کہ جسے سرکشی اختیار کی تھی ان کا عت سرکار قبول کی۔

حال سرائی اور ان کو کون کا چھوٹوں فی ارادہ چھکائی ولب سنگہ کا کیا تھا

یہ اور پڑ کو رہ چکا ہے کہ وقت تشریف آوری گورنر جنرل بہادر کے نو شخصوں نے ارادہ چھکائی چھکائی کیا تھا ولب سنگہ کا کیا تھا چنانچہ تاریخ ۱۵ اپریل کو ان کو پٹنہ گیاہ پور و آف پنجاب پلٹن پریس و سات برس تک مقید ہوئی۔

حال ہیونخے مہاراجہ سنگھ کا فتح گدھن

واضح ہو واسطے قیام مہاراجہ دیپ سنگھ کے مقام فتح جو تجریز ہوا چنانچہ تاریخ این دن دسمبر ۱۸۶۹ء
 مہاراجہ صاحب نے لاہور سے کوچ کیا اور تاریخ سولہویں فروری کو فتح آباد میں من دیو سنگھ خاٹ مہاراجہ
 نے سنگھ بکیتھہ باشی اور اونکی رانی کے فتح گدھ میں داخل ہوئے ۔

حاضر و مہاراج سنگھ

یہاں پر مذکور ہو چکا ہے کہ گرد مہاراج سنگھ نے قزاق سیال تین ضاد چایا تھا اور بعد یہ شخص شیر
 شریک ہو گیا تھا اور جس وقت شیر سنگھ نے افاعت گورنٹ قبول کی تھی یہ شخص جاک گیا تھا لیکن تاریخ
 اٹھائیسویں دسمبر ۱۸۶۹ء کو قریب ادم پور کے جگہ ہا میں ہوشیار پور اور بلند ر کے واقعہ جرت اپنی پس
 رفتہ کر کے قسام ہو کر مقید ہوا اور طرف مشرق کے پہنچا گیا

حاضر نیچے جانے سرائان مفیدین لاہور کا طرف

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ واسطے روا بعض سرائان مفیدین بطرف مشرق تجریز ہوئی تھی چنانچہ
 دوسری جنوری ۱۸۷۰ء کو جتر سنگھ من شیر سنگھ اپنے بیٹے کے اور دیوان مولران اور دیوان خاٹم راہی
 سیالکوٹیاس کش کنور اور ابن سنگھ اپنے بیٹوں کے اور لال سنگھ مراریہ اور شام سنگھ جیٹھہ مقام لاہور
 روانہ ہوئے اور پھر شدید اونپر تشنات ہوئے اور خط و کتابت کی حاجت ہوئی ۔
 تاریخ بارہویں مارچ کو یہ سرائان آباد میں پہونچے جہاں سے کہ تاریخ تیسری اپریل کو مول راج بعد پونچے
 گرد مہاراج سنگھ کے من اوس کے کلکتہ کو گیا ۔

حال بری ہونے بعض سرائان

واضح ہو کہ صورت سنگھ جیٹھہ اور مشن سنگھ اناری والہ ہمیشہ زادہ راجہ شیر سنگھ اور گلاب سنگھ خاٹ
 اور نامبر سنگھ باور زادہ چتر سنگھ کہ بسبب عدم ثبوت جرم کے رہا ہو کر اپنے اپنے گھر کو
 گئے اور بابت قیمت اوس کے اسباب کے جو بشمول اسباب چتر سنگھ کے نیلام ہو گیا تھا
 آئندہ روز یہ نقد دیا گیا ۔

حال بھاگ چائے زانی چندا کا بیار سے

سابق اس سے ہم کہہ چکے ہیں کہ رانی صاحبہ قلعہ شیخوپورہ سے بیار میں آکر پہنچی گئیں تھیں چونکہ اس مقام سے تاریخ پتھری کا ماہ اپریل سنہ مذکور کو دو نو نو یون ہمارا رانی صاحبہ نے واسطے بھاگ گئے کے ارادہ کیا تھا اس باعث سے منظور و رائے شیخ کے حکام نے واسطے قیام ہمارا رانی صاحبہ کے مقام چنار گڑھ بخیر کیا اور وہاں کو پہنچی گئیں مگر وہ جس روز اس مقام میں پہنچی ہیراگون کا بیس کے کھار اور چوہا ہرات پیش قیامی ہمراہ اپنے لیکروٹان سے بھاگ گئیں اور اکیسویں اپریل کو نیپال میں پہنچیں جہاں کہ وہ اب تک ہیں اور ایک ہزار روپیہ ہماری والی نیپال کو دیتا ہے

حال عانی گورنر جنرل ہندوستان کا پنجاب میں اور سازش کی جو اوٹھوین فوج میں

جبکہ تاریخ اٹھارہویں نومبر ۱۸۴۹ء کو جناب لارڈ ڈالہوسی صاحب گورنر جنرل ہندوستان کے لاہور میں داخل ہوئے تھے بعض سکھوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ جسوقت فوج واسطے استقبال گورنر جنرل لاہور کے لاہور کے باہر جاوے گی اسوقت ہمارا جہ و لپ سنگھ کو بھاگایا دین کے چنانچہ یہ سازش دریافت ہو گئی اور سازشی گرفتار ہوئے

یہ سازش اصل میں ہمارا رانی چندا کے جو نیپال میں تھیں ہوئی تھی یعنی اوٹھوین نے نوآرمیوں کو واسطے ترغیب سپاہ متعینہ لاہور اور بہکاسنہ و لپ سنگھ کے بیچا تھا تاریخ یکم دسمبر کو جناب گورنر جنرل لاہور نے لاہور میں دربار کیا اور شیخ امام الدین کو لقب نوابی کا اور نہال سنگھ کو والہ کو لقب ایچی کا عنایت فرمایا

حال فساد و فساد پشاور

جبکہ کاروبار کی یہ صورت تھی کہ اسے چند کانوں خلافت پشاور نے اسے زخمی صل میں افکار کیا بلکہ دیہات گرد و نواح پر لوٹا کھیٹ مچا دی چنانچہ تاریخ دسویں دسمبر ۱۸۴۹ء کو برگڈیر بریڈ شامچ کچھ فوج کے واسطے آئی مگر کوئی کے روانہ نہ ہوئی اور بعد عید و دربار کے کابل کے وہ موضع سکھوں جہاں کہ مفسدین بجاغت و دہنرا آدمی کے تھے پہنچے اور تاریخ کیا دسویں دسمبر کو ایک رانی واقع ہوئی جس میں مثل آدمی فوج سرکاری کے مجروح اور چار آدمی مقتول ہوئے اور قریب سو آدمی مجروح طرف مقابل سے مجروح اور مقتول ہوئے آخر الامر فوج سرکاری اور کے دیہات پر قابض ہو گئی اور آگ لگا دی

نایب رئیس اکسپوین کو فوج سرکاری پٹ اور مین پوچی اور قلعہ اور چھاؤنی پر جسکو کہ پٹھاؤن سے نئے وقت اس کے جلادیا تھا بلا مقابلہ اور کشت و خون کے قابض ہوئی اور سکنا سے وہاں کے داخل ہوئے اور اس قدر خوش ہوئے کہ اونہوں نے گورون کے سر پر پھول بکھیرے بعد اسکے گھر صاحب لاہور کو

حال گرفتاری رام سنگہ

حال فساد انگیزی رام سنگہ کا فوج پورہ وغیرہ میں درج ہو چکا ہے اب یہ بات قابل اذراں اس کے کے جو کہ اوسکو ہمارا جہ گلاب سنگہ کے نوکر دن سننے گرفتار کیا اور وہ لاہور کو بھیجا گیا۔

حال شاملی بھٹی پنجاب کا عمالک محروسہ میں

بعد اسکے جناب ایلیٹ صاحب سکرٹری گورنر جنرل بہادر واسطے سننے احکام گورنر جنرل بہادر کے لاہور میں تشریف لے گئے اور دربار میں جلوس کیا اور ان کے دست چپ کی طرف ہمارا جہ ولیپ سنگہ رونق آئے تھے چنانچہ اول تمام عہدہ دار جو عہدہ ہمارا جہ رنجیت سنگہ میں ہوا تھا پڑھا گیا اور بعد ہر باعث ان لڑائیوں کے جو بعد وفات ہمارا جہ مرحوم کے سکھوں اور سہارا انگریزوں میں تھی بیان کی گئی اور اچھا لگا کہ جناب گورنر جنرل بہادر کا واسطے شامل کرنے پنجاب کے عمالک محروسہ سہارا انگریزوں میں اور تقریر چار لاکھ روپیہ سالانہ پنشن کا وہ ہمارا جہ ولیپ سنگہ کے اوپر بھیجا جانا اور کانہندوستان کو اور معافی تقورات کی جو آج تک ہوئے تھے سنایا گیا اور تمام جہازات اور توشہ خانہ لاہور کا ضبط کیا گیا اور میرا کوہ نور کو ہمارا جہ ولیپ سنگہ سے بلوچنڈر کے ملکہ معطر کیونین وکٹوریہ فرہنگی انگلستان کو دیا سرچند ہمارا جہ ولیپ سنگہ نے ظاہر استغاثی سے یہ کاغذ ترک ریاست پر دستخط کیے الا اوسکو اور تمام سرداران حاضرین جلسہ کو کمال رنج نہوا۔

ڈاکٹر لوگن صاحب واسطے تعلیم ہمارا جہ ولیپ سنگہ کے ہشامہ بارہ سور و پیہ ہا ہواری کے مقرر ہوئے اور اینکل خبر گیری ہمارا جہ موصوف اور انتظام خیر وغیرہ کا تعلق ان کے ہوا۔

حال فساد انگیزی چیمبر سنگہ وغیرہ اور مقید ہونا اونکا

واضح ہو کہ بعد لڑائی کجرات کے چیمبر سنگہ اور شبر سنگہ کو ستر ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر ہو کر حکم ہوا تھا کہ اپنے مسکن قدیم میں جا کر بود باش کریں اور تین مہینے باہر پنجاب میں اور کسی رئیس پنجاب سے سے خواہ کتابت جاری نہ کریں اور اگر اس دستور العمل کے برخلاف کریں گے تو قید کیے جاویں گے چنانچہ اس پر ابھی

معلوم کہ مرکو چلا گیا اور اکتالیس ضرب توپ بھی اوس کے شکر سرکاری میں آئیں۔

چنانچہ وقت پہنچنے اس خبر کے فیروز پور میں ایک اشتہار شیکار گورنر جنرل بہادر سے تاریخ تیسویں مارچ کو جاری ہوا کہ نقل اوسکی کی جاتی ہو۔

اشتہار

نواب علی اقبال جناب گورنر جنرل بہادر مقام فیروز پور سے واسطے اطلاع خاص عام کے جو اچھی جناب کنڈرا چیف صاحب موزعہ سولہویں ماہ حال مقام کپ کلالہ دچھی سردار گلبرٹ صاحب محرمہ چودھویں ماہ روانہ مقام راول پڈی کے مشترک فرماتے ہیں کہ جو دھویں ماہ حال کو سردار چیف اور اراچہ شیر سنگ اور دیگر سرداران سکھ نے اپنی تمہارین سیر جنرل سردار گلبرٹ صاحب بہادر کے حوالہ میں اکتالیس ضرب توپ بھی اوس وقت حوالہ کی گئیں اور ابھی فوج سکھ نے کہ قریب سولہ ہزار کے تھی اپنے ہتھیار اگر نری فوج کے معززین والدیے۔ نواب گورنر جنرل بہادر جناب کنڈرا چیف آدھو جنرل گلبرٹ صاحب بہادر تمام فوج کو مبارکبادی دی گجرات کی لڑائی کے انجام کے واسطے اور جو معاف ملے کہ بعد اسکے حسب ارشاد جناب کنڈرا چیف صاحب کے عمل میں آئے تھے ہیں۔ مگر گورنر جنرل بہادر فرماتے ہیں کہ لڑائی ابھی تمام نہیں ہوئی ہو۔ اور نہ ختم ہوگی جب تک دوست محمد خان اور فوج افغان حویہ پشاور سے خارج نہ کیا جاسکے یا وہیں تباہ کر دی جاوے۔ فوج سرکاری ایک کی طرف روانہ ہوئی ہو اور یقین کہ فضل خدا سے جلد کامیابی حاصل ہو۔

اون سکھوں کو جنہوں نے کہ اپنے ہتھیار دیے تھے ایک ایک روپیہ واسطے زاوراہ کے دیا گیا اور انہوں نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔ بعد وقوع اس معاملے کے سیر گلبرٹ صاحب کو واسطے دوست محمد خان کے جو بعد لڑائی گجرات کے مع اپنے ہمراہیوں کے پشاور کو چلا گیا تھا حکم ہوا کہ صاحب موصوف نے تاریخ شراون مارچ کو بوقت قریب دوپہر کے قلعہ لہک پر قبضہ کر لیا اور لہک جو اس مقام میں چہر ہزار تھے زیادہ بکے بھاگ گئے اور دو توپیں اولی قبضہ فوج سرکاری میں آئیں بعد اسکے ان صاحب نے دریا کو واسطے جانے پشاور کے عمور کیا چنانچہ وہ تاریخ بیسویں کو۔

نوشہ ہرین پہنچے۔ واضح ہو کہ جسدن گلبرٹ صاحب ایک مین پہنچے تھے اوسی روز دوست محمد خان پشاور میں اٹل ہوا تھا اور جبکہ اوسکو خبر عمور فوج سرکاری کی دریا کو پہنچی وہ مع اپنے بھائی سلطان محمد خان اور اپنے ہمراہیوں کے بڑی ہماروی سے کابل کو بھاگ گیا۔

استعمار

پشنگاہ سرمنہری لارنس صاحب بہادر ریزیڈنٹ لاہور سے حسب حکم جناب سلی القاب نواب گورنر جنرل بہادر
وام شوکت کے واسطے اطلاع تمام سرکشوں اور ہمارے یوں شکریہ ان فسادات نشان کے اشتہار دیا
جاتا ہو کہ سب ہمارے بیان لشکر سکھوں کو سوائے سلطان محمد خان کے اختیار ہر کہ چلے آویں۔ جو لوگ
بلا تال چلے آویں گے وہ محفوظ رہیں گے مجرم سرکشی کے آون سے کچھ فراحت نہیں کی جاوے گی
اور سپاہ میں سے جو کوئی کہ ہتھیار رکھ دین اور بلوائیہ نقصان کے گھر جانے اجازت
دیجاوے گی اور جاگیر داروں کو اونگی جاگیروں سے خارج نہیں کیا جاوے گا اور حاجت روائی اونگی
کی جاویں گی مگر معلوم ہے کہ وہ لوگ ہستی اس رحم کے اوس حالت میں ہوں گے کہ جو بلا تال چلے آویں گے
تاریخ بارہویں فروری کو سکھوں نے باوجود مورچہ بندی مضبوط کے رسول پور کو چھوڑ دیا اور تاریخ
چودھویں کو گجرات پر حملہ آور ہوئے اور افغان جو زیر حکم گلشن صاحب کے اوس مقام پر متعین تھے شہر سنگہ و لکھن
آخر لڑائی درمیان سکھوں اور انگریزوں کے تاریخ اکیسویں فروری کو مقام گجرات میں واقع ہوئی اور
اس میں سکتہ ہراسان ہو کر بھاگ گئے۔

وہ اس بے ترتیبی سے میدان جنگ سے بھاگے کہ اونکے بہت سے آدمی اس لڑائی میں کام آئے
اور سوائے دیرہ وغیرہ اسباب لشکر وغیرہ کے اونکی بہت سی توپیں انگریزوں کے ہاتھ لگیں۔
اس لڑائی میں محمد اکرم خان لڑکا دوست محمد خان والی کابل کا جسکے ساتھ ڈیڑھ ہزار افغان تھے مارا گیا
اور سردار جہتر سنگہ بھی زخمی ہوا۔

اس لڑائی میں انگریزوں کے دو سو ساٹھ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور سکھوں کے تین ہزار آدمی زخمی و مارے گئے
بعدہ فوج انگریزی نے زیر حکم کپتان گلبرٹ صاحب کے فوج دشمن کا سخت تعاقب کیا اور اس سے
من کا اور بہت سا نقصان ہوا۔

یہ حکم مارچ کو فوج سرکاری نے بھیج دیا اور مقام رہاس میں پہنچی جہاں کہ اوسکو یہہ دریافت
کہ سکھ منہ پانچ ضرب توپ کے راول پنڈی کو چلے گئے۔

ان سے گلبرٹ صاحب نے بھی مع اپنی فوج کے راول پنڈی کو کوچ کیا اور اکثر سواران سکھ
مقام میں اپنے متین مع اکیس ضرب توپ کے جوابے سرکار انگریزی کے کیا اور قیدیان انگریزی کو بھی
نارنج چودھویں مارچ کو سردار جہتر سنگہ اور راجہ شیر سنگہ نے سوائے ہمارے سنگہ کے جسکا حال
لکھا گیا ہوا اور جو شیر سنگہ سے آکر لکھا تھا اپنی تلواریں گلبرٹ صاحب بہادر کے حوالہ کیں اور اس

پہاں لوگ جو کہ اس قومین ہلو صاحبان حقوق کے تھے دوست محمد خان نے ملنے اور اس باعث یہ قلمہ آبانی اور قریب تر آگیا۔
 تاریخ قیسری دسمبر کو ایک اور لڑائی مقام سعد الدہ نور میں شیر سنگھ اور انگریزوں سے واقع ہوئی اور اس لڑائی میں
 میدان جنگ انگریزوں کے ہاتھ رہا اور شیر سنگھ اپنی فوج کے ہونگ کو جو کہ دریائے جمنا کے کنارے موجود
 بعد ازین تاریخ بارہویں جنوری ۱۸۵۷ء کو فوج سرکاری سے زیر حکم جناب گنڈراچیف صاحب بہادر کے
 (کہ جو واسطے انتظام لڑائی کے برائے خود ہندوستان سے آئے تھے) کپٹن سوری سے فوجی کو کوچ کیا
 تاریخ تیرہویں کو طرف ہونگ کے روانہ ہوئی۔

بعد دو ہفتے کے گنڈراچیف صاحب بہادر نے بدوین خیال کرتے اس بات کے کہ فوج حریف پر کہہ رہے
 اور کس طریق پر حملہ کرنا چاہیے یکایک حکم کرنے کا حکم دیا چنانچہ فوج انگریزی بمقابلہ سکھوں کے روانہ ہوئی۔
 سکھوں نے یہ دیکھ کر نہ تو توپوں کے گولہ بے اور اس باعث سے فوج انگریزی آگے کو نہ بڑھ سکی
 بلکہ ٹپڑی نے انہیں اسی سے پیچھے کھینچ کر اپنے توب خانہ اسی پر آگری۔ فوج حریف بھی ہاتھ نہ کھینچ
 اور پیچھے پیچھے چلی آئی اور بعد قتل کرنے بہت سے گولہ اندازوں کے چند توپیں سرکاری نے لگی
 مگر ان چند توپوں میں فوج سرکاری دو توپیں ہمیں لائی۔

پھر جبکہ اس لڑائی میں فوج سرکاری کو فتح حاصل ہوئی الا اس میں اسکا بہت سا نقصان ہوا اس
 لڑائی میں جو بیس اسٹرا انگریزی مقتول اور تریسٹھ افسر مجروح اور چھ سو تریسٹھ افسر ہندوستانی اور
 گورہ اور ہندوستانی مقتول اور قریب پندرہ سپاہیوں کے مجروح ہوئے یعنی کل نقصان قریب چوبیس
 آدمیوں کے ہوا اور حساب وسط فوج کے کہ جو اس لڑائی میں موجود تھے فیصد چودہ آدمی مجروح و مقتول
 ہوئے اور فوج مخالف میں اس سے زیادہ نقصان ہوا۔

باوجود گولہ اندازی شدید سکھوں اور چنے گولیوں اور مجروحوں کے فوج انگریزی نے سکھوں کو ہٹا دیا
 اور انکی چیتل توپیں ہیکار کر دیں اور ان توپوں میں سے بارہ ضرب توپ کپٹن انگریزی میں آئیں۔
 یہ لڑائی بنام جنگ پلیمان والہ کے مشہور ہے۔

بعد اس لڑائی کے فوج سکھ رسول پور کو چلی گئی۔ چودھویں جنوری کو پھر سنگھ راول پٹی سے روانہ ہو کر
 تاریخ چوبیسویں جنوری مقام شیر سنگھ سے آن والا۔

تاریخ ستائیسویں جنوری کو لکھنؤ ہوئی صاحب کہ جو قید پھر سنگھ میں تھے بعد حصول جازت جو بیس گنتی کے
 واسطے ملاقات کے کہ گنڈراچیف صاحب میں آئے اور تاریخ اٹھائیسویں کو شک سکھوں کو واپس گئے۔
 تاریخ آٹھویں فروری کو ایک ہفتہ پشہ گاہ صاحب ڈیرہ بہادر سے جاری ہوا نقل و سکی کی جاتی ہے۔

اور نیز فوج دیوانچی کی ہر اسان ہوتے لگی تب لاچار ہو کر مولراج نے بجز اطاعت کے اور کچھ چارہ
تاریخ الہیوں کو ایک اپنا وکیل کیوں کر کاراگریزی میں بھیجا چنانچہ اوسنے اگر ظاہر کیا کہ کل دیوانچی
اپنے تین حوالہ سرکار کے کرینگے روز دوم یعنی تاریخ بابیسون جنوری ۱۷۵۷ء کو وقت نواخت و
بچے دن کے قریب چار ہزار سپاہی کے قلعے سے برآمد ہوئے اور ادا خون سے اپنے سلاح کپڑا کاری
بوزارین دیوانچی بھی ایک کپڑے پر سوار ہو کر کپڑاگریزی میں آئے اور قلعے پر فوراً حمل ہو گیا اسی طرح
قلعہ ملتان بعد بہت سے کشت و خون کے انگریزوں کے قبضے میں آیا۔
بعد فتح قلعہ ملتان کے دیوانچی وزیر آباد کو بھیجے گئے اور وہاں سے لاہور کو روانہ ہوئے جہاں کہ وہ
نہروری کو قلعے میں مقید ہوئے۔
دیوانچی کا خاندان قلعے میں ایک چھوٹا جگہ پر رکھا گیا اور اوپر پہرہ تعینات ہوا۔

بعد ختم ہونے جنگ ملتان کے بہت سی فوج انگریزی قلعہ ملتان سے کپڑا کاری صاحب کدڑا چیمین ہاؤس
میں آئے مقابلہ شیر سنگھ کے روانہ ہوئی اور صرف تھوڑی سی فوج واسطے بھر گئی شہر قلعہ کے قلعہ
امام الدین کے بھی روانہ ہوئی متقی
اب ہم حال شیر سنگھ کا وقت اوسکے جانے کے ملتان سے لکھتے ہیں۔
واضح ہو کہ جبکہ شیر سنگھ ملتان سے چلا گیا وہ گرو آوری فوج میں مصروف و مشغول ہوا چنانچہ بعد
فوج کے وہ رام نگر میں جو کہ دریائے چناب پر واقع ہوا اپنی فوج کے آکر غیمہ زن ہوا۔

تاریخ بابیسون نومبر کو وقت نواخت دیر ہونے رات کے ایک لڑائی فوج انگریزی سے جواو سکے روکنے
کے واسطے گئے تھے واقعہ یہی اور تھوڑی دیر تک قائم رہی چنانچہ اس لڑائی میں جنرل کیورٹن صاحب
در چندا اور عہدہ دار انگریزی مجروح و مقتول ہوئے اور ایک قوی بھی ریگستان میں رہ گئی۔
لڑائی میں بسبب نہ موجود ہونے بڑی قویوں کے فوج سرکاری کام بہ نسبت فوج حریف کے
و نقصان ہوا اور یہ برخلاف توقع کے ظہور میں آیا۔
چیر سنگھ گرو و نواح پشاور میں پھرتا تھا اور شہر اپنے لڑکے شیر سنگھ سے ملاقاتی نہیں ہوا تھا۔

نے دوست محمد خان کو جو کہ اوسکے درو کیواسطے مع اپنے تین لڑکوں اور آٹھ ہزار آدمیوں کے
آپاٹھا پشاور حوالہ کر دیا اور خان موصوف نے اتفاق چیر سنگھ کے قلعہ ایک پر قبضہ کر لیا او
ر پٹ صاحب دیوانچی صاحب کو جو کہ اوس قلعہ میں تھے وقت عبور کرنے دریا کے قید کر لیا۔

واضح ہو کہ قبضہ فتح ہونے پر قلعہ مٹان کے کچھ فوج و مان سے بھی زیر حکم جنرل و مشن صاحب کے ذریعہ
 مدد و سرخ امام الدین کے یہی گئی تھی۔
 جبکہ خبر بلوہ مٹان اور پشاور ہزارہ کے فوج سکھ کو جو پشاور میں متعین تھی ہو چکی اور جنوں نے ذرا سطل
 نظید اور پیروی اپنے ہم وطنوں کے ارادہ کیا چنانچہ تاریخ جو عیسوی ۱۸۵۷ء اکتوبر ۱۸ء کو وہ سرکش ہو کر
 دریاؤں پر توپیں سر کرنے لگی اور ایک گنبد بعد میجر لارنس صاحب اور فیلڈٹ لونی صاحب وغیرہ جو کہ
 وہاں موجود تھے مناسب وقت جا کر مع پیاس افغانوں کے بمشکل تمام ستر کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور تیار
 پھیسپور کو قلعہ کو باٹ میں داخل ہوئے لیکن انہیں کو سلطان محمد خان بھائی دوست محمد خان ولی کابل
 نے جبکہ چترنگ نے صوبہ دار پشاور سے فرمایا تھا انگریزوں کو سکھوں کے حوالے کیا جبکہ معاملات کی یہ صورت
 تھی سکھوں نے تمام ملک پنجاب میں غدر مچا دیا اور اکثرین تلجیات پر قبضہ کر لیا تھا لیکن آخر الامر سب قلعہ
 قبضہ فوج سرکاری میں آئے۔
 حال سرکشی فوج پشاور اور ہزارہ کو چھوڑ کر جم حال مٹان کا پھر لکھتے ہیں کہ بعد اسے ملک کے بمبئی سندھ
 فیروز پور وغیرہ سے تاریخ ستائیسویں دسمبر کو فوج انگریزی ادا منڈی پر جو کہ مقابل فوجی برج کے برقی
 حملہ آور ہوئی چنانچہ بعد ازاں سخت لڑائی کے مقام مذکور قبضہ فوج سرکاری میں آیا اور دشمن بھاگ گئے
 اس لڑائی میں سپہ سالار انگریزی اور چار سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔
 مقام مقبوضہ پر انگریزوں نے مورچہ قائم کیا اور وہاں سے گولہ اندازی کرنے لگے۔
 اتفاقاً تاریخ اکتیسویں ماہ مذکور کو ایک گولہ توپ انگریزی کا میگزین مولراج میں جا کر اپنا پتہ اوس کے
 صدر سے قلعہ کے جنوب کی طرف کی دیوار گر گئی اور سوائے اسکے اور سب ساقطان ہوا۔
 بعد ازاں فوج نے شہر پر براہ فعلی دروازہ حملہ کیا لیکن چونکہ فوج مولراج مقبضہ اس دروازہ سے
 فوج سرکاری کا سخت مقابلہ کیا اس باعث سے فوج سرکاری دو سری دروازے سے تیار ہو کر
 جنوری ۱۸۵۷ء کو شہر میں داخل ہوئی اور فوج مولراج کی شہر کو چھوڑ کر قلعہ اور ہزار پور کو بھاگ
 گئی اور غنیمت کے چودہ ضرب توپ اور سب ساقطان قیمتی ہیں لاکھ روپے سے زیادہ قبضہ فوج
 منصورہ میں آئے۔
 رات کو دشمن نے ایک سڑک لٹائی اور اوس سے فوج بمبئی کا قلعہ سے نقصان ہوا۔
 اس لڑائی کے بعد دونوں طرف سے اکثر گولہ اندازیاں ہوتی رہیں اور اگلے صد ماہ سے بعض جگہ
 دیوار پٹنے میں نقصان بھی ہو چکا لیکن جبکہ انگریزوں نے واسطے اور نے حملے کے سڑک لگانا شروع کیا

تاریخ پنجاب

بہم پھر حال ملتان کا لکھتے ہیں۔ چونکہ فوج مولانا کی ایسے موقع پر تھی کہ فوج کا رگڑی کو اور بہت تکلیف پہنچتی تھی اس لیے جنرل وین صاحب نے نظر مناسب اور دوراندیشی کے کچھ فوج جمع کر کے فوج کے واسطے نہ بڑھنے دینے فوج دیوانہ کی کے متعین کی چنانچہ اس فوج نے مورچوں پر چڑھ کر گولہ اندازی کی اور آخر الامر تاریخ چھٹی نومبر ۱۸۵۷ء کو صبح کے وقت اس فوج اور فوج حریف میں لڑائی ہوئی اور طرفین سے کچھ آدمی بے رحم و مقتول ہوئے۔

بعد فوج اس لڑائی کے میں چونکہ فوج انگریزی اور طرف سے فوج غنیمت حاصل اور چنانچہ اس مقصد سے فوج سابق جو کہ واسطے مقابلہ دشمن کے گئی تھی مع کل التواب کے طلب کر لی گئی اور فوج زیر حکم کورٹ لینڈ صاحب اور ایڈورڈ صاحب مع کچھ اور فوج کے بجائے اس کے بھیجی گئی چنانچہ وقت بوقت جنین سے کہ اکثر اور یہ تھے فوج مولانا کے بجائے اور کورٹ لینڈ صاحب کی رجمنٹ میں سے چھ سو آدمی دوسرے روز صبح کو وقت نواخت نو بجے دن کے فوج حریف فوج ایڈورڈ صاحب پر حملہ آور ہوئی اور ایک سخت لڑائی ہوئی۔

اس لڑائی میں فوج انگریزی نے کمال دلا دیا اور ان کی دی اور حریف کے مورچوں اور فوج پر قابض ہو گئی کوئی عہدہ دار انگریزی اس لڑائی میں مارا نہ گیا اور حوصلہ دشمن کا اس لڑائی سے پست ہو گیا۔ اس مقام میں تھا وہاں کی رہنمائی سرکشی ہو کر تلے میں فضا صحر کر لیا اور شہر منگیا نا پر کہ جنگ قبضہ ایک کوس کے بعد داخل کر لیا تھا۔

سرکشی کی مولانا کو پہنچی اور سنے فوجا زین سنگھ کو مع دو ہزار سوار اور دو فوج توپ کے مدد کار وارڈ کور کے جنگ کوروا نہ کیا اور اس طرف سے ایڈورڈ صاحب نے بھی شیخ آباد کے قریب قریب وقت ہمارا اٹنے کے کتب ملتان میں تھا کچھ فوج کے دست فوج جنگ کے پہنچا چنانچہ اپنے آسانی سے فتح کیا اور بعد ازاں انھوں نے قلعہ جوت کا جیس میں کہ زین سنگھ جو واسطے مدد دیا تھا محاصرہ کیا چنانچہ گولہ اندازی سے بعض مقامات قلعہ کے شکست ہو گئی اور محصورین نے اپنی لیکن سبب اور نے سرنگ کے قلعہ والوں کا برا نقصان ہوا اور آخر کو تاریخ نوین فروری ۱۸۵۷ء اطاعت قبول کی اور اس کے اٹھارہ سو ہزار میں نے بھی ہتھیار ڈال دیے۔ بعد ازاں تاریخ ۱۸۵۷ء اور بیان تاریخ شہر میں فروری کو داخل اور پار پیچیدہ ہوئے۔

چلا جاوے۔ چنانچہ تاریخ نوین ماہ اکتوبر کو قید بہت سی رہو بدل اور پس و پیش کے شیر سنگھ نے اپنی
کے ہزارے کی طرف روانہ ہوا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مولیٰ جان کو شیر سنگھ کے چلے جانے سے بہت رنج ہوا کیونکہ اس کے بہت سے پیارے
لوگ تھے جو شیر سنگھ کے ساتھ چلے گئے اور سابق سے اس کو اپنی فوج سے یہ توقع تھی ورنہ وہ شیر سنگھ
کو ہرگز نہ جانتے دیتا۔

جیکہ بالکل پنجاب میں غدر مچ رہا تھا سکھوں نے واسطے ترغیب و تحریص اپنے ہم مذہبوں کے چند اہلکار
اس مضمون کے مقام اہل سرزمین آویزان کیے۔ تو کہ ہر کہ وہاں پر روشن ہو کر گوشت انگیزی نہ ہو
اور خالصہ والوں اور سکھ پنجاب پر کس کس قدر ظلم کئے ہیں۔ اول سکھوں نے ہمارے ساتھ کو قید کر کے
ہندوستان میں بھیجا جو کہ اس کے بعد وہاں کے برخلاف تھا۔ دوم سکھوں کا کہ فرزند گرد خالصہ جی کے
میں انگریزوں نے بہت ہی قافیہ تنگ کیا ہے کیونکہ وہ برخلاف اس کے مذہب کے کام کرتے ہیں۔ سوم
خالصہ والوں کا بالکل اختیار و ممنون بنے کہ وہ یا تو اس لیے جب احکام سری اکال پرش جی اور سری واہ
گرو جی کے راجہ شیر سنگھ بہادر اور تمام حکام اور کنورا و ایک بڑی فوج بنام راجہ دلیپ سنگھ کے واسطے۔
بیچ گئی ان ظالموں کے مامور ہوئے ہیں۔ اور ایک حلال دیوان مولیٰ جان بھی ان دغا بازوں اور ظالموں کے
استیصال کے واسطے تدبیر صاحب کر رہا ہے اور بدل و جان اس میں معروف ہو چکا ہے بلکہ لازم ہے کہ جمیع
توابعین سرکار خالصہ جی کے حتی المقدور فوج مولیٰ جان کے شریک ہوں اور جان کمین میں تمام انگریزوں
ترقی کرین اور ڈاک بند کر دیں۔ جلد دی ایسی شک ملائی اور وفاداری کے یہ لوگ مورد عنایت گرو جی اور شاہ
خوشنودی خلاف پنجاب ہوں گے اور جو کوئی اس اشتہار پر عمل کرے اپنی جان عزیز شمار کرے گا وہ ضرور اپنی
شک ملائی کا دنیا و عقبی میں پادے گا اور جو کہ خلاف اس کے عمل کرے گا وہ اہل سکھ متصور نہ کیا جائیگا۔
وہ صبح ہو کہ جب پنجاب کی یہ معتبر تاریخ تیسویں اکتوبر کو کچھ سکھوں نے پل پر جو کہ دریائے راوی

قریب شاہ پورہ کے طیار ہوا تھا فوج دربار پر جو کہ اس کی حفاظت کے واسطے تھیں تھیں حاکم اور دو چار
آدمیوں کو زخمی کر کے پندرہ بیس بیس چھیننے لگے اور وایک کشتیوں میں آگ لگا دی۔

نہیں ایام میں رام سنگھ نے گرو نواح پور میں مفسدہ برپا کیا اور جب کچھ فوج انگریزی اس کی گرفتاری کو
سے لگی وہ بھاگ گیا چنانچہ اس کو سرکار نے ایک اشتہار انعام تعدادی ہزار روپیہ کا واسطے اس کی گرفتاری
کا جاری کیا۔ بعد ازاں رام سنگھ نے بہت سے ہزاری جمع کر کے ہوشیار پور میں لوٹ کسورت چمائی
کچھ فوج انگریزی اسے اس کے تلاش کے روانہ کی گئی۔

حملہ کیا اور اسکو وہاں سے مار کر ہٹا دیا اور اس کا خون پر خود قابض ہو گئے۔

فوج مولراج ایک باغچہ میں جا کر غیمہ زن ہوئی اور وہاں سے ون بھر کر گولہ اندازی کرتی رہی۔ رات کو بھی فوج غیمہ نے گولہ اندازی جاری رکھی اور اس سے فوج انگریزی کو بہت تکلیف پہنچی اور آخر الامر وہ باغچہ پر حملہ آور ہوئی۔ ڈیڑھ گھنٹے تک ایک سخت لڑائی واقع ہوئی اور بہت سی جانبین معرض تلف میں آئیں۔

عہدہ داران تجربہ کار جو کہ جنگ ہمارے سابق پنجاب میں شریک تھے اور نیز اس لڑائی میں بھی موجود تھے یہ لکھتے ہیں کہ سکھ اس جوانمردی سے کبھی نہیں لڑے اور نہ کبھی اپنی اپنی اس تیزی سے چلین۔

کئی عہدہ دار انگریزی اس لڑائی میں کام آئے اور کئی ایک مجروح بھی ہوئے۔

چونکہ اس وقت حال دیوان مولراج کا بہت تنگ تھا اور یقین تھا کہ جلد قلعہ فتح ہو جائے لیکن غائبانہ شیر سنگھ مع اپنی تمام فوج اور توپ خانے کے مولراج سے جا ملے چنانچہ اس باعث سے محاصرہ قلعہ کا ملتوی رہا بلکہ فوج سرکاری کو جو کہ ملتان پہنچ گئی تھی اپنے مقام سے پیچھے ہٹ آنا پڑا۔

جبکہ خبر مل جانے شیر سنگھ کی مولراج سے معلوم ہوئی فوراً فوج جرار فیروز پور لکھنا اور سندھ اور بمبئی وغیرہ طرف ملتان کو روانہ ہوئی۔

تاریخ پندرہویں ماہ مذکور تک راجہ شیر سنگھ اور دیوان مولراج میں کئی طوائفین شوالہ میں ہوئیں اور طوائفین سے سختہ و تخائف دے گئے۔

تاریخ اونیسویں کو شیر سنگھ مع اپنی فوج اور کچھ فوج مولراج کی بالٹو لڑائی کے قریب کچھ فوج انگریزی کے آیا چنانچہ جب اس طرف سے توپیں واسطے اور سکے مقابلے کے سر ہوئیں وہ چپ چاپ چلا گیا۔

تاریخ تیسویں ستمبر کو شیر سنگھ مع اپنی اور منتخب فوج مولراج کے واسطے مقابلہ انگریزوں کے فیض باغ میں آیا اور فوج سرکاری پر گولہ اندازی شروع کی اور چونکہ اس کے گولے کپ انگریزی کو نہ گئے اس باعث سے ملتان میں اسکو لغت طاعت کرنے لگے اور انکو یہ گمان ہوا کہ یہ شخص انگریزوں کا شریک ہے اور ہمارے ہاتھ

کی خبر لینے آیا ہے اور اجماعہ مندرجہ ذیل سے انکو وہاں بازی شیر سنگھ کا شک قوی ہوا اور وہ یہ کہ انکو وہاں سے ہاتھ نہ اڑنا چاہی واسطے اسکا کام شبہ مولراج و ملتانوں کے ایک خط مبارک باد کا تمام شیر سنگھ اس مضمون کا

کہ تم اپنے مطلب میں کامیاب ہوئے لکھ کر ہر کارے کو دیا اور واسطے پہنچانے خط مذکور کے پاس مولراج کو ہدایت کی چنانچہ ہر کارہ نے ایسا ہی کیا اور مولراج کو بلا خط اس خط کے کمال پہنچ ہوا اور اسکو یقین ہوا

ہو گیا کہ شیر سنگھ کی احمقیت و دستار سرکار انگریزی کا ہوا اور صرف ہمارے دغا کرنے کے لیے ملتان میں آیا ہے چنانچہ اسنے ایک مجلس شراروں کی جمع کر کے حکم دیا کہ شیر سنگھ بعد ازاں سے جرات اپنی دغا بازی کے جہان چاہے

تاریخ شہرہ میں کہ فوج دیوان مولراج فوج زیر حکم جنرل ویش صاحب پر جو کہ واسطے مدد فوج متعینہ جنگ
ملتان کے بھیجی گئی تھی بوقت شب حملہ آؤڑی اور ایک گھنٹے تک میدان جنگ گرم رہا لیکن آخر کو فوج
دیوانجی کی بھاک گئی۔

اگر اس وقت القاب قلعہ شکسٹنگر انگریزی میں موجود تین تو فوراً قلعہ و شہر پر حملہ کیا جاتا اور یقین تھا کہ وہ جلد
فتح ہو جاتا لیکن چونکہ توپوں کے آئینہ دیر تھی اس سبب سے فوج سرکاری قلعہ کا محاصرہ کی ہوئی پڑی رہی
تاریخ یکم ستمبر روز جمعہ کو بوقت نواخت سات بجے صبح کے فوج مولراج واسطے مقابلہ فوج انگریزی کے جو مقام
ماری اس محل میں مقیم تھی قلعہ سے باہر آئی اور ایک خفیف لڑائی واقع ہوئی جس میں کہ ملتان موافق اپنی
عادت کے شکست کھا کر بھاگ گئی۔

واضح ہو کہ قبل اس لڑائی سے فوج متعینہ ملک ہزارہ نے سرکشی کی تھی اور بانی اس بات کا چتر سنگہ
اناری والا باب راجہ شیر سنگہ کا تختہ پانچہ وہ تاریخ ۲۷ ساگبت کو کپتان ایٹ صاحب پر جو کہ اوس نواح
میں تھے مع پندرہ سو آدمیوں کے حملہ آور ہوا لیکن چونکہ صاحب موصوف کے ہمراہ توپیں موجود نہ تھیں
اس باعث سے وہ بلا مقابلہ کے حسن ابدال کو لوٹ آئے۔

جبکہ خراس بلوہ کی فوج سرکاری کو جو کہ ملتان میں تھی پہونچی جنرل ویش صاحب نے خوف اس بات کے
کہ شاید شیر سنگہ بھی منحرف نہ ہو جاوے اور فوج سرکاری میں انار سرکشی کے ظاہر کرے اس کو چھتیس
میل پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیا۔

واضح ہو کہ تاریخ چوتھی ستمبر کو محاصرہ کی توپیں مع تین سو اسی چھکڑوں اور تین ہزار پانسو شتروں محمولہ سالان
حرب ضرب کے کہ ملتان میں داخل ہوئیں اور اوس روز ایک اشتہار اس جنم کے ملتان میں معرفت
افکار نویسون کے متطرح خاص و عام پھیلان کیا گیا کہ کل یعنی تاریخ پانچون ستمبر کو بعد منہ نے سلامی کے
چوبیس گھنٹے کی مدت سکنا شہر اور فوج کو دیکھا دے گی کہ جو شخص اپنی جان بچانا چاہے وہ شہر قلعہ
کو چھوڑ کر چلا جاوے اوس سے کسی طرح کی نراحت نہ کی جاوے گی لیکن جو لوگ ملتان میں رہیں گے ان کو
معاذ اللہ و شہادہ محاصرہ کا تحمل ہونا پڑے گا پانچویں اس امر کی اطلاع دیوان جی کے پاس بھی پہونچی۔
تاریخ پانچون کو سلامی سرسوی اور طیاران واسطے حملہ آوری شہر کے عمل میں آئیں اور تاریخ چھٹی کو بوقت
سپہر بغیری گولہ کپ سرکاری سے شہر ملتان کی طرف چھوڑے گئے اور اس باعث سے اکثر آدمی بہت
ہراسانہ ہوئے اور بہتر سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

تاریخ ساتون ستمبر کو فوج سرکار انگریزی نے فوج دیوان مولراج پر جو کہ قریب ایک گانوں کو خیرین تھی

فرنگیوں نے کھاکر اور لڑائی رہی اور دونوں طرف کی فوج کمال دلاوری اور جلالہندی سے لڑی لیکن آخر میں
کو فوج مولراج شکست کھا کر اور نقصان عظیم اٹھاتا کر سوائے ادا سب اس سلاح وغیرہ کو کہ در قیچہ چھڑ کر بھاگ گئے
ہر چند کہ سپاہیانہ انگریزی نے فتح حاصل کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ فوج دیوانہ کی کمال دلاوری سے لڑی
اور گوکہ انداز جنگ زندہ رہے برابر تو میں سر کر سکتے تھے یہاں تک کہ توپیں چھڑ کر نہ بھاگے اور وہاں پہنچے
اس لڑائی میں فوج دیوانہ کی قریب آٹھ ہزار کے اور فوج نواب بہاولپور کے قریب ایکارہ ہزار کے تھے۔
اس لڑائی میں کئی دفعہ طرفین سے نوبت دست ہتھیار ہو چکی۔

انہیں امام مین ایک اشتہار لاہور سے جاری ہوا اور بالکل ایک پنجاب اور بہاولپور میں منتشر ہو گیا چنانچہ
اقل اوسکی واسطے مطالعہ ناظرین کے درج ہوتی ہے۔

اشتہار

ورغیہ لا آں برگشتہ نجات نگوں اخر مصلح سرسیمہ سرسید شہر کالہ اور رنجناوت کلی اختیار کردہ دیوانہ عظیم
برداشتہ است پس سیاست این فتنہ انگیز نیز لازم اقتادہ اندازہ کر کہ در عار و معاومت و خدمت ادا باشد
باید کہ بزور و ازواج شود والا جان و مال او بتاراج خواهد رفت و از نواح لاہور ہر کہ در نوکری مولراج باشد
بہ تعیل ہر چہ تمام تراز مراحت بطن خود نموده در کار خویش بہ آسایش مشغول شود و گرنہ شکرا انگریزی دہار از روگہ
ایشان نخواہد بر آورد و جمیع شیریکان دہد و گارانج السبذای محنت خواہند رسانند۔

بعد شکست ہونے فوج مولراج کے فوج انگریزی ملتان کی طرف متحرک ہوئی اور اوسکے قریب پہونچا قریب
دو سو ساوہورام کے خیمہ انداز ہوئی۔

تاریخ حکم جولائی ۱۸۵۷ء کو فوج دیوانہ موصوف کی افواج نواب بہاولپور و انگریزوں اور فوج سکھ زیر حکم
امام الدین پر جو کہ قنداد میں قریب اٹھان ہزار کے ہو گئی حملہ آور ہوئی فوج انگریزی مع فوج رفقا کے وہیں مذکور سے
بہ ارادہ مقابلہ ہوا مگر فوج دیوانہ کی قوت اور ایک سخت لڑائی واقع ہوئی۔ چہ گنتے تک خوب لڑائی رہی اور ہر ایک سپاہی شل
شیر و لہان لڑا اور آخر میں کو فوج دیوانہ کی شکست کھا کر بھاگ گئی۔

دیوانہ نجات جو اس لڑائی میں شریک تھے اور بعد بہت سی لڑائی کے وہ ملتان کو بھاگ گئے۔

اس لڑائی سے اس قدر رعب ہراسیانہ دیوانہ پر طاری ہوا کہ بہت سے سپاہی اوسکی نوکری چھڑ کر بھاگ گئے
اور سیدھے میدان جنگ سے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

اس طرح ہر فوج سرکاری قریب ملتان کے پہونچی اور فوج سکھ زیر حکم شیر سنگھ کی کہ جسکی روانگی کا حال لاہور سے
سابق لکھا گیا ہے میان کیشان ایدوڑ و صاحب سے ملائی ہوئی اور مقام سورج گنڈ پر خیمہ زن ہوئی۔

حسن کارگزاری اور ملک حلالی کے تیارخ بارہویں روز جمعہ کو وقت صبح کے کل فوج کو جمع کر کے سر
 دیکو انعام تقسیم کیا۔ اوٹکو انعام میں ایک عمدہ تلوار اور ایک قمیض اور بریش قیمتی جوڑی پستول کی اور ایک
 روہنہ اور ایک روپیہ نقد ملے اور زینڈنٹ صاحب نے روہنہ و جمع فوج کے اوٹکی ملک حلالی اور وفادار
 سینٹی کی تعریف کی۔

ایزین عند التھیقات دریافت ہوا کہ ہمارا بی صاحبہ یعنی والدہ صاحبہ کی اجازت سے جو کہ بیشتر
 طر بند تھیں سو فٹ اون کے مفتی گنگارام کے فوج میں روپیہ تقسیم ہوا تھا اور وہ خود اس سازش میں
 تھیں اس لیے یہ تجویز ہوئی کہ ہمارا بی موصوفہ بنارس کو بھیجا جائے تاکہ آئندہ کو وہ کسی طرح کی سازش
 بر خلاف سلطنت انگریزی کے نہ کریں۔ واسطے انجام اس کام کے لندن صاحب اور راجن صاحبانی صاحب
 کے پاس گئے اور اون سے کہا کہ آپ تشریف لیجئے۔ صاحبان موصوفین کے ہمراہ کچھ فوج بھی لے گئی تھی
 تاکہ اگر ان صاحبہ چلنے سے انکار کریں یا اون کے رفیق اوٹکو آئے زمین تو وہ بزور مشیر اوٹکو اپنے ساتھ
 لے آویں۔ رانی صاحبہ لاچار ہو کر اون کے ساتھ ہو لیں اور وہ بکسیریت تمام تیارخ سترین می کو فیروز پور میں
 داخل ہوئیں بھان سے وہ لدھیانہ میرٹھ ہوتی ہوئیں بنارس میں ۲ اگست کو داخل ہوئیں اور اوٹکو محترم
 خط و کتابت سے سکنا ہے پنجاب سے ملافت ہوئی۔

جیکہ ملک کی یہ صورت تھی ایک شخص سہی ہمارا جنک گردنوار سیالکوٹ میں لوٹ کھسوٹ کرنے لگا اور
 اپنے ساتھ اون سے بہت سی ہوائی بھی جمع کر لیے چنانچہ اشتہار انعام پانچار روپیہ کا واسطے اوٹکی لکھی
 کے شہر کو دیا گیا اور نیز کچھ فوج واسطے اوٹکی غنیمت کے متعین کی گئی۔

اوپر لکھا گیا ہے کہ احکام بنام نواب بہاولپور واسطے پہنچنے ملک کے ملتان کو جاری ہوئے تھے۔ چنانچہ فوج
 نواب صاحب نے تیارخ یسویں می کو مع چہ ہزار سوار و پیادہ کے سرگرد کی فتح محمد غوری کے دریا کو بکری لگا
 سے عبور کیا اور یکم ماہ جون کو کچھ اور فوج زیر حکم یکم محمد خان کے دریا کو اتر کر سرحد صوبہ ملتان میں داخل ہوئی
 و سرحد شجاع آباد کے غیمہ زن ہوئی فوج دیوانہ بھی مقام کیزا پر کہ شجاع آباد سے کچھ ہی دور نہیں ہے
 آستہ ہو کر مستقر ہوئی۔

فوج سترہویں جون کو ایڈورڈ صاحب بھی سہ تین ہزار افغانوں کے فوج بہاولپور سے شریک ہوئے
 اٹھارہویں کو بوقت صبح کچھ فوج زیر حکم جنرل کوٹلہ صاحب کی جو کہ سابق ملتان کے قرب و جوار
 بڈیرہ اسماعیل خان کے مصروف و مشغول تھی فوج ایڈورڈ صاحب اور نواب بہاولپور سے آئی اور
 واسطے مقابلہ دشمن کے جو کہ ہنز فوج انگریزی سے فاصلہ قلیل رانی کے منظر تھی متحرک ہوئی۔

مولی راج یہ دیکھ کر عام خاص کو چلا گیا اور وہاں سے اوسنے اپنے منشی سہمی رام کو مع ایک خطا معذرت کے صاحبان بھروچین کے پاس بھیجا اور اوسہیں یہ لکھا کہ میرا ذات خود آئیگا اور وہ تمام لیکن مجھ پر آمین نہ آسکا اور رنگ رام بھی اسی ارادے میں مجبور ہو گیا۔

اس وقت دو پہرون چڑھا تھا اور فوج سٹنے عام خاص کے پڑی تھی۔

مسٹر گنہ صاحب نے چند اپنی مولی راج کے پاس بھیجے لیکن چونکہ اون پر فوج نے بند و قتل سرکین وہ زخمی ہو کر لوٹ آئے اور رنگ ام نے بھی اونکو کھنا بھیجا کہ میرا ارادہ بھی عید گاہ میں آنے کا تھا لیکن کیا کروں میں اسی ارادے میں زخمی ہوا۔

بعد اسکے ایک مجلس عام واسطے صلاح و مشورہ لڑائی کے محل مولی راج میں جمع ہوئی چنانچہ اس میں چچا نون نے قرآن اور سکھوں کے گرتھ اور شاکر تسمین کھاتین کہ ہم تا دم زریست انگریزوں سے لڑیں گے اور اس کے سکھوں لڑائی کا لگنگہ مولی راج کے ماتھے میں باندھا۔

تاریخ اونیسویں کو شام کے وقت ملتان شتر قبیل اور ایک ماتھی کو جو کہ چارہ اور پانی کی واسطے گئے تھے چھین کر لیا۔ تاریخ ۲۰ کو علی الصباح بوقت سات بجے کے عام خاص سے اشتیارات کل سوبہ ملتان میں انگریزوں کے سرکش ہو جانے کے واسطے جاری ہوئے اور مولی راج نے اپنے خاندان کو مع اسباب وغیرہ کو عام خاص سے جدا کر دیا۔ بعد ازین اپنی مسٹر گنہ صاحب کے روبرو مولی راج کے حاضر ہونے اور انہوں نے وہ نوشتہات جو کہ بقدر مدہ خالی کرنے پلے کے اوسکے نام تھے دکھائے لیکن اوسنے اونکو کچھ جواب نہ دیا اور اونکو انہما کر کر دیا۔ آٹھ بجے صبح کے قلعہ اور عام خاص سے عید گاہ پر گولہ اندازی ہونے لگی چنانچہ یہ کہا گیا کہ سب سے پہلے مقاموں میں اوس وقت اونیس ضرب توپ اہل قیش زببورک تھیں۔ اس گولہ اندازی سے کچھ نقصان نہ ہوا۔ ایک سواری کی ٹانگ تو گولے کے مدد سے اڑ گئی۔

گولہ انداز جو کہ فوج انگریزی کے ساتھ تھے چھ توپوں سے ایک فیر کر کے بیٹھ رہے اور انہوں نے گولہ اندازی کرنے سے انکار کیا۔

کرم الہی نے جو کہ بڑا وفادار نوکر تھا یہ دریافت کیا کہ بالکل فوج دشمن سے مل گئی چنانچہ اوسنے اس امر کی اطلاع مسٹر ونیس گنہ صاحب سے کی لیکن اوس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اول سوار اور بعد ازین پیادہ مولی راج کی طرف جا کر مل گئے اور پھر یہ چار بجے سوائے کرم الہی اور چند اسکے سوار ہراسیوں کے جو کہ قیش آرمیوں سے زیادہ تھے اور سب دشمنوں سے جا ملے۔ خان سنگھ بھی عید گاہ ہی میں رہا۔

دوسرے روز بوقت طلوع آفتاب کے کچھ فوج حریف عید گاہ پر حملہ آور ہوئی اور صاحبان بھروچین کو قتل کیا اور

اور ماہ اپریل ۱۸۵۶ء میں قسط مقررہ ادا کی۔

بعد منتظوری استغنا کے تاریخ پانچویں ماہ اپریل ۱۸۵۶ء کو مسٹر ونیس اگنو اور لفٹنٹ انڈرن مع سردار خان سنگھ کے جو کہ قائم مقام دیوان مولراج کا تجویز ہوا تھا براہ تری ملتان کو روانہ ہوئے۔ اونکے ساتھ تیرہ سو سپاہی یعنی چھ سو سیادہ کو رگید کے پلٹن کے اور چھ سو سوار اور سو گولہ انداز مع چھ ہتھیار توپ کے براہ خشکی کے ملتان کو گئے۔

تاریخ ۱۷ کو شتیاں قریب قلعہ ملتان کے لشکر انداز ہوئیں اور روز دوم صاحبان موصوفین مع اپنی فوج خلیس کے عید گاہ میں جو کہ قلعہ و نیز عام خاص سے جہاں کہ مولراج رہا کرتا تھا ڈیڑھ میل کے فاصلے پر واقع رہے۔

مسٹر ونیس اگنو صاحب اور لفٹنٹ انڈرن صاحب اور مولراج سے تاریخ ۱۸ تک دو ملاقاتیں ہوئیں اور آخر ملاقات میں اونے کما کما کل قلعہ آپ کے حوالے کر دیں گا۔ تاریخ اونیسویں کو بوقت فراغت سات بجے صبح کے صدر داران انگریزی مع خان سنگھ اور مولراج کے قلعے میں داخل ہوئے اور بعد ملا حظہ فوج اور قلعہ کے مسٹر اگنو صاحب دو کپتان گورکھ رجٹ کی قلعے میں چھوڑ کر مع باقی فوج کے اپنے قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

راستہ دو دروازوں میں ہو کر کے تھا پہلا دروازہ تو سکھوں اور دوسرا جو کہ باہر کی طرف تھا کم کوٹہ کہلاتا تھا۔ درمیان اس دروازے اور قلعے کے خندق کے ایک پل بندھا تھا چنانچہ اس مقام پر باقیوں اس مکان کے جبکہ صاحبان موصوفین مع مولراج اور خان سنگھ وغیرہ کے ٹوٹے آتے تھے ایک شخص نے مسٹر اگنو صاحب پر چھی چلائی بسبب صدرہ بر بھی کے صاحب موصوف اپنے گھوڑے پر سے گر پڑے اور قاتل نے دو تین ہاتھ تلوار کے صاحب موصوف پر صاف کیے اور بعد ازاں خندق میں کود کر بھاگ گیا۔

مولراج نے یہ دیکھ کر اپنے گھوڑے کو بھگایا اور لفٹنٹ انڈرن صاحب نے بھی گھوڑے کو بھگایا لیکن خان سنگھ مع رنگ رام کے جو کہ مولراج کا ایک رشتہ دار تھا واسطے حفاظت مسٹر اگنو صاحب کے پیچھے رہ گیا۔ لفٹنٹ انڈرن کو بھی بھاگتے وقت کسی شخص نے زخمی کیا۔ چنانچہ وہ سات زخم کما کر قریب دولت دروازہ گر پڑے اور گھوڑے کے بھی چار زخم لگے اور بعد ازاں اونکو اونکے نوکر اور بھالائے۔

جبکہ اسی طرح پر دونوں انگریز مجسروح ہوئے مولراج سے رنگ رام نے کہا کہ تم انگریزی کیس کو چلو تاکہ تم کو اوپر یہ الزام عائد نہ ہو چنانچہ وہ بھی چلنے کے لیے مستعد ہوا اور دونوں شخص گھوڑوں پر سوار ہونے کو تھے کہ ایک سپاہی نے رنگ رام کو زخمی کیا۔

کرنا تھا اور پڑاؤ ٹھنڈ تھا۔

۱۸۴۷ء میں راجہ لال سنگھ نے اس شخص کو صوبہ داری سے علیحدہ کرنا چاہا۔ ان دونوں سرداروں میں چند سال سے نزاع تھا اور جبکہ ایک عہد نامہ درمیان سلطنت انگلشیہ اور وبار لاہور کے ہوا اور راجہ لال سنگھ وزیر سلطنت مقرر ہوا اور نے کچھ فوج سکھ واسطے وصول کرنے زجرمانہ اور محاصل ملک کے عثمان کو بھیج دیا۔ چنانچہ ایک لڑائی قریب جہنگ کے واقع ہوئی اور اوس میں راجہ لال سنگھ کی فوج کی شکست ہوئی۔ بعد اوسکے صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر مقام لاہور واسطے تصفیہ میں مقدمے کے ثالث مقرر ہوئے اور یہ قرار پایا کہ مولانا ملا قہ جہنگ چھوڑے۔ بیش لاکھ روپیہ باپت جرمانہ گدی نشینی وزیر بقایا کے دربار کو ادا کرے اور آئندہ کو قہ جہنگ حاصل برائیک شلٹ زیادہ کیا جاوے یہ بند و بست سمجھائے واسطے تین برس کے قرار پایا تھا۔

دیوان مولانا جی اس تصفیہ سے انگریزوں کا برا ممنون و مشکور ہوا اور اوسنے کہا کہ باوجودیکہ جمع نہ یادہ ہو گئی لیکن پوسٹل انگریزوں کے اوسکا عہدہ اور اوسکی جان و مال محفوظ رہا۔

۱۸۴۸ء کو کہ ماہ دسمبر ۱۸۴۸ء میں ایک عہد نامہ جسکا ذکر اور شرائط اوپر لکھی ہیں درمیان اور وبار لاہور اور سرکار انگریزی کے ہوا تھا اور اس سے صاحب زرینڈنٹ کو اختیار کل درباب امورات ملکی و مالی کو حاصل ہوا۔ آخر ۱۸۴۸ء میں مولانا جی واسطے ملاقات سرسبھری لارنس صاحب زرینڈنٹ کے جو ولایت کو جانے کو تھے لاہور میں آیا لیکن قبل اوسکے آنے کے صاحب جو صوف چلے گئے تھے۔

اوسنے جان لارنس صاحب سے جو کہ اوسکے بعد قائم مقام زرینڈنٹ لاہور مقرر ہوئے تھے ملاقات کی اور شروع ماہ دسمبر ۱۸۴۸ء میں اوسنے کہا کہ میرا ارادہ واسطے استعفا دینے کے ٹھیکہ صوبہ ملتان سے ہوا اور باعث اسکے اوسنے دو ظاہر کیے۔ اول یہ کہ قواعد پرمٹ کے تمام پنجاب میں تبدیل ہو گئے اور اوس آمدنی پرمٹ کی کم ہو گئی الاغلتان میں بسبب ٹھیکہ میاوی میں برس میرے کے وہ قواعد تبدیل نہیں ہوئے اور اس باعث سے میرا نقصان ہوا۔ اوسنے یہ بھی کہا کہ وبار لاہور سے بہت سی اجناس پر محصول معاف کر دیا گیا اور اس باعث سے باشندگان ملتان میری فہرست کے مطابق محصول دینے میں انکار کرتے ہیں۔ ماسوا اسکے اوسنے اپنی نارضا مندی بسبب استعفا جمع صوبہ ملتان کے ظاہر کی۔ دوسرا باعث اوسنے یہ یہ ظاہر کیا کہ میرا عہد بہت سبقت سابق کے وقت تقرر عہد نامہ سے چاہا ہوا ہے باشندگان ملتان پر کم ہو گیا ہے کیونکہ اب سبب ٹھیکہ کو میرے حکم کے مراعہ کرنے کا اختیار ہو گیا ہے۔

اس مقدمہ میں مولانا جی نے جان لارنس صاحب سے بہت رد و بدل کی اور آخر الامر اوسنے وبار میں اپنا استعفا پیش کیا اور بعد ازیں آپ لاہور سے ملتان کو چلا گیا اور فوج کی تخفیف کی اور آلات حرب و ضرب کے بیچنے لگا۔

گیارہ ہزار	رام سنگھ
اسٹارہ ہزار	سردار گلاب سنگھ پونڈیہ
گیارہ ہزار	دیوان ایوہ ہیا پرشاو
چار ہزار	بخشی کنیا لال
پانچ ہزار	امر ناتھ فرزند دیوان وینا ناتھ
چودہ سو	پنھن پرشاو
دو ہزار	ترن چند
رتن چند رسالہ والہ	راے کشن چند
دو ہزار	بخشی سبکت رام
چودہ روپیہ	ویال سنگھ
جمعیت راے	رام چند مہر والہ
رام چند پوٹ نوٹس	
دو روپیہ رو	

جبکہ راجہ تیج سنگھ کو بعد عنایت ہونے جاگیر سیال کوٹ کے لقب راجائی اس مقام کا دیا گیا۔ مہاراجہ ولپ سنگھ نے سبب و رعایت اپنی والدہ کے راجہ تیج سنگھ کے تیک کر نسب سے نکال کر کیا۔ جب وارثانہ طور و طریقہ رانی صاحبہ کے اپنے لئے اور نیز انتظام سلطنت کو عنایت مقرر خیال کیے اور بخون نے بالکل مال و شیکہ صاحبہ ترپٹہ سلطانہ ظاہر کیا چنانچہ یہ بالکل مال جناب گورنر جنرل بہادر کو لکھا گیا اور پیشگاہ جناب محترم ایسے یہ حکم صادر ہوا کہ رانی صاحبہ کو بصلاح اراکین سلطنت کے مہاراجہ صاحب سے علیحدہ کرنا بہت مناسب ہو چنانچہ حسب التعمین ان کے تاریخ بیسویں ماہ اگست کو بوقت نواخت نوکھٹہ رات کے رانی صاحبہ قلعہ شیخ پورہ کو جو کلاہور سے لیا صلیہ چیس میل کے واقع ہو واسطے نظر بند بننے کے روانہ کی گئیں اور علیا کو کچھ ناگوار گذرا۔

جنگ ہای جدید پنجاب

واقع ہو کہ صوبہ ملتان جسکو رنجیت سنگھ نے مسلمانوں سے فتح کیا تھا متعلق پنجاب کے تھا و دیوان سائول تل صوبہ دار مقام مذکور ماہ ستمبر ۱۸۳۷ء میں ایک سپاہی کے ہاتھ سے ہلاک کیا۔ یہ شخص عرصہ پیش برس میں صوبہ ملتان کا رہا اور اس کے وقت میں اس شہر نے رونق حاصل کی اور حالت امن میں رہا۔ بعد اس کے اس کے لڑکے مول راج کو صوبہ داری عنایت ہوئی یہ شخص صلح پسند آدمی تھا اور تجارت بھی سیکہ نہی قلعہ پر حسین کہ سابق والدہ مہاراجہ کو لڑکے کی بیوی دم واپسین تک قید رہی تھیں

اور سلطنت لاہور کی طرف سے دستخط

سردار شیر سنگھ

راکے کشن چند

بھائی نرہمان سنگھ

سردار لال سنگھ مراریہ

سردار راجن سنگھ زکنا سنگا لہ

دیوان دینا ناتھ

سردار پنجو سنگھ جھینہ

سے بارکان سنگھ جھینہ

سردار کھیر سنگھ

سندھان نالہ

سردار تچ سنگھ

فقیہ نور الدین

سردار عطر سنگھ کالیوالہ

سردار شمشیر سنگھ

حال یہ ہے چائے رانی چندا کا لاہور سے قلعہ شہجہ پور کو

ہر چند کہ بعد تحریر عید نامہ مذکورہ الصدر کے تخیل او سکی کا حقہ ہوئی لیکن واضح ہو کہ جسے راجہ لال سنگھ
عمدہ وزارت سے مغرول ہو کر اگرہ کو بھیجا گیا تھا رانی صاحبہ کا اختیار کاروبار سلطنت میں کم ہو گیا
تھا اور اس لیے وہ دربار سے نا حق کو رنجیدہ اور اس کے تخریب میں سرگرم رہتی تھیں اور
برخلاف اس کے سازشیں کرتی تھیں چنانچہ خیال کیا گیا کہ سازش پریشان میں جو کہ ماہ فروری ۱۸۵۷ء
میں واسطے قتل سردار ون علی انیسویں واسطے قتل اجیہ تچ سنگھ کے ہوئی تھی رانی صاحبہ
کا منشی بھی شریک تھا اور اغلب ہے کہ یہ بدون صلاح ہمارا رانی صاحبہ کے
منہوا ہو۔ ماسوائے اسکے ہمارا رانی صاحبہ ہمارا صاحب کو بھی ارکان سلطنت کی طرف سے
ورغلامتی تھیں۔ ماہ اگست سنہ مذکورہ میں جمیع سرداران وغیرہ کو حسب تفصیل ذیل
جاگیر میں عنایت ہوئیں

اکیس ہزار	سردار شیر سنگھ	تیس ہزار	راجہ تچ سنگھ
بیس ہزار	عطر سنگھ کالیوالہ	ایک ہزار	سردار تچ سنگھ مع اونکے دو بیٹوں کے
گیارہ ہزار	سردار شمشیر سنگھ	پچیس ہزار	سردار لہنا سنگھ
اکیس ہزار	دیوان دینا ناتھ	بارہ ہزار	بھائی نرہمان سنگھ

۱۔ چونکہ ایک شخص سہی پریماس سازش کا بانی تھا اس لیے یہ سازش بھی بنام پریماس کے مشہور ہوئی۔
یہ شخص با شندہ جو اور نوکر سابق ہمارا راجہ گلاب سنگھ کا تھا۔ جب کہ بروقت انتشار سازش کے احکام واسطے
ضبطی مال دیگر قتاری مجرم کے جاری ہوئے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص بھاگ گیا اور اس واقعہ سے پہلے اس نے
اپنا بالکل مال اسباب جمو کو بیچ دیا تھا۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ گلاب سنگھ بھی آہین شریک تھا

سعد جان والا قیقا اور اون میں تیز و تبدیل ہوگی الا برضا مندی صاحب زریڈنٹ بہادر کے کہ جو بہادر
میں تہاں حکم گورنر جنرل بہادر میں۔

شرط چھٹی

انتظام ملک کا بہ تمام اس کو فسل کے ہوگا اور صاحبان کو فسل بہادر میں پاخوڈا اور با صاحب زریڈنٹ
بہادر و ملازمت کر لیا کریں گے اور ارشاد صاحب زریڈنٹ مدد و نسبت بہر بات کے قطعی ہوگا

شرط ساتویں

ایک جمعیت سپاہ انگریزی کی بدانت نواب گورنر جنرل بہادر مناسب متصور ہو مقام لاہور میں۔
مستقیم کی جائیگی کہ ہمارا جو محفوظ زمین اور آسائش ملک قائم ہے۔

شرط آٹھویں

نواب گورنر جنرل بہادر کو اختیار ہوگا کہ واسطے امن و امان ملک یا مخالفت و ارا مخالفت لاہور کے
مقیم کرنا سپاہ انگریزی کا جس جس گڈ ہی و قلعہ علاقہ سرکار لاہور پر مناسب جائیں مستقیم کریں۔

شرط نویں

سلطنت لاہور کی ادا کرے گی بائیس لاکھ روپیہ سال نیا ناکہ شاہی پورے وزن کا واسطے خرچ فوج
انگریزی کے اور یہ روپیہ ادا کیا جاوے گا درمیان دو قسطوں کے اس طرح ہر کہ تیرہ لاکھ بیس
ہزار روپیہ بیچ بیچنے می یا جون کے اور آٹھ لاکھ اسی ہزار بیچ بیچنے نوا مبرا دسمبر ہر ایک سال کے

شرط دسویں

ڈیرہ لاکھ روپیہ سالیانہ واسطے خرچ ہمارا فی صاحب والدہ ہمارا جو دلپ سنگھ اور اون کے بائین
کے مقرر کیا گیا اور ہر سال واسطے خرچ ہمارا فی صاحب کے اونکو سوئیٹ دیا جاوے گا۔

شرط گیارہویں

شرطیں اس قرار نامہ کی جاری رہیں گی جب تک کہ عمر ہمارا ان کی سولہ برس کی ہووے یا چوتھی دسمبر
۱۸۵۷ء تک بعد کے نواب گورنر جنرل بہادر موقوف کرینگے تمام باتوں کو جبکہ ہمارا خود قابل ہونگے
کرنے کو کار و بار سلطنت کا اور حکومت طرفین میں صلاح ہوگی کہ بہر صاحبان عالیشان کو ضرورت تکلیف
اوٹھانے کی منین رہوے گی۔

یہ قرار نامہ لکھا گیا بیچ شہر لاہور کے درمیان انڈون اور سرداروں مذکورہ بالا کے ۱۶ دسمبر ۱۸۵۷ء کو
دستخط فریڈرک کری صاحب اور دستخط نہری موٹ گومری لارنس صاحب طرف صاحبان عالیشان

ان نیاں تھیں فقیر نور الدین کے کش چند سردار رنجور سنگہ جیٹیا سردار عطر سنگہ کالی والا بھائی نڈان سنگہ
سردار کھان سنگہ جیٹیا سردار شہر سنگہ سردار لال سنگہ سردار یاسر اکبر سنگہ نڈان والا سردار راجہ سنگہ زنگہ سنگہ کالیہ
اور یہ سب انتخاب کیے گئے تھے برضا مندی تمام رخصتوں اور سرداران ریاست لاہور کے۔

فل عہد نامہ کہ فیما بین سرکار انگریزی اور وہ بابر لاہور کے

تاریخ سو طہون و سہم شہ ۱۲۴۷ ع کو ہوا

شرط اول

صلحا یہ کہ باہن سرکار انگریزی اور وہ بابر لاہور کے تاریخ نوین مارچ ۱۲۴۷ ع کو کیا گیا ہو اور ہر ایک
جزو و دونوں سرکاروں سے واجب الرعایت ہوگا سوائے دفعہ اس کے کہ ترمیم اوسکی واسطے ایک تہ
معین کے حسب شرائط ہذا کیا جائیگی۔

شرط دوم

نواب گورنر جنرل ہمارا ایک صاحب مع چند اسٹنٹوں کے معین فرماوین گے کہ وہ لاہور میں رہیں
اور اولیٰ صاحب کو اختیار تمام ہر کام کے نظم و نسق کا حاصل ہوگا۔

شرط تیسری

درمیان تمام نظم و نسق کے ہمیشہ بحفاظت اس امر کا مد نظر ہے گا کہ کوئی بات خلاف طریقہ ریاست کے بطور
میں نہ آوے اور ہر ایک فرقہ زمین اپنی بلا مزاحمت بجالاوے اور حق واجب ہر ایک کا قائم ہے۔

شرط چوتھی

طریقہ انتظام کام مع تمام جزئیات کے بدستور جاری ہے گا الا اگر تہذا امور مندرجہ شرائط بالا کے یا
واسطے حاصل کرنے حق واجب سرکار لاہور کے کچھ نقص ہوگا ترمیم اوسکی کر لیا جائے گی اور لاہور
جنریمہ ریاست جس طرح کہ ایک باہتمام ملازمان ہندوستانی کے ہوتے سے آئندہ بھی اسی طرح ہوا کرے
اور تہذا ران ملاؤمون کا متعلق ہوگا ایک کونسل سے کہ جو بنائی جائیگی منجملہ سرداروں کھان کے اور
رہے گی بمطابقت حکم صاحب ریڈنٹ انگریزی کے۔

شرط ہفتم

بالفعل واسطے اوس کونسل کے اشخاص مندرجہ ذیل تجویز ہوئے ہیں سردار تاج سنگہ سردار شہر سنگہ انارک
دیوان دینا ناتھ فقیر نور الدین سردار رنجور سنگہ جیٹیا بھائی نڈان سنگہ سردار عطر سنگہ کالی والا سردار شہر سنگہ

چنانچہ مقدمہ محکمہ عام میں پیش ہوا اور حقیقات انظار شیخ امام الدین کی عمل میں آئی اور آؤ کار ثابت ہوا کہ راجہ لال سنگھ نے درباب نہ دخل ملنے مارا راجہ گلاب سنگھ کے کثیر پرہیز و حقیقت انہو کیا تھا۔
 اوپر دریافت ہونے اس حال کے نواب گورنر جنرل بہادر نے حکم دیا کہ مصاحبین اور مرجع کاران ریاست لاہور راجہ لال سنگھ کو عمدہ وزارت سرپرست کر کے علاقہ سرحد انگریزین میں جلسے وطن کر دیں۔
 چونکہ صرف راجہ لال سنگھ بسا ریش پہنانی اپنی موجب نقص شرائط صلح نامہ ہوئی والا اتفاق نواب گورنر جنرل بہادر نے فرمایا کہ اوپر معزونی راجہ مذکور کے کچھ آگیا کیا جائیگا اور از انجا کہ سازش کسی دوسرے کی جہان وغیرہ میں سے مطلق نہ پائی گئی اور سرداران و سپاہ لاہور واسطے دبانے فساد کثیر اور رفع کرنے موافق ایضاً شرائط صلح نامہ کے از بس سعی و سرگرمی تھے اس سے صاف ثابت ہو کہ وزیر مذکور بدون آئینش اور سازش کسی دوسرے شخص کے قوم سکھ سے مرکب اس فتنہ کا ہوا تھا۔
 مصاحبین ریاست مذکور نے بطریق ارشاد نواب گورنر جنرل بہادر کے بالاتفاق عمل وزیر مذکور کا مناسب و یکجہ تعمیر اور سکی کر دی۔

ایلی و بار لاہور بعد تجویز چند روز کے کہ جب اونے کچھ انتظام ریاست منوسکا بشمول تمامی شہران دیگر کے فدرت گورنمنٹ انگریزی میں ملتی ہوئے کہ وہ کچھ بندوبست ایسا کر دیں کہ ملک میں امن و آسائش ہو اور ہمارا راجہ ولیپ سنگھ ایام خود رسالی تک بخوف و خطر بسر فرمادیں۔
 بنظر اس استدعا کے اٹالیان و بار کی کچھ شرائط جدید ترمیم صلح نامہ مورخہ ۹ مارچ ۱۸۴۸ء کے مابین سرکارین برائے چندے قرار پائی ہیں۔

شرائط جدید کہ ترمیم مواثیق سابقہ قرار پائی ہیں عمدہ نامہ مندرجہ ذیل میں مشرو و حادث ہیں۔
 پہن کہ نواب گورنر جنرل بہادر ازراہ عنایت درباب انتظام ریاست لاہور کے دربار ناہا یعنی راجہ ولیپ سنگھ کے ہر طرح برہمد و معاون ہوں ورنہ نخواستہ اوس ریاست کا اونکو از جملہ مشکلات اور چونکہ نواب مذکور نے بشرائط چند اقرار و افق اپنی اعانت کا کیا ہے میں بہ ترمیم شرائط صلح نامہ گیارہویں مارچ گذشتہ مقام لاہور میں لکھی گئی جہتیں شرائط مندرجہ ذیل قرار پائی ہیں وقت شہر بلون کے منجانب کورنمنٹ دو صاحب تھے اعلیٰ فوڈرک کری صاحب سکریٹری کورنمنٹ و دوم کریل سہری سنگری لارنس صاحب ایجنٹ کہ جنکو گورنر جنرل بہادر نے اپنی طرف سے ہتھیار کیا تھا مل کوئی کہ جو منجانب ہمارا راجہ ولیپ سنگھ اوس وقت موجود تھے یہ سہر و اتج سنگھ سردار شہر سنگھ

میر علی اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹے ہونے اور اہالیانِ مجلس کو اپنی شیشے میں لپی لکڑیوں کی کٹا ہونے کے ہماری دست
میں جرم و ذریعہ سلطنت پر بالکل ثابت ہو اور قابلِ موقوفی کے ہو۔ اگر معارضہ اور رانی صاحبہ اور سکندر اس عہدہ
بیلبل اللہ سے موقوف ہو کر تو سرکارِ انگریزی معاملات لاہور میں کسی طرح پر دست انداز نہ ہوگی۔
سب سرداروں نے آپس میں صلاح کر کے کری صاحب سے کہنا کہ جو آپ نے فرمایا ہو کہ بدل و جان منظور ہو
فی الحقیقت لال سنگر قابلِ موقوفی کے ہو اور تاقرر وزیر ثانی کے عہدہ وزارت کے کام کا انجام سہ وزارت
و سردار شہر سنگ اور دیوان وینا ناٹھ اور خلیفہ نور الدین کیا کریں۔ چنانچہ سب سرداران سکندر نے متفق ہو کر
عہدہ وزارت اور سرداروں کے حاکم کیا اور لال سنگ کو عہدہ وزارت سے معزول۔
جس وقت خبر مغربی راجہ لال سنگ کی مافی صاحبہ کو پہونچی وہ نہایت غمگین ہوئیں اور بلکہ کری صاحب کو یہ
کہلا بھیجا کہ اگر آپ ازراہ عنایت کے لال سنگ کو بدستور عہدہ وزارت پر بحال فرما دیں تو میں آپ کو کوہ نور
مذکورہ اس کے جواب میں صاحب مہر دے کر کہلا بھیجا کہ ہو آپ کے کوہ نور سے کچھ غرض نہیں جو وہ آپ کو
سہارک رہے ہم صرف آپ کی اور آپ کی رعیت کی سیوہی چاہتے ہیں غرض کہ راجہ لال سنگ اپنے عہدہ سے
معزول ہو کر اگر وہ کوہ بھیجے گئے جہاں کہ وہ اتناک ہیں۔

حال قیام فوج انگریزی کا لاہور میں حسبِ خواست سرداروں کے

چونکہ اب فوج انگریزی کو لاہور میں ایامِ معبودہ سے زیادہ ہو گئے تھے اس لیے احکام انگریزی واسطے
نہالی کرنے شروع کر کے جاری ہوئے اور عقرب فوج لاہور کو چھوڑنے کو تھی کہ سب سرداران سکندر نے
شفیق ہو کر اسبابِ صلح کی اور یہ تجویز تھی کہ سرکارِ انگریزی فوج قلیل واسطے انتظامِ شہر کے رکھی
اور باقی فوج کو وہاں سے نکال لے لیکن گورنر جنرل بہادر نے یہ درخواست قبول نہ کی اور کہہ بھیجا کہ اگر اہالیانِ لاہور
لاہور کو آئندہ کو رکھنا فوج انگریزی کا قبول ہووے تو وہ شرائطِ مندرجہ ذیل قبول کریں۔

اقول یہ کہ جتنی فوج سرکارِ انگریزی چاہے لاہور میں رکھے۔

و دوم یہ کہ اگر کوئی بالکل اختیار مافی و ملک حاصل ہوئے۔

سوم یہ کہ وہاں لاہور واسطے اخراجات فوج کے چوبیس لاکھ روپیہ سالانہ دیا کرے۔

چہارم یہ کہ انگریز جہاں چاہیں وہاں اپنی چاؤنی مقرر کریں۔

جبکہ اہالیانِ لاہور کو اس صورتوں سے اطلاع ہوئی اور جنھوں نے کہا کہ چوبیس لاکھ روپیہ سالانہ دیا ہونا
سرکارِ لاہور سے غیر ممکن ہے۔ اس کے جواب میں کری صاحب نے کہا کہ اگر چوبیس لاکھ روپیہ دیا نہ ہو تو سرکارِ لاہور

جیکہ والی جوئے واسطے قفسہ کرنے صوبہ ہندو کے کچھ فوج وہاں بھی شیخ امام الدین صوبہ دار کشمیر سے مقابلہ پیش کیا اور فوجی گلاب سنگھ کو شکست دیکر نکال دیا۔

واضح ہو کہ شیخ غلام محی الدین باب شیخ امام الدین ذات کا موصی اور سنے والا جلد ہی ہر دو اب کا تھا۔ وہ چند عورت تک لایا کر پارام کے پاس ایڈووکیٹ یو کے نوکر رہا اور عہدہ نوٹنل سنگھ میں لایا وکٹوریہ علیہ جو گیا یہاں تک کہ آخر میں کو صوبہ دار کشمیر گیا بعد اوسکی وفات کے اوسکا لڑکا امام الدین صوبہ دار مقرر ہوا اور اسنے اسوقت علم لغات کا بلڈ کیا کئی لڑائیوں میں اور شیخ جی میں راجہ ہونین لیکن ہر ایک میں والی جو بھی کی شکست ہوئی اور ایک لڑائی میں اوسکا سپہ سالار کچھت راسے بھی مارا گیا۔

جیکہ انگریزوں نے یہ دیکھا کہ امام الدین کشمیر کو خالی نہیں کرتا ہوا اور گلاب سنگھ کی فوج سے اوسکا فتح ہونا غیر ممکن ہوا تو انھوں نے اپنے کچھ انگریزی فوج زیر حکم کرنل لارنس صاحب زریڈنٹ لاہور اور لفٹنٹ ایڈووکیٹ صاحب کے اور کچھ فوج سکھ زیر حکم سرائیج سنگھ کے اوس طرف بھیجی۔

جیکہ یہ بالکل فوج مع فوج گلاب سنگھ کے برہ پیر نخل سے ایک منزل پر پہنچی اور سنے یہ سنا کہ شیخ صاحب لارنس صاحب کے حضور میں حاضر ہونے کے لیے کشمیر سے روانہ ہو چکے ہیں۔

بجز و سنے اس بات کے ایڈووکیٹ صاحب واسطے استقبال صوبہ دار موصوف کے روانہ ہوئے اور تاریخ اکتیسویں اکتوبر کو شیخ جی سے مقام بہرام گلی میں ملاتی ہوئے اور روز دوم انکو انوپلشک میں لایا

اس طرح فوج گلاب سنگھ کو قبضہ کشمیر حاصل ہوا اور پیرازین فوج انگریزی مع شیخ امام الدین کے لاہور طرف آگئی جیکہ امام الدین سے باعث نہ ہفتہ کراوینے فوج راجہ گلاب سنگھ کا کشمیر پہنچا گیا اور سنے کہا کہ میں نوکر

سہ کار لاہور کا تھا اور چونکہ راجہ لال سنگھ وزیر سلطنت تھے اس باعث سے علیہ انکے لکھنے کے مطابق عمل کیا اور لڑا واسطے تحقیقات اس مقدمے کے حکم گورنر جنرل لاہور کے تیسری دسمبر کو ایک کمیٹی جمع ہوا ان سب کو

انگریزی اہل سنی و علم کی مقام لاہور میں جمع ہوئی اور اوسہیں شیخ امام الدین نے حاضر ہو کر اور راجہ لال کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بالکل اس لڑائی کے بانی مہمانی یہ تھے اور واسطے صداقت کلام کے تین خطبہ پڑ

کہ ہر دو بار لاہور کی ثبت تھی پیش کیے اور مضنون اون خطوں کا یہ تھا کہ چونکہ تم گورنر قریب اس سہ کار کے ہو تمکو چاہیے کہ کشمیر کو ہرگز خالی نہ کرو اور اگر اس امر میں ہتھاری جان بھی جاتی ہے تو عین سعادت ہے۔ اس

ایک خط کے لکھنے کے تو لال سنگھ غور ہو کر کہا کہ باقی دو خطوں کے حال سے میں متعلقہ اوقات نہیں ہوں روز اول سنی حال جواب میں حاضر ہوا۔ روز دوم سب سہ کار پر جمع ہوئے اور مقدمہ پیش ہوا بعد تحقیقات مقدمہ کے کئی صاحب

راجہ بہرے خانے کرنل لارنس صاحب کے ولایت کو یہ صاحب جاسے اونکے زریڈنٹ لاہور مقرر ہوئے تھے۔

دستخط و مهر
کتاب سنگہ بہادر

دستخط و مهر
ایچ مارونگ صاحب بہادر

دستخط و مهر
ایچ کری صاحب

دستخط و مهر
ایچ ایم لارنس صاحب

لاحظہ تاریخ سے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ عہدہ راجہ برجیت سنگہ تک انتظام پنجاب خوب رہا اور کبھی کسی سردار یا فوج نے سر نہ اٹھایا لیکن اس کے مرتے ہی سرداروں میں نفاق پیدا ہوا جو کہ آخر الامر باعث سرکشی فوج اور تباہی سلطنت کا ہوا۔ اس وقت ہمہ از اتفاق خیزو + بے دولتی از نفاق خیزو۔

حال تسخیر قلعہ کوٹ کا مکرہ

چونکہ موافق مشہرہ انتظام مذاے کے کوٹ کا مکرہ پر انگریزوں کا قبضہ ہونا چاہیے تھا اس باعث سے قلعہ و از مقام مذکور کو لکھا گیا کہ وہ قلعہ کو خالی کر دے لیکن اس نے اس کے جواب میں یہ لکھا کہ تا وقتیکہ ہم جان سے نہ مارے جاویں گے قلعہ کو ہرگز خالی نہیں کریں گے دیوان وینا ماتھ واسطے فائز مہاراجہ قلعہ دار کے روانہ ہوا چنانچہ اس نے اس کو بہت سہمایا اور کہا کہ انگریزوں سے لڑنا اچھا نہیں ہے لیکن اس کے خیال میں کچھ گنڈا اور وہ یہی کہے گیا کہ بدوں لڑے مرتے قلعہ خالی نہیں کروں گا۔

آخر کو فوج انگریزی واسطے تسخیر قلعہ کے روانہ ہوئی اور اس سے اسٹیشنوں می کو قلعے کا محاصرہ شروع کیا قلعہ دار نے اپنے متین مقابلے کے ناقابل سمجھا اور دیوان وینا ماتھ کو لکھا کہ اگر ہماری جان بچے تو ہم اپنے متین سردار انگریزی کے حوالہ کریں چنانچہ اس کے جواب میں صاحب ایجنٹ نے یہ کہہ دیا کہ جیک تم قلعہ خالی نہ کرو گے اس کا کچھ جواب نہیں دیا جاوے گا بغور سوچئے جواب کے قلعہ دار خود چلا آیا اور اس سے کہا گیا کہ تم قلعے کی فوج سے کہو کہ وہ اپنا اسباب ضروری لیکر اور ہتھیار دیگر قلعہ خالی کر دی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور علم انگریزی قلعہ کے اوپر گاڑ دیا گئے۔ اس طرح قلعہ کوٹ کا مکرہ جو کہ پنجاب میں ایک مستحکم مقام تھا اور تھا انگریزوں کے قبضہ میں آیا۔

حال تسخیر کشمیر خلیفہ اور محرولی راجہ لال سنگہ کا عہد زورت سی

اور پندرہ روز پہلے کہ بعد میں ایک کدو روپے کے انگریزوں نے صوبہ کشمیر وغیرہ گلاب سنگہ کے حوالہ کیا لیکن

عہد نامہ کہ درمیان سرکار انگریزی اور مہاراجہ گلاب سنگھ
کے امرت سرین جتیاں ۱۶ مارچ ۱۸۴۷ء کے لکھا گیا

عہد نامہ کہ فرما میں سرکار انگریزی اور مہاراجہ گلاب سنگھ والی جوت کے لکھا گیا اور فرین پدا پنجاب سرکار انگریزی
پستخانہ فریدک کرنی صاحب اور پوٹ میجر جنرلی ہاکمری لائنس صاحب کے حسب احکم نواب سرمنہری ہارنگٹن
صاحب بہادر کہ منجملہ اہلیان خاص کو نسل شاہی میں اور سرکار کمپنی بہادر کے حضور سے مقرر ہوئے ہیں اور
ضبطہ و ربط امور اٹ ملک ہند کے بطریق گورنر جنرل اور تصدیق کیا گیا پنجاب مہاراجہ گلاب سنگھ پستخانہ
خاص مہاراجہ محمود سکے۔

وقف اول

سرکار انگریز بہادر نے مہاراجہ گلاب سنگھ اور اسکے بیٹوں پوتوں وغیرہ یعنی اولاد کو رکو قبضہ تمام اوس
ملک کو بہتانی اور اسکے متعلقات اور مصانات کا کہ واقعہ جو مشرق رویدہ دیاے انڈس کے اور مغرب رویدہ
دریائے راوی کے بشمول علاقہ چیمپا نیت فرمایا اور اپنی طرف سے مہاراجہ محمود کو ایک راجہ خود سر
بنایا مگر واضح ہو کہ یہ سچ حدود و محروسہ مہاراجہ محمود کے مقام لہول داخل ہنہیں جو کس واسطے کہ وہ
وقف عہد نامہ مرقومہ دربار لاہور مورخہ ۹ مارچ ۱۸۴۷ء کے دربار لاہور سے مفوض بہ سرکار کیا گیا
اور پچ عہداری بہ سرکار انگریز بہادر کے شامل ہے۔

وقف دوم

واسطے حد بندی سمت شرقی ملک محروسہ مہاراجہ گلاب سنگھ بہادر کے کچھ ملک پنجاب طرفین یعنی مہاراجہ
محمود اور سرکار انگریز بہادر مقرر کیے جاوین گے اور جبہ حدین بعد پیمائش کو مقرر ہوگی تلمبہ کردی جاوینگی

وقف سوم

بعض اس ملک کے کہ نسبت مہاراجہ گلاب سنگھ بہادر اور اسکے ورثاء کے حسب ذیبات بالا کیا گیا ہے مہاراجہ
محمود سمیت لاکہ روپینہ پاکت شاہی نذر سرکار کرینگے اس طرح پر کہ بچاس لاکہ بوقت تصدیق و توثیق اس
عہد نامہ کے اوپر چیس لاکہ تیار کریم کو مکتوبہ ۱۸۴۷ء یا قبل اس سے

وقف چہارم

حدین عہداری مہاراجہ گلاب سنگھ کی کسی صورت میں بدون منظوری سرکار کے بدلی نہ جاوین گی۔

شہر حاکم ہر قسم سرکاری بیچ قلعوں ملاقات مذکورہ
 سرکار لاہور کو اختیار کر کے سواے توپوں کے جو خزانہ اور اسباب سرکاری بیچ قلعوں ملاقات مذکورہ
 سرکار لاہور کو اختیار کر کے سواے توپوں کے جو خزانہ اور اسباب سرکاری بیچ قلعوں ملاقات مذکورہ
 سرکار لاہور کو اختیار کر کے سواے توپوں کے جو خزانہ اور اسباب سرکاری بیچ قلعوں ملاقات مذکورہ

شہر حاکم ہر قسم سرکاری بیچ قلعوں ملاقات مذکورہ
 سرکار لاہور کو اختیار کر کے سواے توپوں کے جو خزانہ اور اسباب سرکاری بیچ قلعوں ملاقات مذکورہ
 سرکار لاہور کو اختیار کر کے سواے توپوں کے جو خزانہ اور اسباب سرکاری بیچ قلعوں ملاقات مذکورہ
 سرکار لاہور کو اختیار کر کے سواے توپوں کے جو خزانہ اور اسباب سرکاری بیچ قلعوں ملاقات مذکورہ

عہد نامہ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۸۵۷ء کے مطابق
 دستخط و مهر سراجہ ولیپ سنگہ
 دستخط و مهر سراجہ رام سنگہ
 دستخط و مهر سراجہ لال سنگہ
 دستخط و مهر سراجہ وارث سنگہ
 دستخط و مهر سراجہ وارث سنگہ اٹاری والہ
 دستخط و مهر سراجہ وارث سنگہ جمبھٹہ
 دستخط و مهر ولویان وینا ناتھ
 دستخط و مهر فقیر نور الدین

چونکہ خزانہ سرکار لاہور میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ واسطے دینے سرکار انگریزی کے جو کہ بموجب شہر باغیچی
 عہد نامہ نوین مارچ ۱۸۵۷ء کے قرار پایا تھا موجود نہیں تھا اس باعث سے چاس لاکھ روپیہ تو
 اس طریق جمع کی گئی یعنی صوبہ بہتان سے تیرہ لاکھ اور صوبہ کشمیر سے آٹھ لاکھ اور موتی مندر سے باقی
 روپے منگوائے اور باقی تین لاکھ روپے کا جوابات و ظروف طلائی و نقرئی جیکر کل چاس لاکھ روپیہ
 سرکار انگریزی کو دیے اور عوض باقی ایک کروڑ روپیہ کی صوبہ کشمیر وغیرہ انگریزوں کو دیا چنانچہ انہوں نے جو
 اس مقام میں مرتب ہوا۔

شرط اول

مستقر فوج انگریزی کے نواب گورنر جنرل ہارو واسطے فقط وصیانت ذات ہمارا جہ اور اسکا نمانہ لائبر
 کے ماتر تیب وانظام سپاہ کو کہ موثوب و فوج عہد نامہ سرکار لاہور کے رکھی جاوے گی مناسب
 کافی تصور کرینگے۔ نیز لاہور میں چھوڑینگے اور یہ سپاہ بعد اتمام ۱۲۲۵ء کے ہرگز ومان ہرے کی بلکہ
 جتنوقت درمیان اس عرصے کے نزدیک اور بازار لاہور کے انتظام شایستہ ہو جائیگا اور مطلب اس کے
 ومان کیسے کا پورا ہوگا وہ فوج ومان سے طلب کر لی جاوے گی۔

شرط دوم

سرکار لاہور نے قبول کیا کہ سپاہ انگریزی کے واسطے مطالب مذکورہ دفعہ بالکے لاہور میں چھوڑی جائیگی
 بیچ قلعہ اور شہر لاہور کے انتظام اوسی کا رہے گا اور ومان سے فوج سرکار لاہور کی ہتاد ہی جاوے گی اور کاف
 شائستہ فاسطے افسروں اور سپاہیوں فوج انگریزی کے دیدیے جاوینگے اور جو شرط فرامد کہ نسب
 سپاہ کے بیچ ملک جنب اور باہر سکانات معینہ چھاوئی کے عائد سرکار ہوگا لاہور سے ملے گا۔

شرط سوم

سرکار لاہور نے اتار کیا کہ حسب شرط انتظام مذکورہ عہد نامہ کے بیچ کو تیب وانظام فوج تو کے جلدتر سعی و ترو
 کیا جاوے گا اور حسب فوج آراستہ ہوتی جائیگی اور جہان جہان نشین کیاوے گی سارا حال اسکا اور
 صاحبان خیمار کو کہ لاہور میں چھوڑے گئے ہیں لکھ بھیجا جائیگا۔

شرط چہارم

انگریز بجا آوری مشروطہ بالا کے بنجانب سرکار لاہور کچھ دستور ہوا خیار ہر سرکار انگریزی کو کہ درمیان
 مدت مذکور ہر شرط اول کے جب چاہے اپنی فوج کو ومان سے طلب کر لے۔

شرط پنجم

خاکیر دار کہ بیچہ لوا متیان و متعلقان ہمارا جہ برحیث سگہ و کھان سگہ و شیر سنگہ سیکھہ شہیون کی جاگیر میں
 بیچ ملاقات مفوضہ حسب دفعہ دوم عہد نامہ مورثہ نوین ماہ حال کے رکھی ہوگی حقوق و مرفق آن جاگیر
 مائین حیات انکی بدستور قائم و برقرار رہے گی۔

شرط ششم

درپسہ انگلڈاری کا کہ سرکار لاہور کو اپنی کارداران و سربراہ کاران علامات مفوضہ حسب دفعہ دوم
 ۱۹۰۲ء والی طلب ہوگا بااحتیاط حاکمان مال تحسینہ سرکار و کارسار کے مملوک

شرط چودھویں

حدود علاقہ سرکار لاہور کی بدون منتظر سیسر کار انگریزی کے تغیر و تبدیل نہ ہو سکیں گی۔

شرط مئذرھویں

سرکار انگریزی کو یہ مانتا انتظام ملک لاہور میں کرے گی لیکن اگر کسی بادشاہین صلاح پوچھی جائیگی تو نواب گورنر جنرل و ریاست وینے صلاح نیک کے درین مکرین گے

شرط سو طھویں

راجا یا سرکارین کی اوپر داخل ہونے علاقہ سرکارین کے بساؤک شایستہ و مناسب ہوگی کیا پائی یہ عہد نامہ آج کے بعد درمیان فریدرک کراچی صاحب اور بریوٹ میجر ننگ کی لارنس صاحب معتمدان نواب گورنر جنرل بہادر سرسہری ہارڈنگ صاحب ہنجانب سرکار انگریزی اور بجائی رام سنگھ وراجہ لال سنگھ و سردار پنج سنگھ اور سردار چتر سنگھ اناری والا و سردار چتر سنگھ مجیٹھ دیوان وینا ناتھ و فقیر نور الدین معتمدان ہمارا جہ لاہور کے کھٹا گیا اور دونوں طرف یعنی نواب گورنر جنرل بہادر سرسہری ہارڈنگ صاحب و ہمارا جہ و لیپ سنگھ سے بہ نسبت ہر طرف بمقام لاہور تاریخ نوین مارچ ۱۸۵۷ء مطابق دہم ربیع الاول ۱۲۷۵ھ ہجری مرتب و مصدق ہوا

سر	دستخط ہمارا جہ و لیپ سنگھ	سر	دستخط ہجری ہارڈنگ
سر	بجائی رام سنگھ	سر	افین کری
سر	راجہ لال سنگھ	سر	ایچ ایم لارنس
سر	سردار پنج سنگھ	سر	سردار چتر سنگھ اناری والا
سر	سردار چتر سنگھ مجیٹھ	سر	دیوان وینا ناتھ
سر	فقیر نور الدین		

دسون مارچ کو بوقت سندھ سر نواب گورنر جنرل بہادر ہجری کمانڈر انچیف صاحب یعنی سپہ سالار افواج ہند اور گورنر ملک سندھ کے اور مع تمام افسران انگریزی کے کو نوین تاریخ وقت تشید و توثیق عہد نامہ کے موجود تھے بقوت وینے مبارک صلح کے ہمارا جہ و لیپ سنگھ بہادر کو شہر لاہور میں پنج محل خاص ہمارا جہ درون افق ہوئے اوس وقت دیوان وینا ناتھ وزیر و سردار ان شریک جلسہ کے کچھ عبارت کو متفقین شکریہ لکھی تھی و روبرو حاضرین کے پر بھی ترجمہ اوس عبارت کا یہ جو کہ ہم نہایت ممنون و مشکوہین نواب گورنر جنرل بہادر کے واسطے نگاہ نہ کرنے رابطہ اتحاد و یکا گت کے کہ فیما بین سرکار انگریزی اور ہمارے رنجیت سنگھ گنپتہ باشتی قدیم الامام سے مربوط تھا اور نواب محمد روح نے کہا اپنے لطف و کرم سے ہماری ریاست کو

شہر ٹائون

دریائے بیاس و ستلج مع تنجہ ہاسے ستلج کے کہ موسوم بہ ٹائون میں تاشمول بہ انڈس بمقام مہن کوٹ
اور دریائے انڈس بمقام مہن کوٹ سے تاحدوہ بلوچستان درباب حصول پل و کشتی کے پروسس کارانگریزی
ہونی لگ گشتی ہاسے سرکار لاہور کہ سواری مسافران یا بنا براسباب تجارت آمد و رفت کریں گی پھر مافقت اوسکی
مہین ہواور جو حصول پل کہ تمام کی گھاٹوں سے وصول سرکارانگریزی ہوگا بعد اواسے خرچہ بندوبست کے
نصفی ہر کار لاہور کو پہونچا دیا جائیگا اور تنجہ ہاسے ستلج کہ مابین علاقہ لاہور و بہاولپور کے واقع ہر سرکار
انگریزی کو اوس سے کچھ سروسکار مہین ہواور۔

شہر ٹائون

اگر سرکارانگریزی کو بیاس سفلطت علاقہ اپنے یا کسی دوستدار اپنے کے گذر کرانا چاہیے مباد کا ملک سکھ مہین
سے بہت بڑا اطلاع وہی ہاموقع کے گنجائش چون و چرا کی ہوگی اور ملازمان ملک مذکور کو واجب ہوگا کہ
سامان اسر و کشتی وغیرہ جو کچھ کہ مطالب ہو سبدا تمام کریں کہ روپیہ اوسکا سرکارانگریزی وام وام ادا کرے گی
اور بلکہ جو نقصان رعایا کہ عبور قریح انگریزی سے واقع ہوگا بھر دینا اوسکا ذمہ سرکارانگریزی ہواور رعایا
ملا بہ رعایا کا درمیان ملکوں کے کہ جہان سے عبور فرماتا ہو بہر صورت ملحق اودر نظر سے ہے گا۔

شہر ٹائون

ہمارا جہد و روح کوئی انگلستانی پایا شدہ امریکہ بدون منتظاری کو رہنمائی کے لازم نہ کریں گے

شہر ٹائون

پس اس کے کہ ہمارا جہد و کلاب سنگہ موجب رفعت فساد ہمدیک اور باعث مصاحت و رفعت شود و شہر ہوا تھا ہمارا
وہ پل سنگہ بہاوتے راجگی علیحدہ تمام اس کے نامزد فرمائی اور علاقہ افکاشتہ اپر او زمین اصلاح کوستانی
کے ہوگا کہ عہد ہمارا جہد و کلاب سنگہ بہاوتے راجگی علیحدہ تمام اس کے نامزد فرمائی اور علاقہ افکاشتہ اپر او زمین اصلاح کوستانی
کے ہوگا کہ عہد ہمارا جہد و کلاب سنگہ بہاوتے راجگی علیحدہ تمام اس کے نامزد فرمائی اور علاقہ افکاشتہ اپر او زمین اصلاح کوستانی
کے ہوگا کہ عہد ہمارا جہد و کلاب سنگہ بہاوتے راجگی علیحدہ تمام اس کے نامزد فرمائی اور علاقہ افکاشتہ اپر او زمین اصلاح کوستانی
کے ہوگا کہ عہد ہمارا جہد و کلاب سنگہ بہاوتے راجگی علیحدہ تمام اس کے نامزد فرمائی اور علاقہ افکاشتہ اپر او زمین اصلاح کوستانی

شہر ٹائون

اگر کوئی شہر درمیان سرکار لاہور اور ہمارا جہد و کلاب سنگہ کے واقع ہوگا حسب تجویز کو رہنمائی انگریزی فیصلہ پائیگا
ہو تجویز میان کی ہمارا جہد و وقت کو منظور و مقبول ہوگی۔

سے جا کر میرا سلام کہو اور کہو کہ جب تک ممکن ہو خوب لڑے میں بھی چل کی حفاظت کرینگے بعد جلد تھوڑی مدد کو آنا
 ہوں بعد اسکے وہ دریا کے تلخ کو مع پذیرہ پس سواروں کے چل سے عبور کر گیا اور اہل میدان جنگ کو
 چھوڑ کر بہاگ بعض پرہیز کرتے ہیں کہ بعد اسکے اسے اٹھ یا دس ضرب توپ خاص چل پر لگا دین تاکہ وہ چل
 کو توڑیں اور اگر فوج سکھ بھاگے تو اسکو فوراً اور اوپر چٹا پتھر اسی باعث سے فوج سکھ میں سے جو کہ لڑائی
 سے شکست کھا کر بھاگے بہت سے آدھی دریا میں غرق ہو گئے بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سردار نے یہ عجیب
 کرنے دریا کے کشتیوں کی رستیاں کٹوا ڈالیں اور چونکہ دریا پاب نہ تھا اس باعث سے عبور کرنے میں بہت
 سکھ ڈوب گئے واللہ اعلم بالصواب اب ہم اس طویل کالمی سے درگزر کر یہ لکھتے ہیں کہ بعد ملاقات گورنر جنرل
 اور مہاراجہ ولیپ سنگھ کے عہد نامہ منسلک ذیل فیما بین سرکار انگریزی اور سرکار لاہور کے ہوا اور اس پر مہاراجہ
 ارجیہ سواروں کے دستخط ہوئے۔

شرائط صلح کے فیما بین سرکار انگریزی اور والی لاہور کے درمیان

ازجگہ عہد نامہ سابق کہ تاریخ ۱۱ مئی درمیان سرکار انگلشیہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر سرگرمی کے لکھا
 گیا تھا وہ دسمبر ۱۸۱۹ء میں بلاوجہ خصوصیت منجانب فوج سکھان یک طرفہ شکست ہوا اور اس پر نواب گورنر
 جنرل بہادر نے تباہی خیز خون و سیر حکم حالی صادر فرمایا کہ ملک والی لاہور واقع این روے تسلیم قرق ہو
 داخل علاقہ سرکار کمپنی بہادر کیا جاوے چنانچہ بعد اسکے سامان جنگ طرفین سے روز بروز در تزايد رہا اور
 قابلیت کار فتح نصیب اولیاء دولت انگریزی ہو کر فوج منصوبہ رہ چاری داخل شہر و قلعہ لاہور ہوئی اور
 باہم تار پائی کہ اوپر شرائط چند کے صلح نامہ جدید موقوف کیا جاوے پس عہد نامہ مندرجہ ذیل درمیان
 سرکار انگلشیہ اور مہاراجہ ولیپ سنگھ بہادر کے نقش توثیق پایا ہوا ہے و حیدران طرفین کہ حاضر وقت ہیں اسم باسم
 دن ذیل کیے جاتے ہیں یعنی منجانب کمپنی بہادر فریڈرک کری صاحب اور بریڈسٹریٹ میجر ہنری منسٹر گی لائبر
 صاحب کہ حضور ہنری ہارڈنگ صاحب سابق ایک اہل بروی کونسل جناب ملک انگلستان اور حال گورنر جنرل
 سینہ ملک ہند سے بطور متحد علیہ قرار پائی تھے اور منجانب مہاراجہ ولیپ سنگھ بہادر بھائی رام سنگھ و راجہ لال سنگھ
 منسٹر ایچ سنگھ و سردار جیٹ سنگھ اناری والا و سردار رنجور سنگھ جیٹھ و دیوان وینا ناتھ و فقیر نور الدین

طاوا

رابطہ اتحاد و موافقت کا درمیان سرکار انگریزی اور مہاراجہ ولیپ سنگھ والی لاہور اور اس کے وارثوں
 اور جانشینوں کے بطور دوام مربوط رہیگا۔

بدست سوار کو سترار موصوف کی ونا بازی کا یقین یافتہ تھا چنانچہ اسنے بالکل فوج کے سامنے
 گالیان دیں اور تب پھر سترار اپنے درجے سے سواروں میں جا کر کھڑا ہو رہا۔
 ہر چند کہ فوج کو اپنے سواروں کی ونا بازی کا یقین و اطمینان تھا مگر وہ لڑائی میں اونکی تابعدار ہی اور جبا
 مردانوں کے لیجاڑتھے و حالی تھی کواستیکہ سکھوں کے گردہ میں سے کوئی شخص افسر فوج نہ تھا اور بدو
 یہ غیر ممکن تھا کہ وہ کچھ کر سکے اسلئے آخر الامر فوج بدرجہ لاپرواہی اول مع تیغ سنگہ کے سترار کی طرف اور بعد از
 اوسکے پار چلی گئی۔
 جو اندری سترار تیغ سنگہ کی باجرہ مندرجہ ذیل سے واضح ہوگی۔ جبکہ فوج سکھ کدھرہ سترار پر مقام پھری سکے
 پن یا سواروں میں نیمہ دن تھی اور تیغ سنگہ جی بدرجہ مجبوری اوسکے ساتھ تھا اوسنے بائیں خیال کہ بروقت حملہ
 کرنے فوج انگریزی کے شاید میں مارا جاؤں ایک گول برن اپنے رہنے کے لئے بنوایا تھی تو یہ کی چنانچہ اوسکا
 تیر ہونا بھی شروع ہو گیا تھا کہ ایک برہمن بخوبی نے اوس سے کہا کہ جب تک آپ اس عمارت کو موافق جنت تو
 کے جو کہ میں نے آپ کے گردہ دیکھا ضرور یافت کریں میں نہ بنوا دینگے اس سے آپ کو کسی طرح کی پناہ نہیں ملے گی
 اور جب تک آپ مجھ کو کچھ نہ دیئے میں وہ قواہد ہرگز نہ بناؤں گا چنانچہ سترار موصوف نے اوسکو پنج سو روپے دیئے
 اور برہمن دیوٹا نے کہا کہ اس عمارت کی دیواریں تین سو تینتیس اونچاں کی برابر یا انگریزی گز سے قریب سو تین
 گز کے چوڑی ہونا چاہئیں اور وہ برج جہاں کہ سترار تیغ سنگہ بروقت ضرورت طے جاوزیں بشکل دائرہ ہووے
 اور اوسکا قطر خاص سترار موصوف کے بالشت سے ساڑھے تیرہ بالشت ہو۔ جسوقت کہ بالکل فوج سکھ انگریزی
 فوج کے سامنے مورچہ بندی کرتی تھی اور اپنے کپو کے قلعہ بندی کر سترار منہایت سرگرم تھی سترار موصوف اپنی
 بالشت سے زمین ناپا کرتے تھے اور اپنے قلعہ کے نقشہ بنایا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ اسی طرح اپنی
 عمارت کے تعمیر میں مشغول تھے کہ ایک فوجی گدہ کپتان اوسکے پاس آیا اور بعد دریافت حال کے اوسنے اوس مکان کا
 نقشہ بنا دیا اور وہ قلعہ جلد بنکر طیار ہو گیا۔
 جبکہ فوج انگریزی کی حملہ آوری کی خبر سترار مذکور کو پہنچی اوسنے قریب پچاس سواروں کے واسطے حفاظت
 شعیبہ کے بل کے روانہ کیے کیونکہ اوسنے ارادہ کیا تھا کہ تھوڑی دیر میں ہم بھاگنے لگے کسی ایسا نہ کہ فوج
 کاروں کی پرت قبضہ کرے۔ چنانچہ جبکہ لڑائی شروع ہوئی سپہ سالار افسر اپنے قلعہ میں داخل ہوئے اور منظر
 کے دیکھے کیا پروہ غیب سے نمودار ہوئے اوسنے اوسکو کب بھاگنا پڑے۔
 عرصے میں کہ سترار تیغ سنگہ کے پاس آئے اور اوسنے کہا کہ آپ چلکر میدان جنگ میں شریک ہو جیئے تاکہ آپ
 سے اوس فوج کو جو کہ زیر حکم شام سنگہ کے لڑ رہی ہے تقویت ہو لیکن جواب اوسکے اسنے کہا کہ تم شام سنگہ

برائے نظامی اور خود سہری فوج اور دغا بازی اور زامروی اپنے سرداروں کے تباہ و برباد ہو گئی یہ اور مذکور ہو چکا ہو کہ فوج سکھ جو دریائے ستلج پر خمیہ زن تھی اپنے سرداروں پر دغا بازی کا شبہ رکھتی تھی اور وہ یہ خوب جانتی تھی کہ بوجب احکام خفیہ کے وہ ہماری قتل کی تجویزین کرتے ہیں۔

سب سرداران اور خصوصاً سرداران تیج سنگہ کے ایسے طور و طریق تھے کہ اس سے مکھن کو دغا بازی کا گمان نہ تھا بہت سی باتوں سے سکھ اپنے سرداروں پر دغا بازی کا شبہ رکھتے تھے کیونکہ بجائے اس کے کہ وہ ایمان و یچکا انہی فوج کو انگریزوں سے لڑاؤ میں وہ اپنی فوج کو ایسے موقع سے لڑانا چاہتی تھی کہ جس سے انگریزوں کو آسانی سے فتح حاصل ہو۔

باوجودیکہ سکھ اپنے افسروں پر دغا بازی کا شبہ رکھتے تھے لیکن تاہم انہوں نے ایم لڑائی میں ان کی سلاحت اختیار کی تھی۔ وہ اپنے سرداروں کو دشنام دہی کرتے تھے اور کہتے تھے وہ ہم جانتے ہیں کہ تم نے دربار سے سازش کر کے ہلکے انگریزوں سے لڑنے کے لیے بھیجا ہے۔ اور یہ جانتے ہو کہ ہم بھیڑوں کی طرح ایک مکان میں بند رہیں اور انگریز ہمارے وقت فرصت کے اگر قتل کر ڈالیں لیکن یاد رکھو کہ ایسا کرنے میں تم معرف اپنے ملک کے لیے دغا بازی ہو نہیں سکتے بلکہ میرے قصاب اور قاتل بھی مشہور تھے۔ بالکل فوج جس سے چاہوں جیسے گناہ اور تصور کبیرہ سرزد ہوئے ہیں ہمیشہ اپنی سلطنت اور اپنے افسروں کے احکام کے مطیع رہی ہے۔ ہم آپا بھی اس قابل ہیں کہ تمکو سزا دیں لیکن ہم تمکو خدا اور گرد کے سامنے جوابدہی کرنے کے لیے چھوڑتے ہیں اور ہم نے بار بار مدد گار حتی الوسع اپنے ملک کی آزادی کے واسطے کوشش کریں گے۔

ہر چند ایسی گفتگو سے اکثر سرداران کے ظاہر اشراک ہو جاتے تھے لیکن درپردہ ان کی تباہی و بربادی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے تھے۔

تاریخ بانیسویں و مہر کو تیج سنگہ کا مقام فیروز شہر سے تھکی ہوئی فوج انگریزی پر بدون حملہ کرنے کے پھلا جانا صرف بسبب دغا بازی کے تھا۔

جبکہ اس موقع پر تیج سنگہ انہی فوج کو لوٹنے کے لیے ترغیب دیتا تھا اور مخاطب ہو کر یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تم نہ لوٹو گے تو کشتیوں کے پل پر جو کہ تمہارے پیچھے ہر انگریز قبضہ کر لیں گے اور پھر کوئی صورت بچنے کی نظر نہ آو گی۔ ایک سو ارب رنجیت سنگہ کے وقت کا اپنے گھوڑے کو دوڑا کر اور برہنہ شمشیر ہاتھ میں لیکر تیج سنگہ کے پاس آیا اور اسکو ڈرا کر اور فوج انگریزی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس تھکی ہوئی فوج کو دیکھا اگر ہم حملہ کریں تو وہ ہماری تازہ فوج کی ہرگز مقابلہ کر سکے اور یقین کی ہو کہ ہلکا آسانی سے فتح حاصل ہو گی۔ اس جواہر و سپاہی کی یہ بات دیکھ کر تیج سنگہ نے ہاتھ ہڑکراؤں سے تسمیہ کیا کہ میرا ملاو لوٹنے سے سوائے حفاظت فوج کے اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن

پنجان بندوبست بنظر در آوید کہ اندر دست آن دریاست اولاد حمار را بر رعیت سنگ در لاهور بکے قائم و
باشد کہ فوج خود را در متابعت در عایار با حفاظت خود داشتن تواند و آئندہ ہم رفاه و راحت و ریاست خا
مید آید و باز از وقوع چنین حرکات حدود ملک انگلیش محفوظ ماند و بر تمامی جہان میان خال نصفت و صلہ
گستری فرمان فرماے اعظم ہندوستان ثبات و تحقق شود اگر اندرین ہنگام وقت فرصت کہ برای بجا
یافتن ریاست خاصہ از بر علی و بنے انتظامی فوج کافیست غنیمت شمرده بآگہار نہ و مقابلہ با فوج انگریزی
آئندہ پس کار انگلیش بجهت ریاست پنجاب اپنجان تدبیر دیگر کہ مقتضای ایضاے کل حقوق بود حمار
و ہمستان سکار انگلیش خواہد بود عمل خواهد آورد۔

مقام تصویرین انگریزوں کو یہ خبر ملی کہ فوج سکھ قریب بیس ہزار آدمیوں کے ادت سر کی طرف پڑی ہوئی ہے جو
لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ طاقت اصلی خالصہ کی جاتی رہی کیونکہ اب ملک خزانہ خراک اور آلات حرب کے
وہ لوگ تھے جو کہ سابق سے سکھوں کی تباہی چاہتے تھے اور اب وہ بخوشی تمام انگریزوں سے ملگے تھے
جیکہ ملک کی یہ صورت تھی رانی صاحبہ نے بچوں اور لون سہ داروں کو جو کہ اس وقت لاهور میں موجود
تھے جمع کیا اور ان سے کہا کہ ہر ضامن کی فوج اور شہزادوں کے کہ وہ میرے احکام کی تعمیل کرنے میں کچھ غدر کرے
تو میں واسطے انہماک تبدیل کرانے اور حمار را بر دلیپ سنگ کے راجہ گلاب سنگ کو گورنر جنرل بہادر کے ہاتھ بھجوں
کیونکہ اب صرف اس بات سے حفاظت ملک کی متصور ہے۔

سب شخصیات پر راضی ہوئے اور تاریخ پندرہ جون فروری کو راجہ صاحب مع چندا در سہارون کے واسطے
طاقت گورنر جنرل بہادر کے مقام تصویرین آئے اور ان سے کہا گیا کہ حمار را بر دلیپ سنگ حمار را بر لاہور
ملک و زمین بایں اور تبلیغ کے قبضہ سرکار میں رہے گا اور دربار کو عوض اخراجات لڑائی کے ڈیڑھ کروڑ
روپیہ دینا پڑے گا بعد بہت سی رد و بدل کے یہ شرائط قبول کی گئیں اور حمار را بر صاحب ہی واسطے اٹھار
تا بعد لاری کے کپو سرکار گورنر جنرل انگریزی میں تشریف لائے اور بعد ازین تاریخ بیسویں کو فوج انگریزی
دارالسلطنت پنجاب میں داخل ہوئی۔

دور و بعد اسکے قلعہ میں انگریزی رجسٹین تعینات کی گئیں۔

گورنر جنرل نے بار بار وہ کیا کہ سکھوں کو صرف واسطے قصورات گذشتہ کے ہر سہ اندہ دینی چاہی بلکہ آئندہ
کیواسطے بھی واکلی طاقت کم کر دینی ضرور ہوا سلتے اونہوں نے یہ تجویز کی کہ راجہ گلاب سنگ کو خود مختار کردینا چاہیے
تاکہ اسکو آئندہ سلطنت پنجاب سے کچھ علاقہ نہ بے چاہیے اونہوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ عہد نامہات سے
دریافت ہوگا اس طرح پنجاب کی سلطنت جو کہ ایک قوم انگریزی سلطنت سے برابری کا دعویٰ کرتی تھی سبب

سیر کار انگلشیه کرد و که پادشاه پرتغال خدع و وفای او چنانچه تاخت و تار و سرزد شدن متباینه فقط متباینه مبارکه از فوج کشی سرکار دولته دار بر سر کار لاهور و فوجش مقصود و مطلوب این معنی بنویسد که اگر این شش جنگ است این سرکار گزین چنانچه در استعمار و صدوره کتاب گورنر جنرل بهادر بر فوجش سپردیم و هم ماه و سیم این معنی سابقا با نظام رفت که نواب گورنر جنرل بهادر در کمال فحاشی و از روی آینهی بود که در ریاست لاهور باز اینچنان بند و بست و انتظام بهادر رسد که انان زیر حکومت رعایا با امنیت باشند مقصدی این همه احوال و صداقت همچنین احوال این معنی شایسته است که هر یک یک تدبیر جنگ و جدل از این پیشتر بعمل نیاید و بود لیکن هر گاه که سرکار لاهور یک یک با افشای یک یک و تاخت و یورش بر مملکت انگلشیه گردیده سرکار انگلشیه بعمل آوری تدبیر یک یک جنگ و جدل و درون بر ملک لاهور شود که آنچه که از این معنی حرج و نقصان بر ریاست لاهور خواهد افتاد و محض سبب حرکات ناچار و افعال و اطوار از اینچنان سرکار لاهور و فوجش مقصود است سرکار انگلشیه از روی و خواهش این معنی داشت که زیاده ای مملکت سرکار سیم رسد فلان بکرت حصول ثباتی قرار که با فاق و اطیمنان آینه ضرور و لازم گردیده که مقدار از ان ملک که هنوز به تاخت سرکار لاهور است به قبض و تصرف داشته شود و چنانچه این مقدار یک بهای منتهی حال بطور مطلق در بار لاهور و جهت حصول اطیمنان حفاظت حدود سرکار انگلشیه گرفتن مناسب متصور خواهد گشت بجزیرت و تشخیص خواهد یافت لاجرم به صورت سرکار فراتر از این هندوستان اخلاص که در میان دریای شلی و بیاس من کوستان واقع است شامل مملکت انگلشیه خواهد ساخت و مال و محاصل آن اخلاص بعضی قدری از مقدار مناسب بهای من که از سرکار لاهور و جانب الطلب گردیده محسوب خواهد شد سرکار فرمان فرامان فرامان بهمن درستان بار نا اخطار این معنی ساخته که هرگز از او و تخریب ریاست خالصه مذکور نبوده و اگر چه اطوار در بار لاهور چنان بوده که مستوجب و منزه او را این معنی است که اشد تدبیر و ملامتی و تدارک که هنوز در صورت عدم یافتن تاوان کامل حرکات گذشته در جوع و بیاد و درون بعلت مقتضی سیاست حکومت است بشمول و گردید تا هم نواب گورنر جنرل بهادر از المی زمان احوال فکر از این معنی نیست که در بار لاهور و روسای انبار اوقست وقت داده شود که سرکار انگلشیه به بیعت و اطاعت رجوع آید که نواب گورنر جنرل بهادر را بنظر طبع عقیده قدسی و عاقبت اندیشی آنها بحال و برقرار داشتن ریاست بذات یک از اولاد چهارم به ریخت سنگ بکنده باشی که بانی مبنای آن ریاست و مقصد و مقبره سرکار انگلشیه بودند منظور و منظور شدن می تواند چنانچه از جانب نواب گورنر جنرل بهادر کدام دلیل فایده تر از تحصیل و تخریب سرکار انگلشیه خواهد بود که درین هنگام فتح کامل و غلبه تمام تر باطلان و هجوم کورات باطنی خود و در حقیقت لیکن شراط مشکوک و طریق آسین همچو بند و بست متعاقب انفصال خواهد پذیرفت انهمه روسای که خیر خواهند بود از چهارم به ریخت سنگ سرگماشی هستند با تخصیص مائیکه ستریک و شامل جنگ و جدل با سرکار انگلشیه نبوده و تخریب داده می شود که باقی اقی نواب گورنر جنرل بهادر

جیکہ دن زیادہ گزرتا گیا فوج انگریزی سڑے دیکھا کہ بدون فوج پیادہ کے قہیاب ہونا مشکل ہوا اسلئے فوج انگریزی آگے گوسٹھ کر پھوٹی لیکن فوج انگریزی میں سے بڑا حصہ سبب گولہ اندازی سکھوں کے چھپرے کے دست چپ کی طرف سے پکے فوج انگریزی سکھوں کے کپڑوں میں داخل ہوئی اور باجوہ دیکھ اونکے اس سے فائدہ کثیر نہوا الا باقی فوج انگریزی یہ دیکھا اولیٰ اعظم ہو گئی۔ وہ فوج مار کر اور خندق کو پہلے لگا کر میدان جنگ جاکر سکھوں نے بغیر اس کے باقی توپیں حملہ آور دن پر سر کرین ابراس سے انگریزی سپاہی بہت ہزار ہوئے۔ پکے فوج انگریزی واسطے امداد اس حصہ فوج کے جو کہ حملہ آور تھے بھی بھی گئی لیکن سکھوں نے اونکو تھکے مٹا دیا اور ایک بے انتظامی فوج سرکاری میں واقع ہوئی۔ لیکن دوبارہ فوج انگریزی نے دھاوا کیا اور چند مورچہ سکھوں کے چھپرے پر

حقیقت یہ ہے کہ افسر اور سپاہی فوج انگریزی کے اس لڑائی میں کمال دیری سے لڑے ورنہ دشمنوں پر جو کہ تعداد میں زیادہ اور جاملزوی میں اودن سے کم نہ تھے قہیاب ہونا دشوار تھا۔ ہر چند کہ دیوار میں کئی مقام پر شکاف ہو گئے لیکن تاہم سکھوں کی توپیں چلتی تھیں اور ہر ایک سکھ ایک ایک ٹکڑے زمین پر اپنی جان دینے کے لیے کھڑا تھا۔

بعوض مدد دینے کے وقاباز تیج سنگھ جو کہ سکھوں کے تباہی پاتا تھا شروع لڑائی میں ہلاک کیا اور معلوم کہ اوسنے قصد پل کے جج کی ایک کشتی غرق کرادی یا اتفاقاً وہ کشتی دریائے ڈوب گئی لیکن جوا نرو شام اٹاری والے نے نیت کی کہ گرو کے نام پر جان و ننگا لیکن پیچھے کو منہ نہ پھیر وں گا وہ سفید و سادہ پوشا پہنے ہوئے تھا۔ اوسنے اپنے سپاہیوں کو پکار کر کہا "گرو کے نام پر لڑو اور اپنی جان نثار کرو اور اوسکا ثمرہ ملک و عاقبت میں ملے گا" یہ کہہ کر فوج انگریزی پر حملہ آور ہوا اور بعد بہت سے کشت و خون کے مع اپنے سپاہیوں کے اپنے ہم وطنوں میں مل گیا۔ اس طرح پرشام سنگھ جو کہ حقیقت میں ایک بڑا عقیدل و جراتور و تجربہ کار سپاہی تھا اپنے ملک کی خیر خواہی کے واسطے مارا گیا۔

سکھ جو کہ مثل شام سنگھ کے تھے دیوار پر پیشتر رہنے پہلے ہوئے مرنے مارنے پر مستعد کھڑے تھے۔ جہاں کہیں اونکو انگریز نظر پڑتے تھے وہ گولہ اندازوں کو تباہ تھے اور کہتے تھے کہ اودن پر گولہ پڑا نصف گنٹے تک ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ اوسکا حال لکھا جاوے تو قلم سے خون ٹپکنے لگے مختصر یہ ہے کہ خون کے نالے بہہ نکلے اور خندق نقشوں سے پٹ گیا۔ آخر لاہر میں ایک مہرچہ انگریزوں کے ہاتھ لگا اور فوج سکھ دریائے عیق کی طرف ہٹتی گئی۔

باجوہ دیکھ اسوقت فوج سکھ پر دو طرف سے سوار اور پیادہ حملہ کرتے تھے لیکن وہ لڑتے پھرتے ہی ہوئے

۱۱۔ کے بہت بڑا پہلا کہتے تھے۔

جبکہ کاروبار کی یہ صورت تھی فوج سکھ نے جو کہ کنارہ چپ دریا سے شیلج پر قریب سروون کے غمزدہ ایک دیوار مستحکم واسطے اپنی حفاظت کے تعمیر کی اور اس کے سامنے ایک خندق بھی کھدوایا اور سر ضرب توپ مورچہ پر قائم کر کے لگائیں۔

یہ مشہور ہو کہ اس وقت تعداد فوج سکھ کی پین تیس ہزار تھی الا تحقیق یہ ہو کہ انکی فوج میں پیشہ سکوہ سے زیادہ نہ تھے۔

جبکہ سکھوں کو خبر لائی ایوال کی پہونچی وہاں جو دیکھ شمار میں زیادہ اور مقام محفوظ اور مستحکم میں مقیم تھی نہایت ہراسان اور ایوس ہو گئی۔ برنگس اسکے انگریزوں کی ہمت بند ہی ہوئی تھی اور انکو یقین واثق تھا کہ ہم حاصل کرینگے اور باعث اسکا یہ تھا کہ اول تو فوج سرکاری فوجنگ ایوال میں فتح ملی حاصل کی تھی اور دوم یہ کہ شروع آہ میں سامان جنگ لگوں بار فوج پر دھکے دہلی سے لشکر میں داخل ہوا تھا۔

اب یہ صلاح ہوئی کہ لشکر سکھوں پر تانچ و تلون فروری کو حملہ کرنا چاہیے اور بہت تجویزین اسباب میں کی گئی عہدہ داران توپ خانہ نے کہا کہ سکھوں پر گولہ اندازی کرنا اور سامنے سے دیوار کو توڑنا چاہیے اور اول بار فوج پر اور بعدہ شگافوں کے واسطے غلیم پر حملہ کرنا مناسب ہو لیکن افسران فوج نے اس تجویز کو پسند نہ کیا اور کہا کہ اول جینہاں موتمن پر گولہ اندازی کرنا چاہیے اور جبکہ دیوار میں شکاف ہو جاوے تو اس مقام پر جہاں کہ فوج سکھوں کی کم ہووے سرکاری فوج کے تین حصوں میں سے بڑے حصے سے حملہ کرنا چاہیے ان تینوں حصوں فوج سرکاری میں پندرہ ہزار سپاہی تھے۔

بہت سی فوج سوار واسطے دیکھنے بھالنے اوس فوج کے جو کہ زیر حکم راجہ لال سنگھ کے تھے یقینات کو گواہ اور دو حصوں فوج انگریزی کو مقام فیروز پور میں حکم ہوا کہ بغور معلوم ہوتے فتح کے دن دیرا کو عبور کریں۔ نوین فروری کی رات کو تیاریاں واسطے حملہ کرنے کے فوج سکھ پر کی لیکن چنانچہ تاریکی شب میں فوج انگریزی متحرک ہوئی اور سکھوں کے کیمپ کے قریب پہونچی۔

فوج سکھ جبکہ اب تک غافل تھی ہوشیار ہوئی اور مسلح ہو کر جنگ کے لیے آمادہ ہوئی۔ وقت طلوع آفتاب کے انگریزی توپوں پر پرتی پڑی اور تین گنتوں تک گولہ اندازی برابر جاری رہی لیکن سکھ ایسی انتشاری کو پہلا کتب خیال میں لاتے تھے وہ بھی اسکا برابر جواب دیتے گئے اور ایک قدم بھی پیچھے کو نہ ہٹے۔ اکثرین کا یہ ستولہ ہو کہ ساتیرین باشندہ ملک اسپین اور موتیوں فراسینسی لے یہ مورچہ بنایاں کین یقین لیکن حقیقت کین یہ بات بالکل اپنے اعتبار سے ساقط ہو۔ البتہ یہ دونوں شخص رگڑی میں موجود تھے اور ایک رحمت یا ایک حصہ فوج کے سپاہی تھے۔

اور سکودہ مقامات معلوم نہ تھے اور اس باعث سے دریائے عمیق میں بہت لوگ ڈوب کر مر گئے اور بعض یہ روایت کرتے ہیں کہ رات کے وقت دریائے سرطینانی ہو گیا تھا۔

اس لڑائی میں فوج انگریزی کے ایک سو کیا ون آدمی مقتول اور چار سو تیرہ مجروح اور پچیس مفقود انجمن ہوئے۔ جبکہ اس لڑائی کی خبر گلاب سنگھ کو پہونچی اوسنے سکھوں پر انگریزوں سے نا حق کو لڑنے کا الزام رکھا اور پورا زمین آمدورفت خدا و کتابت کی واسطے مقرر ہونے صلح کے انگریزوں سے جاری کی۔

گورنر جنرل کو بھی بدل و جان بھی منظور تھا کہ سکھوں سے صلح ہو جاوے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایک مہم میں بالکل نیا ب کو فتح کرنا ایک امر غیر ممکن تھا۔ ماسوائے سرکار انگریزی کو لڑائی میں فوج گورہ کی بڑی تھوڑی ہوئی عداوت چونکہ موسم گرما اب قریب آتا جاتا تھا اونکہ اس بات کا یقین تھا کہ بسبب حرارت آفتاب کے گورہ اور نیز انگریزی عہدہ داروں کو کمال تکلیف ہوگی اور نوبت جان تک پہونچگی۔ علاوہ ازیں بالکل شدت اور خصوصاً شمال مغربی صوبوں میں غلغلہ پڑ رہا تھا اور اگر سکھوں کی لڑائی جلد ختم نہ کی جاتی تو عجب نہیں تھا کہ ملک میں آنا سرکشی کے نمودار ہو جاتے۔

اگر افسر فوج سکھ متفق ہو کر مع اپنی فوج کے انگریزوں سے مقابلہ کر نہیں بدل و جان شامل اور سامی ہوتے تو فوج سرکار انگریزی کو اوپر صرف ایک لڑائی میں غالب آنا ایک امر بعید از قیاس تھا۔ بنظر وجوہات بالا سرکار انگریزی نے راجہ گلاب سنگھ کو لکھا کہ ہم صلح کرنے اور نیز سلطنت سکھ کی لاہور میں قائم رکھنے پر راضی ہیں بشرطیکہ فوج خالصہ موقوف کردی جاوے لیکن سچو اب اس کے راجہ صاحب نے لکھا کہ یہ امر میرے اور جمیع خیر خواہان خاندان مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حیطہ طاقت سے باہر ہے۔ بعد ازیں انگریزوں نے گلاب سنگھ کو یہ لکھا کہ ہماری فوج سکھوں پر حملہ آور ہوگی جبکہ اونکی شکست ہو تو چاہے کہ تم اونکو کسی طرح کی بددینہ پہونچنے دو۔ نتیج کے عبور کرنے میں فوج انگریزی کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور نیز تسلیم سے دار السلطنت تک کسی طرح کی مزاحمت پیش نہ آوے۔

اسی عرصے میں یعنی تاریخ ۳۱ جنوری ۱۸۴۶ء کو پنچون نے ہلا رضا مندی گلاب سنگھ کے اوسکو وزیر سلطنت مقرر کر دیا اور پرواجات بنام صوبہ داران اور جاگیر داران اس مضمون سے جاری کیے کہ چونکہ راجہ گلاب سنگھ وزیر سلطنت مقرر ہوئے ہو چکے ہیں کہ اونکے تابعداری میں کسی طرح کا عذر نہ کرو اور موافق اونکے حکم کے عمل کرو اور حسب دستور اونکے واسطے نذرین بھیجو۔ اور علیٰ ہذا القیاس پرواجات بنام افسران فوج و توپ خانہ وغیرہ بھی اسی مضمون سے جاری ہوئے۔

پنچ فوج رانی صاحبہ اور اونکے صلاح کار باندی منگلا پر بالکل الزام رکھتے تھے اور واسطے اونکے وفاباری

لڑتا جا رہے لیکن وہ ان کو ہمانہ اور چوڑے اوزار کے ساتھ لڑتا تھا اور کتا تھا کہ میں عنقریب جا کر انگریزوں سے
 لڑوں گا خاطر جمع رکھو اور باعث اس کا یہ تھا کہ اس کو یقین تھا کہ آج کل میں فوج انگریزی سکھوں کو شکست دے
 پنجاب میں داخل ہوگی اور وہ اسی کا منتظر تھا۔ اس نے اپنی بالکل فوج کو لڑائی میں بھیجا اور وہیں خود اسی
 تاریخ ۲۲ جنوری کو رنجور شگہ نے بدوال سے کوچ کیا اور ایک مقام پر جو کہ دریائے ستلج پر لدھیانہ سے
 فاصلہ پندرہ میل کے واقع ہے مقیم ہوا اور شتیاں جمع کرنے لگا ہر چند باعث اس کوچ کا کچھ دریافت نہیں ہو
 لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں نے بسبب کسی اپنی فوج کے بدوال کو چھوڑ دیا کیونکہ اس کے ساتھ اس وقت
 پٹنیں قلعہ اعداں بہت ہی کم تھیں
 میدان پر سکھوں کے مدد کے واسطے چارپٹنیں اور چند ضرب توپیں پہنچیں اور مع اس فوج کے اوکلی کل فوج
 اس وقت قریب پندرہ ہزار کے ہوئی
 فوج انگریزی بغور خالی ہونے پر بدوال کے اوسپر قابض ہو گئی اور اس مقام پر اس کے مدد کے واسطے بھی کچھ اور
 فوج آگئی تھی۔
 تاریخ ۲۴ جنوری ۱۸۴۷ء کو سپہ سالار انگریزی مع گیارہ ہزار سپاہیوں کے واسطے مقابلہ سکھوں کے
 روانہ ہوا۔ فاصلہ سکھوں کے کمپو کا دس میل تھا چنانچہ جب فوج انگریزی نصف فاصلہ پر پہنچی اس کو
 خبر ہوئی کہ سکھوں کا ارادہ واسطے استحکام قلعہ کو کرنا تھا یا قبضہ کرنے شہر جکاراؤں کے جو کہ اس کے متصل ہے۔
 فوج انگریزی راستے میں فوج سکھوں کے مقابل ہوئی اور سکھوں نے ہجرو دیکھنے سپاہ حریف کے
 توپیں لگا دیں اور آمادہ جنگ کے ہوئی۔
 فوج سکھ کے دست راست کی طرف وہیں بندھی اور دست چپ کی طرف وہیں الٹا تھا دونوں فوجیں بہت
 ایک میدان کف دست میں تھیں اور دشمنوں کو ایک دوسرے کے فوج کا ایک ایک آدمی نظر نہ آتا تھا۔
 القصد دونوں طرف سے گولہ اندازی شروع ہوئی اور پہلی یعنی ڈوگرہ سپاہی جو کہ سکھوں کی تباہی و
 بربادی بدل چاہتے تھے بسر کردگی رنجور شگہ کے میدان جنگ سے ایک بار چھوڑ کر بھاگ گئے۔ فوج
 اور تیر سہ گولہ انداز یہ دیکھ کر ہراسان ہوئے بلکہ دلیانہ مقابل فوج انگریزی کے ڈٹے رہے۔
 غرض کہ ایک سخت لڑائی واقع ہوئی اور کچھ بڑی تباہی اور جانی فوجی سے لڑے لیکن آخر کو تباہ
 کی ملا کر زیادہ پاس ضرب توپ سے میدان جنگ میں چھوڑ کر دریا کے اوس پار بھاگ گئے۔
 دریا کو عبور کرنے وقت بہت کچھ ستلج میں غرق ہو گئے اور باعث اس کا یہ تھا کہ دریا پر پل نہیں تھا
 اور یہ کہ سکھوں نے اس طرف اگر خمیہ زن ہوئی تھی۔ جبکہ وہ شکست کھا کر بھاگ

تھی بدہ مال کی طرف چلی گئی۔

یہ مقام اب فوج انگریزی سے بڑا حصہ لکھنؤ میں لے گیا اور سرسہری اسمتھ صاحب نے خیال کیا کہ اگر فوج دست راست کی طرف کوچ کرے تو وہ بلا لڑائی کے فوج لدھیانہ سے متفرق ہو جاوے اور فوج سکھ جو کہ بدہ مال پر تھی تین میل کے فاصلے پر ہے۔

جبکہ فوج انگریزی قریب بدہ مال کے پہنچی سکھ اپنے کپو سے متحرک ہوئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ انگریزوں کو لدھیانہ کے جانے سے باز رکھیں لیکن چونکہ سرسہری اسمتھ صاحب کے ولین یہ تھا کہ کسی طرح لڑائی نہ ہو وہ دست چپ کی طرف جھکتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے اور نیز تھوڑی تھوڑی دور چلکر ٹھہرتے تھے تاکہ فوج پیادہ بھی جو کہ بسبب خراب ہونے راستے کے چپے رہ جاتی تھی ان کے ساتھ رہے۔ سکھ اور وقت لڑائی پر مستعد تھے اور انہوں نے سواران فوج سرکاری پر گولہ اندازی شروع کی جنکو کہرتے کے ٹیلوں کے سبب سے قدرے حفاظت ملی عرض کہ ایک لڑائی ہوئی اور بسبب عدم توجہ و شہنوں کے جو کہ بڑی ہوشیاری اور تیزی سے اس لڑائی میں جیتی تھیں انگریزوں کے بہت آدمی مارے گئے لیکن آخر کار فوج سرکاری لڑتی بھڑتی ہوئی لدھیانہ میں داخل ہوئی۔

اگر فوج انگریزی کا اس وقت تعاقب کیا جاتا تو یقیناً جو کہ اس کا بہت نقصان ہوتا لیکن چونکہ کوئی سپہ سالار ذہین اور جواہر فوج سکھوں میں تھیں تھا اس لیے فوج انگریزی بہت جلد نقصان اٹھا کر لدھیانہ میں داخل ہوئی تاہم اسباب وغیرہ سوائے اس کے جو کہ لدھیانہ کے قریب پہنچ گیا تھا یا جگہ ان کو وہاں سے بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا۔

اس لڑائی میں انہیں آدمی مارے گئے اور اسٹیمتھ جیروا ہوئے اور سٹیمتھ آدمی مفتوحہ و انجیر ہو گئے جن میں سے کہ انہوں کو سکھ قید کر کے لے گئے اور باقی دو ایک روز میں اپنی اپنی پلٹنوں میں آ موجود ہوئے۔ ان قیدیوں میں سے مستر بارن صاحب اسٹیمٹ ڈاکٹر مع چند گورن کے لاہور کو بھیج دیے گئے تھے۔ واضح ہو کہ لڑائی بدہ مال سے ہمت سکھوں کی دوبالا ہو گئی اور وہ پھر شیخنی مارنے لگے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیں گے اور بالکل ملک میں خود سلطنت کریں گے۔

اب واضح ہو کہ گلاب سنگھ والی جمہور لڑائی کے شروع ہونے سے کئی بار لاہور میں طلب کیا گیا تھا چنانچہ اس نے ہر اہمیت مدد دی اور لڑائی میں بھی شریک ہونے کا اقرار کیا لیکن بعد بہت سے توقف کے تاریخ ۲۴ مئی ۱۸۵۷ء کو مع تین ہزار سپاہیوں اور بہت سی اسلحہ کے لاہور میں داخل ہوا۔

وقت قریب پانچ سو یوں کے سردار جو کہ گھیر پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ کو بڑا تھوڑا سا

درمیانہ کے بڑی تھی جالا

شہر و غامہ جنوری ۱۸۵۷ء میں راجہ موصوف اپنی جاگیر بدوال میں جو کہ تہہ بہ تہہ لہہ میانہ کے ہر
اسطے لینے اپنے خاندان کے آیا اور موقع پاکر لہہ میانہ کی چھاؤنی میں آگ لگا کر چلا گیا اور باعث اسکی
امیبالی کا یہ تھا کہ فوج زیادہ اس مقام میں کم تھی اور فوج سواری بھی از بس قلت تھی۔

ہر سکھ واسطے اپنے فائدہ کے دربار میں غیر کرنے لگے اور باوجودیکہ انگریزوں کو یہ بات بہت ناگوار معلوم
ہوتی تھی لیکن چونکہ فوج انگریزی کے پاس گولہ بارود وغیرہ بہت کم تھا اس لیے وہ سکھوں کو پیچھے ہٹا کر
انکو یقین تھا کہ ان کے چیرٹے سے ایک جنگ عظیم واقع ہوگی اور در صورت سنو نے سامان لڑائی کے اور ہر
کوتاہب ہونا ایک امر غیر ممکن ہوگا۔

بہہ میانہ کے لہہ میانہ سے فیروز پور تک ملک میں عذر جمع رہا تھا رسد کی قلت ہونے لگی اس لیے
مچھ فوج بیکانیر کی واسطے فتح قلعہ کت مسکے متین کی گئی چنانچہ قلعہ والوں نے بڑی بہادی حواس فوج کا قیام
پر ہوش قلعہ دہرم کوٹ کا بھی باوجود قرب فوج انگریزی کے انگریزوں کے برخلاف رہا۔

شک دواے ان کے اور بہت قلعہات کے افسر انگریزوں سے منحرف رہے اور انہوں نے اس طرف کے
لازمہک میں بالکل غور مچا دیا۔

دسمبر ۱۷ء جنوری ۱۸۵۷ء کو بھجڑیل ہیری اسٹھن ایک برگڈ کے واسطے فتح کرنے قلعہ دہرم کوٹ
نفاذ کے مہیا کیا چنانچہ قلعہ مذکور بالا خون ریزی کے اس کے ہاتھ لگا اور اس باعث سے آمد رسد کے لیے خالی ہو گئی
کی کر۔ مقصد اصلی پہنچنے فوج کا زیر حکم سرہیری اسٹھن صاحب کے یہ تھا کہ وہ گولہ بارود و التواب وغیرہ

دوسرا جو کہ فیروز پور کو آتی تھی حفاظت کریں اور تیرا دن چھوٹے چھوٹے سرداروں سے جو کہ آمد و رفت رسد
سرکار میں غفلت انداز ہوئے تھے ملک کو صاف کریں لیکن جبکہ صاحب موصوف نے یہ شاکر بنو شنگ نے دیاع تلج سے
کہ گہرا بلو کیا اور اسکا اداہ لہہ میانہ پر حملہ کرنے کا ہر وہ واسطے حفاظت شہر مذکور کے روانہ ہوئے

سے مہر ۱۸ء جنوری کو وہ شہر جگراون میں جو کہ لہہ میانہ سے بقاصلاً پچیس میل کے ہر سوچے اور جو جب عہد نامہ
جان وانشہ ۱۸ء کے فتح سنگہ الوادالہ کے لڑکے نے اپنا قلعہ سرکار کے فوج کے واسطے خالی کر دیا۔

میں بھجڑیل روزیہ معلوم ہوا کہ بنو شنگ نے اپنی فوج کے لہہ میانہ کے مغرب کی طرف میقیم ہر اور اسے اپنی قوت
با شند گاہ فوج بدوال میں جو کہ جگراون سے بقاصلاً اٹھارہ میل کے تھا متین کی جو۔

انگریزی سہ نصف شب کے فوج انگریزی نے جیمین چار جیمین یادون اور تین رحٹ سواروں کی تین مع اٹھارہ
ب کے کو بج کیا اور علی انصبا ۱۸ء جنوری کو یہ خبر ہوئی کہ کل تمام فوج سکھ جو کہ قریب دس ہزار تھے

پانچ پانچ سو کو جب کہ سلطان خاور سزا ہوا فوج انگریزی بمقابلہ بقیہ فوج سکیم کے جو کہ تمام فیروزہ
شہر بمقیم تھی حملہ آور ہوئی اور بعد ایک سخت لڑائی کے انکو وہاں سے ہٹا دیا لڑائی فیروزہ شہرین تھیں
ضرب قوب سکیم کی انگریزوں کے ہاتھ لگیں۔

اس وقت راجہ جی سنگھ مع پچیس تیس ہزار فوج کے جو کہ ان کے بنین لڑی تھی فیروز پور سے آکر مقابل فوج
انگریزی کے نمودار ہوا لیکن بلا حملہ آوری کے فوج سرکاری پروردہ مع اپنے فوج کے تلج کی طرف لوٹ گیا
اس طرح پرانگریزوں نے بغیر مقابلہ کے سکیم کی تلوپوں اور کپور قبضہ کر لیا۔

اس لڑائی میں شرار بہادر سنگھ قتل اور لال سنگھ زخمی ہوا اور متاب سنگھ اور جودا پرشاد اور جی سنگھ نمودار
سابق پشاور شکست کھا کر بھاگ گئے۔

اسی میں بہت سے سرکاری آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے جیسا کہ فرست ذیل سے معلوم ہوگا

مقتولین	تعداد	مجرمین	تعداد
افسران ولایتی	۳۷	افسران ولایتی	۷۸
افسران ہندوستانی	۱۷	افسران ہندوستانی	۱۸
طنبجورچی و سپاہی وغیرہ	۶۳۰	طنبجورچی و سپاہی وغیرہ	۱۴۱۰
سائیس وغیرہ	۱۰	سائیس وغیرہ	۱۳
		افسران دارنٹ	۲۲
میزان	۱۹۴	میزان	

میزان کل مقتولین اور مجرمین کی ————— ۲۴۱۵
واضح ہو کہ لال سنگھ شکست کھا کر اس بے انتظامی سے تلج کی طرف بھاگا کہ اس کے بہت سے آدمی
بر وقت عبور کرنے دریا کے غرق ہوئے۔

جبکہ قریب دس ہزار آدمیوں کے مقابل کنارہ پر جمع ہو گئے وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ابن
نامر و سپاہیوں کو چاہیے تھا کہ فوج انگریزی کا مقابلہ کرتے اور لڑائی میں اپنی جان نثار کرتے کیونکہ
جب یہ لوگ اپنے گھر کو جاتے تھے راستے میں مرد و زن اور بچے کے ساتھ کمال پیروانی اور معجزاتی سپیش
آتے تھے۔ جو لوگ گھر پہنچتے انکو ان کے دوست اور ہمسایہ طعنہ دیتے تھے اور بہت برا بھلا کہتے تھے
یہاں تک کہ بعضوں کو انکی میوان سپہ اوٹکی زدی اور ناویدی کے نہایت سخت و سستہ کہتی تھیں۔
جو کہ اسباب کے ان کے پاس تھا بہت سے لوگوں نے چور لیا اور گانوں کی عورتوں اور مردوں نے جھینجھن کر

جیکہ حال میسرہ حریف کا اسی طرح ہوا جناب کندرا پچیف صاحب بہادر نے حکم دیا کہ خیر و سربانی یہاں چھپا
 نہ بہادر اور سارا نہ ہم ارگہو کر کیو لری مع ایک ٹیٹ فیلڈ بٹری میمنہ غنیم پناخت کر چنا پنے عرصہ قلیل میں ایسا ہی ہوا
 حقیقت یہ ہو کہ اگر دشمنوں کو بسبب جنگ کے پناہ نہ ملتی تو نہ معلوم ان کا کیا حال ہوتا اب فوجت حملہ پایوگان پہونچی اور
 بر اگر بربروک صاحب مع تو پناہ نہ اپنی فوج گاہ شکر فوج حریف پر پہونچے اور وہ فوجوں طرف سے انتشاری شروع
 ہوئی۔ پایوگان فوج انگریزی بس کر دگی سر میری اسمٹھ صاحب و گلبرٹ صاحب و سرجان مکاسل صاحب
 کی صف آر استہ ہو کر پایوگان سکھ پر حملہ آور ہوئے۔

اس وقت شام تھی اور فوج غنیمت اچھی طرح سے نظر نہیں پڑتی تھی لیکن تاہم ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی
 اور سکھ حبشی شجی کہ اپنی سپہکری کی ہارتے تھے ویسی اونھوں نے اس لڑائی میں کر دکھائی لیکن آخرش
 کوں لڑتے رہتے ہوئے اپنی سترہ توپیں چھوڑ کر بھاگ نکلے اور اس طرح فتح کلی انگریزوں کے نصیب ہوئی
 لال سنگھ انکے سردار نے سب سے پہلے اپنے گھوڑے کی باگ ستیج کی طرف پھیری۔ انگریزی فوج نے
 بھگوان کا پیچھا نہ کیا بلکہ میدان جنگ میں خیمہ زن ہوئی۔

رات میں گھر گھر مختلف اطراف سے گرتے پڑتے اپنے کپوین آئے اور لال سنگھ جیسے کو کپوین داخل ہوا
 کیونکہ یہ مشہور ہے کہ وہ خوف دشمن کے بڑی دیر تک ایک جھنڈ میں چھپا رہا۔

اس لڑائی میں فوج سکھ فوج انگریزی سے قدرے زیادہ تھی اس لیے فوج انگریزی اون سے مقابل ہو کر نہ
 لڑی بلکہ اون پر جانب ہلاو سے حملہ آور ہوئی

ہر خیز کہ شکست کلی سکھوں کے نصیب ہوئی لیکن اس میں بہت سے افسران نامور انگریزی اور نیز بہت
 سے سپاہی مجروح و مقتول ہوئے جیسا کہ فہرست مندرجہ ذیل سے واضح ہو

مستولین	تعداد	مجر و حین	تعداد
افسران ولایتی	۱۳	افسران ولایتی	۳۹
افسران ہندوستانی	۲	افسران ہندوستانی	۹
طہنورچی و سپاہی وغیرہ	۱۹۲	طہنورچی و سپاہی وغیرہ	۵۸۸
سائیس وغیرہ	۲۱۵	سائیس وغیرہ	۲۱
			۶۵۶

یعنی کل آدمی جو کہ اس لڑائی میں مجروح و مقتول ہوئے ۸۷۲ تھے
 روز دوم یعنی اوغیسوین و سمبر کو لال سنگھ نے بارہ پلٹنیں بیج سنگھ کے پاس سے منگوایں چنا پنے فوج مطلوبہ

این سوئے تلخ کو چلبیسے کہ باسن و اسایش اپنے مقاموں میں گدازان کرین کہ ہر طرح کی مخالفت اور
 اس سرکار سے ہوگی ورنہ در صورت صلاح بندی اور فراہمی کے اگر مقرر معقول نہ بیان ہوگا مانند خلل انداز
 اسایش عوام کے مراد سیئے جاوین گے اور معلوم ہو کہ جو شخص رعایا سے سرکار انگریزی میں سے یا دین میں
 اوپر و نون طرف تلخ کے علاقجات رکھتے ہیں اور میان خیر خواہی سرکار ابد مدار انگریزی کے کچھ نقصان
 اٹھائے گا تا فی اوسکا سرکار انگریزی سے بخوبی ہو جائیگا اور جو رعایا سے سرکار انگریزی کہ بالفعل ملازمت سرکار
 میں ہیں اوپر پہنچنے اس اشتہار کے بدل سے واسطے خدمتگذاری اس سرکار کے نہ دھریں گے تمام جان
 اوکی واقعہ این سوئے تلخ ضبط کیا گیا اور وہ خود مثل جنب و حریف کے مسلوک کیے جاوین گے۔
 تاریخ اٹھارہویں دسمبر ۱۸۴۵ء کو کل فوج انگریزی قریب قصبہ وگنہ ہی مذکی کے پہنچی اور کنڈرا چیف
 کو خبر پہنچی کہ ایک جمعیت کنٹر سکھوں کی واسطے مقابلے کے متحرک ہوئی چنانچہ کمانڈر چیف صاحب
 نے ہی بعد دوپہر کے حصہ فوج زیر حکم میجر جنرل سر ہری اہمتہ صاحب اور ایک برگڈیئر حصہ فوج
 جنرل سر جان مکاسیکل صاحب و ایک برگڈیئر فوج زیر حکم میجر جنرل کلرٹ صاحب مع پانچ تربت چنانچہ اسی ہی تیس فروری
 اپنی اور ولایت فیڈلٹی میٹری یعنی بارہ ضربت پر یکم ہو کہ صاحب گفتگو کر نیل تو چنانچہ اسی اومع ایک ٹیوٹون یعنی حصہ
 فوج سواروں کی جیسے کہ تین رسالہ لایٹ ڈرگین و باہری گارڈیوں رسالہ جان شماران و رسالہ ۴۰ لایٹ کیولری یعنی
 ترک سواران اور ٹیوٹون رجب لاری کیولری یعنی سواران ہندوستانی کو واسطے مقابلہ سکھوں کے روانہ کیا۔
 وقت نواخت تین بجے دن کے خبر پہنچی کہ فوج سکھ بارادہ جنگ چلی آتی ہے چنانچہ رسالہ سواران اور توپچا
 اسی آگے کو روانہ کیے گئے اور دشمن مع پندرہ ہیل ہزار سپاہ اور اسی قدر سوار اور چالیس تربت کو یک مقام نظر
 یہ مقام ایک کھدست میدان تھا اور اس میں جاکر کایکل کمین ہلکا اور کمین گنا تھا اور کمین کینٹین
 ریت کے بھی تھے۔ انکے پیچھے فوج سکھ پڑی چوٹی تھی چنانچہ جی سپاہ انگریزی صف ارستہ کھڑی
 ہوئی و اوسپر گولہ اندازی کرنے لگی اور اوہر سے بھی اسکا جواب دیا گیا۔
 جبکہ سبب گولہ اندازی سپاہ انگریزی کے سکھوں کی توپیں بند ہو گئیں کنڈرا چیف صاحب بہادر نے حکم
 دیا کہ رسالہ ۴۰ سواران زیر حکم دیٹ صاحب میرہ حریف کو روکے باتے ہوئے چلیں تاکہ اگر ممکن ہو تو دشمن
 کو اول اس طرف سے شکست دی جاوے۔ چنانچہ تیسرا رسالہ لایٹ ڈرگین کمال شجاعت سے مع برگڈ
 دوسرے سواران جو کہ مشعل اوپر جو انان جان شماران کے تھا اور مع رسالہ پنجم لایٹ کیولری اور چند جوانان رسالہ
 چہارم نیز درباروں کے آگے کو بڑھا اور حریف کو شکست دیتا ہوا اوپر سپاہوگان اور اتواپ عقب حریف کے
 جایز اور فوج سواران کہ مثل مورخ کے تھی آگے سے بھاگ نکلی۔

جیکہ حال میسرہ حریف کا اسی طرح ہوا جناب کنڈرا پچیف صاحب بہادر نے حکم دیا کہ خیر و سر باقی رسالہ پیرہ ہماروں اور رسالہ انہم ارگیکو کیوری میں ایک ایٹ فیلڈ پیری میٹھ غنیم پراخت کر چنا پچھ عرصہ قلیل میں ایسا ہی ہو چکا ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر دشمنوں کو بسبب جنگ کے پناہ نہ ملتی تو نہ معلوم ان کا کیا حال ہوتا اب فوج حملہ پیادگان پہونچی ہوئی۔ اگر پیر بروک صاحب سے تو پناہ نہ اپنی فردو گاہ شکر فوج حریف پر پہونچے اور وہ دونوں طرف سے انتشاری شروع کی صرف آراستہ ہو کر پیادگان سکھ پر حملہ آور ہوئے۔

اس وقت شام تھی اور فوج غنیم اچھی طرح سے نظر نہیں پڑتی تھی لیکن تاہم ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی اور سکھ جیسی شجی کہ اپنی سپہ سالاری کی بارے تھے ویسی اونھوں نے اس لڑائی میں کر دکھائی لیکن آخرش کون رستے مرتے ہوئے اپنی سترہ توپیں چھوڑ کر بھاگ نکلے اور اس طرح فتح کلی انگریزوں کے نصیب ہوئی لال سنگھ ان کے سردار نے سب سے پہلے اپنے گھوڑے کی باگ سٹیج کی طرف پھیری۔ انگریزی فوج نے بھگوڑوں کا یہ بھجانہ کیا بلکہ میدان جنگ میں خیمہ زن ہوئی۔

رات میں گھر چڑھے مختلف اطراف سے کرتے پڑتے اپنے کپوین آئے اور لال سنگھ صبح کو کپوین داخل ہوا کیونکہ یہ مشہور ہے کہ وہ خوف دشمن کے بڑی دیر تک ایک جھنڈ میں چھپا رہا۔ اس لڑائی میں فوج سکھ فوج انگریزی سے قدرے زیادہ تھی اس لیے فوج انگریزی اون سے مقابل ہو کر لڑی بلکہ اون پر جانب ہلو سے حملہ آور ہوئی

ہر چیز کہ شکست کلی سکھوں کے نصیب ہوئی لیکن اس میں بہت سے افسران نامور انگریزی اور نیز بہت سے سپاہی مجروح و قتل ہوئے جیسا کہ فہرست مندرجہ ذیل سے واضح ہو

تعداد	مجموعہ	مقتولین
۱۳	اندران ولایتی	اندران ولایتی
۲	اندران ہندوستانی	اندران ہندوستانی
۱۹۲	طنبورچی و سپاہی وغیرہ	طنبورچی و سپاہی وغیرہ
۲۱۵	سائیس وغیرہ	سائیس وغیرہ
۳۹		
۹		
۵۸۸		
۲۱		
۶۵۶		

مقتول کل آدمی جو کہ اس لڑائی میں مجروح و مقتول ہوئے ۷۲۷ تھے
بہت سی اونیسویں و سب کو لال سنگھ نے بارہ پلٹنیں بیج سنگھ کے پاس سے منگوائیں چنا پچھ فوج منگوا

این سوئے تلج کو چلبیہ کہ باسن و اسایش اپنے مقاموں میں گدزان کریں کہ ہر طرح کی حفاظت
 اس سرکار سے ہوگی وگرنہ در صورت سلاخ بندی اور فراہمی کے اگر مقرر مستعمل نہ بیان ہوگا مانند غلظ
 اسایش عوام کے خزاں دینیہ جاوین کے اور معلوم ہو کہ جو شخص رعایا سے سرکار انگریزی میں سے یا اور
 اوپر و نون طرف تلج کے علاقہ جات رکستے ہیں در میان خیر خواہی سرکار ابد مدار انگریزی کے کچھ نقد
 اٹھائیگا تا فی اوسکا سرکار انگریزی سے بخوبی ہو جائیگا اور رعایا سے سرکار انگریزی کے بالفصل ملازمت سر
 میں ہیں اوپر پہنچنے اس اشتہار کے بدل سے واسطے خد شگذاری اس سرکار کے نوڈرین کے ہا
 اونکی واقعہ این سوئے تلج ضبط کجائیگی اور وہ خود مثل جنب و حریف کے مسلوک کیے جاوین
 تاریخ اٹھارہویں دسمبر ۱۸۵۷ء کو کل فوج انگریزی قریب قصبہ وگنہ ہی مذکی کے پہنچی اور کنڈرا پچیف
 کو خبر پہنچی کہ ایک جمعیت کنٹر سکھوں کی واسطے مقابلے کے متحرک ہوئی چنانچہ کنڈرا پچیف صاحب
 نے ہی بعد دوپہر کے حصہ فوج زیر حکم میجر جنرل سرہری اہمتمہ صاحب اور ایک برگڈیئم حصہ فوج زیر حکم
 جنرل سرجان مکاسیل صاحب و ایک برگڈیئم فوج زیر حکم میجر جنرل کلرٹ صاحب مع پانچ تربت پانچ اپنی بی بی بی بی بی
 آبی اور ولایت فیلڈ میجر بی بی بارہ تربت پانچ میجر ہوک صاحب فٹنٹ کرنل توپخانہ آبی اور مع ایک توپزن بی بی حصہ
 فوج سواروں کی جیسین کپتین رسالہ لایٹ ڈیوگن وادی کاروینی رسالہ جان شماران و رسالہ وہ لایٹ کیولری بی بی
 ترک سواران اور توپزن رجیٹاری کیولری بی بی سواران ہندوستانی کو واسطے مقابلہ سکھوں کے روانہ کیا۔
 وقت نواخت تین بجے دن کے خبر پہنچی کہ فوج سکھ بارادہ جنگ چلی آتی ہے چنانچہ رسالہ سواران اور توپخانہ
 اپنی آگے کو روانہ کیے گئے اور دشمن مع پندرہ میل ہزار پیادہ اور اسی قدر سوار اور چالیس توپ کے ہم نظر آیا
 یہ مقام ایک کندست میدان تھا اور اس میں جبار کا جنگل کمین ہلکا اور کمین گنا تھا اور کمین کینٹیل
 ریت کے بھی تھے۔ انکے پیچھے فوج سکھ پڑی ہوئی تھی چنانچہ جی سپاہ انگریزی صف ارستہ کھڑی
 ہوئی وہ اوسپر گولہ اندازی کرنے لگی اور اوہر سے بھی اسکا جواب دیا گیا۔
 جبکہ سبب گولہ اندازی سپاہ انگریزی کے سکھوں کی توپوں میں ہندو کمین کنڈرا پچیف صاحب بہادر نے حکم
 دیا کہ رسالہ ہائے سواران زیر حکم دیٹ صاحب میرہ حریف کو ہاتھ ہوئے چلیں تاکہ اگر ممکن ہو تو دشمن
 کو اول اوس طرف سے شکست دی جاوے۔ چنانچہ تیسرا رسالہ لایٹ وریگون کمال شجاعت سے مع برگڈ
 دوسرے سواران جو کہ مشتمل اوپر جوانان جان شماران کے تھا اور مع رسالہ پنجم لایٹ کیولری اور چند جوانان رسالہ
 چارم نیز درباروں کے آگے کو بڑھا اور حریف کو شکست دیتا ہوا اوپر چلا وگان اور توپ عقب حریف کے
 جایزا اور فوج سواران کہ مثل مورخہ تلج کے تھی آگے سے بھاگ نکلی۔

وہ ہمدان تہذیبوں کی صاف صاف گوشت گذار و بار لاہور کر دی گئی اور ہر چند کہ درمیان دو سال کے
کے ریاست لاہور میں کمال سے انتظامی رہی اور چند حرکتیں خلاف آئین و دوستی و محبت کے اور
سے سرزد ہوئیں مگر نواب گورنر جنرل بہادر پھر بھی یہی چاہتے رہے کہ اگر ارتباط فیما بین کہ مدت و راز
باعث امن و آسائش سرکارین ہو بہ دستور قائم چلا جائے تو بہتر ہو چنانچہ نظر نہایت لگائی و لپٹ سنگھ کے
کہ گدی نشینی اس کی وجہ بشیر سنگھ کے سرکار انگریزی نے جائز رکھی تھی کچھ نظر اور پر حرکات پیماس کے کہ اور
طرف سے اکثر و قریب میں آئی تھیں کی اور ہمیشہ بدل خوانان اس بات کے رہے کہ درمیان پنجاب
کے انتظام سرکار لاہور کا پھر دستور ہو جائے کہ فوج سرکشی و بدعتوں سے باز آئے اور
ریا یا امن و آسائش سے سر کرے اور اب تک یہی توقع تھی کہ سرداران و رعایاے ریاست مذکورہ
امرا ہم اپنی حب الوطنی سے آپ انجام دے لیں گے مگر اب چند روز ہوئے کہ ایک فوج سکھ بارادہ
یورش کے اور ملک انگریزی کے روانہ ہوئی اور سنایا گیا کہ روانگی فوج بنظروری و بار ہوئی
ہو اور پھر صاحب ایجنٹ نے حکم نواب گورنر جنرل بہادر کے استفسار باعث اس حرکت فوج کا کیا
اور جب کچھ عرصہ معقول میں جواب نہ آیا مگر مستفسر ہوا اور چونکہ کچھ رنج و بار لاہور کو نہایا گیا تھا اس
نواب گورنر جنرل بہادر کو یقین نہ آیا کہ ریاست لاہور سے کوئی امر خلاف شرائط اتحاد کے نہ ہو رہا
اور طبیعت اس کے گہری تیر شایستہ کہ موجب جنگ کی جارہی باعث وقوع تنازعہ فیما بین سرکارین ہو ظہور میں نہ لاسکے لیکن
جیکہ جواب دوسری ترقی کا بھی آیا اور سامان جنگ اس طرف زیادہ ہونے لگا ناچار گورنر جنرل بہادر نے موافقت تقاضا وقت
کہ حکم عالی ہمارا کیا کہ کچھ فوج واسطے ملک و رعایا میں شہنشاہی میٹم عدو کو اگر روانہ کیا ہو اور ان فرض یہ کہ کیا سپاہ یونین کسی
بج کے علاقہ سرکار انگریزی پر حملہ آور ہوئی اور نواب گورنر جنرل بہادر کو بنا جاری واسطے چلے ملک
کے اور حفاظت رعایا اپنی کے اور واسطے سبزی ہی عہد شکنوں اور خلل اندازوں استیصال عوام کے
تدابیر شایستہ کام میں لانی پڑیں اور اسی واسطے اب حکم عالی نقاد پاتا ہو کہ تمام علاقہ ریاست لاہور کہ
اس طرف تبلیغ کے بوجہ ہو کر داخل علاقہ سرکار انگریزی کیا گیا اور چو جاگیر دار اور زمیندار اور کھٹنہ دار وغیرہ
کہ اس وقت جانفشانی اور خیر خواہی سرکار انگریزی کریں گے اور حقوق مراعاتی کو سپردین گئے اب نواب
جنرل بہادر اشتہار فرماتے ہیں کہ ہماری رئیس و سردار مالک محفوظہ کے ہوتا ہے فوج دشمن سرکار
اور متوسلوں اس کے اوٹھیں اور واسطے حفاظت اور انتظام اس ملک کے سماجی جہاد اور جانفشانی
شایستہ ظہور میں ہو چادین کہ جو مطابقت پائے نسبت اس سرکار کے ظہور میں لاہورین کے مورخ و خلاف
تفقدات ہونے اور جو خلاف اسکے عمل کریں گے مانند حریف کی پادشاهی اعمال کو پہونچیں گے پانگانی

اوس وقت بہہ تجویز ہوئی کہ بالکل فوج اہل لال سنگھ کے ایک لال سنگھ نے اسکو پسند کیا مگر تیرہ بھی آؤ
فوج کا کتنا قبول کرنا پڑا اور تاریخ ۱۱۔ دسمبر کو دریا کو مقام ہری کے پٹن پر عبور کیا۔

فوج سکھ اس طرف دریا سے تلج کے اب قریب اتنی ہزار کے اور مع ہزار بیویوں کے قریب دو لاکھ آدمیوں کے
تھی ان ہزار بیویوں میں سے اکثر آدمی مسلح تھے اور دشمن کے ملک کو نقصان پہونچانے کی واسطے کافی تھے۔

غرض کہ اب فیروز پور پر حملہ کرنے کی تجویز ہوئی۔ تیج سنگھ اور لال سنگھ نے کہا کہ مقام مذکور پر ضرور حملہ کرنا چاہیے

لیکن فوج سکھ اس بات پر راضی نہ ہوئی اور کہا کہ قلعہ فیروز پور کے چاروں طرف سرنگ لگی ہوئی ہو اور جی ہم اوپر

قبضہ کرینگے اوس وقت وہ سرنگ اڈائی جاوے گی اور ہم سب تباہ ہو جاویں گے اور ہتھوں نے یہ بھی کہا کہ قلعہ میں

کئی لاکھ روپیہ ہوا یہ حرف اس لیے کہ ہم اوپر قبضہ کریں اور مارے جائیں۔ ماسوا سے اسکے فوج انگریز

نے بھی جو کہ واسطے حفاظت قلعے کے متعین تھی مقابلہ سخت کیا۔ اس طرح پر فیروز پور فوج خالصہ کے

ہاتھوں سے کئی روز تک پیار ہوا۔

واضح ہو کہ جب طیاران واسطے حملہ آدمی ملک انگریز کے پنجاب میں ہو رہی تھیں سرکار انگریز نے

بھی واسطے حفاظت اپنے ملک کے بمقتضائے دورانہ پیش کچھ فوج جو کہ مختلف مقاموں میں متفرق

پڑی ہوئی تھی جمع کی جبکہ تاریخ ۱۱۔ کو عبور فوج سکھ کی خبر کنڈر اپجیف بہادر کو جو کہ اس وقت اہل لال

میں مقیم تھے پہونچی وہ بہت مترو و متحیر ہوئے اور فوراً واسطے اجتماع فوج انگریز کے متواتر تجویزین

کرنے لگے۔ فوج نہ کاری کو جو کہ مقام سرہند میں تھی حکم پایا گیا کہ وہ مقام بیان میں جا کر مقیم ہوا اور سوا

تھوڑی سی فوج کے کل فوج متعینہ لدھیانہ کو بھی کوچ کرینگے اس لیے احکام جاری ہوئے۔

استہار مندر جدول واسطے اطلاع خاص حکام کو جاری ہوا تھا۔

استہار

مصدرہ نواب گورنر جنرل بہادر شاہ ہند واقع تاریخ ۱۳۔ ماہ دسمبر ۱۸۵۷ء

واضح ہو کہ سرکار انگریز کو ساتھ ریاست لاپور کے ہمیشہ سلوک دوستانہ رہا جو چنانچہ سلسلہ ۱۸۵۷ء میں

ایک عہد نامہ فیما بین سرکار انگریز اور مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کے لکھا گیا اور شرطیں رتبہ باد اور اتحاد کی

طرفین سے تاجین حیات مہاراجہ ششم الیہ مرعی بین اور بلکہ اب تک ہی پاس خلوص و یکجہلی کا پنجاب

سرکار انگریز اس نسبت چلتے نہون مہاراجہ ممدوح کے بھی ٹھوٹا چلا آتا تھا مگر بعد یکیشہہ باشی ہونے

مہاراجہ شہر سنگھ بہادر کے اس قدر بد علی اور بدانتظامی اور میان اوس ریاست کے ہوئی کہ نواب گورنر

جنرل بہادر کو اجلاس کو فسل میں واسطے حفاظت حدود ملک انگریزی کے تدابیر شالیتہ کرنی پڑیں اور

بعد ازیں راجہ لال سنگھ وزیر سلطنت اور سردار تیج سنگھ سپہ سالار اعلیٰ بالکل فوج کے مقرر ہوئے بعد ازیں
ان سب سوات کے جنرل پٹوٹرا کی فوج کو حکم ہوا کہ وہ پشت اور گوروانہ ہو لیکن اوس فوج کے چوہدری
کما کہ اوقتیکہ لڑائی انگریزوں سے ختم ہو گئی ہم بریٹش اور گوروانہ کے اب سرداروں عہدہ داروں
اور پنجوں سے کہا گیا کہ وہ گرتھ اور شامیانہ پر چونکہ ہندراجہ رنجیت سنگھ کے عہدہ پر تھا مانتہ رکھا قسم
کھاؤں اور کہیں کہ ہم ہمارا جہ دلیپ سنگھ اور وزیر لال سنگھ اور سپہ سالار اعلیٰ تیج سنگھ کے بیٹے اور غریب
زمین کے چنانچہ سجون نے حسب احکام اپنے اپنے ہاتھ رکھا قسمیں کھائیں۔

بعد ازیں احکام واسطے روانگی فوج کے جاری ہوئے۔ اور سپہ حکم ہوا کہ وزیر لال سنگھ
ہائیس ہزار گھڑیہ سواروں اور تین کمپو توپ خانے کا لشکر غرہ اور باقی تیج قریب بیس ہزار
پیادے اور دس رچمٹ سواروں اور توپ خانے کے کئی حصوں میں منسبوز پور کی طرف
کوٹ کرے۔ یہ بھی حکم ہوا کہ لال سنگھ بعد چند روز کے روانہ ہو اور تیج سنگھ واسطے ہیا کرنے اور ان
کے چونکہ درکار ہوں لاہور میں رہے اور اسکی فوج زیر حکم مختلف عہدہ داروں کے کوٹ کرے۔

بلکہ یہ تجویزین ہو چکیں سرداروں اور عہدہ داران فوج اپنے اپنے مکانات کو گئے اور بالکل حال
فوج سے کہا۔ فوج اس خبر کے سننے سے بہت خوش ہوئی اور بہ امید لوٹ یہ چاہتی تھی کہ بہت ہی جلد تیج
کی طرف کوٹ ہو چنانچہ تیاریاں واسطے روانگی کے بہت جلد ہیوں اور بعض سپاہیوں نے اپنے رشتہ داروں کو
بلوایا کہ وہ بھی ان کے ساتھ چلیں اور واسطے لانے اوس لوٹ کے چونکہ وہ ہندوستان میں پاویں انکو ہندو
مذہب کوٹین نو ممبر کو راجہ لال سنگھ نے منع پائیس ہزار سوار اور چالیس ضرب توپوں کے لاہور سے شالہ مار کو
کوٹ کیا۔ اس مقام سے وہ کوٹ کر کے شہر لاہور سے دس کوس کے فاصلے پر آکر خیرین ہوا اور پانچ چہرہ
کاب پڑا۔

راجہ صاحب کچھ سپاہی تھے اور لڑائی چاہتے تھے لیکن وہ یہ جانتے تھے کہ فوج خالصہ بہت جری اور
دلیر اور صرف اس ہی باعث سے دریائے ستلج کے عبور کرنے میں نہایت مرگم تھے۔
تین تیسویں نومبر کو فوج پیادہ کئی حصوں میں بلکہ سردار تیج سنگھ کے فیروز پور کی طرف روانہ ہوئی چنانچہ
بہت ہی و دریائے ستلج کے کنارے راست کی طرف پہنچی اوسنے تیج سنگھ کو طلب کیا تاکہ وہ خود آکر فوج
انگریزی سے مقابلہ کرے لیکن باوجود اسکے وہ ۱۲ نومبر کو دار السلطنت سے روانہ ہوا۔ اسوقت تک بالکل
فوج ستلج سے عبور کر گئی تھی اور اوس کے مابین کنایہ پر قریب فیروز پور کے مقیم تھی۔
راجہ لال سنگھ ہنوز پری کے مین سے بغاصہ چپہ کوس کو تھا اور نظارہ اور سکائی راوہ تھا کہ وہ ادھیانہ کو روانہ ہو

یہ خبر سنا کر لوگ بہت خوف ہوئے اور ہر کسی کے زبان پر اسی کا چرچا ہونے لگا۔

جبکہ کاروبار کی یہ صورت تھی لال سنگھ نے ایک مجلس سرداروں اور عمدہ داروں کی مقام شمالہ مار میں جمع کی انہیں دیوانہ تختے ایک خط پڑھا اور کہا کہ یہ سیکھ کر داروں کے پاس سے جو کہ دریائے ستلج کے اوس پار کے ملک پر تعین ہین آیا ہو اور مضمون اوس خط کا بہت تھا اگر تو لوگ ہمارے ملک کو جو کہ دریائے ستلج کے پار واقع ہو لینا چاہتے ہین (وہ دربار کے نوکروں کو بہت شوق کرتے ہین چنانچہ انہوں نے کئی گانوں کے آدمیوں کو حکم دیا جو کہ سوائے ہمارے اور کسی کو خراج نہ دیا کیونکہ اب ہم اس ملک کے مالک ہین۔ دیوانہ موصوف نے پھر یہ کہا کہ صوبہ کاشمیر و پشاور وغیرہ ہین کمال پرانہ نظامی ہو اور بدلت سے دیان کے کارداروں نے ایک روپیہ بھی داخل خزانہ سرکار نہ کیا ہو۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے ہمارا راجہ لڑکے ہین کوئی شخص سردار نہیں ہو چنانچہ اگر کچھ تجویز کی جاوے تو انجام اسکا بجز تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہوگا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ رانی صاحبہ کی صلاح یہ ہو کہ راجہ لال سنگھ وزیر اور سردار تہج سنگھ سپہ سالار اعلیٰ کل فوج سکھ کے مقرر ہوں تاکہ واسطے خاں ملک کے فوج اوس پار دریائے ستلج کے عبور کرے۔

یہ سنا کر بالکل مجلس نے ہمارے ہو کر رانی صاحبہ کی تجویز کو پسند کیا اور کہا کہ رانی صاحبہ کا حکم ماننا ہم پر فرض ہو۔ یہ سنا کر راجہ لال سنگھ اٹھ اٹھ کر رانی صاحبہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا (مین آپ کی عنایات کا بڑا ممنون و مشکور ہوں اور حتیٰ الوسع خالصہ کی بیہودی میں کسی طرح کا دوزخ نکر دوں گا) بعد ازیں سردار تہج سنگھ نے بھی اٹھ کر یہ بھی کہا۔ پھر دیوانہ سلطنت نے کہا کہ رانی صاحبہ ایک روز مقرر کریں گی تاکہ اوس روز ہمارا راجہ رجیت سنگھ کی سادہ پرویز اور سپہ سالار نو لپنے اپنے عمدہ دن پر بڑی دہنم و دھام سے مقرر کیے جاوے اور واسطے کوپت و مقام فوج کے احکام جاری ہوں۔

یہ مجلس شروع ماہ نومبر ۱۸۵۷ء میں ہوئی اور اس سے دو تین روز بعد ہمارا راجہ اور انکی والدہ مع کل اہالیان دربار کے لاہور کو تشریف لیگئیں اور دربار حملہ آوری کے ملک انگریزی پر تیاران کرنے لگیں چنانچہ ہر ایک حصہ فوج کو واسطے بھیجے فوج اوس اسباب کے جو کہ اسکو بروقت کوچ کے درکار ہوئے احکام جاری ہوئے۔ سپاہی کہتے تھے کہ ہم دہلی متھرا اور بنارس کو خوب لوٹیں گے اور بعض یہ ارادہ کرتے تھے کہ ہم ان صوبوں پر خود عمل کریں گے۔

روز معین حسین عمدہ داران فوج اور اہالیان سلطنت سادہ ہمارا راجہ رجیت سنگھ پر جمع ہوئے۔ اول چند فقرہ گزشتہ مین سے پڑھے گئے پھر گور پرشاد مینی میٹھی روٹی اور شراب تقسیم ہوئی۔

روپیہ بطور نذر پاس رانی صاحبہ کے بھیجا اور کہا کہ ہمارے کامیابی میں کسی طرح کا شک نہیں ہو اچھا طرہ سے کیے
جس وقت جواہر سنگھ نے اپنی فوج کے وزیر اور جواہر سنگھ کے ملازمین میں کیا لال سنگھ خورانی صاحبہ کے پاس آیا
اور آداب بجالا کر چلا گیا اور جبکہ اوستے میں قتل ہوئے تو کہہ دی گئی سنی وہ خورانی چنڈا سے پاس گیا اور انکو
مبارکباد دی اور ایک نذر گیارہ ہزار روپیہ کی خورانی صاحبہ میں گذرائی
جبکہ جواہر سنگھ وزیر ہوا اوستے درباب دور کرنے آمد و رفت لال سنگھ اور خورانی صاحبہ کے بہت کوشش
کی ایک کچھ بچاؤ ہوئی۔

چونکہ جواہر سنگھ کو راجہ لال سنگھ کی طرف سے عداوت تھی اس باعث سے اوستے اور سکھوں پر خلاف کتاب
کے چھوڑ دیا گیا۔ رانی صاحبہ نے دو ایک دفعہ اپنے بھائی سے کہا کہ وہ راجہ لال سنگھ کو وہاں نہ بھیجے
لیکن اوستے نے ٹھاننا۔ غرض کہ راجہ موصوف جہاں تھا جہاں گیا اور جبکہ ماہ اپریل ۱۸۵۷ء میں لوٹ لایا اوستے
بدستور رانی صاحبہ سے آمد و رفت جاری رکھی۔ جبکہ پیشوا سنگھ لہذا جواہر سنگھ کے قتل پر راجہ لال سنگھ
حتیٰ اوستے فوج کو درباب قتل وزیر کے ترغیب و تحریک کرتا تھا۔

اوستے پر تھی سنگھ وغیرہ سے نہایت ملاقات پیدا کی اور واسطے حفاظت اپنی جان و مال و قتل وزیر جواہر
کے اوستے پچیس ہزار روپیہ پر تھی سنگھ کو دیئے اور پندرہ ہزار روپیہ فوج میں تقسیم کیے۔
باقی حال راجہ لال سنگھ کا اپنے اپنے موقع پر ترتیب وار مع اور حالات پنجاب کے لکھے گئے ہیں۔

حال جنگمائی سابق پنجاب

جبکہ رانی صاحبہ نے اپنے بھائی جواہر سنگھ کا قتل فوج کے معائنہ کر دیا فوج اوستے نہایت مطلع اور فرمانبردار
ہوئی اور اوستے سے کہا کہ اب چاہیں جسکو وزیر مقرر کریں ہمکو کسی شرح کا اوستے کی مطابقت میں قدر نہیں
بعد ازیں دربار امرتسر کو چلا گیا اور ماہ نومبر ۱۸۵۷ء میں اوستے شہر کو چھوڑ کر نزدیک باغ -
شالہ مار کے آکر مقیم ہوا اور باغ چننے وہاں ہی رہا۔ اس مقام پر راجہ لال سنگھ حسبِ نہایت اور
ہدایت رانی صاحبہ کے کاروبار وزارت کے کرنے لگا۔

ان دنوں میں یہ افواہ اڑی کہ ارادہ انگریزوں کا واسطے قبضہ کرنے اور سکھ ملکوں کے کے لطف جنوب
و مشرق درپاسے تبلیغ کے واقع میں ہے۔ جواہر سنگھ لال سنگھ نے کئی دفعہ سکھ کارداروں کے خط جو کہ وہاں
مستقیم تھے سرور بار پڑھے اور انہوں نے اوستے کا یہ تھا کہ فوج انگریزی آہستہ آہستہ ہمارے ملک کی طرف
آتی ہو اور اس باعث سے ملک میں بے انتظامی ہوتی جاتی ہو۔

لال سنگہ اب اسنے باپ کے عہد سے پر مقرر ہوا لیکن چونکہ وہ کم سن تھا اس باعث سے اس عہدے کا کام
اوسکا بھائی مصرام چند کیا کرتا تھا۔

جبکہ ان سنگہ اس کے چھوٹے بھائی کو بھی راجہ دھیمان سنگہ نے توشیح خانے میں آنے کی اجازت دی تاکہ وہ
توشیح خانے کے کاروبار سے جاوے کیونکہ اوسکا یہ ارادہ تھا کہ وہ اس ارے کو داروغہ توشیح خانے کا
کرسے لیکن یہ بات اوسکے دل ہی میں رہی۔ جبکہ دھیمان سنگہ مار گیا اور اوسکا لڑکا میر سنگہ عہدہ وزارت
ممتاز ہوا اور وہ اور اوسکا صلاح کار نڈت جوالا سہا کی خیل کار سلطنت ہوا۔ لال سنگہ فرمہر پلام پور
گو نکھ سنگہ کو کسی طرح پر ملزم ٹھہرا یا اور یہ دونوں بصلاح وزیر اور اوسکے واقف راز کے
مار ڈالے گئے اور میر لال سنگہ خزانچہ اس وقت لالہ کا مقبرہ رہا۔

یہ شخص انی چندا والدہ مہاراجہ ولیپ سنگہ سے در باب قتل میر سنگہ اور جوالا سہا کے سازشیں کرتا
اور در حقیقت اوس سازش میں جو کہ واسطے قتل وزیر سلطنت کے ہوئی تھی شریک تھا لیکن ڈوگرہ
اس سے بالکل بخیل رہے کیونکہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ جس شخص نے ہمارے خاندان کے سبب یہ رتبہ حاصل
کیا ہے ہمارے تحریب کے لیے سعی و کوشش کریگا۔

جبکہ میر سنگہ اور اوسکے چچا گلاب سنگہ میں کسی باعث سے نا اتفاقی ہو گئی تھی اور فضل داو خان حاکم رہتاس
دو میلہ راجہ جو کا شریک ہو گیا تھا وزیر نے اوسکی اطاعت اور اسباب کو ضبط کر لیا اور میر لال سنگہ کو علیا گیا
اور اوسکو خطاب راجائی کا دیگر مع بارہ سو سواروں کے واسطے قبضہ کرنے رہتاس وغیرہ کے روانہ کیا
چنانچہ جب وہ لاہور کو واپس آیا اوسکو خطاب راجائی رہتاس دو میلہ کاویا گیا۔

کیا عجیب بات ہو کہ جس دن اسکو بلب عنایت وزیر کے ایسا خطاب جلیل القدر ملا اسی روز اوسنے ایک اور بات
جو کہ واسطے قتل وقع ڈوگرہ کے طیار ہوا تھا اور جہین اکثر سردار سلطنت شریک تھے دستخط کیے۔ اوس
روز بالکل سرد جمع ہوئے اور سکے سامنے اوسکو خطاب راجائی رہتاس اور دو میلہ کا ملا تھا۔

راجہ میر سنگہ نے اپنے آپ اوسکے ٹھک کیا اور اوسکے اوپر چہرہ جھلا
ایک مہینہ بعد اسکے وزیر اور نڈت قتل ہوئے اور لال سنگہ جو کہ وزیر کا ٹھک پروردہ اور نڈت جوالا سہا
کا دستار بدل بار تھا سازش میں شریک تھا یہ اکثر وزیر کے ساتھ رات بھر رہتا تھا اور ناکاری اور قمار بازی
میں شریک ہوتا تھا۔ ایک قبل قتل وزیر اور اوسکے ہمراہوں کے راجہ لال سنگہ مع جنرل بیتا سنگہ اور میو سنگہ
مجیٹھ کے اوسکے پاس گیا اور کہا کہ آپ کسی طرح پر اندیشہ نہ کیجیے کیونکہ ہم کل فی ج خالصہ کے ایک شریک
ہیں چنانچہ اس باعث سے وزیر خاں راجہ جو کو گیارہ کچھ عرصہ قبل قتل میر سنگہ کے اوسنے سزا بخار دی

چونکہ لال سنگہ آخر کو وزیر سلطنت ہو گیا اور دربار لاہور میں اس نے بڑی شہرت حاصل کی اس لیے ہم اسے تفریح طبع ناظرین اس کتاب کے اس شخص کا حال مفصل شرح فرماتے ہیں۔

حال راجہ لال سنگہ کا

راجہ لال سنگہ جو کہ بعد ازین وزیر سلطنت لاہور ہوا جس کا معر ایک برہمن کا لڑکا تھا اور یہ موضع سکواہ میں دوکان کرتا تھا۔ جبکہ اس کا کاروبار بڑھ گیا وہ بالکل ملک پنجاب میں خورو و فروشی کرتا تھا چنانچہ اس حالت میں اس کی بستی رام توشہ خانیا سے جو کہ ہما سنگہ والد ہمارا راجہ رنجیت سنگہ کا حشر اپنی تھانیا ملاقات ہو گئی۔

جس امر خرو و فروات اپنی طرح سے لکھ سکتا تھا اس باعث سے بستی رام نے بمشاہدہ تین برہمن ہا جواری اور خرواک کے اوسکو نوکر رکھ لیا۔

اس بعد سے وہ ہما سنگہ کے خزانہ میں نوکر ہو گیا اور خزانہ کا حساب کتاب لکھنے لگا۔ جبکہ ہما سنگہ نے وفات پائی جس امر خرو کری چھوڑ کر اپنے گانوں کو چلا گیا اور چھوٹے خورو وکانداری کرنے لگا۔

جب رنجیت سنگہ سن تیز کو پہونچا بستی رام نے جس امر کو نوکر رکھ لیا۔ اس وقت رنجیت سنگہ کے یہاں خزانہ نہیں تھا اور جو کوئی مقام کہ وہ اس وقت فتح کرتا تھا اوسکو وہ رانا مندو و لہمند سو و اگر امرت سر کے ہاتھ رہن رکھتا تھا جیسا کہ اس نے اول دفعہ کشمیر چلا گیا اس نے اپنے یہاں خزانہ بنوایا اس وقت بستی رام مر گیا اوسکا بھتیجا جس کا نام جس کا کہ رنجیت سنگہ کو پڑا عمو تھا اوسکی جگہ واروہ توشیہ نام کا مقرر ہوا اور جس امر خرو کا مقرر کا وزیر ہمارا کے کرتار ہا لیکن جبکہ راجہ و ہیان سنگہ وزیر سلطنت مقرر ہوا اس نے رنجیت سنگہ سے کہا کہ ہمارا کو کاروبار توشیہ خانہ کے کرتے کی ذرہ بھی لیاقت نہیں ہے اور جس سنگہ بڑا ہوشیار اور دیانت دار آدمی ہے اس لیے مناسب ہے کہ وہ اوسکی جگہ مقرر کیا جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس وقت سے جس امر اپنے تئیں تابعدار ڈوگرہ کا خیال کرتا تھا اور اونکو اپنا آقا خیال کرتا تھا۔

اس کے بعد جس امر نے وفات پائی اور دم واپس اپنے لڑکے سے کہہ گیا کہ یہ یاد رکھنا کہ میں دولت مند اور شہرت و ناموری صرف بسبب عنایت و مہربانی سرداران ڈوگرہ کے حاصل کی ہے۔ اس نے اٹھ نو و ہیان سنگہ اور گلاب سنگہ کو اپنا آقا خیال کرنا اور اپنے تئیں ہمیشہ اونکا غلام سمجھنا۔

اوندکو بہت سخت سست کیا۔

اوسنے آخر میں کو کہا کہ اگر میرے دشمنوں کو قید کر کے میرے حوالے کر دے تو میں بالکل فوج کا معاف کر دوں گی۔

یہ سنکر پنجون نے کہا کہ آپ اوندکے نام بتلائیے چنانچہ بھاب اسکے رانی صاحبہ نے دیوان جواہر مل کو جو کہ سابق میں سوچیت سنگھ کا دیوان تھا اور درحقیقت اس سازش میں شریک تھا اور بلکہ اوسی سے فوج کا جواہر مل کے ہتھیار لے لیے گئے اور قید ہوا۔

بعد ازیں مہارانی صاحبہ نے کہا کہ پرتھی سنگھ اور اوند جو دالون کو جو کہ اس سازش میں شریک تھے میرے حوالے کر دینا چاہیے تھے ہی پنجون میں اس میں تکرار ہوئی اور انجام کار وہ سمن برج سے اوندھکرا پے کپو کو چلے گئے۔

بعضوں نے ڈوکر دین یعنی پہاڑیوں کو جو کہ اس سازش میں شریک تھے قید کر لیا اور اوند کو رانی صاحبہ کے پاس بھیجنے کو مستعد تھے اور بعض اس سے منایت ناراض تھے فوج ڈوکر کی ایک درہمیں پرتھی سنگھ کو رانی صاحبہ کے حوالے کرنے میں بہت مستعد ہوئیں اور اوندھکون نے یہ ارادہ کیا کہ فوج جنرل کورٹ پر جو کہ اس سردار کی خاص تھی حملہ کیا جاوے چنانچہ دونوں طرف سے فوج لڑائی کے لیے تیار ہوئی اور ضرور ایک لڑائی ہوئی لیکن اس وقت رانی صاحبہ کا حکم آیا کہ کل مہاراجہ پرتھی سنگھ بالکل فوج کا ملاحظہ کریں گے اور اس باعث سے کشت و خون جو کہ ہونے کو تھا موٹوں رہا۔

رات کو فوج کے پنج جمع ہوئے اور اوندھکون نے یہ تجویز کی کہ واسطے دور کرنے تازع اور فساد فوج خالصہ کے پرتھی سنگھ اور اوسکی ہمراہی فوج سے پوشیدہ کال دیے جائیں اور یہ شخص جو کو چلے جائیں۔

جہاں کہ وہ بخیر و کافایت تمام مع اپنے رفیقوں اور چند سواروں کے پہنچا۔

گلاب سنگھ نے بعد ازیں ایک خط دربار کو بھیجا اور مضمون اسکا یہ تھا کہ حال قتل ہونے وزیر جواہر مل کا سنکر مجھ کو بہت رنج ہوا اور اگر میں صاحب طاقت ہوتا تو پرتھی سنگھ اور اوسکے ہمراہیوں کو بے رحمی سے مارتا۔

رانی صاحبہ کا رد و بار کی یہ صورت دیکھ کر خاموش رہیں اور دربار امور و ہاٹل کے اپنے دست لال سنگھ سے صلاحیں اور مشورہ کرنے لگیں۔ چنانچہ اوسکے کہنے سے اوندھکون نے بعد

اپنے اور اپنے لڑکے کو مارنے ڈالین
 رانی صاحبہ فوج خالصہ کو بہت ہلاک کر گئی اور انہوں نے تسمیہ کہا کہ کہ میں تم سے عوض لونگی
 دوسرے روز ان کے بھائی کی نقش اون کے پاس لائی گئی اور اس کے دیکھتے ہوئے وہ بھر خالصہ کو
 کپڑوں کو تار تار کر ڈالا۔ آخر اس کو بڑی خوشامد اور خوشی فوج کے فوج سے وہ شہر کو تشریف لائیں
 پنچون نے ان سے کہا کہ تمہارے بھائی کا قتل حسب مرضی خدا کے ہوا ہم اس کو سیطر
 پر ٹال نہیں سکتے تھے اور اس باعث سے ہم اس کے قتل کے کی طرح پر جو ابدہ نہیں ہیں
 دوپہر کے وقت رانی صاحبہ شہر میں تشریف لائیں اور نقش وزیر مقتول کی بھی روانہ لائی گئی
 شام کو روبرو بہت سے سواروں کے بعد رسومات مذہبی کے نقش جلاوی گئی اور اس کے ساتھ چھار
 کی دو بی بیان اور تین لونڈیاں سستی ہوئیں۔
 روپیہ وغیرہ جو کہ یہ عورتیں لوگوں کو تقسیم کرنے کے واسطے لائی تھیں سکھوں نے ان سے
 چھین لیا۔ جبکہ وہ چتا پر بیٹھیں ہر جسم سکھوں نے ان کی ہتھ بالیاں اور زیور وغیرہ زبردستی
 چھین لیا اور پکڑ پکڑ کر کینچی جس باعث سے کہ ان کو کمال تکلیف ہوئی۔ سکھ ان کو روئے
 جلائے دیکر بہت خوش ہونے لگے اور تھمہ بار کر رہتے تھے۔ جبکہ چھانین آگ لگا دی گئی ایک
 نابکار سکھ نے ان کی نفیس پوشاک پر ہاتھ چلایا اور اس کا تھوڑا سا ٹکڑا پھاڑ لیا۔ اس طرح پر فوج بعد
 لینے عوض قتل پشور اسنگ کے رانی کے نہایت مطلع اور فرمان بردار ہوئی اور ان کا رنج و الم دور
 کرنے کے لیے اس نے ان کی بہت خوشامد کی لیکن ایک بھی کارگر نہ ہوا۔
 رانی صاحبہ ہر روز مع اپنی سہیلیوں کے پیدل سے پروہ اپنے بھائی اسنگ کے ساتھ پر جو کہ باہر سستی دروازہ
 کے تھے جایا کرتی تھیں اور وہاں بہت سارے دیکر کرتی تھیں۔
 فوج نے یہ دیکر کہا کہ جن فوج کے اودیوں نے وزیر کو قتل کیا ہو اس کو سنو اپنی چاہیے۔ بھاب کے
 فوج قاتل وزیر نے یہ کہا کہ بالکل فوج اس ارادہ کے لیے صفت آراستہ کھڑی ہوئی تھی اور ہر ایک
 شخص اپنے قتل وزیر کے تھا اس میں کل فوج شریک تھی ہم کسی طرح پر موم نہیں ہو سکتے ہیں۔
 بعد چند روز کے رانی صاحبہ نے کہا کہ اگر ان سرداروں کو جو کہ دیر سے قتل میرے بھائی کے
 تھے میرے حوالے کرو تو میں رانی ہو جاؤں گی چنانچہ اس نے پنچون اور شہرہ داران فوج
 اس مطلب کے لیے من برج میں بلایا اور وہاں اپنے آپ اگر درباب ان کی دغا بازی کے

ہم ملکہ حق الوسع مدد دین گے اور جب تک کہ ہم نہ مارے جاویں گے تمھارے اوپر کسی طرح کا خطرہ نہ
 دیوں گے لیکن کنجش وزیر نے یہ خیال کیا کہ فوج مجھ کو کیسے طرح کا نقصان نہ پہونچا دیگی کیونکہ میں
 نہیں آیا ہوں بلکہ مع ہمارا جہ دلپ سنگ اور اپنی بہن کے انکے کپڑوں میں آیا ہوں
 جواہر سنگ اس طرح پر فوج میں گیا لیکن جبکہ وہ فوج مرا لیا کہ دست چپ کی طرف پہونچا جنرل کورٹ
 کی فوج نے باین خیال کہ فوج لال سنگ اور اسکی مدد کرنے کو مستعد ہو اپنی فوج میں آراستہ کین
 اب دونوں طرف سے لڑائی کی تیاریاں ہوئیں اور یقین تھا کہ ایک سخت لڑائی ہو لیکن جواہر سنگ نے
 فوج مرا لیا کہ جہاں کورٹ کی فوج میرے تخریب کی سعی نہیں ہو اس لیے ملکہ چاہیے کہ تم لڑائی
 سے باز رہو چنانچہ لڑائی موقوف ہو گئی۔

جبکہ وزیر جنرل کورٹ کے فوج کے قلب میں پہونچا فوج مذکور اور اسپر کیا برگی حملہ آور ہوئی اور فیلیان
 سے کہا کہ ماتھی کو بٹھاوے

جبکہ ماتھی بٹھ گیا فوج نے دلپ سنگ کو وزیر سے مانگا اور وزیر نے بمشکل تمام اسکو حوالے کیا
 کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ لڑکا میری پناہ ہے۔ بعد ازیں جواہر سنگ نے فوج سے مخاطب ہو کر کہا کہ میری
 بات سنو مجھے اتنے کچھ کہنا ہو لیکن اون سوڈیوں نے کچھ بھی نہ سنا اور ایک شخص نے اون میں سے
 سنگین بدوق کی اس کے بائیں طرف ماری۔

زخم کھاتے ہی وزیر ہودے پر چبک گیا اور ایک سپاہی نے بدوق اس کے ماتھے پر پھک کر ماری۔
 اس طرح پر وزیر سلطنت قتل ہوا اور اسکی نقش کو ماتھی پر سے اوتا کر سپاہیوں نے تمواروں اور
 سنگینوں سے قید کیا۔

بعد اسکے اونھوں نے بدوقین سے کرنا شروع کیں اور مقصد اس سے یہ تھا کہ اور فوج دریا بقتل
 وزیر کے اور کا مقابلہ کرے

بابا رتن سنگ اور بجائی چیت سنگ جو کہ وزیر کے ساتھ تھے اوسی روز قتل ہوئی۔ اول تو قریب
 اپنے آٹا کے مارا گیا اور دوسرا بھاگتے ہوئے ایک سوار کے ہاتھ سے قتل ہوا بعد ازیں فوج نے
 بالکل روپیہ و جواہرات وغیرہ جو کہ وزیر اور اسکی ہمشیرہ واسطے قیمتم فوج کے لائی تھی لوٹا
 رانی صاحبہ اور اسکی نوذریاں زبردستی خیمہ میں جو کہ پیشتر سے اسی لیے ایستادہ تھا بھی گئیں اور
 مہاراجہ بھی بعد توڑی دیر کے اپنی مانگے پاس پہنچے گئے۔
 روپیہ کے پہرے تعینات کیے گئے تاکہ وہ دیکھتے رہیں کہ کین مہارانی صاحبہ بسبب زیادتی بے رحمی کے

اور اپنے تئیں پر تھی سنگھ کا میل مل گیا۔ اگرچہ وہ ان ایہ لوگ بخوشی خاطر رہے لیکن اوسوں نے ظاہر کیا کہ جھکو فوج نے جبراً عتد کر رکھا تھا۔

بعد اسکے جنوں نے جمع ہو کر یہ حکم عام جاری کیا کہ جو کوئی پلٹن پیشہ کی شہر یک ہوگی اوس سے فوج نکال نہایت ناراض ہوگی چنانچہ اس حکم کے سنتے ہی سوائے جواہر سنگھ کے دو پلٹنوں کے اور باقی سب اونکی شہر یک ہو گئیں۔

ان پلٹنوں کو بیان کہ وہ یقیناً رہنے کی اجازت ملی اور انکو کواملا بھیجا گیا کہ اگر تم اپنے سردار جواہر سنگھ کو چلے جانے دو گے تو اوسکے عوض میں باقیہ توپ کے رٹے پر اور اوسکے جادوئے اور تلو اور کارٹوں والو جاکو غرقہ یہ پلٹنیں اس حکم سے بہت ذہین اور ذریاب حفاظت اپنے انسر کے بہت ہوشیاری کیسے لیکن دوسرے روز کو کہ انداز بند و پنچون کے قلعے سے اپنی توپیں لیکے چلے آئے اور شہر یک فوج خالصہ ہو گئے جواہر سنگھ اب صلح حاصل کرنے سے باز ہو گیا اور جبکہ مینا مہرون فوج خالصہ نے اوس سے یہ کہا کہ تو شہر کو چھوڑ کر ہمارے کپو کو چل تو اوسنے اکیلاں مینا مہرون کا اقرار نامہ کرنے کا اقرار کیا کہ وہ بارہ رٹے ماہواری ہر ایک پچ کو دیا کرے گا بشرطیکہ وہ قصور قتل پیشہ را سنگھ کا سامان کریں اور میری جان بچاویں۔

والدہ مہاراجہ ولیپ سنگھ یعنی اوسکی بہن نے اوسکے تنخواہ کے اضافہ کرنے کا اقرار کیا اور کہا کہ میں ہنڈر روپیہ ماہواری متعہ دار مقرر کروں گی بشرطیکہ میرے بھائی کی جان کو کسی طرح کا خطرہ نہ پہنچے سوائے اس کے اوسنے بہت عجز و انکسار کیا لیکن یہ سب تدبیریں بیفائدہ ہوئیں کیونکہ جبراً اسے اونکو بہت بچھڑو پیسہ دے چکے تھے اور بہت سے اور پٹے دینے کا اقرار کیا تھا۔

۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو کچھ فوج زیر حکم برتھی سنگھ کے پہلی دروازے کی طرف متحرک ہوئی اور جواہر سنگھ نے دیکھ کر قلعے میں رہنا بیفائدہ سمجھا اور اس لیے وہ اپنی بہن کو ہمراہ لیکر اور ولیپ سنگھ کو اپنی گودی میں ہاتھی پر بٹھا کر مع قریب ایک ہزار آدمیوں کے فوج کی طرف روانہ ہوا۔

برتھی سنگھ یہ دیکھ کر مع اپنی فوج کے سیدھے راستے کپو کو چلا گیا اور وہاں وزیر سے اول پہنچا۔ جبکہ وزیر کپو کے قریب آیا ان کی پلٹنوں میں سے ایک پلٹن نے دوسرے اوسکی تنظیم و تنظیم کی اور ایک ایک سلامتی توپوں کی حسب دستور کے سر کی

یہ دیکھ کر جواہر سنگھ نے اپنے فیضان سے کہا کہ ہاتھی کو اس پلٹن کے قریب بچل ہو دیکھ کر لال سنگھ ولیپ کی فوج کے پنچون نے اوس سے کہا کہ تم لگے بچاؤ اور بیان ہی ٹھہر دیکھو کہ

روز دوم فوج وہاں سے کوچ کر کر بدستور خاصا جہیز میں کر میقیم ہوئی
 اس مقام میں وہ چند روز تک رہی اور بعد چتر سنگہ پہاڑوں جو کہ یک طرف اور فتح خان کا لالہ باغ کو روانہ
 لیکن دونوں اس بات مخوف و ہراسان رہے کہ دیکھتے عرصہ میں اس قتل کے ہمارا کیا حال ہونے
 چتر سنگہ نے بخون فوج خالصہ کے اپنے خاندان کو چھاروں کے اوس طرف کشتوار میں زیر حمایت گلاں
 کے بھجوا دیا اور آپ قلعہ ہارسے میں جا کر میقیم ہوا

قتل ہونا جو اہر سنگہ کا

جبکہ خبر قتل ہونے پشورا سنگہ کی جواہر سنگہ کو پہونچی وہ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے توپوں کی سناچی
 سر ہونے کی اجازت دی اور شہر میں روشنی کرنیکے لیے حکم دیا لیکن اس حرکت ناشایستہ سے اس کو
 بابا ترن سنگہ اور بجائی پیت سنگہ نے باز رکھا۔
 رفتہ رفتہ جب خبر قتل پشورا سنگہ کی فوج کو معلوم ہوئی وہ بہت طیش میں آئی اور درپے انتقام کے
 ہوئی چنانچہ جواہر سنگہ کو بھی اس امر سے اطلاع ہوئی
 پرتھی سنگہ لڑکا اربلا سنگہ باشندہ جمو کا فوج کو ترغیب دیتا تھا اور کہتا تھا کہ تم جواہر سنگہ سے انتقام قتل
 پشورا سنگہ کا لو چنانچہ اس کی تحریک سے بہت سی فوج درپے عوض لینے کے ہوئی اور شہر سے چار میل
 قریب میان میر کے جا کر حیرن ہوئی
 یہاں سے اونھوں نے باقی فوج خالصہ کو بلوایا اور اس سے یہ مطلب تھا کہ آیا بالکل فوج خالصہ شریک ہوئی ہو
 اونھوں نے ایک پیغام اوس فوج کو جو کہ شہر میں تھی اس مضمون کا بھیجا کہ تم شہر سے باہر نکل آؤ تاکہ ہم سے
 نصیحتیں کیے بغیر نہ پہونچے اور آخر میں کو اونھوں نے جواہر سنگہ کو کھلا بھیجا کہ اگر تو خود حاضر ہوا تو ہمارا تمام
 دے تو فوج پشورا سنگہ کا معاف کر دیا جاوے لیکن شہر ارمز کو رنے اس باعث سے کہ اس کو فوج کا لیتین
 تھا اور یا اس سبب سے کہ وہ منتظر ایسے موقع کا رہا کہ جہیز صلیح ہو جاوے گئے سے انکار کیا۔
 جواہر سنگہ نے دیاب صلیح کرنے کے اور بہت تدبیریں کیں لیکن پہونچنے کے کما کہ جب تک وہ خود حاضر
 نہ ہووے گا نسبت اس کے کچھ تجویز نکی جاوے گی۔
 سی عرصے میں پہونچ فوج شہر میں داخل ہوئے اور ظاہر اونھوں نے پرتھی سنگہ کو بزبردستی اپنا املا لکھایا
 ر اس کے اور بیٹھ خالصہ کی کے نام سے احکام جاری کیے۔
 سرے روز راجہ لال سنگہ بگت رام مع دیوان دینا ناتھ اور کئی املاک رسوا کے کہو میں فوج خالصہ کے گئے

وہم کہ وہ مع اپنی فوت کے لاہور کو جاوے اور وہاں پہلو کے بالکل معجزی و بائین پیش ہوں اور
وہاں پر خیال کیا جاوے۔

غرض کہ ان شہزادہ پر پشور اسٹنگ کے قلعہ کو نکالی کر دیا اور پتہ سنگا اور فتح خان شاہراہ اوزار سے
بہت تعلیم دیکریم سے پیش آئے۔

شاہزادہ اوزار کی یہ خاطر داری دیکھا کہ آفتاب نے پورے غافل ہو گیا کہ اوستہ تو قوت سے ہوا ان مذکورہ
کی فوت کو اپنی تنہا ہی سے فوت کے کرو ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس وقت پر پشور اسٹنگ میں اپنی فوت
کے اور پتہ سنگا اور فتح خان مع اپنی اپنی سپاہ کے ایک سے لاہور کو روانہ ہوئے۔
و قلعہ سے بیس میل بھی نہ گئے پاسے تھے کہ اوزاروں نے واسطے ہو کر کے شکار کے تمام چٹا گیا۔

جس ابدال میں ایک مقام کیا۔
جہاں سرداروں نے اتفاق ہو کر شکار کیلئے ایک دوسرے روز ہجرت کی وقت پر شنگہ اور فتح خان
فوت کے خیمے پر پشور اسٹنگ کے حملہ آور ہوئے اور اندر جا کر شاہزادہ کے سوتے ہوئے ہاتھ پائی پائی
اور کے پانچ سو ہزار تین کو نو دس ہزار فوت حریف نے مغایب کر دیا۔ اسی روز شاہزادہ کو میری

ہاں لکروہ قلعہ آگاہ میں واپس لیے گئے۔
ہر چند کہ شاہزادہ نے کئی دفعہ پتہ سنگا کو کھلا بھیجا کہ تو نے دغا کی۔ اب بھی اگر تو مجھ کو قید سے رہا کرے
اور مجھ کو میری ابدال اور دے تو تیرا تصور نہایت کروں کیونکہ میری قسمت میں مرنا لکھا ہوا ہے جیسا کہ
کہ میں مثل سپاہیوں کے تادم زیت لڑتا ہوں اور مارا جاؤں لیکن جواب کو پتہ سنگا نے کھلا بھیجا کہ خاطر جمع رکھو
کہ پھر کی تکلیف نہ کرو نہیں دیجاوے گی اور نہ تمہاری جان کو کب پھرن کا خطرہ ہو پشور کا میدان
اس طرح پر وہ قلعہ کے اس بن میں جو کہ بنام کمال رنج کے مشہور ہو اور جبکہ شہر کے واسطے اوپر
رات کے وقت دغا باز سرداروں کے پاس آئے اور چہ سپاہی پھر کے واسطے اوپر

تہناب کر گئے اور ات ہی سبب میں جہاں شنگہ کو پھانسی دیکر دریا میں ڈوبا دیا
بعض شخص قتل پشور اسٹنگ کا یون روایت کرتے ہیں کہ جہاں شنگہ نے ایک خوارانی صاحبہ کی طرف سے
مضمون کا پاس پشور اسٹنگ کے ایک اپنے دوست کے ہاتھ پھیجا کہ تمہارے واسطے آمدنی ایک لاکھ
کی اخلاص شمالی سے تجویز مہیاتی جو اس لیے تم کو چاہیے کہ دعوی سلطنت سے دست بردار ہو۔ جبکہ کنویر
اس خط کو کہ بنام ملک الموت کا تھا بغور ملاحظہ کر رہے تھے قاعدہ نے تلوار بنیام سے کھینچ کر اوزار آب
سے نکلایا اور فوراً کنویر صاحب کی منہ پر روئے جس نے شخص عنقریب سے پرواز کیا۔

پشورا سنگہ اپنی جاگیر میں بہت دن تک زندہ نہ رہنے پایا کیونکہ گلاب سنگہ نے درباب قتل شاہزادہ جواہر سنگہ کو بہت سی ترغیب و تحریص کی۔

مطلب اصلی راجہ جواہر کا اس ترغیب سے یہ تھا کہ اگر پشورا سنگہ قتل ہوگا تو فوج جواہر سنگہ سے غرض کیا اور اسکو بھی قتل کرنے کی اور اس صورت میں جمہور اور میرے خاندان کو سلطنت میں زیادہ اختیار ہوگا اور دونوں شخص جو کہ فی الحال میرے ترقی کے مزاحم ہیں خود بخود قتل ہو جائیں گے اور میرے اوپر کیا گانہ بچے جب تک کہ پشورا سنگہ اپنی جاگیر میں رہا اور اس کے قتل کے لیے کئی ایک تبریریں کی گئیں جتنی بچہ مطلع ہو کر خوف جان کے مع اپنے چچا بیرون کے ایک کو بلا گیا۔

اس مقام پر اس نے بعد و قریب و جوار کے مسلمانوں کے قلعہ انک پر قبضہ کر لیا اور وہاں رہنے لگا۔ جواہر سنگہ نے جبکہ یہ خبر سنی بہت غصہ ہوا اور فوراً فوج کو حکم دیا کہ وہ قلعہ کو شاہزادہ سے چھین لیں اور اسکو سزا دیں لیکن فوج نے حسب و ہمت فوج خالصہ اور بھی اس باعث سے کہ انکو حکم واسطے مقابلہ کرنے بیٹے مہاراجہ بخت سنگہ کے تھا بہت سی روپوں کے روانہ ہوئی اور جبکہ وہاں پہنچی اس وقت قلعہ کے فتح کرنے میں کچھ بھی کوشش نہ کی۔

اس عرصے میں فوج خالصہ نے کہا کہ اگر کچھ بھی صدر پشورا سنگہ کو پہنچے گا تو ہم اسکا عوض ضرور لیں گے۔ جبکہ کاروبار کی یہ صورت تھی گلاب سنگہ نے جواہر سنگہ کو لکھا کہ فوج خالصہ میں سے کوئی شخص جو جی شاہزادہ سے لڑنے کے لیے مستعد نہیں ہو اس لیے یہ مناسب ہو کہ تم چتر سنگہ اناروالہ اور فتح خان کو واسطے فتح کرنے قلعہ انک کے روانہ کرو چنانچہ جواہر سنگہ کے احکام جاری ہوئے۔

اس وقت فتح خان کابلے باغ میں جو کہ دریائے اندس پر واقع ہو اور چتر سنگہ نوشہرہ اور راجوری میں کئی قضاے کا تصفیہ کر رہا تھا اور یہ حسب فمائش گلاب سنگہ کے عمل کرتا تھا اور نہ حسب خواہش دیوار کے مجبور ہو سکتے تھے حکم کے یہ ایک کو روانہ ہوا اور وہاں فوج فتح خان سے متفق ہو کر واسطے حملہ آوری تلے کے مستعد ہوا لیکن چونکہ فوج خالصہ جو کہ قلعہ کے قریب و جوار میں تھی پشورا سنگہ سے بہت راضی تھی اور شاہزادہ انک کے بھی اس سے از حد خوش و متفق تھے اس باعث سے چتر سنگہ اور فتح خان نے قلعہ پر حملہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور شاہزادہ سے یہی صلح ہوئے چنانچہ بعد بارہ روز کے پشورا سنگہ نے بشرایہ مقصد قلعہ انک کو خالی کیا۔

اول یہ کہ اسکی قییم و توقیر موافق اس کے تہ کے کجاوے اور اسکو مع بالکل فوج کے قلعہ سے نکل جانے کی اجازت ملے۔

میرا سنگہ کا واپس کر دے۔
 بعد دینے پہلی قسط اس نے جرمانے کی اور سکھ جمہور جانے کی اجازت ملی۔
 اسی عرصے میں جواہر سنگہ نے دوارا وہ واسطے قتل کرنے کلاب سنگہ کے کیے لیکن ایک مین
 بھی کامیاب نہوا اور کلاب سنگہ لاہور میں چار مہینے رہ کر پھر جمہور کو چلا گیا جہاں سے کہ وہ بعد چند مہینے
 کے بروقت ہونے جنگ کے انگریزوں سے بکلیا گیا تھا۔

حال قتل مشور سنگہ

پشورا سنگہ اس وقت حسب الطلب فوج کے لاہور میں آیا اور سکے پہنچتے ہی بہت سی فوج اس کے
 شریک ہو گئی اور اس نے کہا کہ ہم تنجیکو حق وار وارث تخت و تاج لاہور کا شہ مور کرین گے اور تنجیکہ
 درویشکے اور سکھ شہ میں آئے ہوئے جو بیس گنتے بھی نہیں ہوئے تھے کہ فوج نے اس طرح
 اس کا ساتھ دینے کا اقرار کیا۔

رائی صاحب نے اس کو دربار میں بلایا اور جبکہ وہ وہاں پہنچا اور بخون نے اس کو چھاتی سے لگایا
 اور کہا کہ میں تنجیکو اپنے لڑکے ولیم سنگہ کے برابر سمجھتی ہوں اور اوتنی ہی تیری خاطر داری اور
 غوث بھی تنجیکو بدل و جان منظور ہو۔

جواہر سنگہ بجائی مہارانی صاحبہ حسب رتبہ شاہزادہ کے اس کے ساتھ پیش نہ آیا اور اس عیش
 سے شاہزادہ موصوف وق ہو کر دربار سے چلا گیا اور شہر میں جا کر اس نے اپنے مکان پر بخون
 فوج خالصہ کو بلایا اور اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک بڑی بے پروائی سے پیش آئے اور اب میرا
 یہ ارادہ ہو کہ میں لاہور سے اپنی جاگیر کو چلا جاؤں لیکن بخون نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ رہو گے آوا
 کو چلو چنانچہ یہاں پر بالکل فوج نے جمع ہو کر کہا کہ ہم تمہارے شریک ہیں۔

جبکہ یہ خبر جواہر سنگہ کو پہنچی وہ بہت مضطرب ہوا اور اصلاح اپنی ہمیشہ یعنی والدہ مہاراجہ
 ولیم سنگہ کے اس نے فوج خالصہ میں کہلا بھیجا کہ ہر ایک شخص کو ایک کنٹھا قیمتی پھدیں دے گا ملیگا۔
 فوج فوراً سبب تقسیم اس انعام کا سمجھ گئی اور اس سبب بخون نے پشورا سنگہ کو نہ تو مہاراجہ لاہور
 اور نہ وزیر سلطنت مشہور کیا بلکہ اس کو یہ صلاح دی کہ تم اپنی جاگیر کو چلے جاؤ اور منتظر موقع کے رہو۔
 شاہزادہ صورت معاملہ کی دلوگوں دیکھ کر حسب مرضی فوج خالصہ کے اپنی جاگیر کو روانہ ہوا اور رفتہ
 روانگی کے اس کو چند اشیاء قیمتی بطور نذر کے دی گئیں۔

لیکن گلاب سنگہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ کنارہ دریا سے مذکور سے ایک ہزار گرفتار ہو جائے چاہئے اور وہ ان پر انھوں نے جاکر مورچہ بندی کی۔

جواہر سنگہ یہ جانتا تھا کہ کسی طرح راجہ جموں کے فوج پر حملہ ہو لیکن دونوں طرف کے پنج یہ جانتے تھے کہ کسی طرح پر صلح ہو جاوے اور ایک قطرہ خون کا بھی زمین پر نہ گرے۔

جواہر سنگہ مع مہاراجہ دیپ سنگہ اور جمیع سرداران سلطنت کے فوج میں گیا اور انکو واسطے حکمران کے بہت ترغیب و تحریص دی لیکن انھوں نے کہا کہ لڑائی سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا ہم آپس میں صلح کر لیں گے جو سنے روز صلح ہوئی اور یہ سردار پایا کہ راجہ گلاب سنگہ لاہور میں جاکر رانی سے ملاقات کرے اور باہل جبکہ شہنشاہ اس طرح پر مقرر ہو گئیں راجہ جموں نے مع انیس چرخوں کے دیباے راوی کو مقام اتوار کے پہن پر عبور کیا اور باہل فوج اس سے پیغمبر و حکیم پیش آئی۔

بعد ازیں وہ ناگتھی پر سوار ہو کر ضمن کچ لو گیا اور رانی نے بھی اسکی خاطر داری کی۔

بعد ملاقات کے رانی صاحبہ نے کہا کہ تم محل کفر سنگہ مرحوم میں رہا کرو۔ ہستیاں اسکے بیچون فوج نے کہا کہ چونکہ ہم اسکے جان کی حفاظت کے ضامن ہیں اس لیے ہم کیسے اس کے قریب میں نہیں آئے توین گے۔ جب کبھی رانی صاحبہ اوں سے ملاقات کیا چاہیں گے ہم انکے ساتھ آوین گے اور انوقت وہاں نہ تو جواہر سنگہ اور نہ کسی اور سردار کو مسلح آنے دیوین گے۔

پہلی ملاقات میں رانی صاحبہ نے ہمد بہت سی خاطر داری کی یہ کہہ کہ چونکہ ابھی تک عہدہ وزارت کا کیسکو نہیں دیا گیا ہے اور جواہر سنگہ ابھی برائے نام وزیر ہے اس لیے تمکو چاہیے کہ تم اس عہدہ کو قبول کرو۔

جبکہ جواہر سنگہ اس امر سے مطلع ہوا تو بہت رنجیدہ ہوا اور صرف بسبب خوف فوج خالصہ کے وہ گلاب سنگہ کے قتل میں سہا نہیں ہوا۔ لیکن تاہم اسنے اپنی عقلندی سے فوج اور رانی صاحبہ کو خوش رکھا اور گلاب سنگہ کے دل میں ایسا شک ال دیا کہ اسنے عہدہ وزارت کو قبول کیا اور اسنے الام جواہر سنگہ وزیر سلطنت مقرر ہوا۔

حال وزارت جواہر سنگہ

جبکہ و عہد وزارت پر متقل ہو گیا اسنے گلاب سنگہ سے باعث اسکی سرکشی کا پوچھا اور بعد بہت رد و بدل کے یہ قرار پایا کہ گلاب سنگہ شیش لاکھ روپیہ سے اور جاگیریں اپنے بھائی سوہت سنگہ اور اسباب الہیہ سے

فوج خالصہ نے وہاں سے تھوڑی دُور کو تین طرف سے غور کیا اور تین طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چوتھی طرف
 رنجور سنگہ نے سپاہیوں سے اوتر کر شہر کا محاصرہ کیا۔ اس طرح پر شہر جو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔
 گلاب سنگہ کے سپاہی بھی روز بروز نوکری چھوڑنے لگے چنانچہ اوسنے لاچار ہو کر میان جواہر سنگہ بیٹے
 وحیدان سنگہ کو جس کو کہ فوج خالصہ بہت چاہتی تھی واسطے کرنے صلح کے بھیجا۔
 یہ سردار اول سلطان محمد اور شام سنگہ کے پاس گیا اور بعد ازاں فوج سے درباب کرنے صلح کے گفتگو کر
 اور فوج نے اوسے کہنے کو تبول کیا۔
 گلاب سنگہ نے پھر خود فوج میں آکر کہا کہ میں اور میرا خاندان فوج خالصہ کے غلام ہیں اور میرے اوسکے
 غلام ہے اور میں نے اوزین کبھی اوسکے مقابل اپنا ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ اگرچہ میں سختی اور غلام سے دوستی
 جمع کرتا ہوں مگر حقیقت یہ سب روپیہ میں فوج خالصہ کے لیے جمع کرتا ہوں۔ اوسنے یہ بھی کہا کہ میں اپنے
 خاندان کا آخری شخص ہوں اور جو کچھ کہ روپیہ میرے خاندان کے آدمیوں نے جمع کیا جو اسکو میں جانتا ہوں
 جہاں کہیں اوزخون سے اوس روپے کو پوشیدہ رکھا ہو صرف میں ہی واقف ہوں۔ اگر تم مجھ کو مار ڈالو
 تو بالکل روپیہ پوشیدہ رہے گا اور کسی کو اوس سے واقفیت نہ ہوگی۔
 واسطے صداقت اس امر کے اوسنے سکھوں سے کہا کہ تم غلامی جگہ جاؤ اور جہاں کہیں غلامی غلامی ملے
 ہو اوسکے نیچے کی زمین کہو دو اور وہاں سے تمکو اتنا روپیہ ملے گا چنانچہ سکھوں نے ایسا ہی کیا اور بوجہ
 کہنے گلاب سنگہ کے اوسکو بعض جگہ تین لاکھ اور بعض جگہ چالیس ہزار روپیہ تک ملا۔
 یہ دیکھ کر سکھوں نے اسکو سونے کی کوکری یعنی سونے کی مرغی کا خطاب دیا۔
 ایسی دلیلون اور خوش آمد کی گفتگو یوں اور رشوت دینے کے اقراروں سے گلاب سنگہ نے فوج کو اپنا کر لیا
 کر لیا اور درباب رضا مندی سرداروں کے جو فوج کے ہوا دتے کچھ بھی خیال کیا۔
 گلاب سنگہ نے ہر ایک سکھ کو ایک سونے کا بازو بند اور چھینس روپے دینے کا اقرار کیا اور مطلب اوسکا یہ
 تھا کہ چار پلٹن اڈیبال اور پونڈیا اور جہل کورٹ کے فوج کی اوسکی شریک ہو جاویں اور اگر وہ کبھی لاہور میں
 جاوے تو کسی طرح کا خطرہ اوسکو اپنی جان کی طرف سے نہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر دوسرے گلاب سنگہ
 جو کہ چھوڑ کر اس فوج میں جو کہ اوسکے مقابلے کے واسطے آئی تھی جا کر مقیم ہوا۔ لوگ یہ خیال کرتے
 ہیں کہ یہ جو تین اسباب میں گلاب سنگہ جمیٹھے کے موتی تھیں اول میں کی طرح کا شنگ نہیں جو کہ اوسکو گلاب
 نے واسطے اوسکی کارگذاری کے اوسکو بہت کچھ روپیہ دیا سردار ان بہار بہت امداد ناک ہوئے
 کہ مبادا بالکل فوج سکھ گلاب سنگہ کے شریک ہو جاوے اور دوسرے

بجو واسکے فوج خالصہ نے اس پر قبضہ کر لیا اور پھر ہمتیہ کو فتح کر لیا
اس امر سے دربار اس قدر خوش اور عالی حوصلہ ہوا کہ فوج کو مکملاً بھیجا کہ تم جو کہو جا کر فتح کرو چنانچہ حسب حکم
دربار کے فوج دارالسلطنت گلاب سنگھ کی طرف روانہ ہوئی اور بدین ایسے کسی منت لڑائی کے

مقام مقصود پر جا پہنچی۔

گلاب سنگھ نے اب مکملاً بھیجا کہ اگر شام سنگھ اناری وائے جنرل میا سنگھ بھٹیہ سلطان محمد فتح سنگھ

اور دو تین اور شہر ارجو میں آویں اور مجھ کو ہا این شہر اپنے ساتھ لے جائیں کہ کسی طرف ضرر میری جان کو

نہ پہنچے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

یہ بھیجے تو البتہ جو دربار کے کا وہ شہر اقل میں قبول کر دینا گا۔

بعد ازین ہیرا سنگہ واسطے لئے پانی کے ایک گانون میں جا کر بٹھا لیکن وہاں اوسکو کچھ بھی نہ ملا اور کھن کے
نے جو کہ اوسکا قنابق کے آئے تھے اس امر سے مطلع ہو کر اوس مکان کو آ کر گھیر لیا اور اوس میں لگا دیا
وزیر اور اوس کے ہمراہی گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگے لیکن سوائے چھ سواروں کے جنکے گھوڑے تھے
تھے اور باقی سب آدمی ہیرا سنگہ کے مارے گئے۔

جمع سرداروں کے سر کاٹ کر لائے گئے اور دوسرے روز مختلف دروازوں شہر پر لپکا دیے گئے
ہیرا سنگہ کا سر لاہوری دروازے پر اور سون سنگہ کا سر موری دروازے پر لٹکا دیا لیکن نقش میان لپکا
کی سبب کہنے میوا سنگہ اور بعض گھوڑ چڑھوں کے جنکے ساتھ وہ بہت اخلاق اور عزت سے پیش آتا تھا
اس بیچنی اور بیچ منی سے محفوظ رہی۔ جو الاسہا نے کا سر کالیوں نے دروازے پر نہ لٹکا
دیا اور اوسکو گلی بگلی کوچہ کوچہ لیے لیے پھیرے اور جس کی کو اوسکو دکھاتے تھے اوس سے کچھ
لے لیتے تھے اور صد باطرح کی گلیاں جو الاسہا نے مقبول کو دیتے تھے۔

آخر ش کو جبکہ اوسکا سر بالکل شہر میں پھیرا گیا جو ہر سنگہ نے اوسکو کتوں کے رو رو ڈلوادیا۔
ہیرا سنگہ اور سون سنگہ کے سرداروں سے اوتار کر خندق میں ڈلوادے گئے اور بعد ازین
راجہ دھیان سنگہ کے مکان میں لا کر رکھ دیے گئے۔
اس مکان میں وہ مدت تک رکھے رہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جبکہ گلاب سنگہ پندرھویں یا سولہویں
شہری ۱۲۴۸ء کو لاہور میں آیا تھا اوسنے اولن سروں کو وہاں سے اٹھا ڈالا تھا۔

جمو پر حملہ کرنیکا حال

جبکہ ہیرا سنگہ اس طرح پر مارا گیا جو ہر سنگہ نے ان سب مقامات کے فتح کرنیکا ارادہ کیا جو کہ
گلاب سنگہ کے قصبے میں تھے چنانچہ بہ این ارادہ افواج بطرف جسر و تہ سمبھارام نگر وغیرہ کے
زیر حکم لال سنگہ شام سنگہ اٹاری والہ فتح سنگہ مان اور سلطان محمد خان بھیجی گئی۔
طرف مقابل پر گلاب سنگہ نے کچھ فوج واسطے حفاظت جسر و تہ کے زیر حکم میان جو ہر سنگہ
ہیرا سنگہ مرحوم کے روانہ کی لیکن بروقت پہنچنے فوج خالصہ کے عطر سنگہ ایک سکھ مع چھ گھوڑے
توپوں کے فوج دربار سے اکر گیا۔

بعد چند روز کے بہت سی فوج علیحدہ ہو گئی اور اس باعث سے جو ہر سنگہ اپنے تین مقابلے کے
نا قابل سمجھتا مع مال و اسباب کے جو کہ وہ لیجا سکا جمو کو چلا گیا۔

جوالا سہا سے نے وزیر سے یہ کہا کہ تھوڑی دیر میں فوج آپ کی مطلع و فرمان بردار ہو کر آپ کو لاہور کو لیجاوے گی۔ چنانچہ وہ تھوڑی دیر تک اس بات کا منتظر رہا اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے سکھ سوار آتے ہیں۔

یہ دیکھ کر میرا سنگھ مع اپنے ہمراہیوں کے گھوڑوں پر سوار ہوا اور دو سواروں کو واسطے دریافت مال سکھ سواروں کے روانہ کیا۔

جب ہی یہ دو سوار سکھ سواروں کے قریب پہنچے سکھوں نے اوپر حملہ کیا لیکن وہ بھاگ آئے اور بالکل حال میرا سنگھ سے ذکر کیا۔

یہ سنکر میرا سنگھ نے کہا کہ اگر ہم پر حملہ ہو تو بہتر ہو کہ ہم میان ٹھہرے رہیں اور دو توپیں جو کہ بے خطراتی ہیں اونپر قبضہ کر لیں لیکن بصلاح پنڈت جوالا سہا سے کے وہ راجہ سوچیت سنگھ کے گھوڑے پر چڑھ کر کہو کو بہ موقع پناہ کے گیا لیکن وہاں برخلاف امید کے اونکو اپنے مقابل پایا۔ وہ میان سے سراسر متفرق ہو کر نزدیک شاہدرہ کے ہی بہ ارادہ حاصل کرنے مدد کے پٹھانوں سے روانہ ہوا۔ لیکن اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہوا۔

بعدہ میرا سنگھ میان سے شاہدرہ کو گیا اور یہاں اوسنے یہ تجویز کی کہ مقام میراوال کو چلنا چاہیے لیونکہ راستے میں فوج مقیم نہیں ہو۔ لیکن جوالا سہا سے نے کہا کہ پل شاہدرہ کو چلنا چاہیے۔ چنانچہ وہ اوپر کو روانہ ہوئے اور چہ سو گز بھی جانے پانے تھے کہ سکھ ہزاروں سواروں کے آگے پہنچے اور جنوں نے میرا سنگھ سے کہا کہ اگر تم پنڈت جوالا سہا سے کو ہمارے حوالے کر دو تو یقیناً اوپر تھارے ہمراہیوں کو بے خطر کا نقصان نہ پہنچے گا لیکن جوالا سہا سے بہ ارادہ بچا نے اپنی جان کے میرا سنگھ سے اشارہ کئے گیا کہ آگے بڑھے آو۔

جیکہ سکھوں نے یہ دیکھا کہ بدون خونریزی کے جوالا سہا سے ہاتھ نہ آویگا اونھوں نے زیر حکم شامنگھ انکراوالا اور میوا سنگھ مجیٹھ کے میرا سنگھ پر حملہ کیا۔

اس طرح پردو کوس چلے گئے اور اس عرصے میں میرا سنگھ کے سپاہی اکثر ماریے گئے۔

اس وقت جواہر سنگھ بھی آگے پہنچا اور دو توپیں بھی جو کہ پیچھے تھیں جلی آتی تھیں ان پہونچیں۔

اکثر میان میں سکھ مع اپنے پٹھان ہمراہیوں کے سکھوں کے مقابل ہو جاتا تھا اور اس عرصے میں میرا سنگھ دور نکل جاتا تھا۔ شرمکھ اس طرح پردو کوس بارہ کوس چلے گئے اور دن بھی قریب دوپہر کے آگیا۔ اس وقت جوالا سہا سے تھک کر گھڑے پر سے گر پڑا اور سکھوں نے اوسکا سر کاٹ لیا۔

پشورہ سنگھ نے اگر کاٹ ڈالی اور بہت سا خزانہ لوٹ کر لے گیا
حقیقت حال اسکی یہ تھی کہ جبکہ گلاب سنگھ اور میرا سنگھ مین فساد تھا راجہ جموں نے پشورہ سنگھ کو
لکھا تھا کہ تو فوج جمع کر کے میرا شریک ہو۔ مین بچے روپیہ کی طرف سے مدد و ننگا چنانچہ اس نے
پشورہ سنگھ نے قریب دو ہزار آدمیوں کے جمع کئے تھے لیکن جبکہ راجہ جموں اور وزیر دربار مین صلح ہو گئی
گلاب سنگھ نے اپنی فوج سے پندرہ ہزار فوج کو موقوف کر دیا اور اسکو تنخواہ مذکورہ بلکہ اکثر مین آدمیوں
کے ہتھیار وغیرہ بھی چھین لیے۔

فوج پشورہ سنگھ نے اب اس سے تنخواہ طلب کی چنانچہ اس نے واسطے بھیجے روپیہ کے گلاب سنگھ
کو لکھا لیکن اس نے جواب اس کے یہ لکھا کہ جس طرح سے مین اپنی پندرہ ہزار فوج کو موقوف کر دیا ہے اس طرح پر
تم بھی اپنے آدمیوں کو موقوف کرو و ضرورت دینے تنخواہ کی کچھ نہیں ہو۔

جبکہ یہ خط اس کے پاس آیا پشورہ سنگھ نے مضمون خط سے فوج کو اطلاع دی اور فوج سے کہا کہ مجھ مین
اتنی طاقت نہیں ہو کہ مین سکوا اپنے پاس سے روپیہ دن

یہ سکر فوج چپ ہو رہی اور پشورہ سنگھ سے رخصت ہو کر گجرات کو بیان امید گئی کہ شاید وہاں کچھ تنخواہ مل جاوے
لیکن وہاں گلاب سنگھ کے عہدہ دار اسے گستاخانہ پیش آئے اور اس باعث سے پشورہ سنگھ کے آدمی
اس قدر طیش مین آئے کہ انہوں نے گلاب سنگھ کی ایک پلٹن کو شکست دی اور شہر کجرات پر قبضہ
کر لیا اور اسکو خوب لوٹا۔

یہ تحقیق ہو کہ نہ پشورہ سنگھ میدان لڑائی مین موجود تھا اور نہ اس کے صلاح سے یہ حملہ ہوا تھا لیکن
دربار مین واسطے تخریب شاہزادہ کے مقدمہ کی صورت و گروں بیان کی گئی اور گلاب سنگھ خود چاہنے لگا
کہ کسی طرح پر پشورہ سنگھ کو دربار سے کچھ سزا ملی لیکن چونکہ یہ افواہ اڑی کہ شاہزادہ روپوش ہو گیا
اس باعث سے اس مقدمے کی تحقیقات طوی رہی۔

واضح ہو کہ جواہر سنگھ بھائی رانی چندا اور مامون صہارا جہ ولیپ سنگھ کا امت سر مین رہا کرتا تھا اور
ظاہر اعیانہ مین مشغول تھا لیکن درحقیقت مین منتظر وقت کا تھا۔

اکثر سکھ اکالی گورو وغیرہ اس شہر مین آتے تھے وہ سب سے دوستی پیدا کرتا تھا اور انکو بہرہ سنگھ
کی طرف سے ورقلانا تھا۔

کئی دفعہ اسکو بہرہ سنگھ نے لاہور مین بلایا لیکن مین نہ آیا اور موقع کا منتظر رہا۔ آخر کو جبکہ اس نے
سلطنت کو اپنے موافق دیکھا وہ لاہور کو چلا آیا اور وہاں تخریب بہرہ سنگھ اور بڈت جوالا سہاے کے ہوا۔

ہنگامہ مع تین ہزار سپاہ کے اونکے مقابلے کے واسطے موجود تھا۔ علاوہ اسکے ہر شہر
 والی جو جہلم کے مغرب کے طرف کے ملک میں پشاور تک فساد و بلوہ کرا سکتا ہو اور اسکی موقت
 پانچ ہنگامہ صوبہ دار پشاور اور دست محمد خان والی کابل سے بھی جو کشمیر میں اسکا اتنا اختیار
 رعب تھا کہ وہاں کس کشتی ہو جانا کچھ عجیب نہیں تھی۔
 لہذا ملک کی یہ صورت تھی فوق خالصہ کو سبب اونکے شک و شبہ کے مقام کرنیکی اجازت ہوئی اور
 متفرق حصوں میں لاہور کے قریب مقیم ہوئی۔

مذاہرین بھائی رام سنگھ دیوان و نیا ناتھ شیخ امام الدین اور چندا سرور واسطے کرنے صلح کے
 ہو کر روانہ کیے گئے۔ لیکن گلاب سنگھ نے کہا کہ جب تک میان جواہر سنگھ چوٹا بھائی راجہ پرا سنگھ کا
 حصہ پاس نہیں آوے گا میں کسی طرح پر صلح نہیں کروں گا چنانچہ جواہر سنگھ لاہور سے جو ہو گیا اور
 باپین راجہ جواہر دربار لاہور کے ہو گئی۔

ہو گیا سو وقت میں ڈیرہ دست خان ایک افغان نے اضلاع ہزارہ مظفر نگر ترنول میں کچھ وقت فساد
 برپا کیا تھا اس لیے چیمپلٹن طرف آگ و پشاور کے روانہ کی گئیں۔

بعد چند روز کے یہ خبر پہنچی کہ باشندگان اضلاع مذکورہ نے فریب چیس قیس ہزار آدمیوں کا جمعیت
 کر لی ہے اور ایک لڑکا دست محمد خان کا بھی اس فساد میں شریک ہو۔ اوخون نے بالکل قیامت پر جو کہ
 ہزارہ سے تاج کشمیر میں قبضہ کر لیا ہے اور اہ حکام ارادہ اب کشمیر پر حملہ کرنے کا ہے۔

ایک دور در بعد اسکے بعد افراہ اڑی کہ بارہ سو روپیہ فوج دے بار کے جو کہ کشمیر میں تھے سرکشن کے شریک
 ہو گئے اور اس باعث سے صوبہ دار کشمیر نے لاچار ہو کر مع پانسوا دیویوں کے تلے ہری پرست
 میں جا کر پناہ لی جو

جیکہ ملک کی یہ صورت تھی میان جواہر سنگھ جو سے آیا اور وزیر سے کچھ صلاح و مشورہ کر کے
 دو روز رکھ کر چھوٹا کو واپس چلا گیا۔

چیمپلٹن جو کہ ملک ہزارہ کو گئی تھیں اور کو حکم ہوا کہ مظفر آباد ہو کر اب کشمیر کو جاویں۔ وہ سکاٹلین
 زیر حکم شیخ امام الدین پر صوبہ دار کشمیر کی بھی روانہ کی گئیں لیکن یہ سبب کثرت برن کے منزل
 مقصود تک نہ پہنچ سکیں اور آخر میں کو فساد و فساد جو کہ وہاں پر پاہور یا تھا خود بخود فرو ہو گیا
 کچھ عرصہ بعد اسکے میان سون سنگھ لڑکا راجہ گلاب سنگھ کا لاہور میں آیا اور جبکہ یہاں پر صلح قرار دئی
 در میان حجابیت کے ہو گئی تھی نہ خبر تھی کہ گلاب سنگھ کی فوج کی ایک پلٹن جو کہ گجرات میں مقیم تھی

روز قبل اس اڑائی کے پیشور سنگہ واسطے معافی اپنے قصیر کے لاہور میں آیا اور وزیر نے
 قتل کشمیر سنگہ کی سنگہ واسطے قادیان جاکیرت دیگا اور الہ کو روانہ کیا۔
 قتل کشمیر سنگہ کی بیویوں اور بکواسیوں کو میان لال سنگہ کاڑھی میں بچا کر فوج خاندان سے پیشیدہ لاہور کو
 پہنچا تھا اور انکو روٹی پانی کے طرف سے کمال تکلیف دیتا تھا چنانچہ جب مالہ نے اس امر سے
 اطلاع پائی اور نے کچھ فوج واسطے اس کے تلاش کے روانہ کی اور انکو میان لال سنگہ کے آدمیوں
 سے چھین کر اپنے لشکر میں لے آئے اور انکو بہت تسلی و دلاسا دیا اور کہا کہ یہ طرح سے تمکو تکلیف
 نہیں پہونچے گی۔
 خاندان سے اب لاہور کیا کہ صرف سبب سے ایمانی جو اس سنگہ اور میان لال سنگہ کے بابا پر سنگہ قتل
 ہوا۔ چنانچہ اس باعث سے یہ لال سنگہ کے کپڑے پر جلد آور ہوئے اور وہ شخص اٹھائیس ہزار
 گھوڑے چاروں کے پناہ میں چلا گیا اور رات کے وقت سح سات سواریوں کو جو کیلاف بجا گیا۔
 اور بعد چھیس ہل کر لاہور کو گیا۔ لیکن سیکھ ہمیشہ قتل پر سنگہ کو پایو کر کے بہت تنگین ٹا
 اگرچہ یہ سبب سبب سے ملک میں امن ہو گیا۔ لیکن سیکھ ہمیشہ قتل پر سنگہ کو پایو کر کے بہت تنگین ٹا
 ہوتے تھے اور چونکہ خبر کو رٹ کے پٹن کے آدمی اور سیکھ قتل میں زیادہ شریک تھے اس باعث
 وہ گرو مارینی قاتل کو کھلاتے تھے۔
 چند روز بعد قتل بابا پر سنگہ کشمیر سنگہ اور عطر سنگہ کے یہ سنگہ اوراد کے چچا گلاب سنگہ میں
 اتفاق ہو گیا اس لیے اس نے ایک مجلس عام جمع کی اور ان میں میں نے قتل کو وسیع صلح کے
 جاری رکھنے میں کوشش کی اب انیام معام ہو تا ہے کہ گلاب سنگہ کچھ دلاوت رکھتا ہے اس لیے
 مناسب ہے کہ اس سے شرائط مندرجہ ذیل قبول کرانا چاہیے۔
 اول یہ کہ وہ سرکار کو چوتھائی خراج زیادہ دیا کرے۔
 دوم یہ کہ وہ بالکل جاگیر والی اسباب راجہ سوچیت سنگہ کا واپس کر دے۔
 سوم یہ کہ وہ بالکل اسباب راجہ وہ میان سنگہ مرحوم کا حوالہ کرے۔
 چہارم وہ اپنے تین لاہور میں حاضر کرے۔
 واسطے قبول کرانے ان شرائط کے پیش پٹن میں چند رسالوں اور کئی ضرب ٹوپ کے جو کہ
 روانہ کی گئیں لیکن وہ اس سستی و غفلت سے بھی گزرتے ہیں کہ انکو واپس کی طرف سے شک پیدا
 ہو گیا اور انکو وہ میں اس سبب اور زیادہ سنا گیا کہ فوج متفرق کر کے مختلف راستوں سے چوکا کی تھی

ن لال سنگہ سکھوں کو ادھر ادھر بھیجتا تھا اور طلب اضلی اس سے یہ تھا کہ کسی طرح پر فوج میں
 لے انشامی واقع ہوئے اور فوج کشت و خون کی طور پر آوے لیکن وہ ظاہر یہ بھی کہتا تھا کہ میں
 پیر سنگہ کے پاس بہ این ارادہ سکھوں کو بھیجتا ہوں کہ وہ عطر سنگہ کو جا کر والہ کرین اور پھر کھانا دے دو
 میان لال سنگہ نے اب حکم دیا کہ توپ خانہ مقابل فوج عطر سنگہ کے آگے ساتھ کیا جاوے

و کیا اس سے عطر سنگہ ڈر جاوے گا اور یقین کچھ کہ وہ ہمارے ساتھ لاہور کے چلنے کا اقرار کرے گا۔
 اس سے فوج میں بہت شور مچا اور کمال بنانستقامی نمودار ہوئی اور فوج لڑائی کی درمیان میں آئی۔
 جبکہ گولہ اندازی شروع ہوئی کلاب سنگہ اور عطر سنگہ گچھے آپس میں مشورہ کر رہے تھے چنانچہ عطر سنگہ
 نے مشہد پاکر کلاب سنگہ کو یہ بتا دیا کہ ہمارے اپنے آدمی کے ہاتھ سے مارا والا۔
 مجھ سے قتل کلاب سنگہ کے اوسکے ہمراہی جو کہ قریب تیس آدمی کے تھے بھاگ کر اپنی فوج میں چلے
 آئے اور فوراً لڑائی شروع ہوئی۔

اولیٰ بابیر سنگہ کی ٹانگ گولے کے صدر سے اڑ گئی اور بعدہ عطر سنگہ اور کشمیر سنگہ اوسکی ایک او
 سمرات نے اپنے ہمراہیوں کے شہزادوں کی طرح سے آتے ہوئے مارے گئے۔
 جبکہ لڑائی ختم ہوئی پیر سنگہ جان بلب تھا اور اوسنے بہت سے جعلی خطا ستر اڑو کو دکھلائے
 اور کہا کہ مجھ کو یقین تھا کہ یہ سب خطا صحیح ہوں گے اور اسی باعث سے میں نے عطر سنگہ کو بلایا تھا۔
 اور بعدہ سکھوں کی طرف جو کہ اوسکے گرد گھڑے ہوئے تھے مخاطب ہو کر کہا دوتے اور تمھارے افسر
 نے مجھ کو یہ خط لکھے۔ میں نے تمھارے نوشتوں پر یقین کیا اور خیال کیا کہ میرے سبب سے
 بیچارہ عطر سنگہ کے خاندان کا بھلا ہوگا لیکن تم جو کہ اپنے تئیں سکھ کہتے ہو مسلمانوں سے جو تڑپو
 تم دعا باز نے ایمان او پیر جسم ہو۔ میں دم واپسین بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمھیں اس بُرائی کے
 عوض میں سبائی ملے، بعد ازیں اوسنے کہا کہ تم میرے نقش کو دریا میں ڈال دینا کیونکہ میں نہیں چاہتا
 ہوں کہ میرے استخوان اس سرزمین میں رہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ شروع وقت لڑائی تک پیر سنگہ کو یہ یقین نہ تھا کہ سکھ مجھ سے یا عطر سنگہ سے لڑنے
 کیونکہ اوسنے دس نہر آدمیوں کی خوراک کی طیاریاں کی تھیں اور پانچ سو بکری واسطے کھانے کے ذبح
 کرائی تھیں اور کہا تھا کہ سکھ لوگ ہمارے بیان آتے ہیں اس لیے مجھ کو ضرور اونکی دعوت کرنا چاہیے
 بعد اقسام اس کشت و خون کے فوج نے کوپ کیا اور بہ سبب قلت پانی کے کنارہ دریا

من پر جمع چند سو او بیون سکے فریب بابا کے کہنوں کے آنا۔ جس وقت کہ فوج خالصہ بابا کی
اور صورت سے انسانی کی نمودار ہو اور نوبت کشت و خون کی پونجی تم فلان

عصا کے قتل کرنا کے دشمن جانی تھے اس بات پر پونجی تمام راضی ہو کر اپنے عہدہ کو روانہ ہو
صاحب چوک سکون کے دشمن جانی تھے اس بات پر پونجی تمام راضی ہو کر اپنے عہدہ کو روانہ ہو
اس کے پیر سنگھ نے اپنے چھوٹے بھائی جواہر سنگھ کو مع دو ہزار پانچ سو چار گھوڑے چربون کے

سے بدو شیخ امام الدین کے روانہ کیا اور یون سے کہہ دیا کہ جس طرح پر ممکن ہو روز زمین پر فوج
جو کہ اس روز جمع ہو گئی بے انتظامی کرنا اور صورت قضا کی سہا کرنا۔

بکہ یہ تہہ پرین ہو چکیں عطر سنگھ کا پنجاب میں آنا مشہور کر دیا گیا اور ظاہر ہے اس سنگھ پر شکریت رنجیدہ تھا
ہوا اور فوراً عہدہ داران و پیشان فوج خالصہ کو جمع کیا اور ان کے طرف مخاطب ہو کر بولا۔ عطر سنگھ
سندھ خاں والہ مع بارہ یا پندرہ ہزار فوج انگیزی کے دریا سے تلج کو عبور کر کے پنجاب میں آیا اور ان کو

جہاں شے کا اقرار کیا ہو۔ وہ بالکل مکمل پر قبضہ کر لیں گے اور اس کو دارالہمام سلطنت بنا دیں گے
وہ سکھ فوج کو بالکل موقوف کر دیں گے اور ملک میں کمال بدعت کریں گے۔ عطر سنگھ بالفضل مع قین
نہار ہر امن کے بابا پیر سنگھ کے کہنوں میں ہو اس لیے مناسب ہو کہ فوج خالصہ اس کے مقابل قابو سے

اور اس کو یاقوتہ ہندوستان کو واپس بھیج دے یا لاہور کو لے آوے کیونکہ جب وہ دارالسلطنت میں
آو گیا میں اس کو دوست سلطنت بنا لوں گا۔ بابا پیر سنگھ کو بھی یہ نہیں چاہیے تھا کہ عطر سنگھ سے
شخص کو وہ اپنی سپاہ میں رکھنا۔

بعد بہت سے رویوں کے فوج سکھ نے وزیر کی درخواست قبول کی لیکن کہا کہ ہم ہرگز بابا پیر
سے نہیں لڑیں گے۔

پیر سنگھ پیر سنگھ نے کہا کہ میں تم سے زیادہ بابا موصوف کو بزرگ و واجب التحظیم سمجھتا ہوں۔
میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ ان کو سپریم کا رنج ہو پونجی۔
میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ ان کو سپریم کا رنج ہو پونجی۔
اس طرح پر فوج سکھ لاہور سے روانہ ہوئی اور جرنیل متاب سنگھ مجیٹھ اور گلاب سنگھ کلکتیا بھی مع
انہی فوج کے امرت سر اور کسور سے بابا پیر سنگھ کے کہنوں کی طرف روانہ ہوئے
پیشان لالی سنگھ سپہ سالار بالکل فوج کا مقرر ہوا
سکھ بھی جانتے تھے کہ صلح ہو جاوے گی اور عطر سنگھ ہمارے ساتھ لاہور کو چلا آو گیا لیکن
برخلاف ان کی توقع کے ظہور میں آیا۔

بی صلاح و مدد چاہتا ہوں جنہوں نے کہاکہ مجھ کو صلاح و مدد دین کسی طرح کا عذر نہیں ہو
 اس کے وزیر نے اس سے کہاکہ تم اپنی جو بھی پلٹن کے امرت سر کو جاؤ اور وہاں سے ایک خط
 مضمون کا اپنے اور سرداروں کی طرف سے لکھ کر عطرسنگہ کو بھیجو کہ بالکل فوج تھارے شریک ہو
 میں اور جمیع افسران فوج تھارے دوست ہیں۔ اوسے یہ بھی کہاکہ یہ خطوط اس طرح پر لکھے جاویں
 کہ عطرسنگہ بلا تکلف بابا بیر سنگہ کے کہنوں میں چلاؤ اوسے اور اس کے معرفت مجھے اوس سے صفائی ہو جاوے۔
 اس امرت پر جنرل مذکور راضی ہوا اور امرت کو روانہ ہوا اوسے ملتے وقت یہ بھی کہدیا کہ میں صرف اس
 کے واسطے لکھا امرت مکر نہیں پہنچتا ہوں بلکہ میرا یہ ارادہ ہے کہ اگر لڑائی میں جو کہ عنقریب راجہ گوالیار
 کے نزدیک ہوں میں ہونے والی ہو چھلے یعنی اگر زیر شکست کھاویں تو میں مع کل فوج کے دریا سے ستلج کو عبور
 کر کے سرحد ملک انگریزی پر حملہ اور ہوں گا۔

بعد رو ایک مہتاب سنگہ کے اوسے ایک اور شخص کو اپنا دوست بنایا اور اسکا نام گلاب سنگہ تھا
 جبکہ سابق میں گوجر سنگہ بجائی لٹنا سنگہ کا بطور المی کے لکھنے کو گیا تھا یہ شخص اس کے ساتھ تھا اس
 سے یہ بنام گلاب سنگہ لکھنیا کے مشہور تھا
 اوس میں اور خاندان سندھ جاناوالہ میں نہ معلوم کس عرصے سے کمال عداوت تھی اور اندون میں اس
 اور وزیر میر سنگہ سے کمال موافقت ہو گئی تھی اس لیے اوسے کئی جلی خط اس مضمون کے عطرسنگہ
 کے پاس بھیجے کہ تم بابا بیر سنگہ کے کہنوں میں آؤ اور وہاں تم میں اور وزیر میں معرفت بابا موصوف
 کے صفائی ہو جاوے گی۔

بعد ازاں وزیر نے اوسکو مع فوج کے کسور کو روانہ کیا
 جبکہ یہ سنجہ ترین ہو چکے بہت سے جلی خط سرداروں جرنیلوں کرنیوں کی طرف سے اس مضمون کے
 پر سنگہ کے پاس پہنچے تھے کہ اپنی معرفت عطرسنگہ کو بلاؤ کیونکہ ہم سب دل و جان سے اوسکی
 بہبودی کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ عہدہ سابق پر وہ بحال ہو۔
 جبکہ بابا عدا جب کے پاس اس طرح کے بہت سے خط پہنچے اوسے جدا دین میں سے عطرسنگہ
 پاس روانہ کیے اور اپنی طرف سے یہ لکھا کہ تم بلا تکلف میرے پاس چلاؤ کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو۔
 سردار سندھیا نوالہ نے اب ارادہ کیا کہ ایک دفعہ اور پارہ ریسے ستلج کے اپنی قسمت آزمائی
 اور باہن ارادہ وہ بیر سنگہ کے کہنوں کی طرف روانہ ہوا
 وزیر نے شیخ امام الدین کو یہ وار جلد رو اب کو بلا کر اپنے ارادے سے بالکل اطلاع دی اور کہ

ایک ساوہ بیان اوتم سنگہ پڑے لڑکے راجہ گلاب سنگہ کے جو کہ نو نہال سنگہ کے ساتھ

بہت جرمہ شہسپتر قلعے کے مگر گیا تھا او سکھ چلا دیا۔
 لہا گیا ہر کہ میرا سنگہ اپنے چچا کا قتل ہوا نہیں چاہتا تھا لیکن ہندت جو الاسہا نے جو کہ
 جوجی شہسپتر تھا اس سے یہ کہا کہ اگر تختہ لاجپا آج نہیں مارا جاوے گا تو تم ضرور مارے جاو
 و اگر تم دو گھنٹے کے سرے میں فوج کو تہ بلاو گے تو بالکل فوج سو جیت کے شریک ہو جاو گی۔
 چیکلا ہوزن یہ وارداتیں ہو رہی تھیں کشمیر سنگہ اور پشور سنگہ پناہ دہونڈتی ہوئے ملک شہسپتر پھر چلے

آخر شش کو وہ بابا پیر سنگہ کے ساتھ ہوئے۔
 یہ شخص منجہ میں لوگوں سے بطور خیرات کے روپیہ لیتا پھر تا تھا اور اتنا دینا لہند ہو گیا تھا کہ اس کے
 ساتھ بارہ سو پادہ دو تین سو سو ارادہ و دھرم پات پنا کر تے تھیں سب جتنے سردار کہ لاہور سے
 نکال دیے گئے تھے اور نیرن نے اس شخص کے پاس جا کر پناہ لی تھی اور اس باعث سے میرا سنگہ نے
 یہ مشہور کر دیا تھا کہ بابا موصوف کا ارادہ واسطے دخل پائے سلطنت کے جس کے
 اگر میرا سنگہ در باب قتل پر سنگہ کے فوج سے کچھ کہتا تو تین تھاکہ وہ خود وزیر کی کو مار دالتی کہ یہ کہ وہ
 پیر سنگہ کے پڑے مقتدر تھے اور ہزار ہا سکھ اس کے واسطے نذرین لے لیکر آتے تھے اور وہ بھی

سب سکھوں کو اپنے ساتھ کھاتا تھا اور ہر روز چند سو آدمیوں کا کھانا پکواتا تھا۔
 اس لیے وزیر میرا سنگہ اور اس کے رفیق ہندت جو الاسہا نے ارادہ کیا کہ بابا پیر سنگہ کو کسی ترکیب سے
 پوشیدہ مارنا چاہیے تاکہ فوج کی طرف سے کسی طرح کی سرکشی نہ ہو میں نے اور نہ عوام الناس اس کا پتہ نہ
 باہن ارادہ وزیر نے اپنے اور عمار ایچ ویسپ سنگہ کی طرف سے بابا پیر سنگہ کو ایک خط اس مضمون کا
 لکھا کہ آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ ہم آپ کو اپنا والد خیال کرتے ہیں۔ اس خط کے ساتھ بہت سے
 تحفہ تحائف و نقدی پہنچی اور یہ بھی لکھا کہ جب کسی آپ ارشاد فرماوین گے آپ کے واسطے جاگیر و ترہ و جاگیر
 مطالب ان سب باتوں سے یہ تھا کہ بابا پیر سنگہ وزیر کی طرف سے کسی طرح کا انیشیہ نہ کرے اور بالکل مخبر نہ جاو
 اب وزیر میرا سنگہ خبر لی کتاب سنگہ مجیشیہ کی بہت خوش آمد و خاطر داری کرنے لگا اور بلکہ اس کو

اپنے صلاح کاروں میں سے مقرر کر کیا اور بہت سارے روپیہ وغیرہ اس کو دیا۔
 بعد ازاں اس نے اپنے نئے دوست سے یہ کہا کہ جبکہ مندرستان سے خبر آئی ہے کہ سردار عطر سنگہ
 سردھان والہ نے انگریزوں سے سازش کی ہے اور بلکہ ان سکھ سرداروں کو بھی جو کہ اس پار
 وریاے تبلیغ کے ہیں اپنا شریک کر لیا ہے اس لیے میں بہت متروہ ہوں اور اس معاملے میں

اب تم جو کو لوٹ جاؤ کیونکہ میان کے سب سے میں تمہارا سر نہ نقصان متصور ہو اور اگر باغرض ہم چار پانچ
 یسٹین بھاری محدود ساون ہوں تو یہ غیر ممکن ہو کہ بالکل فوج خالصہ پر فتح حاصل کریں۔ اس لیے
 مناسب ہو کہ تم جو کو چلے جاؤ اور منتظر موقع کے رہو۔
 جبکہ سوچیت سنگھ نے اونکا کہنا مانا تو انھوں نے بخون نارضا مندی بالکل فوج کے اوکو اچھی
 رات کے وقت نکل جانیکا حکم دیا۔
 اس طرح پروان سے چلا آیا اور بسبب غصہ اور شرمندگی کے اوننے ارادہ کیا کہ اب سوائے جان
 کھیلنے کے کوئی اور امر باقی نہیں رہے۔
 باقی رات اوننے ایک پرانی مسجد میں کافی اسوقت اوکے ساتھ دو سو سوار اور دو پڑھ سو پیل
 سپاہی تھے۔

ہر چند وزیر نے بروقت آنے سوچیت سنگھ کے اوکو کہلا بھیجا تھا کہ توجو کو چلا جاورنہ تیرے قہر میں
 برا ہوگا لیکن سوچیت سنگھ نے کچھ بھی خیال نہ کیا اور کہا کہ نے لڑے مرے ہم یہاں سے ہرگز پیچھے قدم نہیں کھینکے
 راجہ ہیر سنگھ نے سوچیت سنگھ پر حملہ کرنے کے لیے سب دیاریاں کر لی تھیں چنانچہ صبح کے وقت
 پندرہ ہزار پیادوں اور چار ہزار سواروں نے مع چہن چن توپ کے مسجد کا محاصرہ کیا۔
 جبکہ وزیر کی طرف دیاریاں حملہ کی ہو رہی تھیں راجہ سوچیت سنگھ اور اوکے ساتھی گر تھے سن لے رہے تھے
 اور جبکہ گولہ اندازی شروع ہوئی وہ تب بھی بہت دور اپنی پاک کتاب کو سنتے رہے جبکہ مسجد کی دیو
 گر پڑی اور محصورین کو کوئی صورت پناہ کی نہیں رہی وہ کتاب بند کر کے اونٹن کھڑے ہوئے
 دست بدمشیر ہو کر دشمن پر حملہ آور ہوئے

ایک سخت لڑائی واقع ہوئی اور اوسمیں راجہ سوچیت سنگھ اور اوکے ہمراہی بڑی جواہر دہی اور دیو
 سے لڑے اور میدان میں مارے گئے۔
 فوج خالصہ کی اس لڑائی میں ایک سو ساٹھ آدمی خسار و مقتول ہوئے۔
 با اختتام لڑائی کے ہیر سنگھ قتل میں آیا اور اسے کیسری سنگھ وزیر راجہ سوچیت سنگھ کو زخمی پڑا
 دیکھا۔ زخمی سردار نے وزیر سے پانی کی درخواست کی چنانچہ سچواں اسے شگدل و برہم ہیر سنگھ
 اوس سے کہنا کہ کیا اچھی بات ہوتی جو تم سپاہیوں پر رہتے کیونکہ وہاں بہت ٹھنڈا پانی تھا۔
 بعد بخوڑی دیو کے یہ شخص مر گیا۔ یہ بڑا سپاہی تھا اور بعد قتل کرنے بس آرمیوں کے وہ
 جبکہ تھوہلین میں وزیر نے اپنے چچا کی تعش دیکھی وہ رونے لگا اور اوکو اپنی بالکی میں ڈال کر

کے بطبع و فرمان بردار ہون کے
 اول یہ کہ پشیر سنگہ اور کثیر سنگہ کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچا دے اور وہ لاہور کو بلائے جاویں
 اور بالکل غریب سیال کوٹ سے واپس بلوائی جاوے۔
 دوم پٹنٹ جوالا سہا سے اونکے حوالے کیا جاوے۔ پاور بار سے نکال دیا جائے۔
 سوم مصریہ ام ایک پرانا نوکر جو کہ عمدہ رعیت سنگہ میں فرما چکی تھا بلوایا جاوے اور اپنے عہد
 پر مقرر کیا جاوے۔

چہارم بجائی گورکھ سنگہ بھی طلب کیا جاوے۔
 پنجم جواہر سنگہ جو مہاراجہ دلیپ سنگہ کا قید سے فوراً رہا ہوئے۔
 واسطے پوری کرنے شہر اول کے میر سنگہ نے خلیفہ سیال کوٹ کو روانہ کیے۔
 وریاب شہر انڈیا دوم کے اونے کما کہ پٹنٹ جوالا سہا سے میر خاص نوکر جو اور جب کبھی اوس سے کوئی
 قصور ہوگا اوسکو سزا دی جاوے گی۔ اونے یہ بھی کہا کہ وہ میر سے کاروبار میں کسی صورت سے جوابدہ
 نہیں ہو سکتا جو اور آئندہ نہ وہ دربار میں آیا کرے گا اور نہ کاروبار سلطنت میں دخل ہوگا۔
 مقدمہ مصریہ ام اور بجائی گورکھ سنگہ کے اونے کما کہ وہ بھلا سہا فوج کو بحیرہ و غلابازی کے کار کو تھے
 شہر پنجم کی تقسیم فوراً ہوئی اور جواہر سنگہ کو دو ہزار روپے واسطے اپنے اوروں ہزار روپے
 واسطے انعام فوج کے سرکار سے عنایت ہوئے۔

بعد ازیں فوج نے وزیر کے مکان کا محاصرہ چھوڑ دیا اور اوس نے کچھ روپے بطور انعام کے فوج کو تقسیم کیے۔
 جبکہ خبر ترقی کی درمیان میر سنگہ اور فوج کے سوویت سنگہ کو جو میں ہو چکی، اونے فوراً لاہور میں
 آئیا کا ارادہ کیا اور چار پانچ ہٹنوں نے بھی اوسکو لکھ بھیجا کہ تم فوراً لاہور میں آؤ کیونکہ تمھاری کامیابی
 مقصد کے لیے یہ خوب موقع ہو۔

وہ اس باعث سے لاہور کو روانہ ہوا لیکن اپنے پہنچنے پر اونے صورت معاملہ کی دگرگون و کبھی
 باوجود اسکے وہ دلیرانہ اقرار کے پٹن میں جو کہ لاہور سے تین چار کوس پر واقع ہے بوقت شام مع
 سواروں کے اگر مقیم ہوا اور ایک پٹنیا مبر کو ان ہٹنوں کے پاس جنوں نے اوسے بلایا تھا روانہ کیا
 جبکہ جواب کے آنے میں دیر نہ تھی وہ واپس راوی کو عبور کر کے فوج میں آیا لیکن برخلاف توقع کے
 اوسکو یہ جواب ملا کہ میر سنگہ نے دو روز پیشتر فوج خالصہ سے صلح کر لی اور جو کچھ فوج خالصہ نے
 اوس سے کما وہ اونے قبول کیا اس لیے بالکل فوج اوسکی بدستور بطبع اور فرمان بردار ہو چکی۔

گلاب سنگہ کی افوج پر ان دونوں بھائیوں کا بیان تک خوف غالب آیا کہ لاہور سے فوج کا جانا ضرور ہوا۔
 اول تو فوج خالصہ نے انکار کیا کہ ہم مارا جہ رنجیت سنگہ کے لڑکوں سے نہیں لڑینگے لیکن جبکہ اوسے
 لڑا گیا کہ او کو کسی طرح ٹکایف نہیں دی جاوے گی وہ جانے پر رضی ہوئی۔

وجود اسکے وہ نہیں بھیجی گئی بلکہ اونکی عوض دو مسلمان رجٹ اور ایک مجیٹہ پلٹن مع رسالہ سواروں
 کے جسین اکثر پہاڑی تھے واسطے مدد فوج گلاب سنگہ کے قلعہ سالکوٹ کی طرف روانہ کیے گئے۔
 اگرچہ اس فوج کے ساتھ تو خانہ آتش بار بھی تھا لیکن اس فوج کے آنے سے ہرگز کار براری
 نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ فوج خواہ سبب دہشت فوج خالصہ اور خواہ سبب خوف قلعہ والوں کے
 قلعے کے فتح کرنے پر آمادہ نہ ہوئی اور اس سبب اور فوج طلب کرنا ضرور پڑی چنانچہ دو پلٹن چھ
 دھیان سنگہ مع پانچ سو سوار اور چہرہ ضرب توپ کے بھیجی گئیں اس فوج پہلو پختے ہی ستر سالکوٹ
 پر حملہ کیا اور بعد ایک سخت مقابلے کے یہ اونکے قبضے میں آگیا۔

بعد ازیں محلے پر گولہ اندازی شروع ہوئی اور ایک سڑک بھی اوسکے نیچے لگائی گئی۔
 شناہر دہلویں نے آپ اپنے تین مقابلے کے ناقابل دیکھ کر یہ کہلا بھیجا کہ اگر ہم کو بلا رجٹ
 کے مع اپنے خاندان اور اسباب کے قلعے سے جانے دو تو ہم قلعہ خالی کر دیں چنانچہ یہ فوج
 گلاب سنگہ نے قبول کیا اور ات کیوقت دونوں بھائی قلعہ خالی کر کے چلے گئے اور فوج گلاب سنگہ
 نے اوسپر قبضہ کر لیا۔

ان دونوں کو راجہ سوچیت سنگہ نے بھی ترغیب و تحریص دی تھی اور اونکو روپیہ اور فوج سے
 مدد دینے کا اقرار کیا تھا۔ لیکن جبکہ اونھوں نے اوسکے سب اقرار جھوٹے دیکھے وہ ملک منجھ
 یعنی اوس ملک میں جو کہ درمیان راوی اور ستلج کے واقع ہر چلے گئے اور فقیر و ن اور گروں
 مستعدی اس امر کے ہوئے کہ وہ درمیان میں ہو کر دربار لاہور سے اونکی صفائی حاصل کر دیں
 اس مقام پر یہ لکنا ضرور ہے کہ جبکہ پلٹن دھیان سنگہ کی مع چہرہ توپوں اور پانچ سو سوار
 سیال کوٹ کو بھیجی گئیں فوج خالصہ بہت ناراض ہوئی تھی اور اس تجویز کو ناپسند کیا تھا اور
 کہتا تھا کہ یہ فوج صرف قلعہ سیالکوٹ ہی کو فتح نہیں کریگی بلکہ دونوں بیٹوں رنجیت سنگہ کو قتل کریگی
 ان اور خندا اور خیالات سے فوج نے راجہ ہیر سنگہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور کہا کہ اگر کسی طرح
 تعدادیہ شاہزادوں کو پونچنے کا اوسکا عوض وزیر اور اوسکے ہمراہیوں سے لیا جاوے گا۔
 بعد ازیں اونھوں نے ظاہر کیا کہ ہم شدہ لفظ مندرجہ ذیل پر محاصرہ موقوف کریں گے اور حسب دستور

پہلے لکھ روپیہ دو۔

جبکہ فوج خالصہ اس امر سے مطلع ہوئی وہ بہت رنجیدہ ہوئی اور اس باعث سے گلاب سنگھ نے
پتھر اسنگھ اور کثیر اسنگھ کو بعد لینے قریب بیس ہزار روپیہ کے رکھ دیا اور ان کی جاگیریں واپس کر دیں۔
اور فوج نے یہ بھی اتار لیا کہ کپور سنگھ سے ہزار تھپتھپت پیش نہیں آویں گے اور بلکہ وہ اسکو انچو تارے
لیکن بعد چند روز کے اوستے کوئی اور کام و غما باز نہ کیا جس باعث سے کثیر اسنگھ فراسکو بیان تک پہنچا کہ وہ کیا
بجروا ستارہ اس خبر کے گلاب سنگھ نے حال قتل کپور سنگھ کا لاہور کو لکھا اور وہاں سے یہ حکم ہوا
کہ تم گروالہ اور سیالکوٹ کو جا کر اپنے قبضے میں لاؤ اور دونوں بھائیوں کو وہاں سے نکال دو۔

گروالہ اوکے قبضے میں آگیا لیکن سات سو سپاہی چونکہ واسطے فتح سیالکوٹ کے بھیجے گئے تھے
کثیر اسنگھ کے دو سو آدمیوں سے شکست کھا کر بھاگ گئے۔

گلاب سنگھ کی وغما بازیاں اور بے ایمانیان و بچکران دونوں بھائیوں نے تجویز کی کہ واسطے فتح
انے اور اپنے خاندان کے تا دم مرگ لڑنا چاہیے اور بے لڑے مرے ہرگز قلعہ خالی نہ کر دینا چاہیے
راجہ جیو نے جبکہ اپنی فوج کی شکست کی خبر سنی بہت سی فوج مع توپ خانہ کے واسطے فتح قلعے کے
روانہ کی لیکن یہ کامیاب نہ ہوئی اور بعد بہت سے نقصان کے قلعے سے پانچ چھ میل ہٹ آئی
شاہزادوں کے ساتھ قریب تین سو سوار اور پانچ سو سپاہیوں کے تھے

یہ اکثر مع ویرہ سو سواروں کے کیا رگی بالکل فوج دشمن برحکمہ آور ہوتے تھے۔ ہزاروں کو اپنے
سامنے سے بھاگاتے تھے۔ کہو کو جلا دیتے تھے۔ اور چونکہ اسباب کہ وہ قابل لیجانے کے
نیال کرتے تھے لے جایا کرتے تھے۔

واضح ہو کہ یہ حملہ صرف رات ہی کو نہیں ہوتے تھے بلکہ بعض دفعہ یہ دن کو بھی ہوتے تھے۔
اور ہر ایک میں ایک یا دو فوج بھائی ہوا کرتے تھے۔

شاہزادے مع تیس چالیس سواروں کے ہر روز کئی کوس چاروں طرف شکار کیلتے ہوئے نکل جاتے
تھے اور گلاب سنگھ کی نوہزار فوج کی بزمین سے کہ دو ہزار سوار تھے یہ جرات نہیں ہوتی تھی کہ
اون پر حملہ آور ہو۔

ایک دفعہ کاڈر کے کہ شکار سے یہ دونوں بھائی بڑے شکار و گنہٹوں تک تاج کے کھیتوں میں
کھینے سے اور یہاں سے چھ سو گز کے فاصلے پر دشمن کے دو ہزار سوار مع دو ضرب توپ کے غمیر
تھے لیکن کسی نے انہما مقابلہ نہ کیا۔

اوسے صرف بسبب بہکانے راجہ سوچیت سنگہ کی یہ حرکت کی تھی اس طرح پرجا پرستہ کی جان بچ لیکن پھر پھر کو قید
بسبب رعب سوچیت سنگہ اور اوسے بجائی گلاب سنگہ کے کوئی شخص سوچیت سنگہ کا کچھ نہ سکا لیکن پھر
نے سوچیت سنگہ کی دونوں پادشوں کو جو کہ قلعے میں رہا کرتی تھیں نکل جانیکا حکم دیا اور جبکہ اوتھوں نے
تعمیل حکم کی نہ کی اوسے اونکے ہتھیار چھین لیے اور اود کو بڑی سیزتی سے قلعے سے نکال دیا۔

بھویشا سرائے کو سوچیت سنگہ سے زیادہ طیش میں آیا لیکن بسبب فہمائش اپنے بجائی گلاب سنگہ کو اوس کو کچھ
گلاب سنگہ نے بعد دریا با نظام کار و بار سلطنت کے سیر سنگہ اور جوالا سہاے کو صلا میں دین اور
خود بعد چند روز کے مع اپنے بجائی سوچیت سنگہ اور قریب دو ہزار سپاہیوں کے جو کو چلا گیا۔
یہ گروہ مثل تماقلہ دو لہند سو و اگر دن کے تھا اور نہ مثل سپاہیوں کے

جبکہ راجہ گلاب سنگہ جو میں پونچا وہ اول حلی و تشفی و خاطر داری اپنے بجائی میں مصروف ہوا اور چونکہ
وہ لا ولد تھا اس لیے اسے اپنا چھوٹا لڑکا سیان زمینر سنگہ اونسکو گودیا اور اونسکو وارث بالکل جاگیر
و مال و اسباب سوچیت سنگہ کا قرار دیا

بعد ازیں گلاب سنگہ نے ایک جعلی خط کشمیر سنگہ اور پشور سنگہ کا پیش کیا اور کہا کہ یہ بھی سازش
سندھان والہ میں شہر یک تھے اور اس سبب سے گویا قاتل ہمارا راجہ اور وزیر مخوم کے بھی اور و اس
صدافت اس امر کے کیور سنگہ ایک قدیم نوکر کشمیر سنگہ نے گواہی دی۔ یہ شخص کشمیر سنگہ کی طرف سے
کار و اسباب کوٹ کا تھا۔ گراوالہ ایک چھوٹا قلعہ مغرب کی طرف دریائے چناب کے پشور سنگہ کے قریب تھا
بروقت و پیشی خطا اور دی گواہی کیور سنگہ کے دربار سے بنام گلاب سنگہ کے یہ کام مضامین و لکھ
دونوں بھائیوں کو قید کر کے لاہور کو بھیج دئے اور اونی بالکل جاگیر اور سارا مال و اسباب ضبط کرے۔

بمجرد یہو سچنے اس کام کے اوسے سیال کوٹ اور گراوالہ کو اپنی فوج روانہ کی جسے جاکر اود کا بالکل اسباب
چھین لیا اور دونوں بجائی بمشکل تمام مع اپنے خاندان کے پناہ میں ایک سکھ بابا یا گرو کی چلے گئے
یہاں سے اوتھوں نے راجہ گلاب سنگہ اور دربار لاہور کو لکھا کہ ہم محض بے گناہ زمین اور سرائے کسی سازش
میں شہر یک نہیں تھے لیکن اس سے کچھ فائدہ ہوا۔

واسطے بنامی پشور سنگہ اور کشمیر سنگہ کے اونکے دشمنوں نے یہ افواہ اورادی کہ چونکہ یہ رائے کے مدارجہ
رجحیت سنگہ کے ہیں اس لیے عجب نہیں جو کہ یہ موقع پاکر دعوی دار سلطنت ہوان اور ملک میں فتنہ و فساد پکڑ
باوجود ان باتوں کے گلاب سنگہ نے اونسکو خاطر و واسطے معاملہ کرنے کے جو کو بلا یا لیکن بروقت
یہ سچنے کے اوسے اوپر سپاہی تعینات کر دیے تاکہ وہ بھاگ نجاوین اور اوسے کما کما بطور جرنیل کے عطا

کہیں وجہ سے دارالسلطنت میں نہیں آیا اول یہ کہ اوسکو اس مابست کا یقین و ائق نہیں تھا کہ فوج خالصہ
اوسکے پیچھے کی قطع ہر دوم یہ کہ فوج خالصہ اوس سے بہت بغض و نفرت رکھتی تھی کہ یہ نہ کہ بروقت محاصرہ
تلقیہ لاہور کے صدر ہا سکھ اوسکے باعث سے مارے گئے تھے۔

شروع ہوئے سرسبز میں راجہ گلاب سنگھ جو سے آیا اور دریافت کیا کہ سبب نقاشی بعض سزاواروں کے
کار و بار سلطنت میں داخل واقع ہو

ابنا سنگھ چیتھ اور میر سنگھ میں کمال ناموافق تھی یکے سبب کہنے گلاب سنگھ کے اونہیں صفائی ہوگی
سو حجت سنگھ جی وزیر کا اپنے پیچھے کی طرف سے بہت بغض رکھتا تھا اور پڑت جوالا سنگھ صاحب کا
واقف راز تھیں سنگھ سے دشمنی قلبی رکھتا تھا

سو حجت سنگھ اکثر رانی خندا کے پاس جا کیا کرتا تھا اور وہ بھی اوسکو بہت چاہتی تھی اور کہتی تھی کہ آج عہدہ وزارت کے حاصل
کرتے ہیں کوشش کرو کہ نہ ہو کہ تھے اس عہدے کے ٹیٹے میں کچھ غار نہیں ہو اور جو اہر سنگھ براجا ملی رانی صاحبہ کا
اور گئی اور سوار بھی اوسکے شریک تھے۔ آخر ش کو ایک روز سو حجت سنگھ نے جواہر سنگھ کو مع راجہ ولیپ سنگھ
کے ہاتھی پر سوار کر کے ہمیں مقصد فوج خالصہ میں بھیجا کہ وہ وہاں جا کر زیادتی ہیرا سنگھ کی نسبت ہمارا جہود
سے بیان کرے اور یہ بھی کہے اگر اسکا کچھ تدارک عمل میں آوے اور وزیر حال کی جگہ سو حجت سنگھ یا جواہر سنگھ
مقرر ہو تو تمہارے مشاہرے کی بھی ترقی ہوگی۔

بیشتر آنے جواہر سنگھ و ولیپ سنگھ سے فوج مطلع ہو گئی اور شہر میں یہ افواہ اور گئی کہ جواہر سنگھ و ولیپ
کو عملداری انگریزی میں لیجانا چاہتا ہے

جیسی جواہر سنگھ فوج خالصہ میں آیا و بخون نے اوسکو ہاتھی پر سے اتار دیا حکام دیا اور کہا کہ ہم اوسکا
جواب کل صبح کو دیوین کے اور ایک پرہ بھی واسطے حفاظت جواہر سنگھ اور ولیپ سنگھ کے مقرر کیا
اجدا کے نورانی فوج جمع ہوئے اور ہر ایک پٹن میں صلاح و مشورہ ہونے لگا۔

رفیق میر سنگھ کے جو کہ فوج میں تھے غالب آئے اور یہ صلاح پٹھری کہ وزیر کو اس باجرے سے اطلاع
دیجاوے چنانچہ ایک پیغام ہیرا سنگھ کے پاس بھیجا گیا اور اسے اوسکے جواب میں کھلا بھیجا کہ تمہیں اس
مقدمے میں بڑی عقلمندی ظاہر کی اور جو کچھ اصل بات تھی دریافت کر لی۔ اگر کہیں جواہر سنگھ و ولیپ سنگھ
کو انگریزوں کے پاس لیجاتا تو ہزار ہا آدمی قتل اور کروڑ ہا روپے صرف ہو جاتے۔ یہ صرف تمہاری عقلمندی
اور دانائی سے بچے۔ اور سنے اسی وقت بہت روپیہ بطور انعام کے فوج کو دیا اور اپنے آپ بھی فوج میں گیا
فوج نے فوراً ولیپ سنگھ کو وزیر کے حوالہ کیا اور کہا کہ جواہر سنگھ کی کسی طرح بے عزتی نہ کی جائے کیونکہ

اور یہ اوس روپے کا جو کہ ہیرا سنگہ نے اس عرصے میں دیا انھوں نے جتنی بھی نہیں تھا۔

حال ولایت لڑکون ہمارا چہ رنجیت سنگہ کا

اگرچہ رنجیت سنگہ نے ہیرا سنگہ کو رنجیت سنگہ کا اوس کے نطفہ اور بطن راج کو زبانیہ خجانی سنگہ کی وارث خیال کیا جاتا ہے لیکن بہت سے ایسے تھے جو کہ ہمارا چہ موصوف کے بیٹے کہلاتے تھے اور وہ حقیقتہً اوسکی نطفہ سے پیدا نہیں تھے بلکہ ہیرا سنگہ تھے چنانچہ شیر سنگہ اور تارا سنگہ کو جو اڑکے تو انان رنجیت کے بطن متاب کنور سے مشہور تھے ان رانی نے گو دیا تھا ملتا ہوا سنگہ اور لاہور سنگہ کو ریت کہہ جیت سنگہ حاکم سابق لاہور نے جسکے ساتھ رنجیت سنگہ نے شادی کی تھی متبی کر کے اپنے لڑکے کہتے تھے۔ پشورا سنگہ اور کشمیر سنگہ کو جو وہ صاحب سنگہ نے جو کہ رنجیت سنگہ کے بیان تھی اوسوقت گو دیا تھا جسوقت کہ رنجیت سنگہ نے اوسکو جاگیر سیالکوٹ کی دی تھی اور اسی نے اسی القیاس دلیپ سنگہ رنجیت سنگہ کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا

حال دلیپ سنگہ کا

واقع ہو کہ ہمیشہ رانی چنداود دلیپ سنگہ تلکے میں رہتے تھے لیکن اسلئے اع میں جبکہ شیر سنگہ دھیان سنگہ میں کمال نا اتفاقی ہوئی وزیر سلطنت نے والدہ دلیپ سنگہ سے کہا کہ ہمارا چہ لاہور اور تھارے لڑکے کے قتل کے دے ہیں اس لیے مناسب ہو کہ تم اپنے لڑکے کو کہیں بھیجو دیا وزیر موصوف نے دلیپ سنگہ کو امرت سرگرم بھیج دیا اور اوسکو ایسے مکان میں رکھا کہ اوسکی ما کو بھی منہوئی اور قلعے والوں کو تو اس امر سے ذرا بھی اطلاع نہ ہوئی۔

فی الحقیقت اگر دھیان سنگہ بعد قتل شیر سنگہ کے زندہ رہتا تو وہ دلیپ سنگہ کو ضرورتاً سلطنت پر بٹھا بائیکل کاردار سلطنت کے خود انجام دیتا چنانچہ واسطے اسی مقصد کے اس نے چھوٹے ہمارا چہ کو امرت بلوایا تھا۔ جبکہ وزیر قتل ہوا اور اوس کے لڑکے ہیرا سنگہ نے عہدہ وزارت کا قبول کیا اوسنے بلہ سرداران فوج کے دلیپ سنگہ کو ہمارا چہ لاہور مشہور کیا

حال وزارت ہیرا سنگہ

بجھو دامنل کرنے عہدہ وزارت کے ہیرا سنگہ نے گلاب سنگہ کو جو بوسے طلب کیا لیکن سردار موصوف

لہذا شنگ نے بھی اس سے کئی دفعہ کہا کہ تو چلا جا لیکن اس نے کہا کہ کتنا مانا اور سکھوں سے کہا کہ خبردار میری طرف کوئی نچلانا اگر مرد ہو تو پورے شیش اس مکان میں آؤ۔

سکھوں نے اسکی جو افری دیکھا اسکی درخواست قبول کی لیکن وہ پکارا کہ اوپر تلواریں سیٹھ حملہ آور ہوئے اور بعد قتل کرنے تیرہ آدمیوں کے بہادر راہ سنگہ رنجی ہار کر گریا۔ اس نے اپنے دم واپسین کے وقت یہ کہا کہ میرے رنجی آقا کو قتل کرنا چاہتا تھا سکھوں نے اسکی یہ بھی درخواست قبول کی لیکن ایک بڑا کان سکھ نے سچے سچا اس کے بندوق سر کی اور کہا کیا ہم اس ہزار پٹے چھوڑ دیں چنانچہ اس کے مدد سے لہنا سنگہ فرمایا۔ لیکن سکھوں نے قاتل نہ کر کو فوراً مار ڈالا۔

بعد وہ سوار قتل کا سرکاٹ کر میرا سنگہ کے پاس لائے جس نے اس کو فوراً انعام معینہ دیا۔ بعد اس کے فوج ظفر مسیح اپنے کیدین چلی آئی اور ولیم سنگہ کو ہمارا جہ اور میرا سنگہ کو وزیر سلطنت لاپور مشہور کیا۔ دوسرے روز تمام عہدہ داران فوج جمع ہوئے اور میرا سنگہ نے اس کو ایک اقرار نامہ لکھ دیا کہ بالکل فوج کو ایک حصہ کی خواہ بطور انعام کے ملے گی اور یہ بھی کہا کہ پیچھے سے حساب قرار کے مختاری خواہ میں بھی اضافہ کیا جاوے گا۔ چوتھے دن ایک مجلس عام ہوئی اور او میں جسے سر داران سکھ اور فوجی کپتانی دو آدمی بطور نمونہ کے آئے اور حضور بائیں میں جمع ہوئے۔ میرا سنگہ نے ان سے کہا کہ میں تم کو واسطے کرنے انتظام سلطنت اور تقریب ایک لائق وزیر کے بلایا ہوں تو یہ عہدہ قبول نہیں کروں گا کیونکہ میرے اوپر میرے خاندان کے دشمن میرے انتظام کو ستم قتل ہونے دیو گئے۔ اگر فوج میری شہدیک ہو اور جو میں کہہ دوں اس کے مطابق عمل کرے تو البتہ میں اس خطرناک عہدہ کو قبول کروں۔ یہ سنتے ہی عہدہ داران فوج اور جو کوئی وہاں حاضر تھے متفق لفظ ہو کر ہوئے کہ سوائے تمہارے اور کوئی نہیں وزیر ہوگا۔ ہم سوائے تمہارے اور کسی کو قابل اس عہدے کے نہیں خیال کرتے ہیں اور میں نے کہا کہ ولیم سنگہ ہمارے ہمارا جہ اور میرا سنگہ ہمارا وزیر ہیں۔ جو کچھ میرا سنگہ کے گا اس کو مطابق عمل کرنا چاہیو کوئی اس کے انتظام میں خلل نہ رہے گا اس کو قتل کر دینا جب میرا سنگہ نے فوج کو اس طرح پرنا دے دیکھا اس نے باوجود ظاہری انکار کے عہدہ داران کا قبول کیا۔ واضح ہو کہ عہدہ داران تیر سنگہ اور وزیر دھیان سنگہ سے روپیہ اور ایشیا پریش قیمتی فوج کو تقسیم کی جاتی تھیں اور بعض عہدہ داروں کے سہ چند مشاہرہ ہو گئے تھے۔ ہاتھی گھوڑے جواہرات جنکو رنجیت سنگہ نے جمع کیا تھا فوج میں تقسیم ہوتے تھے اور بعض عہدہ داران فوج اتنے قدرع ہو گئے تھے کہ وہ سوائے ہمارا جہ رنجیت سنگہ کے اصل کے گورن اور نا تھیں ان کے اور گھوڑے اور ہاتھی نہیں لیتے تھے عرصے کئی مہینے میں بعد وفات ہمارا جہ تیر سنگہ کے قریب چالیس لاکھ روپے کے خزانے سے اس صوفی آنا

سنگہندان والہ نے قلعے کی دیوار کے اوپر چڑھ کر ارادہ بھانگنے کا کیا لیکن پابریوں
 نے قلعے کے تھے اوکو پہچان لیا اور باوجودیکہ انہیں اوکو بہت روپیہ دینے کا اقرار کیا لیکن وہ
 بات کر ہیرا سنگہ کے پاس لے آئے جسے اونگہ بہت سارے روپیہ جو اہرات اور ناکیرین بنجین
 دیا زین و ہبان سنگہ کی بی بی کے قدموں پر اجیت سنگہ کا سر رکھا گیا جسے اوکو دیکھ کر کہا (اب
 ی باکل تشقی ہو گئی اب میں اپنے خاوند کی بیوی کرنے کو مستعد ہوں)۔ اور ہیرا سنگہ کی بی بی
 کو کہ یہ کہا میں تیرے باپ سے کہوں گی کہ جو کچھ لسیق سعادتمند اور خواہ مخواہ کے کو کرنا چاہے وہ تو
 کرے گا یہ کہ وہ سستی ہونے کو چلی اور مع اپنے ہمراہیوں کے چتا پر بیٹھی اور کہا کہ میرے بعد بہت خیرات کرنا
 اور جو کوئی مستحق بخشش و انعام کا ہو وہ اس کے ساتھ سلوک کرنے میں درج نہ کرنا۔
 قربات جو کہ اسے کسی بھی نفعی کہ میرے لڑکے ہیرا سنگہ کی بگڑی میں کلنی رکھو اور جبکہ وہ کبھی گئی وہ چائین
 مع تیرہ اور عورتوں کے تیکہ لگا کر بیٹھی اور بہت خوشی سے کہا کہ اگ لگاؤ۔

بغور کہنے کے اگشتہ بل کی گئی اور تھوڑی دیر میں سوائے خاک کے اور کچھ نہ رہا۔
 ایک عجیب بات قابل لکھنے کے اس مقام پر ہرگز کہ ایک باندی کی عمر جو کہ اکثر رانی کی خدمت میں رہا کرتی
 تھی خزن دس برس کی تھی اس باعث سے سب لوگوں کی اور بھی رانی صاحبہ کی خود یہ صلاح تھی کہ
 اس کا سستی ہونا چاہیے اس لیے اسے باندی کو چھاتی سے چھپایا اور کہا کہ تجھ کو یہ حکم ہے کہ تیرا
 اوکو ہیرا سنگہ کے جانے کے بعد کہ اس کی بڑی حفاظت و خاطر داری کرنا۔
 یہ سنتے ہی لڑکی رونے لگی اور تین دفعہ اسے اپنے تین چتا پر ڈال دیا اور اپنی رانی سے بہت عجز و رکاوٹ
 سے کہا کہ مجھ کو بھی اپنا ساتھ لے چلو۔ جبکہ اونھوں نے نہ مانا اسے کہہ کر کہ تم مجھ کو سستی نہ دے دو گی تو میں
 کسی اور طرح سے مر جاؤں گی۔ جب لوگوں نے دیکھا اونھوں نے اس کا باز رکھنا بغیر نہ سمجھا اور کو

بھی سستی ہونے کی اجازت دی اور وہ بھی جگہ خاکستر ہو گئی۔
 بعد اقسام رانی کے قلعہ تھوڑی دیر تک لوٹا گیا لیکن اب ہیرا سنگہ نے حکم دیا کہ نون کوٹنے قلعے سے اڑا
 بعد اس کے لٹا سنگہ کی تلاش ہوئی کیونکہ وہ تو مقتولین میں لگا گیا اور نہ اس کا اور کہیں پناہ
 آخر کو یہ شخص ایک نہ خانے میں پایا گیا جہاں کو وہ رات کو چلا آیا تھا اور وہی ایک ٹھکانہ بھی ٹوٹ گئی تھی
 اس کی ساتھ ایک اسکا وفادار نوکر مسمی راو سنگہ تھا۔ اس کی عمر قریب پچاس برس کی تھی اور یہ
 قوی ہیکل جوان تھا۔ یہ شخص اس مکان کے دروازے پر جہاں کہ اس کا اتفاقا تنگی تھوڑے سے ہو
 کر اتمہ اخلاخہ جب سکھوں نے اس کو دیکھا اونھوں نے کہا کہ تو چلا جاتے ہے ہماری کچھ غرض نہیں

باب سپاہی نے اڑ والا اور اسکے وفات کا رنج بہنو بہت ہی چنانچہ واسطے نصیب ہوتا اس بات کے اور ہوتی
 بخش ایک اپنے آجی کی جسکو کہ مسلمان ہوا ہی وہ بیان سنگاہ نے مارا الا تشاہد بھی اور کہلا بھیجا کہ چونکہ اس
 ستار سپاہی نے وزیر وہ بیان سنگاہ کو قتل کیا تھا اس واسطے جینے اسکو غور مارا الا
 ان باتوں سے فوج خالصہ اپنے ارادوں سے باز نہ رہی وہ آواز آواز گرجی کی فتح + کنتی ہوئی

شہرین داخل ہوئی اور قلعے کا محاصرہ کیا۔

قلعہ والوں نے واسطے مقابلے کے کچھ بھی طیاریاں نہیں کی
 باوجودیکہ محاصرہ میں ہوا گیا رہ سو آدیوں سے زیادہ تھے لیکن اگر وہ مقابلے کا ارادہ کرتے تو قتل
 گلاب سنگاہ کے جس نے وقت محاصرہ قلعے کے شیر سنگاہ کی فوج کو شکست دی تھی (حوالہ اورون کو شکست

دیتے کیونکہ وہ بہر صورت اس کی فوج سے ہمت و جہالمردی و گولہ اندازی میں کم نہیں تھے۔

پیر سنگاہ نے گولہ اندازوں کو بلوا کر کہا کہ تم قلعے میں ایک شکاف کر دو کہ جسکی راہ سے حملہ کیا جاوے۔ اور

میں اجبوض تمہاری کارگزاری کے بہت کچھ دیونگا اور یہ بھی کہا کہ جب تک وہ ان لوگوں کے مرنے نہ دیکھوں

کہ میرے باپ کو باہر میرے پاس نہ آؤ نیکی میں ہرگز نہ کہانا کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا چنانچہ اسی مقصد

کے لیے اس نے فوج خالصہ سے جس نے کہ نصف شہر کو لہا تھا اسے بکھاؤ سے بہت روپیہ دیا تھا کہ

اگر تم میرے باپ کے قاتلوں کے سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ گے تو میں تمکو قتلہ لوٹنے کی اجازت دوں گا

چنانچہ فوج خالصہ نے گولہ اندازوں کی بہت خوشامد کی اور بعض اوقات انکو وہ چکا پا کہ وہ قلعے میں

جلد شکاف کریں غرض کہ جبوقت دو تین گنتے دن چڑھا ایک شکاف قلعے کی جنوب مغربی کونہ پر ہوا

اور یہ واسطے حملہ کرنے کے بہت مناسب خیال کیا گیا تھا۔

بیوی اور باندیان وزیر مقتول کی واسطے ہونے سستی کے طیاریاں کر رہی تھیں لیکن پیر سنگاہ نے

اپنی سوتیلی ماں سے جا کر کہا کہ تمہارا بھی سستی ہونا مناسب نہیں ہے اور اسکو بھڑائی دیر تک سستی

ہونے سے باز رکھا اور فوج سے آکر یہ کہا کہ میری ماں یہ کنتی ہیں کہ جب تک میرے خاوند کے قاتلوں

کے سر میرے سامنے نہ آؤں گے میں سستی نہوں گی۔

یہ سنتے ہی فوج طیش میں آئی اور کیا رگی قلعے پر حملہ آور ہوئی اور بلا مقابلے کے قلعے کے اندر داخل ہوئی

اسوقت فوج قلعے کی گویا خواب خرگوش سے چہل قدمی کر رہی تھی کہ مقابلہ کے لیے آوا

ہوئی اور اس جہالمردی سے لڑی کہ بھڑائی دیر تک چالیس پچاس لیس ہزار کھنڈوں کے ٹپڑے دیا

لیکن اسباب کثرت و شمنوں کے آخرش کو مغلوب ہو گئی۔

زنی بھی رہے گی میں تمہاری بہبودی اور بھلائی میں مر کر رہا ہوں۔ بالکل دولت جو کہ میرے پاس
 ہے اور تمہارے کام آدگی۔ میں اتوار کرتا ہوں اور اگر تم کو یقین نہ ہو تو تمہیں کہوں کہ آج سے تمہاری
 ڈھیڑوری ہو جاو گی یعنی ہر ایک تنگہ کو بارہ روپے اور ہر ایک سوار کو تیس روپے تمہاری ملا
 گے۔ میری طرف متوجہ ہو جو میں کہوں سو کرو۔ ہم ایک دفعہ کی کوشش سے مرے اپنے ملک کو فخر
 اور اپنے تئیں عداوت سے نہ بچا دیں گے بلکہ سب سے بڑا مالوں کو واسطے دغا بازی اور ہر گھمٹا کرینگے
 خلیجی قوم مذہب اور ملک کے لیے دغا باز اور قاتل مہاراجہ اور وزیر کے ہیں۔

سکر فوج خالصہ جو شہنشاہ میں آئے اور ہیر سنگھ کی مدد دینے کی آمادہ ہوئی۔
 ہون نہ ہیر سنگھ سے کہا کہ تم اپنے کپڑے جو کہ بدھوں کے اوپر تھا چلا جا اور ہم سب تیری مدد کیواسطے
 پیچھے سے آتے ہیں۔

ہیر سنگھ نے کہا کہ تم طیار ہو لیکن بلا اجازت میرے ایک قدم آگے نہ بڑھنا گرجا ہی اتنے نیاب تھے کہ او
 موی فوج کے جو کہ اپنا کمانا پکارتے تھے کمانا اور برتن چھوڑ کر آمادہ لڑائی کے ہو گئے اس طرح ہیر سنگھ
 نے اپنی عقلندی سے چالیس ہزار فوج کو مع توپخانہ آتش باز کے اپنا شریک کر لیا۔

نوکر قتل ہونے قاتلون شیر سنگھ اور دھیان سنگھ کا

جبکہ ہیر سنگھ واسطے حملہ آوری قلعہ کی طیار بیان کر رہا تھا سندھان والوں نے اس فوج کو جو کہ شہر میں
 اور قلعے کے گرد مٹی بہت سا روپیہ دیا اور کہا کہ تم ہمارے شریک ہو۔

اوتھون نے جمیع سرداروں کو بلوا کر تھیں لین کہ وہ جی الوسع اس کے ادا دین کرین لیکن بہت سارے
 کم آدمیوں نے اس کو مدد دی۔
 اگر وہ مثل ہیر سنگھ کے خود جا کر فوج کی خوشامد کر تو اور اس کو روپیہ دیتے تو یقیناً اتفاق تھا کہ فوج کوئی مدد نہ کرتی
 واسطے اختلاف خیز قتل وزیر دھیان سنگھ کے سندھان والوں نے بہترین مشورہ کیا کہ اب دھیان سنگھ
 مہاراجہ لاہور اور دھیان سنگھ اس کے وزیر مقرر ہوئے۔ لیکن جبکہ اوتھون نے دیکھا کہ قتل ہونا وزیر دھیان
 کا مشورہ نہ کیا اوتھون نے دھیان سنگھ کو مہاراجہ لاہور اور دھیان سنگھ سندھان والوں کو وزیر سلطنت مشورہ کیا
 ایک گنہگار غروب آفتاب کے اجہ ہیر سنگھ فوج خالصہ اور سواروں کوپ کے شہر لاہور کے طرف روانہ ہوا۔
 اس وقت سندھان والوں نے بارادہ رنہ کرنے غصہ سکھوں کے نقش دھیان سنگھ پر دوشالہ کشمیری ڈال کر
 گلاب سے چھڑک کر سکھوں کے لشکر میں بھیجی اور کہلا بھیجا کہ وزیر موصوف کو بغیر ساری اجازت کے

جب سندھان والوں نے دیکھا کہ یہ فترہ تو بچلا اور بخون نے ہانپو سوار واسطے کہ فترہ ہی ہیرا سنگہ اور سوچت سنگہ کے پیچھے۔

یہ دیکھ کر راجہ ہاں سے موصوفہ نے یہ خیال کیا کہ اجیت سنگہ وغیرہ کا کچھ ارادہ فاسد ہو کر اس لیے اونہوں نے کچھ اپنی فوج جمع کر کے اوسکا مقابلہ کیا اور اوفکیہ لاچار ہو کر قلعے کو لوٹ آنا پڑا اس سے ایک گھنٹے بعد پشور مشہور ہوئی کہ ہمارا راجہ اور وزیر لاہور مقتول ہوئے

بظور سے اس خبر کے راجہ ہیرا سنگہ باپس ہو کر زمین پر گر پڑا اور مثل لڑکوں کے چلانے لگا۔ لیکن جبکہ اسے کسی سی سنگہ نے جو کہ ایک مرد عقیل اور بہادر تھا اوسکو بھیجا یا بلایا کہ بہت بوسہ کھاؤ انہر خوش میں آیا بعد ازیں سب سرداروں نے متفق ہو کر صلاح کی اور یہ تجویز ٹھہری کہ وہ فوج میں جاویں اور اوسکو واسطے قتل ہر کشوں کے ترغیب دیں۔

اس ترکیب سے اونہوں نے فوج خالصہ سے گفتگو کی کہ وہ سب اونسے شریک ہو گئے۔ راجہ ہیرا سنگہ نے بالکل فوج کو جمع کیا اور اپنے تئیں اوسکے قلب میں رکھ کر اور ڈھال تلواریں رکھ کر فوج کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا۔ صوفی سے بخت سنگہ نے میری پرورش کی تھی اور جبکو مثل سپہ معینی کے رکھتا تھا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ میں قتل ہوں اور تمہارے مہاراجہ اور وزیر کہ سندھان والے قتل کریں۔ اسی سپاہیوں نے کہ اونہوں نے یہ اس واسطے کیا ہے کہ جب وہ ہندوستان میں تھے اونہوں نے انگریزوں سے سازش کی تھی اور اونسے امنوں نے ان سب باتوں کے کرینیکا اقرار کیا تھا جو کہ اونہوں نے آج کہیں اور بکاہا ہے کہ وہ انگریزوں کو بلاویں اور ملک اونسے حوالے کریں۔ واسطے کامیابی اس مقصد کے اونہوں نے جمع سے دس بارہ خط فیروز پور اور لدھیانے کی طرف بھیجے ہیں اور اونہیں یہ لکھا ہے کہ ہماری جو خواہش تھی سو آئی۔ سپاہیوں اب اگر تم کوئی دلیل نہ تجویز کرو گے تو دیکھ لینا کہ چالیس بیاس ہزار فوج انگریزوں کے درپے شعل سے عبور کر گئی۔ اگر انگریزوں کو یہ ملک ملجاوے گا تو بالکل فوج خالصہ موقوف کر دی جائیگی تمہیں ہتھیار چھین لیے جاویں گے اور تمکو اپنے اپنے گھر جانا پڑے گا۔ تمہاری طاقت اور تمہارا نام جو کہ سارے جہان میں مشہور ہے جا بارے گا اور مذمت اور شرمندگی تمہارے دانگیر ہوگی۔ تم اتنے محتاج ہو جاؤ گے کہ تمہیں کشتکاری کرنی پڑے گی اور تب بھی اپنا پیٹ نہ بھر سکو گے۔ اسے سپاہیوں اگر تم یہ کمینگی نہیں چاہتے ہو تو میری بات کی طرف متوجہ ہو۔ بڑے مہاراجہ کا خزانہ ابھی تک بھرا ہے جو تمہیں اوس سے کچھ غرض نہیں ہے۔ میری میری باپ کی اور میرے چچا کی اتنی دولت ہے کہ میں سو برس تک ایک لاکھ دھادار سکھ اپنی نوکری میں رکھ سکتا ہوں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ جب تم میرے پاس

ن سنگہ آدمی دور پہنچا اوس سے اور وزیر دھیان سنگہ سے ملاقات ہوئی چنانچہ اوسے وزیر موصول
 کہ جو کچھ اقرار کیا تھا وہ ہم کرتے اب آپ کے دیان جانے کی امتیاز نہیں ہے۔ اس سے بہتر
 اور آپ قلعے کو حلیں اور دیان اور سرداروں کو بلا کر درباب امورات سلطنت کے جو کچھ قرار پائے کرن
 وزیر کے دل میں شک ہوا کہ عجب نہیں جو یہ میرے اوپر بھی ہاتھ صاف کریں چنانچہ اوسے اپنے
 بیون کی طرف دیکھا کہ آیا وہ اجیت سنگہ کی فوج سے کم ہیں یا زیادہ اور دیکھا کہ اوس کے ساتھی کم ہیں وہ
 پلے سے اوس کے ساتھ ہو گیا۔

راجہ پراجیت سنگہ اور دھیان سنگہ دونوں قلعے کی طرف چلے اور مع پانسو ہزار بیون کے قلعے میں داخل ہوئے
 دوسرے دروازے پر دھیان سنگہ کے ہزار بیون کو دربانوں نے روکا اور سندھان والہ سردار کے ہاتھ
 سے روک ٹوک اندر چلے گئے یہ دیکھ کر وزیر کو بہت شہدہ ہوا اور اوسے دیکھا کہ کتنے آدمی اوس کے ساتھ ہیں
 جیت سنگہ اوس کو باتوں میں لگاتے رہا اور حتی الوسع اوس کے ولین اس خیال کو نہ آنے دیا۔

آخر کو وزیر سے چکنا چار کیا اور اوسے پوچھا کہ فیصل قلعے پر یہ کون آدمی ہیں اجیت سنگہ فرحان یا کہ یہ سب آدمی
 جبکہ وزیر ان آدمیوں کی طرف مخاطب تھا اجیت سنگہ نے اپنی اونگلی کا اشارہ کیا اور بغور کے ایک نے
 اوس کے ہزار بیون میں سے پیچھے سے وزیر پر قابض ہو کر اسی کی گولی ماری چنانچہ وہ مر گیا۔
 اوس کے ہزار بیون میں سے پیچھے سے وزیر پر قابض ہو کر اسی کی گولی ماری چنانچہ وہ مر گیا۔

بعد اوسے اوسکی نعش کو تنہا ایک اوس کے مسلمان نوکر کے جسے کہ اپنے آقا کے قتل ہونے پر مقابلہ کیا تھا ختم
 قیمہ کر کے قلعے کے خندق میں پھینک دیا۔

جبکہ یہ بالکل معاملہ ختم ہو چکا کہنا سنگہ نے اپنی فوج کے قلعے میں داخل ہوا اور اپنے بھائی کی بہ بات بہت نا پسند
 کی کیونکہ اوس کا بہ ارادہ تھا کہ راجہ ہیر سنگہ وزیر مقتول کے لڑکے اور راجہ سوچیت سنگہ اوس کے بھائی کو قتل
 میں بلوائین اور ان فیون کو ایک ہی تختہ قتل کریں اب اوسھوں نے خیال کیا کہ اگر ہیر سنگہ کو اپنے باپ کی
 قتل کی خبر ہو جاوے گی تو وہ مع فوج کثیر کے قلعے پر حملہ آور ہوگا اور کچھ قتل کرے گا۔

نتظر اخصائے اس حال اور کامیابی اپنے مطلب کے اوسھوں نے ایک وزیر کی طرف سے مطلب ہیر
 اور سوچیت سنگہ کے جو کہ اوس وقت مع فوج کے بدھو کے اوپر مقیم تھے بھیجا اور اوس میں یہ لکھا کہ سندھان
 اور ہم درباب امورات سلطنت کے کچھ صلاح کر رہے ہیں اس لیے تم کو چاہیے کہ تم جلد بیان پر آؤ اور شرکاء
 یہ خط پڑھ کر راجہ ہیر سنگہ اور سوچیت سنگہ اور اوس کے صلاح کاروں نے اس میں کچھ دغا بازی خیال

اوس کا یہ جواب لکھا کہ ہمیں حاضر ہونے میں کسی طرح کا تردد نہیں ہو رہا بلکہ ہمارے پاس سختی یا
 خط راجہ دھیان سنگہ کا آوے۔

اور دھیان سنگہ سے یہ کہا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم شیر سنگہ کو قتل کریں۔
وزیر یہ سنکر باغ باغ ہو گیا اور ان سے کہنے لگا کہ در صورت کامیابی اس امر کے میں آپ کو بہت سا
روپیہ بطور انعام کے دون گا۔

جو تجویزین کہ انہوں نے مہاراجہ شیر سنگہ کے روبرو واسطے قتل کرنے دھیان سنگہ کے بیان کی تھیں
یہی اب انہوں نے وزیر سے واسطے قتل مہاراجہ موصوف کے کہیں اور یہ بھی کہا کہ روز میں پرہ
مہاراجہ کے مکان پر ایسی فوج تعینات کرے جو کہ اس کے مقصد کی کامیابی میں کسی طرح پرہان نہ
یہ ٹھہرا کر وہ اپنے مکان کو رخصت ہوئے اور روز ویم علی الصباح راج سانسی کو گئی
میان وہ چند روز تک رہے اور پھر مع باغ چھ سو مسلح اور چنے ہوئے سواروں کے لوٹ کر آئے
راجہ دھیان سنگہ ان کے نہ آنے تک یہ بہانہ علالت طبعیت کے دربار کو لگیا اور اپنے مکان میں
جو کہ شہر میں مختار رکھا۔

شیر سنگہ اس وقت شاہ بلور میں جو کہ شہر سے نباصلہ قریب تین میل کے واقع ہو رہا کرتا تھا چنانچہ سندھ
شہر مہاراجہ صاحب کے مکان کو گئے اور وہاں گھوڑوں سے اور ترکوع میں اپنی سہرا ہونے لگا اور
شیر سنگہ اس وقت کرسی پر بیٹھا لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اجیت سنگہ مہاراجہ کے پاس آیا اور باوازا بلند
کہا (دیکھئے یہ دونوں بندوق میں سے چوہ سو روپے کو مول لی ہر اسکو میں تین ہزار روپے کو بھی نہیں چکا)
یہ شکر مہاراجہ نے اس کے لینے کو لیے ہاتھ بڑھایا اور گنجت دغا باز نے اوی وقت بندوق جو کہ
پاؤں پر چڑھی ہوئی تھی تاکر سینے پر ماری۔ ہر ایک نال میں دو گولیاں پڑی ہوئی تھیں اور
قاتل نے دونوں کو ایک ہی دفعہ شکر کیا

گوئی لگتے ہی شیر سنگہ مر گیا اور یہ دو چار قذو زبان سے نکلے (مر گیا وغنا) یعنی یہ کیا وغنا مہاراجہ
شیر سنگہ کا سر فوراً کاٹ لیا اور جس کسی نے قاتلوں کا مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے۔
بعد اس کے یہاں سے سندھ مانوالہ باغ کو گئے جہاں کہ بڑا لڑکا راجہ مقتول کا جسکی عمر تیرہ چودہ برس کی تھی رہا کرتا تھا
لہذا سنگہ تنکی تلوار لیکر اسکی طرف گیا چنانچہ وہ بیچارہ ڈر کر اس کے قورصوں پر گر پڑا اور کہنے لگا چچا
میرے جان بچو لیکن اس گنجت ڈراکان کو کہانی سے وقت میں کیسا چچا اور اسکو فوراً آب خرب شہر سے ٹھلایا۔

باپ بیٹے کا کام تمام کر کے یہ شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ اجیت سنگہ مع تین
سو سوار اور ڈھائی سو پیادوں کے جلدی سے لگے چلا اور لہذا سنگہ ساتھ دو سو سواروں کے
اسکے پیچھے آہستہ آہستہ روانہ ہوا۔

یوں نے خیال کیا کہ شیر سنگھ کو باغی و بھاری طرف سے شبہ چار وزیر نے جسے صرف اس لیے
 مٹی پیدا کی جو کہ ہم شیر سنگھ کو مار ڈالیں۔ ان کے ہم حلال اور ہم مذہب رعیت ہیں اس لیے
 نیکانور وہ اول شیر سنگھ کے پاس گئے اور کہا کہ ہم آپ کے ہم حلال اور ہم مذہب رعیت ہیں اس لیے
 آپ کو وزیر کی دغا بازی سے اطلاع دیں اور وہ یہ کہہ کر اسے ہلکا کر کے قتل کرنے
 پر فرما دیں کہ ہم آپ کو وزیر کی دغا بازی سے اطلاع دیں اور وہ یہ کہہ کر اسے ہلکا کر کے قتل کرنے
 کے واسطے بھیجا اور بعض اوسکے ساتھ لاکھ روپے کی جاگیر دینے کا اقرار کیا۔ اور اس کا ارادہ ہو کر
 دلیرانہ طور پر نجات پانچ تین وزیر اور ہیکو مدار الہام بالکل سلطنت کا مقرر کرے۔
 یہ شیر سنگھ نے جو کہ مدد ملا اور تھا انہی کو انہی سے نکال کر اور لہنا سنگھ اور اجیت سنگھ کو دیکھتا
 کہ لہنا سنگھ میری تلوار پر اگر تمہارا ارادہ میرے قتل کر دینا ہو تو اس میں دیر نہ کرو۔ لیکن اس بات کو یاد رکھو کہ چند
 روز بعد وہی شخص جو کہ تمہارے بار وفادار معلوم ہوتے ہیں تمہارے ساتھ بھلی اسی طرح پیش
 آویں گے۔ یہ سن کر سندھانوالہ سرداروں کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے مدار جسے لہنا
 کے آپ کو کیا یہ یقین ہو کہ ہم ایسا کام کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے بچانے کے لیے
 ہیں اور آپ کے قتل کرنے کے لیے اور یہ صرف اس طرح پر ممکن ہو کہ ہم آپ کے وزیر دغا باز کو
 کریں۔ کیونکہ اگر چند وزیر زندہ رہیں گے تو وہ ضرور کوئی طریقہ آپ کے قتل کر دینا تجویز کرے گا۔
 شیر سنگھ بعد ازاں ہی پس و پیش کے درمیان قتل و قتل وزیر کے کسی طرح بہ قابل ہزار کے نہ
 اس ثابت کا اوس سے ایک نوشتہ لکھوایا کہ یہ علت قتل وزیر کے کسی طرح بہ قابل ہزار کے نہ
 کیونکہ قتل وزیر موصوف کا موجب حفاظت سلطنت اور انتظام ملک کے ہوگا۔
 یہ تجویز کر کے سندھان والوں نے شیر سنگھ سے کہا کہ ہم تمام راج سانس کو جو کہ قریب امرت
 واقع ہو چاہیں گے اور کچھ فوج واسطے دینے حاضر کی کے وہاں سے طلب کریں۔ ہم بغور
 فوج کی حاضری لین اور ہیکو واسطے دینے حاضر کی کے وہاں سے طلب کریں۔ ہم بغور
 حاضر حضور ہوں گے اور وزیر معین پر قوا عیاں فوج کی دکھلا دیں گے۔ اوس وقت آتے
 کریں اور ہم فوراً دھیان سنگھ اور اس کے آپ ہماری طرف سے کسی طرح کا شبہ نہ کرے
 اتنا اور بھی کہا کہ بروقت ہمارے آنے کے آپ ہماری طرف سے کسی طرح کا شبہ نہ کرے
 شیر سنگھ سے یہ تقریر کر کے سرداران سندھان والہ سیدھی راجہ دھیان سنگھ
 گئے اور بعد دینی بہت سی قسموں کے وہ کسی کو اس امر کی اطلاع نہ کر دیا
 گئے اور بعد دینی بہت سی قسموں کے وہ کسی کو اس امر کی اطلاع نہ کر دیا

بیکہ خبر قتل رانی صاحبہ کی شیر سنگھ کو پہونچی وہ بہت خوش ہوا اور اپنی دلیین کہا کہ اب کوئی دعویدار سلا گلاب سنگھ کو بھی رانی چندہ کے مرنے سے بہت فائدہ ہوا کیونکہ وہ اس کو بالکل نالہ اسباب پر تھا

حال قتل ہوئے شیر سنگھ اور دھیان سنگھ کا

دھیان سنگھ نے اپنی بھائی کو جو کہ ابھی جموین پہونچا تھا ایک خط اس ضمن میں لکھا کہ مجھے جموین اور شیر سنگھ میں نفاق ہو اس لیے تم لاہور میں آؤ۔ کیونکہ مجھے شک ہے اس متدبیرے میں صلاح کرنی ہر۔ پھر پو پو پنہنے اس خط کے گلاب سنگھ دارالسلطنت کو آیا اور بعد چند روز کے پھر جمو کو لوٹ گیا۔

نہا سنگھ سردار خاندان سندھ ہاں لالہ نے بروقت جلوس شیر سنگھ کے کچھ فرامحت کی تھی اس بعد سے ہمارا جو موصوف نے اس کو قید کیا تھا اور عطر سنگھ اور اجیت سنگھ سہ کار کمپنی کے ملک میں چلے آئے تھے اور اس طرح پر قید سے بچے تھے لیکن اندون میں بسبب کمپنی بھائی رام سنگھ کے شیر سنگھ نے اول کو توقید سے رہا کیا اور وہ پچھلون کو اپنے ملک میں آئینی اجازت دی چنانچہ وہ بغور سننے اس بات کے پنجاب میں آئے۔

اجیت سنگھ اور نہا سنگھ تو لاہور میں آئے لیکن عطر سنگھ سیدھا اپنی جاگیر کو چلا گیا۔

اونکے پہونچنے پر بھائی رام سنگھ نے راجہ دھیان سنگھ سے اونکی ملاقات کرائی اور بہت سفارش کی وزیر موصوف نے ان سے کہا کہ تم میرے وسیلے سے بلائے گئے ہو اور پھر تمھاری جاگیر میں تکو طیں گے دھیان سنگھ نے اونکو اپنی باتوں سے اپنا بڑا دوست بنالیا اور ہر ایک امر میں اونکو اپنا شریک کیا۔

اوسنے کہا کہ باوجودیکہ شیر سنگھ ظاہر امتھارا دوست معلوم ہوتا ہو لیکن حقیقت میں دشمن قلمی ہو اگر میں نہوں تو وہ تمھارے ساتھ بڑی طرح سے پیش آوے۔

اس طرح پر دھیان سنگھ نے اونکے ولون کو بھگرایا اور وہ واقف ہو گئے کہ وزیر اور ہمارا جو میں کمال نفاق اور بے اعتباری ہو۔

گلاب سنگھ کے جمو کے جانے سے چند روز بعد دھیان سنگھ کو معلوم ہوا کہ رنجیت سنگھ کا پانچ چہرہ سرکا ایک اور لڑکا ہو چنانچہ اوسنے ارادہ کیا کہ حتی الوسع اس کو تخت پر بیٹھانا چاہیے۔

دھیان سنگھ اس کو اکثر بلایا کرتا تھا اور اس کو گوہر میں کھلایا کرتا تھا اور اسکی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔

ہمارا جو شیر سنگھ نے یہ دیکھ کر ارادہ کیا کہ جب طرح پر سب سے وزیر کو علحدہ کرنا چاہیے۔

یہ کاروبار کی یہ صورت تھی خاندان سندھان والا دوسرے اپنے فائدے اور پھر ہمارے وزیر سے کہتے تھے۔

پر ایک مہینا گذرا اور بعد ازیں مہاراجہ سے وزیر نے حکم لیکر اسکو قلعہ شیخوپورہ میں بھجوا دیا
 روز بعد اسکو کے بسبب سختی اس کے محافظوں کے وہ بچا رہ گیا۔
 بد روز کے شیر سنگھ کو خبر ہوئی کہ وہ اپنی موت سمجھ گیا اور کچھ بھی نجات جوالا لشکر کا وکران بھی نہیں لایا
 اور ہم لکھ چکے ہیں کہ واسطے پرورش رانی چند کنور کے ایک جاگیر نولا کھ روپے کی قریب جموں کے
 رانی صاحبہ کو روپیہ ملتا تھا اور باقی گلاب سنگھ ہضم کرنا تھا رانی صاحبہ جو کہ ایک تھک میں رہا
 لے رانی صاحبہ کو روپیہ ملتا تھا اور باقی گلاب سنگھ ہضم کرنا تھا رانی صاحبہ جو کہ ایک تھک میں رہا
 فی تحین اس مکان میں جو کہ کنور نونال سنگھ کو واسطے اپنے رہنے کے شہر لاہور میں تعمیر کرایا تھا جا رہا۔
 چہ اوکھا ارادہ تھے ہی میں رہنے کا تھا اور شیر سنگھ بھی یہی چاہتا تھا کیونکہ اسکا یہ ارادہ تھا کہ وہ جا
 ٹالکر اسکو اپنی رانی بنالیں لیکن گلاب سنگھ نے خیال کیا کہ اگر رانی صاحبہ اور شیر سنگھ میں شادی ہو
 وجہ اس خبر پہنچنے کی یہ تھی کہ گلاب سنگھ نے خیال کیا کہ اگر رانی صاحبہ اور شیر سنگھ میں شادی ہو
 تو بالکل مال۔ انی موصوفہ کا اس کے ہاتھ نہیں لگے گا اور سوائے اس کے شیر سنگھ کو یہ بھی معلوم ہو جاوے گا
 کہ شہن بہت سا اسباب قیمتی اور جواہرات وغیرہ لاہور سے لے آیا ہوں اور عجب نہیں کہ وہ انکو مجھے
 طلب کرے۔ نظر میں اس نے چند کنور کو بہت درخشاں اور کما کہ شیر سنگھ یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح
 پر خراب و برباد ہوا سیلے تمکو چاہیے کہ تم کسی علیحدہ مکان میں جا کر رہو۔ اور جتنا روپیہ کہ تمکو چاہیے ہوگا
 میں دونگا۔ کسی طرح پر تکلیف نہ ہوگی
 اگرچہ شیر سنگھ نے اس سے دو ایک دفعہ شادی کی درخواست بھی کی لیکن اس نے انکار کیا اور کھا کہ
 بڑا بیوقوف ہے جو یہ خیال کرتا ہے۔ کیونکہ میں چیل سنگھ کی لڑکی ہو کر ایک دھوون کے اڑکے سے شادی کروں گا
 یہ بات مہاراجہ لاہور کو بہت ناگوار ہوئی اور انھوں نے حکم دیا کہ وہ ہمیشہ شہر میں نہ رہا کرے۔
 وہ بعض اوقات قلعے میں بھی آیا کرتی تھی اور پھر اپنے مکان کو چلی جاتی تھی۔
 جبکہ کاروبار کی یہ صورت تھی شیر سنگھ نے اپنے بالکل دربار کے وزیر آباد کو لکھا اور چند کنور کی جار
 پوشیدہ یہ حکم دیا کہ تم اپنی رانی کو قتل کرنا اور میں بجلد اس خدمت کے تم میں سے ہر ایک
 پانچ ہزار روپے کی جاگیر دون گا۔
 ان ہمک حراموں نے ایسا ہی کیا۔ وہ بیان سنگھ کے نوکر دن اور بیان سنگھ متانہ دار قلعے
 گرفتار کر لیا لیکن ایک اون میں سے مبدد ایک فیکر کے کہیں کو بھاگ گئی۔ دو کے ہاتھ
 گرفتار کر لیا لیکن ایک اون میں سے مبدد ایک فیکر کے کہیں کو بھاگ گئی۔ دو کے ہاتھ

نئے ہزارہین رہنے سے کچھ فائدہ نہ بچا وہ چمک چلا گیا اور بدستور اپنے ملک کے کاروبار میں مصروف تھا

حال قبل ہونے والا سنگہ اور ان کی چند کنوڑاں و نوٹھال سنگہ

پروکر ہو چکا ہے کہ جوالا سنگہ مختار شیر سنگہ نے بامید حاصل کرنے وزارت کے فوج کو درباب علاقہ اور
کے بہت ترغیب و تحریک دی تھی اور انکو شریک کر لیا تھا اور اگرچہ بوقت آنے وہیں سنگہ
کے شیر سنگہ نے سکھوں کو قتلے پر گولہ اندازی کرنے سے منع کیا تھا لیکن انہوں نے اس کے
کھٹے سے اس حکم کی تعمیل نہ کی بلکہ بارہ گھنٹے تک گولہ اندازی برابر جاری رکھی اور جبکہ وہیں سنگہ اور
شیر سنگہ مع اور سرداروں کے ان کے پاس آئے اور انکو انعام دیا اور سمجھایا تو وہ اس سے باز نہ
ہوا بلکہ کلپ سنگہ قلعے کو خالی کر کے شاہدرہ کو جاتا تھا جوالا سنگہ نے سکھوں کو واسے چلے
بہار میں جبکہ گلاب سنگہ قلعے کو خالی کر کے شاہدرہ کو جاتا تھا جوالا سنگہ نے سکھوں کو بہو چکی
کرنے کے ترغیب دی تھی اور وہ اسپرستہ ہوئے تھے لیکن یہ خبر وہیں سنگہ اور شیر سنگہ کو پہونچی

اس باعث سے وہ اس حرکت سے باز رہے
وہیں سنگہ ہمیشہ جوالا سنگہ کو اپنا اور اپنے بالکل خاندان کا دشمن خیال کرتا تھا اور ہمیشہ اسکی
تحریک کا سامعی رہتا تھا۔

اول او نے اپنی لیاقت اور عقلمندی سے اسکی طرف سے آقا کے دل میں شکنے ال دیا چنانچہ جبکہ
شیر سنگہ نے اسکو شاہدرے سے جہان کہ وہ مع چہ ہزار سواروں کے خیمے زن تھا بلوایا۔
وہ کچھ دال میں کالا سمجھانہ آیا۔ چنانچہ اسکی فوج نے بھی اس سے کہا کہ ہم تیرے شریک
ہیں جو کچھ ہو گا سو کچھ لین گے۔

شیر سنگہ جو بیس گھنٹے تک اس کے آگے کا منتظر رہا اور جبکہ وہ اس عرصے میں نہ آیا مہاراجہ موصوف
مع وہیں سنگہ اور سرداروں کے بہت سی فوج لیکر واسطے بتنیہ سرکش کے گئے۔
شیر سنگہ نے جوالا سنگہ کو مع چہ ہزار سواروں کے شاہدرہ میں مقابلے کے واسطے مستعد پایا لیکن
جبکہ شیر سنگہ قریب پہونچا وہ برخلاف توقع کے اس سے آن کر ملا۔

مہاراجہ اسکو اپنے ساتھ لے گئے اور وہاں جا کر اسکو پابگیر کر کے قید کیا
یقین تھا کہ اسکا آقا اسکی وفاداری اور قدامت نوکری کا خیال کر کے بعد چند روز کے اسکو ناکارو
لیکن وہیں سنگہ نے شیر سنگہ کی طبیعت کو اسکی طرف سے بیان تک و فلاں کہ آوہ سیر گندھا آٹا
جسمیں اوتسہای تک ملا ہوتا تھا اسکو واسطے خوراک کے ملتا تھا اور ہر روز اس کے تانے پانے لگا کرتے تھے۔

کی تھی سزا شے چنانچہ اوسنے جاتے ہی دو پٹنوں کو جنھوں نے کہ اپنے حاکم میان سنگھ کو باؤالا
کیا اور وہاں سے ہزارہ کو گیا اور پانچہ خان حاکم ترنول کو مطلع کیا۔

مقام برادو سکوکابل کے بلوے کی خبر پہونچی۔ اس سرکشی کے حال سے کئی جہینے پہلے سے واقف
تھے کہ گلاب سنگھ اور اوسکا بھائی وہیمان سنگھ اس سرکشی کے مددگار تھے۔
اگرچہ موافق آوار کے اور بھی واسطے ظاہر داری کے اوسنے ایک پٹن مسلمانوں کی واسطے اور فوج
انگریزی کے درہ خیبر میں اونسے یہ پوشیدہ کہدیا تھا کہ تم اسے برخلاف عمل کرنا۔ چنانچہ اوسوں
کے ساتھ تم جلال آباد تک جانا لیکن اونسے یہ پوشیدہ کہدیا تھا کہ آپ انک کو واپس چلے آئے۔ مطلب
نے ایسا ہی کیا مینی وہ فوج انگریزی کو درہ خیبر میں چھوڑ کر آپ انک کو واپس چلے آئے۔ چنانچہ
گلاب سنگھ کا اس سے یہ تھا کہ فوج انگریزی کو بہت تکلیف ملے اور وہ بالکل تباہ و برباد ہو جائے چنانچہ
بسیب ہلنے مدد سکھوں کے برگڈیر والد صاحب جلال آباد میں بہت روزوں میں پہونچے اور جس
یہ کہتے تھے وہ مقصد اس سے بخوبی نہ نکلا کیونکہ اگر یہ فوج پہلے سے جلال آباد میں پہونچ جاتی

تو فوج کابل کو کی طرح کی تکلیف نہ ہوتی۔
چند روز بعد اسکے جنرل پالک صاحب پشاور میں داخل ہوئے اور گلاب سنگھ انکی ملاقات کے لیے آیا۔
بادجو دیکھ کر کیل سرکاری گلاب سنگھ سے اکثر کتا تھا کہ آپ ہزارہ سے واسطے ملاقات جبریل
موصوف کے تشریف لے چلے لیکن وہ ہر روز لیت و محل کرنا تھا اور مطلب یہ تھا کہ کی طرح انکی
روانگی میں دیر ہو۔ چنانچہ گلاب سنگھ بالیسوین روز ہزارہ سے پشاور میں داخل ہوا اور ان دونوں

شہروں کے درمیان میں ماحصلہ بھی اتنے ہی میل کا ہے۔
بروقت اپنے داخل ہونے کے اونسے سپاہیوں انگریزی کو درہ خیبر میں جانے سے بہت ڈرایا چنانچہ
بسیب خوف کے بعض سپاہیوں نے نوکری چھوڑ دی لیکن اکثر متقل مزاج اور نمک حلال
اور کابل میں ہو چکا انسانوں سے لڑے اور داد مرانگی کی دی۔
راجہ گلاب سنگھ انگریزوں سے بظاہر داری بہت پیش آتا تھا اور اونسے ہمیشہ یہی کہتا تھا
میں آپ کا مددگار ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں لیکن درپردہ یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح پانچہ

بروقت شمار کے دریافت ہوا کہ اس محاصرے میں سکھوں کے چار ہزار سات سو چھیاسی آدمی چھوڑ
وس گھوڑے اور تین سو بیس بیل ہمارے گئے تھے۔ اور مشہورین کے صرف ایک تین آدمی قتل ہوئے تھے
بروقت محاصرہ قلعے کے گلاب سنگھ نے فوج کو بہت روپیہ تقسیم کیا یہاں تک کہ ہر ایک سپاہی کو سو روپیہ سونے کا
شروع محاصرے سے ساتویں روز صبح بسترانہ غصہ پھیل کر رہا۔

اولیٰ کہ رانی چند کنور کو جاگیر گدی کدیا لاکھ جو کہ قریب جمہور کے واقع ہو اور اسکا محل نو لاکھ روپیہ سالانہ
ہو واسطے اسکی پرورش کے سٹے اور کاروبار جو کہ متعلق اس جاگیر کے ہوں انکو گلاب سنگھ انجام دیا کرے۔
وہم یہ کہ شیر سنگھ چند کنور سے شادی کرنے کا خیال اپنے دل میں ڈال رہا ہے۔

سودھم یہ کہ قلعے کی فوج نے روک ٹوک اور مع اپنے نشانوں کے قلعے سے نکل جاوے۔
چھما کر ہم یہ کہ واسطے تکمیل ان بسترانہ کے ضمانت بہتر دینی چاہیے۔

مطلب اصلی گلاب سنگھ کا چند کنور کو جاگیر دیا اسنے اور اسکی شادی کرانے سے یہ تھا کہ بعد اسکی وفات
کے وہ خود اسکی جاگیر پر قابض ہو جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا البتہ اسنے رانی صاحبہ جو بہت سے
جواہرات اپنے ساتھ لیکے تھیں وہ بھی گلاب سنگھ کے ماتھے لے۔

جیکہ عہد نامہ ہو گیا قلعے کی فوج نے اپنی روانگی کی طیاریاں کیں۔

گلاب سنگھ سولہ چکرے روپے سے بھرا کر اور اوپر تھوڑے سے گوسے رکھ کر بنام نہاد میگزین کے لنگیا
سوائے اسکے اور سنے ایک ایک شیلی اسٹرفیون کی اپنے پنج سو سپاہیوں کے ماتھے میں دی اور شہر چھوڑا
اور زور سے اوسنے اپنے گھوڑے چھڑوں کے سپرد کیا۔

سوائے اسکے بارہ عہدہ گھوڑے رنجیت سنگھ کے اہل میں سے لیکر اور اشیائے قیمتی پٹہ بند کی سپہ سالار
مع اپنی فوج کے شروع محاصرے سے آٹھویں روز رات کو قلعے سے چلا گیا اور مقابل شاہدہ کے
دریائے راوی پر خمیہ زن ہوا اور وہاں دو روز تک قیام کیا۔

اس عرصے میں وہ ہمارا جہ شیر سنگھ کے پاس آیا اور بہت سی خوشامد اور چالوسی کی۔ اوسنے کوہ نور جو کہ وہ خانہ لنگیا
تہا ہمارا جہ موصوف کو نذر کیا اور کہا کہ میں نے صرف واسطے حفاظت تزانہ سرکاری کے قلعے میں رہنا لیا تھا۔
بعد ازیں وہ رخصت ہو کر جو کہ چلا گیا اور اپنے صوبے کے انتظام میں مصروف و مشغول ہوا

حال گلاب سنگھ اور کاروبار متعلق افغانستان

جبکہ گلاب سنگھ شیر و عافیت تمام جموں میں پہونچا اسکو حکم ہوا کہ وہ سکھوں کو جنہوں نے کہ اسوقت کشمیر میں

جواب اسکے گلاب سنگھ نے کہلا بھیجا کہ جیتک اور سکا بھائی وہ بیان سنگھ نہ آوے گا ہرگز مبلغ منوی۔
 جبکہ شیر سنگھ نے یہ جواب سنا تو سننے دوسرا لٹی پاپس وزیر وہ بیان سنگھ کے روانہ کیا اور اس سے
 یہ کہہ کر کہ تو وزیر موصوف سے کہنا کہ بسبب سرکشی فوج کے قلعے پر حملہ کیا گیا تھا اور اوسین میں
 بالکل بقیہ بیرون اسکے جواب میں وہ بیان سنگھ اور اس کے چھوٹے بھائی سوہیت سنگھ نے جو کہ اس وقت
 شاہرہ سے دو تین کوس پر سوار کاٹھکار کھیل رہے تھے یہ کہلا بھیجا کہ یہ شیر سنگھ کا بالکل بھانہ ہے اور اس کی
 حکم سے قلعے پر حملہ ہو رہا ہے۔ فوج بدولت اجازت اس کی کے قلعے پر حملہ اور دشمنین ہولی ہو۔ اب اس کو چاہیے
 کہ وہ قلعے کو فتح کرے اور جو کچھ اس کے ولین ہو سو کرے۔ ہمیں اس معاملے سے کچھ غرض نہیں ہے۔
 یہ شیر سنگھ خوف ہوا اور اس نے سکھوں سے کہنا کہ تم قلعے پر گولہ بازی کرو لیکن انھوں نے کہنا کہ جیتک
 ہم قلعے کو خاک میں نہ ملا دیں گے اور مصوری کو نفل کرینگے ہم ہرگز باز نہ ہینگے۔
 شیر سنگھ نے خیال کیا کہ اور کا انتشار صرف قلعے کے فتح کرنے سے نہیں ہو سکتا اور اس کا مطلب خاص یہ ہے
 کہ قلعے کو فتح کر کے خوب لوٹیں اور دولت کثیر حاصل کریں۔

یہ اپنی دل میں سوچا اور سمجھا کہ اس نے اپنے پانچ سو گھڑ چھوڑ کر مع چند سرداروں کے پاس راجہ دھیان سنگھ
 کے یہاں آؤ انھوں نے جا کر یہ کہنا کہ آپ ہمارا جیہ شیر سنگھ کا قصور معاف کیجیے اور اس کے پاس تشہیف پہنچا دیں
 وہ آپ کے منتظر رہیں گے۔

جبکہ دھیان سنگھ اور سوہیت سنگھ نے راجہ صاحب کی طرف سے یہ عجز دیکھا تو وہ اپنے پانچ سو آدمیوں اور
 اور سواروں کے جو کہ شیر سنگھ نے بھیجے تھے شروع محاصرہ سے بچتے روز داخل شہر لاہور کے ہوئے۔
 شیر سنگھ ان کے استقبال کے لیے شہر نہانگ گیا اور تنگے پر بیٹھ کر اور ہاتھ جوڑ کر کہنا کہ تم میرا قصور معاف کرو
 کیونکہ جو کچھ کیا فوج خلاصہ نے کیا۔

یہ سنکر دھیان سنگھ چپکا ہوا روز دس بارہ سواروں کے فوج سکھ میں جو کہ اس وقت مکانی دور دراز
 پر تھی چلا گیا اور اس نے کہا مجھے تمہارا نقصان دیکھنے سے کمال رنج معانہ ہوتا ہے۔ اگر تم میرا کما مانتے
 اور میرے منتظر رہتے تو ایک بھی قطرہ خون کا دشمن بڑھتا۔

خبر جو کچھ ہوا صوبہ اب بھی اگر تم جلدی کرو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ سکھوں نے یہ سنکر قلعے پر گولہ بازی
 موقوف کر دی اور اسی روز بوقت شام صلح کی تجویز ہوئی۔

دوسرے روز بوقت صبح یعنی شروع محاصرہ سے ساتویں روز سکھوں کو اپنے مردوں کی فتنہ
 جلائے اور شہر کے صاف کرنے کی فرصت ملی۔

باوجودیکہ ہزار بارہ سو عورتوں کو گولہ اندازیوں نے واسطے اپنی حفاظت کے سامنے کھڑا کر لیا تھا لیکن قلعہ والوں نے اس عقل مند اور مہر سے گولے سر کیے کہ ایک سو چھیاسی گولہ انداز مقبول ہوئے اور صرف اویس عورتیں ماری گئیں۔

بقیہ روز قلعہ والوں نے مرمت قلعے میں صرف کیا اور سکھوں نے جو کہ شیر سنگھ کی طرف تھے اپنی توپوں کے مورچے گھروں میں اور دیواروں کے نیچے لگائے اور توپوں کے منہ دیواروں میں سوراخ کر کے قلعے پر گولہ اندازی کرنے کے لیے باہر نکال رکھے۔

چار بجے جمع کے سکھوں نے اپنے پوشیدہ مورچوں سے گولہ اندازی کرنا شروع کی اور قلعہ والے اس کا کچھ جواب نہ دے سکے کہیں کہ قلعے کی دیواروں میں توپوں کے لیے سوراخ نہیں تھے کہ انہیں رکھ کر وہ گولہ اندازی کرتے اور قلعے کے اوپر سے گولہ اندازی کرنا امر مقبول تھا۔ اس سہلہ اونہوں نے دیوار میں سوراخ کرنا چاہا لیکن بسبب کمزور ہونے و مصالح کے وہ اس سے باز رہے۔ بعد اونہوں نے قلعے کے اندر مٹی اور کانٹے کے مورچے بنائے اور اس کے سامنے کی دیوار میں ڈھاڈالیں۔

واقع ہو کہ اس وقت قلعے میں قریب بارہ سو سکھوں کے تھے اور اونکا یہ ارادہ تھا کہ قلعے میں عذر چمادیں اور اپنے بھائی بندوں کے شریک ہو جائیں اس باعث سے چار ضرب توپ مع کچن فریج کے اون پر متعین کی گئیں۔

غرض کہ تین دن رات برابر گولہ اندازی ہوتی رہی۔ باوجودیکہ سکھ گولہ اندازی کرتے تھے لیکن اس کے مدد سے صرف قلعے کو نقصان پہونچتا تھا اور قلعہ والوں کو خدان تکلیف نہیں ہوتی تھی۔

اب شیر سنگھ نے باوشاہی مسجد کے ہر ایک مینار پر پانچ چوبند و قبی مقرر کیے تاکہ وہاں سے قلعہ پر گولیاں ماریں یہ شخصیات کے بوجی تھے اور شمار میں چالیس تھے۔ یہ خوب نشانہ لگایا کرتے تھے چنانچہ اسی سبب سے ہر ایک کو اون میں سے شیر سنگھ و نسل یا بنیل رہے روز دیتا تھا اور یہ لوگ حقیقت میں قلعہ والوں کو بڑی تکلیف دینے تھے اور اونکا برا نقصان کرتے تھے چونکہ یہ محصور جگہ میں تھے اس لیے اونکو کسٹلر پر قلعے والے ایذا نہیں پہونچا سکتے تھے۔

اسی طرح پر دونوں طرف سے گولہ اندازی ہوتی رہی اور صد ہا عروج و مقبول ہوئے۔ یوم محاصرے سے پانچویں روز بوقت شام یہ خبر آئی کہ راجہ دھیان سنگھ جمو سے آگیا اس لیے شیر سنگھ نے حکم دیا کہ قلعے پر آٹھ ہزاری موقوف ہو اور ایک ایچ جی اسٹے ہونے صلح کے گلاب سنگھ کے پاس پہونچا جائے۔

پنچہ بعد صاف کرنے میدان کے قریب حکم کی ہوئی۔
اندازین قلعے کے محاصرہ کرنے والوں نے واسطے ڈرانے مصورین کے اپنی بالکل توپوں سے جو کہ
میں دو سو تین کے تھیں گولہ اندازی کرنا شروع کی چنانچہ اس کے صدرے سے قلعے میں بڑا تھمکا

ہو گیا اور بالکل قلعہ ہٹنے لگا۔
بعد اس کے گولہ اندازی کا ایک موقع ہو گیا اور غل و شور جو کہ سابق میں ہوتا تھا مہل بجا موشی ہوا۔
پھر وہ بارہ ضرب توپ جو کہ مقابل دروازہ حضوری اپنے کے لگائی گئیں تھیں سہ ہین اور اس کے
صدرے سے دروازہ قلعے کا گر پڑا۔

بمجر اس کے دو تین سواکالی بہارادہ قلعے میں داخل ہونے کے کیا رگی حملہ آور ہوئے چنانچہ ایک نے تو
اون میں سے اپنی تلوار توپ میں گھسیڑ دی لیکن ایک گولہ انداز اور ایک خلاصی نے جو کہ پچیسے تھے
دونوں توپیں کیا رگی چھوڑ دیں اور اس کے صدرے سے قریب سواکالیوں کے ضائع ہوئے
اسی طرح پرانے دونوں شخصوں نے دونوں توپوں سے کئی فیر کیے اور انجام اوسکا یہ ہوا کہ مخالف

بھاگ گئے اور اس کی بارہ توپوں کے اکثر گھوڑے مارے گئے اور کئی ایک توپیں بیکار ہوئیں۔
یہ ماجرا دیکھ کر قلعے کی تحوری سی فوج بلا حکم گلاب سنگہ کے دشمنوں پر حملہ آور ہوئی اور ان کو حضوری باغ سے نکال دیا
اس لڑائی میں قریب تین سو سکھوں کے مارے گئے۔ سو سکھ مجروح ہوئے۔ اور پچاس قید ہوئے
جیکہ حضوری باغ میں یہ پورے محافون شیر سنگہ نے مشرقی دروازے پر چہ ضرب توپ سے حملہ کیا لیکن سبب
گولہ اندازی قلعہ والوں کے اکثر گولہ انداز مارے گئے اور جو حال حضوری باغ میں ہوا تھا وہی یہاں بھی ہوا

جیکہ اس طرح پر محاصرہ کرنے والوں نے دونوں دروازوں پر شکست کھائی اور محفون نے کیا رگی
اپنی بالکل توپوں سے گولہ اندازی کرنا شروع کی اور اس سے یقین تھا کہ قلعے کی دیواریں گر پڑیں لیکن
گلاب سنگہ کی فوج نے قلعے کے اندر سے ایسی آتش باری شروع کی کہ اس کے صدرے سے بہت سے
گولہ انداز مارے گئے اور بہت سی اپنی توپیں چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے مگر سلطان محمد کی جہتیں ضرب توپ
باوجود اس کے گولہ اندازی کرتے رہیں۔ اور باعث اس کا یہ تھا کہ گولہ انداز زبردستی سے شہر میں سے
مخبرین کو لے لے تھے اور واسطے اپنی حفاظت کے ان کو اپنے سامنے کھڑا کیا تھا۔ قلعہ والے سبب
برجم کے گولہ نہیں سرتے تھے اور بخلاف اسکے سلطان محمد کی توپوں سے بار بار گولہ اندازی ہوتی تھی
جیکہ قلعہ والوں نے دیکھا کہ مقابلہ کرنے سے ہمارا بڑا نقصان ہوتا ہے اور محفون نے لا
ہو کر اپنی توپوں سے گولہ اندازی شروع کی۔

کہا کہ حضورِ بانی کو لوٹ آئے۔ اور اوس کے بیٹے ہر وہ بالکل تھکے پر قابض ہو گیا
اوسنے رانی صاحبہ سے کہا کہ بالکل نوجوانانہ جو کہ قریب سا تھے ہزار کے ہوشیئر سنگہ کے شریک ہو گئی ہوا
حورت میں اتنی قلیل فوج سے دشمن سے لڑنا، بیاد عقل ہو۔

گلاب سنگہ کو تیس دن شکوہ دھیان سنگہ کے آنے تک شیر سنگہ ہرگز آباد نہ لےئے شہر قلعے کا کر گیا کیونکہ وزیر نے
نے اوس کو یہ لکھا تھا کہ میں اگر بعد از راجہ گلاب سنگہ کے بدوں مقابلے کے تمہارا قبضہ بالکل قلعہ پر کر دیتا
اور تم کو ایک ہی راجہ بنی پر چھوڑ دوں گا۔ لیکن اوسکی توقع کے برخلاف دوسرے روز شیر سنگہ نے ارادہ کیا کہ
بآباد وزیر دھیان سنگہ کے وہ شہر و قلعے کو خالی کر اسے اور اس بیٹے اوسنے واسطے حملہ آور کر دیا رانی کہیں
گلاب سنگہ نے یہ دیکھ کر ارادہ کیا کہ حسبِ طرح ممکن ہو قلعے کو دھیان سنگہ کے آنے تک بچا کر اپنے پاس
لے آئے شہر سنگہ بننے کہ میں صرف بسبب وزیر و معوض کے مالک تخت و تاج ہوا۔

شام کو گلاب سنگہ ماتحتی پر سوار ہو کر شہر کے دروازے اور برج دیکھنے گیا اور اوسکے محافظوں کو بہت سا
رفتہ دیا اور اوسنے کہا کہ جب شیر سنگہ شہر پر حملہ آویز ہو جائے تو میں فرات شدید کرنا بھی از میں وہ لو سنگہ
قلعے میں آیا اور بالکل فوج و افسروں کو بلوا کر اوں سے متحین لین کہ وہ تا دمِ رست شیر سنگہ کا مقابلہ
کریں گے اور قلعے کو اوسکے قبضے میں نہ آئے دیں گے۔

بعدہ چند رکنور کی طرف سے سبکو چار مہینے کی خواہ دی۔ اور اوں سے آوار کیا کہ بعدِ ختم
لڑائی کے تم کو اور بہت سا انعام دیا جاوے گا

جس وقت قریب دو گھنٹے کے رات باقی رہی تھی شیر سنگہ اپنی فوج کے براہِ دہلی دروازہ اور کسالی
دروازہ وغیرہ کے شہر میں داخل ہوا اور باعث اسکا یہ تھا کہ اوسنے دربانوں کو بہت سا روپیہ بطور رشوت دیا
غرض کہ جیسے ہی بالکل فوج خالصہ شہر میں داخل ہو کر آواز بلند واہ گردی کی فتح واہ گردی
کا خالصہ آجڑا کہتے ہوئے واسطے حاضر و قایم کے آئے

اوسکے ساتھ اتنی توپیں تھیں کہ اوشکا ایک سلسلہ گزرتے کے لگایا گیا تھا اور تیسرے ہی بہت سی توپیں
بسبب نہیں جانے کے اوسکے پیچھے لگائی گئی تھیں

موجودین قلعے کے ان طیاروں کو دیکھ کر ہوش و حواس بچا تھے اور سب بخوف و ہراسان تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو
اور عین اُن کے دو دروازوں کو جو کہ حضورِ بانی اور مشرقی کنارہ شہر کی طرف تھے بند
کر لیے اور اوسکے اندر دو توپیں گراب کی پھری ہوئی رکھیں۔

اس وقت شیر سنگہ نے حکم دیا کہ حضورِ بانی کے طرف کے دروازے کے مقابل بارہ ضرب توپ لگا کر چلاوے

ہر تو دہیان سنگہ کے وکیل فوج کو اپنے آقا اور راجہ شیر سنگہ کا شریک کرتے تھے اور لاہور و ہر حال سنگہ وکیل
 راجہ شیر سنگہ کا فوج کو اپنے آقا کے شریک ہونے کے لیے ترغیب دیتا تھا مطلب اصلی اسکا یہ تھا کہ راجہ
 شیر سنگہ نے اسے یہ نوشتہ دیا تھا کہ اگر میں بلا مدد راجہ دہیان سنگہ کے راجہ لاہور ہون گا تو بھگا و ضرور
 وزیر سلطنت کروں گا جبکہ کاروبار کی یہ صورت تھی دہیان سنگہ نے شیر سنگہ کو جو سے لکھا کہ میں نے فوج
 کو تمہارا شریک کیا ہوں تم فوراً لاہور میں دروازہ شالہ مار میں ہو کر داخل ہو اور وہاں میں تم سے ملوں گا۔
 اور مطلب خاص اسکا اس بات سے یہ تھا کہ ایسا فوج سکھ شیر سنگہ کے شریک ہوتی میرا نہیں اور اگر نہیں
 تو اس کے ساتھ کس طرح پیش آتی ہے۔

تو اس کے ساتھ کس طرح پیش آتی ہے۔
 بھگت و پونچھنے خط کے شیر سنگہ مع اپنے تین سو ہزار بیوں کے دروازہ شالہ مار پر آ موجود ہوا اور جبکہ
 وزیر کو وہاں نہ بکھا بہت مایوس اور متعجب ہوا۔
 جوالا سنگہ نے اس سے کہا کہ اگر وزیر نہیں آئیگا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فوج سب آپ کی مطیع اور فرمان
 ہو اور اگر میری دانست میں آپ شہر پر حملہ کریں گے تو فوراً فتحیاب ہوں گے۔
 شیر سنگہ نے یہ شکریہ فوج کو جو کہ مقام میان میر من متیم تھی یہ کہلا بھیجا کہ میں یہاں آیا ہوں اور تم کو چاہیے
 کہ تم میرے محدود معاون ہو۔

فوج نے کہلا بھیجا کہ ہم کل بدھ کے اوپر اگر خیمہ زن ہوں گے اور وہاں تم سے ملیں گے۔
 چنانچہ شیر سنگہ بھی اسی مقام پر پتھر اور منتظر رہا کہ دیکھے اب پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔
 کچھ فوج نے افکار کیا کہ ہم بغیر کئے دہیان سنگہ کے شیر سنگہ کے ہرگز شریک نہ ہوں گے لیکن جوالا سنگہ
 کے سمجھانے سے انہوں نے بھی مدد دینے کا اقرار کیا۔ چنانچہ دوسرے روز علی الصباح کل فوج حسب
 وعدے کے آئی اور افسران فوج خالصہ اور پنجوں نے حضور راجہ شیر سنگہ میں آکر مہر کیا اور اس کے
 ہمارا راجہ لاہور شہر کیا اور واسطے مبارکبادی اس امر کے سلامی توپوں کی سہ ہوتی۔

محاصرہ لاہور

جبکہ خبر آنے شیر سنگہ کی مشہور ہوئی راجہ گلاب سنگہ نے چند کنوار اور مجیدار خوش حال سنگہ اور سہ
 تیج سنگہ کو جمع کر کے ملاح کی کراہ کیا کہ نا چاہیے
 بعد اسکے اس نے اپنے بھائی دہیان سنگہ کی کچھ تھوڑی سی فوج جمع کی اور اس کو واسطے مقابلہ
 فوج قریب و نہر آرمیوں کی تھی اور اس کے ساتھ دس ضرب توپ تھیں۔
 فوج حاکم مار کھٹن نصف میل بھی نہیں پہنچنے پائی تھی کہ گلاب سنگہ مع سو سواران کے گئے

اور اب آپ گدی نشین ہو دیں گے اور حسب مرضی آپ کے بالکل کاروبار انجام پاوے گا۔
غرض کہ وہ ان کو اس طرح سے سمجھا کر اپنے مکان کو گیا اور اراکین سلطنت کو بلا کر بالکل باج
بعد اس کے اسی وقت وصال ہو گیا کہ سنہ ایک ہشتاد و ستھ ہجری میں ہمارا چہرہ نکلتا تھا۔

بعد وفات سدا کنور کے اس کے ماتھے پر ایک خط شیر سنگھ بیٹے ہمارا چہرہ نکلتا تھا۔
گفتگو میں جب طرح پر کہ ہم نے اپنے تئیں داخل لاہور بھیجے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وقت داخل ہو۔
شیر سنگھ کے خیر وفات کنور انہماک شیر سنگھ کی مرضی کی گئی اور ان کی بیٹی و نکاح ہوئی۔
اس طرح پر عرصہ قریب ایک سال میں لڑکے اور پوتے ہمارا چہرہ نکلتا تھا۔ وفات پائی اور سلطنت
میں بڑی بے انتظامی ہو رہی تھی۔

مہمیاں سنگھ نے خیال کیا کہ اگر چند کنور گدی نشین ہوگی تو سندھان والا کہے کہ وہ بہت ڈرتا تھا
اوس کو اور اس کے بیٹوں کو عہدہ ماسے جلیا سے برطرف کرینگے اس لیے اس نے جمع سے لڑوں
کو بلا کر کہا کہ سکھوں پر حکمرانی کرنا ایک عورت کا کام نہیں ہے اور ماسے والے کے یہ غیر ممکن ہے کہ میں
بصلا عورت کے کاروبار سلطنت کو انجام کروں۔ اس لیے یہ مناسب ہے کہ شیر سنگھ کو تخت پر
بٹھاویں اور اوس کو ہمارا چہرہ لاہور جاویں۔

یہ ٹھکان کر اس نے کچھ تھوری سی فوج کو اپنا شریک کر لیا اور واسطے گدی نشینی راجہ
شیر سنگھ کے تدبیر میں کرنے لگا۔

سندھان والا چند کنور کے عہد و معاون ہوئے۔ اور راجہ گلاب سنگھ بھی جمبو سے آکر ظاہر اہماری
ہی کا شہر یک ہو گیا۔

وزیر سلطنت نے یہ دیکھ کر شیر سنگھ سے کہا کہ آپ پٹیا سے کوٹ شریف پہنچے اور پھر میں تجویز
واسطے آپ کی ٹوٹ نشینی کے کیا کروں گا اور انشا اللہ تعالیٰ آپ بدون مقابلے کے گدی پر
پر جب لوہا فستور ہوئے گئے۔

پھر راجہ شیر سنگھ کو اس نے پٹیا سے کوٹ شریف کیا اور آپ جمبو کو چلا گیا اور اپنے وکیل و جاسوس
سے لاہور میں چھوڑ گیا کہ وہ فوج کو واسطے ادا شیر سنگھ کے راضی کرین غرض کہ وہمیاں سنگھ
بہ ایک مہینے کے جمبو میں رہا اور جملہ وکیلوں نے اوس کی مرضی کے موافق کام کر لیا اور انھوں نے
نئی خط و زیر و صوف کو اس مضمون سے پہنچے کہ آپ راجہ شیر سنگھ کو دیکر مہمیاں آئے اور بالکل فیج پائی۔

وقت نزع کے وہ دیوانہ ہو گئے تھے اور جو جیہن آیا وہ بیات کیا اور اس حالت میں بھی
 بہت سخت و سست کہا۔

اس طرح پرنو نہال سنگہ کے دل کو کنجش و مہیاں سنگہ نے درغلانا اور او کو پاس باپ کے بنانے دیا
 اور وہ ہر کھل سنگہ اپنے بیٹے کے یاد میں مر گیا۔ وہ شکار کھیل رہا تھا اگر اپنے باپ کے جلانے کی طیاریاں
 و شکہ نو نہال سنگہ نے شاد بلور سے مہیاں کہ وہ شکار کھیل رہا تھا اگر اپنے باپ کے جلانے کی طیاریاں
 ہیں۔ چنانچہ بعد تمام ہونے رسمیات کے جو کہ قریب حضور یابانہ کے مقابل سہارہ ہمارا چرخہ سنگہ
 کے ہوئی تھیں وہ مع میان او تم سنگہ بڑے بیٹے راج گلاب سنگہ یعنی جیتے وزیر دھیان سنگہ کے
 باجی پر سوار ہو کر کوٹا لیکین ایک دروازے میں پہنچے جی او سکے جرج کا شہر سنگین اونکے سر پر
 او سکے صدمے سے او تم سنگہ نو فوراً گر گیا اور کنور صاحب کو ایک صدمہ شدید پہنچا۔ دھیان سنگہ نے
 کنور صاحب کو انچی گو دین لیکر او کو پاکی دین جو کہ معلوم کس واسطے وہاں پشیر سے اس وقت موجود
 تھی ڈالکر قلعے کے اندر لے گیا اور قلعے کے دروازے بند کر دیے۔ ہر چنا سو قتلہا سنگہ مجیشہ
 اور اور سرداروں نے ہمدرد پاکی کے اندر جانے کا قصد کیا لیکن کسی کو دھیان سنگہ نے اجازت نہ دی۔
 بہت سارے اس خبر و حشت اثر کے جمع سرداران واسطے دریافت حال طبیعت کنور صاحب کے آئے
 لیکن کسی کو اجازت اندر آنے کی نہ ملی۔

ہر چند اونکی والدہ اور اونکی بیویوں نے چاہا کہ کسی طرح سے او کو دیکھیں بلکہ اونھوں نے دروازہ
 قلعے پر آنکر بعد روئے اور چلانے کے دستک دی لیکن اونہیں سے بھی کیکو اندر آنے کا حکم نہ ہوا
 سوائے وزیر اور دو سپاہی سرداروں کے اور کوئی شخص پاس کنور صاحب کے نہ رہا۔

غرض کہ تھوڑے عرصے تک قلعے میں سن سان رہا۔ بعد تھوڑی دیر کے ایک آدمی نے سرداروں سے جو کہ قلعے کے دروازے پر کھڑے تھے آکر کہہ
 کنور صاحب کو صدمہ شدید پہنچا لیکن یقین ہو کہ او کو جلد شفا ہو جائے گی۔ تمام خوف
 سنیں جو اور تم اپنے اپنے مکانوں کو چلے جاؤ۔

اس سے دو گھنٹے بعد دھیان سنگہ اپنے دو بھائیوں کو قلعے میں چھوڑ کر آپ چندر کنور والدہ کنور
 کے پاس گیا اور ایک پوشیدہ ملاقات میں اس سے یہ کہا کہ آپ کے لڑکے نے وفات پائی ہے۔
 او کو پاکی پر سوار کر کے لانا تھا باوجودیکہ وہ بالکل بیوش نہیں تھے لیکن او کو اس طرح کا صدمہ
 سے قوت و زست کی بالکل نہیں ہی تھی۔ اب مناسب ہے کہ آپ اس ماجرے کو پوچھ

اور اب آپ گدی نشین ہو دیں کہ اور حسب مرضی آپ کے بالکل کاروبار انجام پاویں گے۔
غرض کہ وہ ان کو اس طرح سے سمجھا دیا کہ اپنے مکان کو گیا اور اراکین سلطنت کو بلا کر بالکل ماجرا کھا
دیا اب پوشیدہ سے کئی خبر وفات کنور صاحب کے کمال تاکید کی۔

بعد وفات سد اکوڑ کے اوس کے ماتھے آیا تھا لکھا کہ اگر آپ مہاراجہ لاہور ہوا چاہے شہنشاہین تو عرصہ ۲۴
شیر سنگہ کے خبر وفات کنور تو نہال سنگہ کی مستحق کی گئی اور ان کی پھیر و تکفین ہوئی۔
اس طرح ہر عرصہ قریب ایک سال میں لڑکے اور پوتے مہاراجہ رنجیت سنگہ نے وفات پائی اور سلطنت
میں بڑی بے انتظامی مل رہی تھی۔

دھیان سنگہ نے خیال کیا کہ اگر چند کنور گدی نشین ہوگی تو سندھان والا جیسے کہ وہ بہت ڈرتا تھا
اوسکو اور اس کے بھائیوں کو عرصہ ۳۰ سالہ جلیہ سے برطرف کرینگے اس لیے اس نے جمع سواروں
کو بلا کر کہا کہ سکھوں پر حکمرانی کرنا ایک عورت کا کام نہیں ہے اور ماسوا اسکے یہ غیر ممکن ہو کہ میں
بصلاح عورت کے کاروبار سلطنت کو انجام کروں۔ اس لیے یہ مناسب ہو کہ شیر سنگہ کو تخت پر
بٹھادیں اور اوسکو مہاراجہ لاہور بنادیں۔

یہ ٹھان کر اس نے کچھ قسوری سی فوج کو اپنا شریک کر لیا اور واسطے گدی نشینی راجہ
شیر سنگہ کے تدبیریں کرنے لگا۔

سندھان والا چند کنور کے مدد و معاون ہوئے۔ اور راجہ گلاب سنگہ بھی جموں سے آکر ظاہر امدادی
کا شہ یک ہو گیا۔

سلطنت نے یہ دیکھا کہ شیر سنگہ سے کہا کہ آپ پیٹھ سے کون شریک لے جائیے اور پھر میں پورن
آپ کی تخت نشینی سے کیا کروں گا اور انشا اللہ تعالیٰ آپ بدون مقابلے کے گدی پر بیٹ
لوہ آسروں ہوں گے۔

راجہ شیر سنگہ کو اس نے پیٹھ سے کون شریک لے کر خدمت کیا اور آپ جموں کو چلا گیا اور اپنے وکیل و جاسوس
لاہور میں چھوڑ گیا کہ وہ فوج کو واسطے امداد شیر سنگہ کے راہی کریں غرض کہ دھیان سنگہ
نے جموں سے جموں میں رہا اور جملہ وکیلوں نے اوسکی مرضی کے موافق کام کر لیا اور انھوں نے
وزیر و مدد و فوج کو اس معتمد سے بھیج دیا کہ آپ راجہ شیر سنگہ کو نیکر بیان آئے اور بالکل فوج پائی ہوگی۔

کہ وقت نزع کے وہ دیوانہ ہو گئے تھے اور جو جی میں آیا وہ یہاں کہہ اور اس حالت میں بھی

ملکہ بہت سخت و سست کہا۔

اس طرح یہ نو نال شنگہ کے دل کو کنجش دہیان شنگہ نے در غانا اور او کو پاس باپ کے بچانے دیا اور او پر کھنک شنگہ اپنے بیٹے کے یاد میں مر گیا۔
 غرض کہ نو نال شنگہ نے شاد بلور سے جہان کہ وہ شکار کھیل رہا تھا اگر اپنے باپ کے جلانے کی طیاران
 کہیں۔ چنانچہ بعد تمام ہونے یہاں کے جو کہ قریب حضور ی باز کے مقابل سادہ ہمارا جہان شنگہ
 کے ہوئی تھیں وہ مع میان او تم شنگہ بڑے بیٹے راجہ گلاب شنگہ یعنی بیٹے وزیر دہیان شنگہ کے
 ہاتھی پر سوار ہو کر گونا لیکن ایک دروازے میں پہنچتے ہی اس کے چرخ کا شہر شنگہ کے اور کے سر پر
 اس کے صدارے سے او تم شنگہ تو فوراً اڑ گیا اور کنور صاحب کو ایک صدمہ شدید پہنچا۔ دہیان شنگہ نے
 کنور صاحب کو انجی گو دین لیکر او کو بالکی میں جو کہ معلوم کس واسطے وہاں پیشہ سے اس وقت موجود
 تھی ڈاکٹر قلعے کے اندر لے گیا اور قلعے کے دروازے بند کر دیے۔ ہر چند اس وقت کہنا شنگہ مجاہد
 اور اور سرداروں نے سمرانہ بالکی کے اندر جانے کا قصد کیا لیکن کسی کو دہیان شنگہ نے اجازت نہ دی۔
 بہتار اس خبر و حشت اثر کے جمع سرداران واسطے دریافت حال طبیعت کنور صاحب کے آئے

لیکن کسی کو اجازت اندر آنے کی نہ ملی۔
 ہر چند او کی والدہ اور او کی بیویوں نے چاہا کہ کسی طرح سے او کو دیکھیں بلکہ او خون نے دروازہ
 قلعے پر انکر بعد رونے اور چلانے کے دستک دی لیکن انہیں سے بھی کسی کو اندر آنے کا حکم نہ ہوا
 سوائے وزیر اور دو سپاہی سرداروں کے اور کوئی شخص پاس کنور صاحب کے نہ رہا۔

غرض کہ تھوڑے عرصے تک قلعے میں سن سان رہا۔
 بعد تھوڑی دیر کے ایک آدمی نے سرداروں سے جو کہ قلعے کے دروازے پر کھڑے تھے اگر
 کنور صاحب کو صدمہ شدید پہنچا ہو لیکن یقین ہو کہ او کو جلد شفا ہو جائے گی۔ مقام خوف
 نہیں ہوا اور تم اپنے اپنے مکانوں کو پہنچے جاؤ۔

اس سے دو گھنٹے بعد دہیان شنگہ اپنے دو بھائیوں کو قلعے میں چور کر آپ چند کنور والدہ کے
 کے پاس گیا اور ایک پوشیدہ ملاقات میں اس سے یہ کہا کہ آپ کے لڑکے نے وفات پائی۔
 او کو بالکی پر سوار کر اسے لانا تھا اب او جو کہ وہ بالکل بیوش نہیں تھے لیکن او کو کھانا طرح کا صدمہ
 اور دوسرے کے مالک نہیں رہی تھی۔ اب مناسب ہو کہ آپ اس ماجرے کو بچو

بعد بہت سی تعریف کے پیش گوئی کی کہ ہمارا ج کاراج نم ملی اور چارلس ٹاک ہو گا اور وہ اسے
اسنے کلام کے بعض برہمنوں نے اون سے کہا کہ آپ ہنگو لکھ دیوین کہ بہت بڑا فتح کرنے والی
کے ٹکڑے جاکیرین اور زکثیرے کا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس طرح پرمہیان سنگھ راجہ کے حوصلے کو بڑھاتا اور اسے دیکھ کر ٹکڑے سنگھ کی طرف سے نہایت
تھامیان ٹاک کہ بعد چند روز کے فونہال سنگھ کا یہ حال ہو گیا کہ جیسا اس کے باپ کا ذکر آتا تھا وہ او
بہت بڑا کشتا تھا اور بعض اوقات اس کے نسبت کلمات ناشائستہ زبان پر لاتا تھا بعد اقصا سے عرف
سے اونھوں نے مشہور کیا کہ کٹر ٹکڑے سنگھ بیمار ہو اور اس کے معالج کے واسطے طبیوں کو مقرر کیا
جن دنوں میں کہ وہ بیمار تھا وزیر کے رفیقوں نے کنور فونہال سنگھ سے کہا کہ حقیقت میں ہمارا راجہ بیمار
ہیں بلکہ وہ بیمار ہونے کا بیان کرتے ہیں تاکہ وہ کسی صورت سے گلاری انگریزی میں چلے جاویں چنانچہ

کنور موصوف کو اس جھوٹ بات کا اتنا یقین ہوا کہ اوھوں نے واسطے حفاظت اپنا باپ کو پھر پھر تعینات
فونہال سنگھ اپنے باپ کی طرف سے یہاں تک بھیج دیا کہ وہ اس کے عیادت کے لیے صرف ایک
واقعہ کیا۔ یاد چوڑیکہ اوھو معلوم ہو گیا تھا کہ اوھو کا باپ زندہ نہ ہو گیا تھا پھر بھی وہ خبر لینے کبھی گیا۔
اس وقت وہ یہاں سنگھ کا یہ حال تھا کہ لوگوں کے دکھانے کے لیے وہ اکثر فونہال سنگھ سنہ چٹم
پر آپ یہ کشتا تھا کہ متھناے عقلمندی اور دانائی اور سعادتمندی کا یہ جو کہ تم اپنے والد بزرگوار کو اکثر
دیکھ کر آ کر دیکھیں اس کے خیال میں کچھ بھی نہیں آتا تھا اور سبب اس کا یہ تھا کہ رفیق وزیر موصوف کے
کنور صاحب کو کٹر ٹکڑے سنگھ کی طرف سے شب و روز بچھ کا یا کرتے تھے۔

میان سنگھ ہمارا راجہ کے پاس قلعے میں جاتا تھا اور اسے جاکر عرض کرتا تھا کہ میں کنور صاحب کو بہت
خانا ہوں لیکن اس کے خیال میں کچھ نہیں آتا ہے۔ اور اس سے دریافت ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ یہ ہے
ی طرح سے میں گدی نشین ہو جاؤں۔

کونکر ٹکڑے سنگھ نے سبب کہا ہے سفیدہ کا شغری اور رس کپور کے جو کہ وہ یہاں سنگھ کے مقرر کے ہو
نے واسطے اس کے مرض کے تیز کی تھی ماہ نومبر ۱۸۵۷ء میں وفات پائی۔
اس کے فونہال سنگھ لاہور میں موجود تھا۔ اس کے باپ نے دم نزاع اوھو کیا اور کہا کہ
موصوف نے پوچھا کہ ہمارا راجہ نے وقت وفات کے کچھ کہا تھا وہ یہاں سنگھ اور اس کے رفیقوں

تھے نہ بلین گے مین مثل وزیروں کے ہرگز کام نہ کروں گا اور اسی طرح سے اور بائیں کمرہ کھڑک لنگ
کو وزیر کی طرف سے درغلانا تھا

دیوان سنگہ نے اپنے دل میں سوچا کہ مجھ کو بھی اپنے خاںات اور بچاؤ کے لیے کوئی تجویز کرنا چاہیے چنانچہ
اوسنے پیشہ ور کردیا کہ کھڑک سنگہ اور چیت سنگہ وغیرہ نے انگریزوں سے ایک سازش کی ہو اور چہ اتنی
دینا قبول کی ہو۔ اس صورت میں بالکل فوج شکستہ اور بالکل سہ واسطہ موقوف اور برطرف
کر دیے جا دیں گے۔ یہ خبر اتنی مشہور ہوئی کہ ہر گلی اور کوچہ لوگ اسکا ذکر کرنے لگے اور فوج خالصہ
اس باعث سے کہ کھڑک سنگہ کا ارادہ انگریزوں کے مطیع ہونے کا تھا اوسکو بھلا برا کہتی تھی جبکہ
کی یہ صورت تھی دیوان سنگہ نے فوجوں کو پٹ اور سے بلایا اور راجہ گلاب سنگہ بھی اوسکے ساتھ
گلاب سنگہ نے اوسکو راتے میں ایسی ہی پڑھائی کہ وہ مثل اپنے باپ کے دشمن کے شہلا ہو میں داخل ہوا
وزیر سلطنت اور اوسکے بھائی نے کنورا اور اوسکی والدہ کو کھڑک سنگہ کی طرف سے اتنا درغلانا
کہ اونہوں نے بہ رضا مندی اراکین سلطنت کے یہ تجویز کی کہ چیت سنگہ کو مار ڈالیں اور ہمارا راجہ کو قید کر لیں
یا اور کسی صورت سے اوسکو کاروبار سلطنت سے بیدخل کریں۔

اونہوں نے کہا کہ کھڑک سنگہ اور چیت سنگہ نے انگریزوں سے سازش کی ہو چنانچہ واسطے صداقت اس
کلام کے اونہوں نے کئی جلی خط جن پر کہ ہر کھڑک سنگہ کی ثبت تھی دکھائی۔ اور والدہ نو نال سنگہ
کو انگریزوں کی طرف سے اتنا ڈرایا کہ وہ اپنے خاوند کے قید رہنے پر راضی ہوئی۔
جب یہ سب مشورہ ہو چکا وزیر سلطنت مع اپنے دو بھائیوں راجہ گلاب سنگہ اور سوچیت سنگہ کے جبکہ
دو گھنٹے رات باقی رہی تھی قلعے میں داخل ہوا اور وہاں سے اوس مکان کو جہاں کہ ہمارا راجہ لاہور
آرام نہ پایا کرتے تھے گیا

دیوان اونہوں نے چیت سنگہ کو قتل کیا اور ہمارا راجہ موصوف کو قید کر کے آئے
مفسدین کے دل میں تھا کہ کھڑک سنگہ کو بھی مار ڈالیں لیکن اونہوں نے پشتر سے نو نال سنگہ اور اوسکی
مان سے اقرار کیا تھا کہ یہ طرح کا مدد ہمارا راجہ موصوف کے جسم کو نہ پہنچے گا۔
غرض کہ اونہوں نے دو گھنٹے بعد ہمارا راجہ لاہور کو قلعے میں قید کیا اور نو نال سنگہ کو بھلا ہمارا راجہ کو قید کیا

سال ۱۸۴۷ء کو راجہ سنگہ و وفات ہمارا راجہ کھڑک سنگہ و نو نال سنگہ
چندر روز بعد اسکے برہمن ہوتیرہ سال وزیر دیوان سنگہ کے دو برو نو نال سنگہ کے لائے گئے چنانچہ اونہوں نے

رجحیت سنگہ کی نہایت سادہ و فصیح تھی لیکن وہ اپنے اراکین سلطنت سے ہمیشہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ تم جو اہرات اور عمدہ پوشاک پہن کر آیا کرو تاکہ وہاں میں رونق معلوم ہو۔
وہ شراب کثرت سے پاکرتا تھا اور حسن پرست بھی تھا چنانچہ بعض شخص اس کی خفیہی کا باعث کثرت شراب بھی خیال کرتے تھے۔
وہ اکثر فون کی قواعد دیکھتا تھا اور اپنے مذہب کا اتنا پائیدار تھا کہ وہ ہر روز چھوڑی و پیر تک گنتہ نہ کرتا تھا۔

اور اس شہیار پر مناسب معمول لپاتا تھا۔
وہ اون لوگوں کو خیرات دیتا تھا جو کہ پاک و صاف رہا کرتے تھے اور ظاہر کسی طرح پر اس کے اعمال برے نہ ہوتے تھے۔

رجحیت سنگہ کو بی کام بدون صلاح اور اجازت بنجومیون کے نہیں کرتا تھا۔
اوس سے تیرہ برس کی عمر میں جبکہ کاروبار ریاست میں وہ خود و خیل ہوا تھا ایک امرنا شاہ بہ مرزو ہوا اور یہ وہ یہ ہو کہ اوس نے بسبب بیکانہ ول سنگہ اپنے مامون کے لکھنؤ دیوان باپ اپنے کو جس اور ول سنگہ سے عداوت تھی موقوف کیا اور بعدہ اوس کا ایک مہم میں جو کٹاس پر تھی مہیا جہان کہ وہ مارا گیا۔ لوگوں نے رجحیت سنگہ سے اوس کے مان کی آشنائی کا حال سنا تھے دیوان مقتول اور اور لوگوں سے بیان کیا چنانچہ اس باعث سے اوس نے اپنی والدہ کو زہر دیا اور اگر مر وادلا۔ اسباب میں اوس نے آخر باپ کی تقلید کی تھی یعنی مہا سنگہ نے بھی تیرہ برس کی عمر میں اپنی مان کو بھلتا اوسی جرم کے قتل کیا تھا

حال کھڑک سنگہ

وفات مہاراجہ رجحیت سنگہ کے کھڑک سنگہ گدی نشین ہوا
تک یہ دھیان سنگہ کے طور و طریق سے خوب واقف تھا اس لیے اوسکی طاقت کم کرنے کے لیے
نے بسہولیت کہا کہ تم آج سے حرم سرا میں بنایا کرو اور پیچہ چھو کہہ اس سے تم ناراض نہ ہونا کیونکہ
ی طاقت و قوت بدستور رہے گی اور سیر طبع کا خلل واقع نہ ہو سکے گا جو اب اس کے وزیر موصوف
کہ اس مخالفت سے مثل سابق کے میں اپنے حسب مرضی کے کام نہ کر سکاں گا۔ اور اسی وقت
وزیر میں اتفاق ہو گیا اور دونوں ایک دوسرے کی تحریب کے سامعی ہوئے
ایک شخص مسمی جیت سنگہ کھڑک سنگہ کی نظروں میں بہت عزیز تھا چنانچہ اوس نے مہاراجہ لاٹا
ھیان سنگہ کہتا تھا کہ جب تک چھکو وہ اختیارات جو کہ مہاراجہ مرحوم کے وقت میں حاصل

طو طریق و خواص و عادات مہاراجہ رنجیت سنگھ

رنجیت سنگھ بڑھا لکھا نہیں تھا لیکن کواندازت و ربار کو وہ متانت تھا اور اون پر مناسب حکم لکھواتا تھا۔ وہ لکھوانے حکم کے اوسکو پھر بڑھواتا تھا تاکہ اوسکو دریافت ہو کہ درحقیقت حکم اوسکے کہنے کے مطابق لکھا گیا ہے۔ وہ اپنے صغیر سن میں فیاض تھا اور اکثر اپنے منہ جوں کو بخشش کیا کرتا تھا لیکن اپنی نوجوانی میں وہ طامع ہو گیا اور یہ چاہتا تھا کہ یہ طرح پر دولت کثیر جمع ہو۔

اوسکے معتمدین اوسکی خدمت میں اکثر رہا کرتے تھے چنانچہ بعض اوقات وہ اونکو رات کو بلواتا تھا تاکہ جو باتیں کہ اوسکو اوسوقت یاد پڑیں وہ اونکو قلمبند کرالیں۔ وہ احکامات جنکا اجرا ہونا اوسکی دانست میں مناسب تھا اور اوسکو رات کو یاد پڑتے تھے وہ فوراً لکھواتا تھا تاکہ کہیں وہ بھول نہ جاوے۔

وہ ہر وقت ایسی باتیں سوچتا تھا جس سے کہ اوسکے سلطنت کی ترقی ہو اور اوسکو فائدہ پہنچے۔ اوسنے اپنی تیز فہمی اور تجربہ سے یہ عمارت پیدا کی تھی کہ وہ اکثر غیروں کی لیاقت اور تیز فہمی بایں پر گری

یاد دیا تھی بشرطہ سے پہچان لیتا تھا۔

رنجیت سنگھ بہت قہر و یک چشم تھا اور پسب و انج چھپک کے جو کہ اوسکے چہرے پر کثرت سے تھی اوسکی صورت بگڑا گئی تھی لیکن تاہم بسبب وہابی ریش کے جو کہ اوسکے ناف تک پہنچتی تھی وہ چندان بد صورت نہیں معلوم ہوتا تھا اور اوسکے چہرے پر رونق معلوم ہوتی تھی۔

یہ شخص لوگوں سے ایسی بے تکلف گفتگو کرتا تھا کہ جس سے اوسکو اوسکے دل کی بات دریافت ہو جاتی تھی یہ اپنے حصول عیش کو اور لوگوں اور بھی دوستوں کے بیچ مصیبت پر وافق جانتا تھا۔

یہ نہایت ہر جسم تھا میان تک کہ وہ نہایت مصیبت زدوں کو دیکھ کر کچھ بھی رحم نہ کرتا تھا اور اوسکی تکلیف کے دور کرنے میں شاعی ہوتا تھا۔

اس شخص کو گھوڑے کی سواری کا نہایت شوق تھا یہاں تک کہ جب بسبب ضعیفی کے اوسکو گھوڑے پر چڑھنے کی طاقت نہ رہی اوسکو اور آدمی گھوڑے پر چڑھا دیا کرتے تھے

یہ شخص لڑائی میں ایسے جوڑ نور اور سیب کرتا تھا کہ اکثر بہت ہی کم کشت و خون سے اوسکی منہج ہوتی تھی۔

لالائی میں جالمری سے لڑتا تھا اور اپنے دشمنوں نے جہاں تک ہوتا تھا قریب اور دھا کرتا تھا یہ اپنی نوجوانی میں نہایت قوی اور زبردست تھا لیکن اپنی زندگی کے آخر زلزلے میں نہایت ضعیف اور کمزور ہو گیا تھا

کے بالکل ناقابلِ عذر۔ چنانچہ رنجیت سنگھ کو بھی آغوشِ گواہیت کا یقین ہو گیا
 لیکن حق یہ ہے کہ اپنی فوجوں میں کٹر لڑکے سنگھ ہر صورت قابلِ سلطنت پنجاب کے تھے۔ وہ اگرچہ
 اور کم حوصلہ تھا لیکن وقتِ لڑائی کے وہ جوان مردِ جالاں اور مستقلِ فرائض تھا۔
 رنجیت سنگھ کی عمر کے آخر زمانے میں بسبب بہانے راجہ دھیان سنگھ کے وہ اپنے باپ کی فطرت
 اگر گیا تھا اور اس باعث سے بہت شکستہ دل ہو گیا تھا
 غیر سنگھ دو برس پہلے کو رنجیت سنگھ اپنا حقیقی بیٹا خیال نہیں کرتا تھا اور اس کے واسطے اوقات
 بھری کے جاگیر داروں سے رکھیں تھیں۔
 غرض کہ کٹر لڑکے سنگھ اور شیر سنگھ کو دھیان سنگھ حتیٰ الوسع مہاراجہ کے پاس نہیں رہنے دیتا تھا اور ذرا
 زرا سی باتوں پر ان کو دارالسلطنت سے بھیج دیا کرتا تھا۔
 برخلاف اسکے راجہ میرا سنگھ بڑا لڑکا وزیر موصوف کا مہاراجہ رنجیت سنگھ کو اتنا عزیز تھا کہ وہ غنیمت
 اوس کے نہ سوتا تھا اور نہ کچھ اور کام کرتا تھا۔
 جبکہ مہاراجہ موصوف بالکل بیمار ہو کر واسطے ہوا خور میاں اور کسی کام کے جاتے تو اس لڑکے کو بھی
 اپنے آگے بٹھلا لیتے تھے۔ غرض کہ رنجیت سنگھ کو بغیر اوس کے دیکھنے کے کل نہیں پڑتی تھی مہاراجہ موصوف
 اوس کے یکے کے پیچھے پانسو روپیہ یومیہ اس لیے رکھ دیا کرتے تھے کہ میرا سنگھ اوس کو صبح اور شکر بیکسون
 فقیروں محتاجوں کو بانٹ دے لیکن ان میں سے دس روپے روز بھی فقیروں کو نہیں ملتے تھے۔
 راجہ دھیان سنگھ کو ہر وقت رنجیت سنگھ کے حرمِ سرا میں جانیکا احتشار تھا اور اس
 کثرت سے رانیان اوس سے بہت ڈرتے یقین
 میرا سنگھ وہاں ہمیشہ راکھتا تھا اس باعث سے کوئی بات ایسی نہیں ہوتی تھی جو دھیان سنگھ کو معلوم
 اسی طرح ہر صورت کارہ باری وقت وفاتِ رنجیت سنگھ تک رہی
 مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کٹر لڑکے کو بڑا کر اوس کا ہاتھ دھیان سنگھ کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ
 تیرے کی غرض جو کہ میں نے تیرے ساتھ کی ہیں تو میرے بیٹے کا ایک حلال اور وفادار وزیر
 اوس کو بچا ہے میرے خیال کو نہ۔
 تمام پر لکھنا حالِ مذکورہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا خالی از لطف نہ تھا اس لیے
 اس کے طرزِ ریفہ و عادات کا مجھلا واسطے ملاحظہ ناظرین کے

قریب خیمے کے جو کہ واسطے ملاقات کے تیار ہوا تھا گورنر جنرل بہادر اور ہمارا جہ رنجیت سنگھ میں ملاو ہوئی چنانچہ دو حکامان نامور ایک ہی ہاتھی پر سوار ہو کر اوس خیمے میں گئے جبکہ رنجیت سنگھ وہاں پہنچا وہ خود باہر کے خیمے میں ٹھہر گیا اور اپنے سرداروں کو پہلے اندر جانے کا حکم دیا اور پچھلے سے آپ بھی اندر گیا۔ غرض کہ بڑی بے تکلفانہ ملاقات ہوئی اور گورنر جنرل بہادر نے نذرین اور خلعت ملے قدر مراتب ہمارا جہ احمد ولی عہد اور اراکین سلطنت کو دیں۔

بعد ازیں ہمارا جہ رنجیت سنگھ رخصت ہو کر اپنے خیمے میں پہلے آئے دوسرے روز گورنر جنرل رنجیت سنگھ کی ملاقات کو آئے۔ جمع سرداران لاہور نے نذرین گورنر موصوف اور ہمارا جہ کو دین اور رنجیت سنگھ نے کئی گھوڑے مع ساز طوائی و تقری کے مع اور بہت سے تحفات کے ہڈے کئے۔ شام کو چائین مین و عوٹن جین اور وقت ہونے فوادہ فوج طرفین کے رنجیت سنگھ فوادہ فوجی دیکھ کر بہت تعجب ہوا تاریخ ۳۱ - اکتوبر کو رنجیت سنگھ واسطے دیکھنے انگریزی توپخانے کے آیا اور حکمت اور عقلمندی جو کہ انڈازان انگریزی نے اپنے فن میں ظاہر کی دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ اوسی روز شام کے وقت رخصتی ملاقات ہوئی اور اس مین گورنر جنرل نے ایک آہنی بل رنجیت سنگھ کے ہڈے کیا غرض کہ یہ کم فوہر اسٹیل ایسوی کو دو فون سرداروں نے اپنے اپنے ملک کی طرف مراجعت کی اور اہل راجہ سلطنت میں مصروف ہوئے۔

جبکہ سردار انگریزی نے بچند وجوہ بصلاح ہمارا جہ رنجیت سنگھ کے ساتھ اس میں کامل پر حملہ کیا ہمارا جہ موصوف نے اپنی چوہ ہزار فوج زیر حکم جنرل و متورا کے اوسکے ہمراہ کر دی۔ ہم کابل کی ختم بھی ہوئے پائی تھی کہ ۲۰ جون ۱۸۳۷ء کو ہمارا جہ رنجیت سنگھ جو کہ سابق سے بہت پیار تھے رطلت فرماے ملک ہوم ہوئے ۱۸۳۷ - چند سال قبل فات ہمارا جہ رنجیت سنگھ کے راجہ وہ بیان سنگھ نے بوسیدہ اپنی عقلمندی اور چالاک کی کے کاروبار سلطنت میں اتنا دخل پایا تھا کہ گویا اوسکو مالک بالکل سلطنت کا کہنا چاہیے۔ شاہزادے بغیر اوسکی اجازت کے حضور ہمارا جہ رنجیت سنگھ میں نہیں آسکتی تھے۔ چنانچہ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ کھڑک سنگھ اور شیر سنگھ گنڈون تک باہر کھڑے رہے اور بعد رشوت شیخے دریائون اور بادشاہی خدشاگروں کے ہمارا جہ تک پہنچے۔

یہ وزیر اکثر اپنے آقا سے نامدار سے کہتا تھا کہ کھڑک سنگھ بے وقوف اور واسطے کرنے کا رو بہار وقت و دولت رنجیت سنگھ کے وہ بیان سنگھ ظاہر بہت رویا بلکہ دتین و فوادہ کیا کہ کاشل ایخون ہمارا جہ مردم کے اوکے ساتھ تھی ہر بارے لیکن لوگوں کے کپڑے اور نمائش سے باز رہا۔ یہ ارادہ ازراہ کردہ قریب تھا اور نہ ازراہ محبت۔

اس راہ لے جانے سے یہ تھا کہ کسی طرح دریا سے مذکور سے واقع ہو جاویں اور جہاز رانی کریں چنانچہ ہنگام تمام
حاکمان سندھ نے راہ دہنیے کا اقرار کیا۔ چنانچہ لغتہ برنس سفیر شاہ انگلستان مع قلم مرشد شاہ موصوف
کے نامہ جولائی ۱۸۴۰ء کو بدقت تمام لاہور میں داخل ہوا رنجیت سنگھ ان تجویز کے دیکھنے سے بہت خوش ہوا
اور لغتہ موصوف کی کمال خاطر داری کی۔

لغتہ عروج بیان سے واسطے ملاقات گورنر جنرل ہندوستان کے شیلے کو لگئے اور بالکل حال اپنے سفر
کا گورنر موصوف کے سلسلے بیان کیا۔

لارڈ ولیم بنٹاک گورنر جنرل ہندوستان کے دل میں یہ آیا کہ کدیارت سے رنجیت سنگھ سے ملاقات کرنا چاہیے
چنانچہ اونہوں نے کپتان وید صاحب کو جناب کہ رنجیت سنگھ سے کہہ دیا کہ وہ لاہور آئے اور اب تک لاہور ہی
میں تھے یہ لکھا کہ تم ارکان سائنٹ لاہور سے کہو کہ وہ واسطے ہماری ملاقات کے مہاراجہ لاہور سے کہیں
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مہاراجہ موصوف نے دیوان موتی رام اور سردار ہری سنگھ اور فقیر غریب الہین کو مع تحفہ
کے بدرخواست ملاقات کے پاس گورنر جنرل کے مقام شیلے کو روانہ کیا اور یہ قرار پایا کہ دیہات رومپڑ میں
جو کہ قریب دریاے ستلج کے واقع ہیں دونوں سرداروں سے ملاقات ہو

گورنر جنرل اونیسویں اکتوبر ۱۸۴۰ء کو شیلے سے روانہ ہوئے اور ۲۲۔ کو رومپڑ میں داخل ہوئے۔
رنجیت سنگھ بھی چھپیون تیار کر کے اپنے خیمہ میں چلا آئے اور دریاے ستلج کے ایتادہ تمام دس ہزار سوار اور
چھ ہزار پیادوں کے داخل ہوا۔

جبکہ یہ خبر گورنر جنرل کو پہنچی اونہوں نے فوراً اپنے وکیل اور اپنے خاص سکرٹری کو واسطے کہنے سلام کے
پس مہاراجہ لاہور کے بھیجا۔

بعد ازیں کتور کٹرک سنگھ مع اور چھ سرداروں نامور کے رنجیت سنگھ کا سلام کہنے کو لارڈ صاحب کے پاس
گئے اور یہ قرار پایا کہ تاریخ چھپیون کو علی الصبح مہاراجہ رنجیت سنگھ گورنر جنرل کی ملاقات کو آویں۔
جبکہ وقت ملاقات کا قریب پونہیا رنجیت سنگھ کو شبہ ہوا کہ کہیں انگریزوں نے کچھ فریب نہ کیا ہو اس لیے
اوسے ہوشیار لارڈ کو بلا کر کہا کہ تم جا کر کہو کہ اکیلے ملاقات نہیں ہوسکتی لیکن جبکہ اوسے مہاراجہ موصوف کو
بھیجا اور کہا کہ جوابات آپ کے دل میں سمائی ہو وہ غلامی و عجب وہ خاموش ہوئے اور اپنے ارادے کو بدستور قائم رکھا
اپنے روانہ ہونے سے پیشتر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے تین ہزار گھڑ چھڑے سوار جو کہ بہت عمدہ پوشاک پہنے
ہوئے تھے روانہ کئے اور پھر ان کے پیچھے سو سوار زیر حکم ہوشیار لارڈ کے بھیجا اور پھر سرداروں کو نامہ پیون پر
مٹھا کر روانہ کیا اور سب سے پیچھے آپ دریا کو پھر کر کے واسطے ملاقات کے پہنچا۔

مقابلہ سید احمد کے روانہ ہوا۔ لڑائی کے شروع ہونے میں اوس کے ایک زخم کاری لگا اور اس سبب سے اوسکی فوج میں کمال بے انتظامی ہوئی اور یقین تھا کہ پشاور سید احمد کے قبضے میں آجاتا لیکن اوسوقت اتفاقاً موشوہ خوار نے مع ایک کچھتی سپاہیوں کے جو واسطے لینے عمدہ ایک گھوڑی بیلی کے جسکے نیچے اقرار رجبت سنگھ سے یار محمد نے کیا تھا پشاور میں آیا تھا پشاور کو حیدر و عثمان سے محفوظ رکھا اور عرضی اطلاع خدمت میں مہاراجہ لاہور کے ارسال کی چنانچہ مہاراجہ موصوف نے یہ لکھا کہ تم فوراً کھڑا لیکر چلے آؤ اور سلطان بھائی یار محمد کو پشاور کا قبضہ دے دو چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا۔

موشوہ خوار کے بھائی سید احمد پشاور پر پھر حملہ آور ہوا اور باوجودیکہ سے صوبہ دار نے اوسکا مقابلہ کیا لیکن کچھ کارگر نہوا اور سبھ کو ہر سید مستظور قابض ہو گیا۔

رجبت سنگھ نے یہ خبر سنا شروع شدہ ایس میں پشاور کی طرف فوج کشی کی۔ یہ دیکھ کر مسلمان بھاگ گئے اور شہر کو ہر بلا کشت و خون کے اوس کے قبضے میں آیا۔ چنانچہ وہ سلطان خان کو گدھی صوبہ داری پر بھاگ اپنی۔

دارالسلطنت کی طرف واپس چلا آیا۔ سید احمد نے یہ بات سننے ہی پھر پشاور پر قبضہ کر لیا اور سلطان خان کو ہر سید اوسے میں بہر از سبب مامور ہی کے بدستور پشاور پر قابض نہ کھا اور خود مولویوں اور ایک قاضی کو واسطے انتظام

کے اپنی طرف سے مقرر کیا لیکن پشاور میں ایک بدو اہل اور زمین پر سب آدمی مارے گئے جو نکلا اس وقت سید احمد نے چند روزات خلاف مرضی سپاہیوں کے جاری کین تحقیق اس باعث سے انہوں نے ہمارا بعض ہر ہر

اوسکو اپنے ملک سے نکال دیا اور وہ لاچار ہو کر کٹارہ دریا سے اٹک سکے پس سپاہیوں کچھلی باندھ پشاور میں آئے

مے جبکہ رجبت سنگھ نے یہ خبر سنی فوراً ایک فوج تیار کر حکم شیر سنگھ کے واسطے مقابلہ سید احمد کے روانہ کی چنانچہ شروع شدہ ایس میں دو دن فوج ایک دو دوسرے کے مقابل ہوئی اور ایک سخت لڑائی واقع ہوئی اور انجام اوسکا

یہ ہوا کہ سید صاحب کو شکست نصیب ہوئی اور وہ خود میدان جنگ میں مارے گئے۔ اسکا سر کاٹ کر لاہور میں لایا

شافقت کے نہیں گیا۔ بعد اسوقت کے رجبت سنگھ کو واسطے فتح کرنے پشاور کے پھر کبھی فوج کشی کرنی نہ پڑی اور وہ شہر اوس کے دم واپس تک اوس کے قبضے میں رہا۔

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ رجبت سنگھ نے ایک خیمہ شمالی واسطے شاہ انگلستان کے لارڈ امہرٹ گورنر جنرل ہندوستان کو بھیجا تھا چنانچہ گورنر موصوف نے اسے امن و امان کے ساتھ لایا اور اس کے ساتھ ساتھ پیش کیا

چنانچہ اوس کے عرض میں شاہ موصوف نے خیر گورنر اور ایک گھوڑا واسطے مہاراجہ لاہور کے بھیجا۔ جب یہ چیزیں خیریت تمام میں پہنچی وہاں سے حکم ہوا کہ یہ برادور یاے اٹک کے پنجاب کو بھیجا جائے اور طلب

۱۲۲ء میں سید صاحب اول لکھتے کو اور پھر زبان سے کہتے کہ اس کو تشریف لے گئے تھے۔
جیکہ وہ ہندوستان میں واپس آئے اور بخون نے ظاہر کیا کہ اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہیے اور برعکس
سکھ کافروں کے جہاد کرنا چاہیے۔

بہت سے آدمیوں نے اس کے ارادے کی کامیابی کے لیے اس کا ساتھ کیا اور روپیہ دیا اور اتنی طرح
سے اس نے اپنے متین مسلح کر کے پشاور کی طرف کوچ کیا اور ایک جگہ انگریزی پہاڑوں پر استقامت کیا
رجحیت سنگھ نے ہاتھ اس فوج کے ایک فوجی ہار دیا اسے ایک کے واسطے مقابلہ سید احمد
کے روانہ کی چنانچہ فوج مسلمانوں نے یکبارگی سکھوں پر حملہ کیا لیکن چونکہ وہ تو اعدا و ان اور کارآمد
نہ تھی اس باعث سے سکھوں نے ان کو آسانی سے مار کر مٹا دیا۔

موسم گرما ۱۲۲۷ء میں رجحیت سنگھ نے ایک عمدہ خیمہ شمال کا اور بہت سے تھن و تھانہت پاس لارڈ
مہارٹ گورنر جنرل ہندوستان کے جو کہ اس وقت میں شملہ میں تشریف لے گئے تھے بیجا۔ لارڈ مہارٹ
اس بات سے بہت خوش ہوئے اور عرض میں انہوں نے یہی اسی قدر ایشیا سے قیمتی رجحیت سنگھ کو بھیجیں
واضح ہو کہ ۱۲۲۷ء میں بدلت فوج کو نے پہاڑی ملکوں کے رجحیت سنگھ نے تھانہ جوں کا گلاب سنگھ
اور سوچیت سنگھ کو دیدیا تھا چنانچہ اس وقت یعنی ۱۲۲۷ء تک راجہ دھیمان سنگھ بجائی حاکمان جموں کا مہاراجہ
لاہور کے میان واروغہ دیو پور میں تھا اور راجہ موصوف اس کے لڑکے پیر سنگھ کو بہت چاہتا تھا اس باعث سے
اس کے باب کو امورات سلطنت میں کمال داخل تھا میان تک کہ جو چاہتا تھا سو کرتا تھا رجحیت سنگھ دن رات اس
فکر میں تھا کہ پیر سنگھ کی شادی جس کو اسے خطاب راجائی کا دیا تھا کسی عالی خاندان کی لڑکی سے ہو چنانچہ
حسب اتفاق زودہ چند لڑکا سنہار چند راجہ کا لکڑہ کا مع تمام اپنے خاندان کے نو بہال سنگھ الوہ واسے کے بیٹے کی
شادی میں لاہور میں آیا تھا۔ رجحیت سنگھ نے بموجب کہنے راجہ دھیمان سنگھ کے اس کو بلو کر اوشٹ کرالی کہ وہ
اپنی دونوں بہنوں کی شادی حسب مرضی مہاراجہ لاہور کے کرے لیکن جبکہ والدہ راجہ کا لکڑہ نے یہ بات سنی
وہ مع اپنی دونوں لڑکیوں کے ان پہاڑوں کو جو کہ حفاظت سرکار انگریزی میں تھی بھاگ گئی اور بعد چند
کے راجہ ان زودہ سنگھ بھی بھاگ گیا اور اس کے بالکل علاقہ پر رجحیت سنگھ قابض و مستقر ہو گیا۔ اور اس کے بجائی
فتح چند کو وہاں سے نکال دیا۔

۱۲۲۷ء میں سید احمد نے پھر ایک جمیع مسلمانوں کی جمع کی اور چونکہ بار محمد نے رجحیت سنگھ کی تابعداری اختیار
کی تھی اس باعث سے اس نے اول پشاور پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر دستار اس خبر کے بار محمد واسطے

جبکہ خبر نکست پھانوں کی عظیم خان کو پہنچی وہ جلال آباد کو چلا گیا اور اس طرح رنجیت سنگھ شہر دہلی
ماریج کو شہر شاپور میں داخل ہوا۔

ماہ اپریل میں یار محمد نے معذور رنجیت سنگھ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اگر مجھ کو شہر دہلی اور عنایت ہو تو میں خزان
میسرہ ہمیشہ لاہور کو بھیجا کروں گا۔ اور کبھی ایک گھوڑے بھی رنجیت سنگھ کو بطور نذر کے دیے۔
رنجیت سنگھ ان شہزادوں کو قبول کرنے کے لاہور کو چلا آیا۔

ماہ مئی میں عظیم خان نے وفات پائی اور ایک بڑا خداداد رطل ملک افغانستان میں واقع ہوا لیکن باوجود
اس کے ہرات شہر محمود اور اس کے بیٹے کا مہران ہی کے قبضے میں رہی۔

پہری سنگھ نامہ والہ کو رنجیت سنگھ نے واسطے مطیع اور فرمان بردار رکھنے باشندگان گندڑہ کے نوک
بہادر میں واقع ہرستین کیا تھا لیکن چونکہ اس نے ایک سید کی لڑکی کو جو کہ نہایت حسین تھی گھیر من۔
والا لیا تھا اس لیے وہاں کے اہل اسلام برسرِ فساد ہوئے اور اسکو سیاہان تک تنگ کیا کہ اس نے
لاچار ہو کر رنجیت سنگھ سے مدد طلب کی لیکن چونکہ سبب شراب پیونے موسم کے مدد نہیں پہنچ سکی
وہ لاچار ہو کر مقام ناکور کو چو کر بھاگ گیا۔

رنجیت سنگھ نے جبکہ اپنے انتظامی دیکھی خود مع نوجو جہاز کے واسطے قبضہ منصفہ ون کے روانہ ہوا
لیکن قبل اس کے پہنچنے کے وہاں کے باشندے اپنے اپنے گانوں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ ہمارا جہز
کانون کو لوٹا اور کہتین کو جو تیار نہیں ہوئے تھے گھوڑوں کو کھلایا اور یار محمد کو شہر دہلی سے بلا کر عبد
کیشہ نذرون کے جن پر کہ پٹا اور دی گئی تھی اور نو مضمون طے کیا۔

یہی مادیں اس نے اپنی دارالسلطنت کو کوچ کیا لیکن اس کے دل میں اتنا افسوس رہا کہ باوجود کرنے اتنی
طیاریوں اور خرچ ہونے نہ کثیر کے وہ مسلمان گندڑہ سے غرض نہ لے سکا۔

شہر دہلی میں صادق محمد خان نواب بہاول پور کا فوت ہوا اور اسکا لڑکا بہاول خان مسند ریاست
بیٹھا۔ جو کہ اب تک موجود ہے۔ اس نے اقرار نامہ جو امین اس کے باپ اور رنجیت سنگھ کے ہوسے تھے
میں دامت کے ساتھ اس کے شہر دہلی میں سید احمد نے ہر ادا وہ جہاز کے ایک ہجر محمدی پونڈا سپارڈن پر
کھڑا کیا۔ یہ شخص پہلے امیر خان کے بیان سواروں میں نوکر تھا لیکن جبکہ وہاں سے موقوف ہو گیا اس نے
اپنے تین بہت متقی اور بہرہیزگار بنایا اور دہلی میں اگر یہ مشہور کیا کہ مجھ کو دہلی نازل ہوئی ہے۔

چند مولویوں سے جو کہ وہاں عالم و فاضل مشہور تھے اس نے کہا کہ اہل اسلام کو مغربہ بنایا چاہیے اور نہ
۱۰۰۰ کر سن کرنا واجب ہو کہ وہ دونوں علامت کو نہ ہو۔

جاگیر میں دیوہ سے لیکن جبکہ اس سے اس سے انکار کیا اور اس سے لہذا کنور کو قید کر لیا اور واسطے فیض علی اور
 مال اسباب کے فوج اٹل گروہ کو بھیجی۔ سدا کنور کی لونڈی نے اس کا سخت مقابلہ کیا بیان تک کہ گولی
 تک قلعہ پر رنجیت سنگھ کا داخل ہونے دیا الا آخرش کو حصار اچھا لہو اور اس پر قابض ہو گئے۔
 اس کے بعد عین کنور کو کٹر سنگھ کے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام کنور نوشہا سنگھ رکھا۔
 رنجیت سنگھ نے اس وقت میں کشتی دار اور مال کوٹ کو اپنے قبضے میں کر لیا۔
 رنجیت سنگھ نے پھر موتی نام کو صوبہ داری کشمیر پر مقرر کر کے بھیج دیا کیونکہ ہری سنگھ سے باشندے وہاں کے
 بسبب اس کی بد عزتی کے بہت دق تھے۔
 بعد دوسرے کے رنجیت سنگھ نے حسب دستور اپنی فوج جمع کر کے طرف حافظ احمد سدا دار بنکر لیا اور منگرا
 کو جس کا حال ہم اوپر لکھ چکے ہیں کو چ کیا حافظہ مذکور تھے و تحائف و بار لاہور کو ہمیشہ بھیجتا تھا لیکن ایک
 مہاراجہ موصوف نے یہ ارادہ کیا کہ بالکل اس کے ملک پر قابض ہو جائے چنانچہ یمن ارادہ وہ رام سنگھ
 پند داو خان ہوتا ہوا پنجون نمبر کو مقابل دیرہ اسماعیل خان کے پونجا۔ اور ایک فوج قریب آٹھ
 ہزار آدمیوں کے زیر حکم مانگ اس کے واسطے قبضہ کر لینے مقام مذکور کے رہبان کی چنانچہ وہ تو مگر
 فوج کو قبضہ سکھوں میں آیا بعد ازیں سکھ بھگتیاہ کا گروہ موح گروہ بربدون مقابلے کے قابض ہو گئے
 چونکہ قلعہ منگرا جنگل میں واقع تھا اور بہ نسبت مقامات مذکورہ کے بہت مضبوط تھا اس باعث
 وہ وہاں ایک سکھوں کے قبضے میں نہ آیا۔ اس کے گرد نواح کی زمین کنگری تھی اور اس باعث سے
 کہ اس کا محاصرہ کرتی تھی اس کو پانی کی طرف سے بہت تکلیف ہوتی تھی
 سنگھ نے باوجود ان سب باتوں کے ایک فوج واسطے تیجہ اس قلعے کے روانہ کی اور ایک گروہ
 کو واسطے کنوہنے کو دے کے بھیجا اور اس وقت میں ایک حصہ فوج کو موح گروہ کی طرف
 دونوں اور میلوں پر پانی لا کر لاوین۔

لیکن حافظ احمد نے اپنے تین قابل مقابلے کے نہ سمجھا اور اسے رنجیت سنگھ کو لکھ بھیجا
 لی کہ وہ ان کا شہرہ طے کر کے جو کون ہر ایون اور اسباب کے قلعے سے نکل جانے کی اجازت
 واسطے میری پرورش کے اور دیرہ اسماعیل خان واسطے میری ریاست کے حقوق ہو جاو
 نے ان شہر اٹھ کو قبول کر لیا اور بلکہ ایک خلعت فاخرہ واسطے دے دیا
 کے بھیجا۔

ہرام کھاروانہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعد کچھ ایک لڑاچوں کے فوج رنجیت سنگھ کو لبیب کثرت برف
اوسکی رسد کے کمال تکلیف پہنچی اس باعث سے فوج سکھوں کی واپس چلی آئی۔ اس لڑائی میں
رنجیت سنگھ کے بہت سے نامور آدمی کام آئے۔

قبل حملہ آوری کے دیوان محکم چند سے رنجیت سنگھ کو ان سب تکلیفوں سے جو کہ اوسکو پیش آئیں وہ
کرویا تھا اور کہا تھا کہ موسم برسات میں حملہ کرنا ہرگز مناسب نہیں ہو اور وہاں سبب بیماری کے اس
مہم تین شریک نہیں تھا چنانچہ بیماری نے روز بروز غلبہ کیا بیان تک کہ آخر کو یہ مرو تیک نام و نہاد
و عالی ہمت اور خوش طینت اور خیر خواہ اس جہان فانی سے روانہ ہوا اور دماغ مسرت کا اپنے چہرہ
اور خصوصاً اپنے آقا کے دل پر چھوڑ گیا۔

اس وقت میں حاکمان بہار اور راجپوتی زیر حکم بھائی سلطان خان کے مخبر تھے گو لیکن آخر میں کو انکو پونچھ
بعد ازین رنجیت سنگھ نے اور دو ایک چھوٹے چھوٹے سرداروں کو جنوں نے کہ اوسکا ہتھیار لیا
تھا یا اوسکا کتا مٹا یا سرکشی اختیار کی تھی ان پر کیا شائع میں اپنی فوج کو زیر حکم رام دیال اور
دل سنگھ کے واسطے تحصیل خراج کی طرف ملتان اور بہاول پور کے روانہ کیا۔ وہاں سے اوسنے
ایک گروہ سکھوں کا دریائے اتک کی طرف روانہ کیا اور یہ میر جہد ملک سندھ تک پہنچا
ماظظ احمد خان سردار میرزا اور لیہاہ سے خراج طلب کیا اوسکے انکار کرتے ہی سکھ سردار اوسکے
دو ایک قلعوں پر قابض ہو گیا اور بعد ازیں زر خراج کے لئے کو خالی کر دیا۔

بعد ازین احمد خان والی جھنگ سے خراج طلب کیا اور جبکہ اوسنے ادا سے زر سے انکار کیا سکھوں
اوسکو پتہ کر کے لاہور کو بھیج دیا اور بالکل اوسکے ملک پر قابض و مستغرق ہو گئے
رنجیت سنگھ ماہ می شائع کی اپنی دارالریاست میں داخل ہوا اور انتظام امورات خانگی میں مصروف
ہوا۔ ماہ اکتوبر میں اوسنے اپنی فوج کو پھر متحرک کیا اور بہار و ن میں جا کر راجہ سندھار چند سے
سالانہ خراج لیتا ہوا اور پھر وہاں سے ولایت پری سنگھ اور دیوان سنگھ کو جو کہ بھائی جودہ سنگھ
سردار شمل رام گہ پیا کے تھے ہتھ لکڑتا ہوا امرت سر کو چلا آیا۔

ماہ جنوری شائع میں افواج سکھہ زیر حکم کنور کمر سنگھ کے ملتان کی طرف متحرک ہوئی اور وہاں
دیوانکے مظفر خان عمود دار ملتان سے زر خراج طلب کیا۔ اوسکے توقف پر اوہوں نے فرو قلعہ مظفر گڑھ
اور کٹا گڑھ اپنے قبضے میں کر لیے اور ماہ فروری میں بعد محاصرہ سخت تین مہینے کے شہر ملتان بھی جیت لیا
اول سکھ قلعے پر گولہ اندازی کرتے رہے اور اس باعث سے دیوارین اکثر جگہ سے شکست اور منہدم ہوئیں

فوج اسمان بیکار رہے اور اسے اپنی کچھ فوج واسطے قبضہ کرنے اور راستے کے جو کہ ہزاروں مین مقام
 راہری کے پاس پہنچتی اور یہ بھی کہنا کہ وہاں ایک مکان محفوظ واسطے رکھنے غلہ اور سیلاب غموری کے تجویز
 کیا جاوے اور اب چھیسویں و ستر کو دستاں سے لاہور کو چلا آیا۔ یہاں آکر اس نے ایک کام خلائ کو پیش
 اور ریاست کے کیا اور یہ کہ وہ اس نے دیانی لوگوں کے سنا کہ شاہ شجاع کے پاس بہت سے جواہرات پیش
 قیمت ہیں اس لیے اس نے کچھ عورتوں کو شاہ موصوف کے مکان کے اندر بھیجا اور ان سے کہنا کہ جو کچھ چیز
 بیش قیمت سمجھیں اسے باہر لے آؤ چنانچہ اوہیں نے ایسا ہی کیا اور بخت سنگھ نے بہت سی بے بہا چیزیں
 مثل تلوار و پستول و قالین وغیرہ کے جو کہ اس کے پسند آئیں لے لیں۔ سو اس کے اس نے یہ حکم دیا کہ
 کہ شاہ کو باغ شاہ نار سے جان کہ وہ اب تک مقیم تھا اور کئی مکان شہر میں اس کے رہنے کے لیے تجویز
 کیا جاوے۔ جب شجاع الملک نے یہ سختیاں دیکھیں اور اس نے اپنی بیگم کو دیاس ہندو عورتوں کے
 لباس و زینت بالک رام صراف کے پوشیدہ لہہ دیا کہ وہ اپنے کور داندہ کیا۔ جب بخت سنگھ نے یہ خبر سنی وہ بہت غصہ
 ہوا بلکہ شہر میں سنائی کہ ادی کہ کوئی عورت شہر سے باہر جانے پاوے لیکن یہ سب اس کی تدبیر میں تھا
 عقید کیونکہ جو ہونا تھا پہلے ہی ہو چکا تھا۔ ماہ اپریل ۱۷۷۱ء میں شاہ شجاع بھی بھیس بدل کر قید سے
 بھاگ گیا۔ باوجودیکہ بخت سنگھ نے اس کی بہت سی تلاش کی لیکن کچھ نہ لگا۔

شاہ نے کشتیاں تین جا کر بہ بدو وہاں کے راجہ کے قریب تین ہزار آدمیوں کے جمع کیے اور اس امر کا
 ارادہ کیا کہ کشمیر پر حملہ اور ہوا اور اس کو فتح کرے لیکن بسبب کثرت برون کے وہ اس ارادے سے کھینچ
 منوا اور لاچار ہو کر شاہ عیسوی میں لدھیانے میں آیا اور سرکار انگریزی نے واسطے اس کی پرورش
 کے پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کر دیا۔

بعد چند روز کے اس کا بھائی شاہ زمان بھی جو کہ اندھا ہو گیا تھا عماری سہ کار انگریزی میں آیا
 چنانچہ اس کا بھی چوبیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر ہو گیا۔

واقع ہو کہ بہنے خاندان شاہ شجاع کا حال ۱۷۷۱ء عیسوی تک بیان کیا اور اس باعث سے وہ حالات
 ہو کہ پنجاب میں ۱۷۷۱ء سے واقع ہوئی قلم انداز کیے گئے چنانچہ اب ان کا بیان فیل میں درج ہوتا ہے۔
 رنجیت سنگھ ماہ اپریل ۱۷۷۱ء میں بعد از شنان امرت سر کے کانگڑہ کو پہنچا اور واسطے حملہ آوری
 لشکر کے روانہ ہوا اور ان چھوٹے چھوٹے پناہی سرگردان کو جو کہ اس باب میں اس کے مائل ہوئے تھے
 ان کو یہ تجویز دی کہ دو طرف سے صوبہ مذکور پر حملہ کیا جاوے۔ اول فوج زیر حکم خاص رنجیت سنگھ کے
 وچر کے راستے سے اور دوم ایک تھوڑا حصہ فوج کا زیر حکم رام دیال پوتے دیوان حکم چند کے براہ

کے نزدیک انگ کے چھوڑا گیا۔

جبکہ ماہ مارچ ۱۸۵۷ء میں رنجیت سنگھ نے یہ خبر فرحت اثر سے لی کہ قلعہ انگ میری فوج کے قبضہ میں آگیا اور اسے فوراً کچھ مرد فوج اور سامان ضروری اور ہر گوروانہ کیا۔

وزیر فتح خان اس بات کے سننے سے نہایت متروہ ہوا اور بدون دینے کے لیے اس کے دیوانے کے حکم چاند کو سپرد ہوا انگ کو چلا آیا۔

دیوانہ موصوف مع شجاع الملک کے جو کہ سابق میں قید والی کشمیر سے آگے بہ ارادہ ملنے مرد کے اس کے پاس آیا تھا لاہور کو چلا آیا۔

رنجیت سنگھ نے اس سے وہ جواہر بے بہا جو کہ بنام کوہ نور کے مشہور ہیں طلب کیا اور غرض میں اس کو ایک قلعہ اور کچھ جاگیر دینے کا اقرار کیا لیکن اس نے بالکل انکار کیا اور کہا کہ وہ ہیرا میرے پاس نہیں ہے۔

جبکہ رنجیت سنگھ نے اس کے مکان پر پہرہ بٹھلا دیا اور اس کے خاندان کو سب طرح سے تکلیف دینے لگا یہاں تک کہ دوروز تک آب و دانہ بھی نہ دیاتے اور اسے لاچار ہو کر پھر رنجیت کے دروازے پر آگیا۔

انگ میں پہنچتے ہی فتح خان نے قلعے کا محاصرہ کیا اور اندر رفت و آمد کی بالکل موقوف کر دی اس لیے رنجیت سنگھ نے دیوانہ حکم چاند کو اس طرف کوروا دیا اور اس سے کوئی ایک جیسا جانا پوچھا کہ یہ کیا ہے۔

دیوانہ موصوف مقام برہان میں جا کر خیمہ زن ہوا اور سوچتا تھا کہ کیا کرے گا اور اس کے پاس احکام رنجیت سنگھ کے واسطے امداد محصورین کے ہونے لگے۔

دیوانہ موصوف نے بارہویں جولائی ۱۸۵۷ء کو اس طرف کوچ کیا اور دوسرے روز فرحت سے منہج کے دریا سے سندھ پر جو کہ انگ سے بغاوت پانچ کوس کے ہی پونچھا۔ آخر میں کو ایک لڑائی سخت واقع ہوئی اور دو پہر تک قائم رہی اور میں بہت خونخوار فوجوں کی کام آئی اور بہت سی بھجور ہوئی۔

جو کہ تمارت آفتاب کی بہت تھی اور تو میں جل رہی تھیں اور بسبب ہوا کے خاک اور دھواں اٹھانے لگے۔

انکھوں میں جاتا تھا اس باعث سے وزیر فتح خان نے باقی فوج کا لڑنا مناسب نہ جانا اور بلکہ چوڑائی تھی اس کو بھی اڑنے سے باز رکھا اور خود پٹا ور کو چلا گیا۔

آخر رسات ۱۸۵۷ء میں رنجیت سنگھ نے ایک لشکر جبارہ واسطے فتح کرنے کشمیر کے طیار کیا اور سب جاگیرداروں سے فوج طلب کی اور کیا رہویں نو مہ کو دریا سے جھیل سے بھجور کر کے شہر تھاس میں پونچھا۔

بھجور سننے اس بات کے فتح خان پشاور سے کوچ کر کے دریا کے انگ کے مغرب کی طرف آیا۔ رنجیت سنگھ نے اس وقت یہ سنا کہ پیر نعل سپاروں میں کفر سے برف پڑی ہو اور یوں خیال کہ اس کی

جیت سنگہ بے خوف و خطر ہو گیا اور اپنی دارالاربابیت کو لوٹ آیا چنانچہ اس نے ایک عمدہ انگریزی گاڑی جو کہ لاڈ
 سندھو گورنر خیرل منہوستان نے بطور تحفہ کے بھیجی تھی دیکھی اور واسطے اس کے شکر کے اس نے ایک اپنا لچلی
 کلاکتے کو روانہ کیا واضح ہو کہ بارہ شلین جوا دل خباب میں خچین اون میں سے پہلیا اور تنگ شلین زرہ
 سرکار انگیزی کے ہو گئیں اور اس شلنے تک سواے فیصل پور یا مثل کے اور سب مشلون کو بخت سنگہ
 نے زیر کر کے اون کے ملک کو اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اور وہ کوئی بہانہ واسطے شامل کرنے اس شل کے
 بھی ڈھونڈتا تھا چنانچہ اس نے آخر ش کو اس طرح میں کسی پہلے سے اس شل کو تباہ کیا اور اس کے سردار

جودہ سنگہ نے بالکل ملک چھین لیا۔
 ۱۲۸۵ء کے شروع میں شہر لاہور میں کنگ سنگہ کی شادی بڑی وحوم و ہمام سے چیل غنیاء والہ کے
 بیٹی سے ہوئی اور کرنل اکثر لونی مع راجہ باجوہ تاجہ کھیل اور چند سب طلب مبارجہ بخت سنگہ کے شریک شادی کے ہو
 بعد ازین فوج سکھوں کی واسطے محصل ملک و فتح کرنے پہاڑی اضلاع کے مصروف ہوئی
 بعد اختتام برسات کے رنجیت سنگہ نے ایک فوج کثیر جمع کی اور نبات خود واسطے فتح کرنے اضلاع بہرہ

اور راجہ ورنیا وغیرہ کے جو کہ پر غل سپاروں میں واقع زمین روانہ ہوا۔
 اگرچہ وہاں کے حاکموں نے جو کہ ہم گذشتہ میں بہت تنگ ہوئے تھے مقابلہ کیا لیکن کچھ کارگر نہوا
 واضح ہو کہ سابق اس سے جہاں داد خان اور عطا محمد حاکمان ایک اور کشمیر نے شاہ شجاع والی کابل
 سابق کو واسطے حاصل کرنے اس کے ملک کے مدد دی تھی اس باعث سے وزیر فتح خان بارہوہ سزاوی
 حاکمان مذکورہ کے رہائے سندہ پر اگر خمیہ زن ہوا۔ بعد ازین فوج افغانہ طرف کشمیر کے متوجہ ہوئی اور
 چونکہ اس وقت میں فوج ہمارا راجہ رنجیت سنگہ بھی تمام بہرہ وغیرہ میں مقیم تھی اس لیے ہمارا راجہ موصوف
 نے واسطے دریافت حال کے وزیر فتح خان کو واسطے ملاقات کے جھیل پر بلوایا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور
 کویت بار پایا کہ سکھوں اور پٹیانوں کی فوجیں بہ اتفاق کشمیر پر حملہ آور ہوں اور عوض میں اس کے رنجیت سنگہ کو
 کشمیر کی لوٹ میں سے نو لاکھ روپیہ دیا جاوے چنانچہ رنجیت سنگہ نے ایک فوج بارہ ہزار آدمیوں کی زیر
 دیوان حکم جیائے فتح خان کے ہمراہ کر دی لیکن بہ سبب کثرت برن کے جسکی کہ وہ حاوی تھی مقام

بہن نہ پہونچ سکے اور کشمیر کو صرف فوج افغانہ ہی فتح کیا۔
 جبکہ خبر فتح ہوئی کشمیر کی جہاں داد خان ناظم ملک کو پہونچی وہ بہت ہراسان ہوا اور رنجیت سنگہ کو خمیہ کھج
 کہ جس وقت وزیر فتح خان زیر ملک پر حملہ آور ہوگا اور میں اپنے تئیں اس کے مقابلے کے ناقابل سمجھ
 فوجیں تادم تیرے خواستے کر دو گنا چنانچہ رنجیت سنگہ بروقت راجیت کے تہلہ روانہ شدی ایک اپن زیر حکم دیا

شمال کی طرف واقع ہیں اور ہمارا جہ صاحب کے مطلع میں کچھ سر و کار نہیں ہوگا
بعد ازیں ایک عہد نامہ درمیان سرکار انگریزی اور سکھ سرداروں کے مابین طے کیا گیا اور گنتیل کے ۱۸۰۹ء
میں تحریر ہوا اور اس سبب جمع سرداروں نے حمایت انگریزی میں رہنے کا اقرار کیا۔

ماہی شکار میں فوج سکھوں کی طرف قلعہ کانگرہ کے مصروف ہوئی کیونکہ اس وقت میں امر سنگھ گورکھپتے نے اس کا محاصرہ
کیا تھا اور وہاں کے راجہ نے لاچار ہو کر رنجیت سنگھ سے استعانت کی تھی جب فوج رنجیت سنگھ کے قلعہ
قلعے کے پونچھی سنسار چند راجہ کانگرہ نے اس کو اندر نہ آنے دیا اس سبب سے ہمارا جہ موصوف نے
دروازہ قلعہ پر حملہ کیا اور کہا کہ دروازہ کو لوہہ و چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ قلعہ ۲۴ اگست ۱۸۰۹ء میں والی
لاہور کے قبضے میں آیا۔ یہ وہ واقعات ہیں جو امر سنگھ چکا اپنے ملک کو لوٹ گیا۔

بعد ازیں رنجیت سنگھ نے اپنی فوج کو قلعہ انگریزی سکھانا شروع کیا اور اسی طرح کا تپ خانہ بھی
آرستہ کیا شروع سال ۱۸۱۰ء میں رنجیت سنگھ نے یہ سنا کہ شاہ شجاع الملک والی کابل کو اس کے
بھائی محمد شاہ نے بوسیلہ وزیر فتح خان کے تخت سلطنت سے اوتار دیا اور وہ میر سے ملک میں آتا ہے
چنانچہ شیری جنوری کو ہمارا جہ موصوف اور والی کابل میں ملاقات ہوئی اور رنجیت سنگھ نے اسے پیش کیا
بعد ازیں شجاع الملک مارہویں تاریخ اوی میں نے کو واسطے ملاقات اپنے بھائی شاہ زمان کے راولپنڈی
کو چلا گیا رنجیت سنگھ نے اب مظفر خان صوبہ دار ملتان سے تین لاکھ روپے مانگے اور چونکہ اس نے اسے نہ
انکار کیا وہ مع جمعیت سکھوں کے ملتان پر حملہ آور ہوا اور راجہ بونے اور تپاہ کرنے کو نواح کے گانوں و
قصبوں کے اوسے خاص قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مظفر خان نے ایک سخت مقابلہ کیا اور قلعہ پر کوہر گز خالی
رنجیت سنگھ لاچار ہو کر ایک لاکھ اسی ہزار پر معاملہ کر کے لوٹ آیا اس لیے کہ اس کے بہتے آبی ضائع ہو
بعد ازیں اس نے اور چھوٹے چھوٹے سکھ سرداروں کی ملکین چھین لین اور وہ جو کہ اس سے
مقابلہ پیش آئے ان کو قید کر کے لاہور کو روانہ کیا

جبکہ رنجیت سنگھ کو نواح پسند و ادو خان میں مسلمانوں سے قلیحات لینے میں مصروف تھا اس نے
چوبیسویں فروری ۱۸۱۰ء کو یہ خبر سنی کہ شاہ محمد نے بارہ ہزار پٹھانوں سے دریائے اندلس کو عبور کیا
اور اوسکی دہشت سے باشندگان اوس کو نواح کے بھاگے جاتے ہیں رنجیت سنگھ نے ہستیا اس خبر کے
راولپنڈی پر مورچہ بندی کر دی اور حکیم عزیز الدین کو واسطے استفسار حال کے شاہ محمد کے پاس بھیجا۔
چنانچہ اس کو دریافت ہوا کہ شاہ موصوف واسطے سزا دی عطا محمد پسر شیر محمد وزیر سابق اور ناٹان انگ اور
شیر کے جھینڈے نے کہ ساتھی ہیں شاہ شجاع کو مدد دی تھی تشریف لائے ہیں بعد دریافت اس حال کے

آخرش کو کچھ فوج زیر حکم کرنیل اکثر لونی صاحب کی جتنا کو مقام پور باب سے عبور کر کے سولہویں جنوری ۱۸۵۸ء کو قریب انبالے کے پونہی اور وان سے کوہ کر کے اٹھارہویں فروری کو لدھیانے میں داخل ہوئی۔ اور باعث روانگی فوج کا یہ تھا کہ اگر ہمارا راجہ رنجیت سنگھ دریائے ستلج کو اپنی ملک کی حد قرار دینا اور وان ملکوں پر جو کہ مابین دریائے ستلج اور جہنا کے واقع ہیں دعویٰ کریں تو ہمارا راجہ سے یہ ستر اظہار ہوا قبول کرانی جاوین۔ بغور سوچنے اکثر لونی صاحب کے جمع سکھ سپہ سالار جو کہ ستلج کے اس پار تھے حاضر ہوئے اور اپنے تئیں ہر کار انگریز کی پناہ میں رکھنے کا اقرار کیا اور اپنی ناراضماندی ساتھ ہمارا راجہ لاہور کی طرف آجائے اب تک رنجیت سنگھ سرچالیس ہتھیاروں کے ساتھ وکیل سرکاری سے یہی کہتا تھا کہ کسی وجہ سے دریائے ستلج میرے ملک کی حد نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ میں حاکم لاہور ہوں اور جمع سکھوں کو میرے دریائے ستلج میں بردار ہونا چاہیے خواہ ستلج کے وادیوں یا پارکس صورت میں سرحد میرے ملک کی جہنا ہونی چاہیے لیکن کرنیل اکثر لونی کے سپہ سالاروں سے اس کے دل میں مختلف خیال پیدا ہوئے۔ اس لئے کہ اگر میں یہ ستر اظہار قبول نہ کروں تو تعجب کیا ہو کہ پھر انگریز زیادہ پیرسپارین اور پنجاب کے سکھ سرداروں کو جنگوں کے لئے فوج کیا ہو مدد دیں۔ اور سوائے اسکے اس لئے انگریزوں کو اپنے آپ سے زیادہ طاقت مند خیال کیا اور اس امر کی تصدیق اس کو ماجرہ مندرجہ ذیل سے ہوئی تھی۔

جن دنوں میں کہ سرچالیس ہتھیاروں میں تھے ماہ محرم واقع ہوا اور مسلمانوں نے جو کہ ان کے ساتھ تھے تعزیر بنائے اور چوبیسویں عشرہ کے دن ان کو دفن کرنے کے لیے لیجانے لگے اور آواز بلند جس حسین کہنے اور مرثیہ پڑھنے لگے اکالی لوگ زیر حکم بھولا سنگھ کے اون پر حملہ آور ہوئے آخر میں کو دو کہیں اور کچھ سوار جو کہ وکیل انگریزی کے ساتھ تھے واسطے مقابلے کے تیار ہوئے اور بعد ایک حریف لڑائی کے اکالیوں کو ہٹا دیا۔ رنجیت سنگھ بھی یہ ناشاد کچھ رہا تھا اور بعد تمام ہونے لڑائی کے واسطے مدد خواہی سے اپنی توصیف کے خیمے میں آیا اور قواعد فوج انگریزی کی بہت تعریف کرنے لگا اور اس وقت سے اس کے دل میں دو باتیں آئیں اول یہ کہ وہ انگریزوں سے نہ لڑے اور دوم یہ کہ انہی فوج کو بھی قواعد انگریزی سکھاوے۔ غرض کہ آخرش کو ایک عہد نامہ دیا گیا وہ بیان دونوں سب کاروں کے ماہ اپریل ۱۸۵۸ء میں ہوا اور اس کے تحت رنجیت سنگھ نے اون دیہات میں جو کہ مشرق طرف دریائے ستلج کے اس کے قبضے میں تھی اتنی فوج ہمارا راجہ رنجیت سنگھ نے اون کے انتظام کے واسطے کافی ہوا اور یہ بھی اقرار کیا کہ وہ بار و بیک کسی گردنواں کے رکھنے کا اقرار کیا جتنی کہ اس کے انتظام کے واسطے کافی ہوا اور یہ بھی اقرار کیا کہ وہ بار و بیک کسی گردنواں کے سردار فوج کشی نہیں کر گیا اور سرکار انگریزی نے بھی اقرار کیا کہ انہوں دیہات سے جو کہ دریائے ستلج

شمال کی طرف واقع ہیں اور مہاراجہ صاحب کے مطلع میں کچھ سرکار نہیں ہوگا
بعد ازیں ایک عہد نامہ درمیان سرکار انگریزی اور سکھ سرداروں کے مابین جاری کیا گیا اور
میں تحریر ہوا اور اس سبب سے جمع سرداروں نے حمایت انگریزی میں رہنے کا اقرار کیا۔
پانچویں فروری ۱۸۱۹ء میں فوج سکھوں نے قلعہ کانگرہ کے مصروف ہوئی کیونکہ اس وقت میں امر سنگھ گوردیہ نے اس کا محاصرہ
کیا تھا اور وہاں کے راجہ نے لاچار ہو کر رنجیت سنگھ سے استعانت کی تھی جب فوج رنجیت سنگھ کے پاس
پہنچی سنار چند راجہ کانگرہ نے اسکو اندر نہ آنے دیا اس سبب سے مہاراجہ موصوف نے
دروازہ قلعہ پر حملہ کیا اور کہا کہ دروازہ کھول دو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ قلعہ ۲۴ اگست ۱۸۱۹ء میں الہی
لاہور کے قبضے میں آیا۔ یہ قلعہ و قوعات دیکھ کر امر سنگھ چکا اپنے ملک کو لوٹ گیا۔
بعد ازیں رنجیت سنگھ نے اپنی فوج کو قلعہ انگریزی سکھانا شروع کیا اور اسی طرف کا تپ خانہ بھی
آرام سے کیا شروع سال ۱۸۱۹ء میں رنجیت سنگھ نے یہ سنا کہ شاہ شجاع الملک والی کابل کو اس کے
بھائی محمد شاہ نے بوسیلہ وزیر فتح خان کے تخت سلطنت سے اتار دیا اور وہ میر سے مل کر میں آتا ہوں
چنانچہ تیسری جنوری کو مہاراجہ موصوف اور والی کابل میں ملاقات ہوئی اور رنجیت سنگھ سے فرسہ پیش آیا
بعد ازیں شجاع الملک بارہویں تاریخ اسی مہینے کو واسطے ملاقات اپنے بھائی شاہ زمان کے اور پوری
کو حلا گیا رنجیت سنگھ نے اب مظفر خان صوبہ دار ملتان سے تین لاکھ روپے مانگے اور چونکہ اس نے اس سے ترستے
انکار کیا وہ مع جمعیت سکھوں کے ملتان پر حملہ آور ہوا اور اچھڑنے اور تباہ کرنے کے نواح کے گانوں و
مقصودوں کے اس نے خاص قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مظفر خان نے ایک سخت مقابلہ کیا اور قلعہ پر شہر کو بر گز خانی
رنجیت سنگھ لاچار ہو کر ایک لاکھ اسی ہزار روپے مال کے لوٹ آیا اس لئے کہ اس کے بہت سے آدمی ضائع ہو گئے
بعد ازیں اس نے اور چھوٹے چھوٹے سکھ سرداروں کی ملائیں چھین لیں اور وہ چونکہ اس سے
مقابلہ پیش آئے ان کو قید کر کے لاہور کو روانہ کیا

جبکہ رنجیت سنگھ گرو نواح پسند داو خان میں مسلمانوں سے قلعہات لینے میں مصروف تھا اس نے
چوبیسویں فروری ۱۸۱۹ء کو یہ خبر سنی کہ شاہ محمد نے بارہ ہزار پٹھانوں سے دریائے اندس کو عبور کیا
اور اس کی دہشت سے باشندگان اوس گرو نواح کے بھاگے جاتے ہیں رنجیت سنگھ نے بہت سے اس خبر کے
عل بنڈی پر مورچہ بندی کر دی اور حکیم عزیز الدین کو واسطے استفسار حال کے شاہ محمد کے پاس بھیجا۔
نیکہ اسکو دریافت ہوا کہ شاہ موصوف واسطے شہزادی عطا محمد پسر محمد وزیر سابق اور ناٹھان الملک اور
کے چھوٹوں نے کہ سابق میں شاہ شجاع کو مدد دی تھی تشریف لائے ہیں بعد دریافت اس حال کے

ش کو کچھ فوج زیر حکم کرنل اکثر لونی صاحب کی جہنا کو مقام پور بابے عبور کر کے سولہویں بروز شنبہ ۱۱
 تریب انبانے کے پونہمی اور وہاں سے کوچ کر کے اٹھارہویں فروری کو لدھیانہ میں داخل
 ہوئی۔ اور باجھتہ روانگی فوج کا یہ تھا کہ اگر مہاراجہ رنجیت سنگھ دریائے ستلج کو اپنی ملک کی حد قرار دین
 زاون ملکوں پر جو کہ مابین دریائے ستلج اور جہنا کے واقع ہیں دعویٰ کریں تو مہاراجہ سے یہ شرط بڑا
 قبول کرائی جاوین۔ بغور سوچنے اکثر لونی صاحب کے جمیع سکھ سپہ سالار جو کہ ستلج کے اس پار تھے حاضر
 ہوئے اور اپنے تئیں سرکار انگریز کی پناہ میں رکھنے کا اقرار کیا اور اپنی ناراضا مندی ساتھ مہاراجہ لاہور کا
 آباہک رنجیت سنگھ سرچارلس سنگھ صاحب وکیل سرکاری سے یہی کہتا تھا کہ کسی وجہ سے
 دریائے ستلج میرے ملک کی حد نہیں ہو سکتی جو کیونکہ میں حاکم لاہور ہوں اور جمیع سکھوں کو میرے
 اور فرمان بردار ہونا چاہیے خواہ ستلج کے وار ہوں یا پارکس صورت میں سرحد پرے ملک
 کی جہنا ہونی چاہیے لیکن کرنل اکثر لونی کے سپہ سالاروں سے اس کے ولین مختلف خیال پیدا ہوئے
 - اونے کہا کہ اگر میں یہ شرط قبول نہ کروں تو قہر کیا ہو کہ پھر انگریز زیادہ پیرسبارین اور پنجاب کے
 سکھ ہارون کو بینا گو کہ میں فتح کیا ہو مدد دیں۔ اور سوائے اسکے اونے انگریزوں کو اپنے آپ سے
 زیادہ طاقت مند خیال کیا اور اس امر کی تصدیق اوسکو مہاراجہ مندرجہ ذیل سے ہوئی تھی۔
 جن دنوں میں کہ سرچارلس سنگھ صاحب امرتسر میں تھے مہاراجہ واقع ہوا اور مسلمانوں نے جو کہ ان
 ساتھ تھے تقریباً ۱۰۰ اور بیچوہ عشرہ کے دن انکو دفن کرنے کے لیے لیجانے لگے اور تاجدار مسلمان
 حسین کتے اور مرثیہ پڑھنے لگے اکالی لوگ زیر حکم بھولا سنگھ کے اون پر حملہ آور ہوئے آخرش کو دو گینی
 اور کچھ سوار جو کہ وکیل انگریز کے ساتھ تھے واسطے مقابلہ کے تیار ہوئے اور بعد ایک حریف لڑائی کے
 اکالیوں کو ہٹا دیا۔ رنجیت سنگھ بھی یہ ہمتا دیکھ رہا تھا اور بعد تمام ہونے لڑائی کے واسطے مذکور
 سے اپنی موصوف کے خیمے میں آیا اور خواہ فوج انگریزی کی ہمت تعریف کرنے لگا اور اس وقت سے او
 ولین دو مابین آئین اول یہ کہ وہ انگریزوں سے نہ لڑے اور دوم یہ کہ اپنی فوج کو بھی قواعد انگریزی سکھاوے
 غرض کہ آخرش کو ایک عہد نامہ درمیان دونوں سرکاروں کے ماہ اپریل ۱۸۴۶ء میں ہوا اور اس
 مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اون دیہات میں جو کہ مشرق طرف دریائے ستلج کے اوسکے قبضے میں تھی اتنی فوج
 رکھنے کا اقرار کیا جتنی کہ اوسکے انتظام کے واسطے کافی ہو اور یہ بھی اقرار کیا کہ وہ بار دیگر کسی گردناوہ
 سرور اور فوج کشی نہیں کریگا اور سرکار انگریزی نے بھی اقرار کیا کہ ہکو اون دیہات سے جو کہ دریائے ستلج

پست ہمت و کم حوصلہ تھو اور ظاہر کہ ایسے آدمیوں پر بخت سنگ جیسے ادنیٰ کا تختہ ہونا ذرہ بجھی شکل نہ تھا چنانچہ
 رنجیت سنگھ نے مع فوج اپنی ساس سدا کنویر کے لاہور پر حملہ کیا اور بغیر مقابلہ جنگ اور سپر قیاض ہو گیا۔
 اور سردار اوسکی ترقی و بیکھر بہت حد کرنے لگے چنانچہ گلاب سنگھ بھنگلی مشل اور صاحب سنگھ مالک گجرات اور
 نجم الدین حاکم قصور نے فوج جمع کر کے اوسکا مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہوئے اور آگے پیچھے بخت سنگ
 کے سب مطیع و سربازان ہر وار ہو گئے۔

سنہ ۱۷۵۲ء میں کٹرک سنگھ راج کنویرٹی خجوان سنگھ کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

بسیب واقع ہوئے فساد کے درمیان مہاراجن چھوڑ شاہ زمان اور شاہ شجاع بیٹن شاہ ستونی حاکم
 کابل کے طاقت بٹھانوں کی کم ہو گئی۔

سنہ ۱۷۵۳ء میں رنجیت سنگھ واسطے قبضہ کرنے اور ان اضلاع کے کہ جو مشرق کی طرف دریائے انک کے
 واقع تھیں متوجہ ہوا چنانچہ اوسنے جمیع سرداروں کو زیر کیا اور مظفر خان حاکم ستان سے بھی نذرین اور تحفہ
 تحالف لیتا ہوا اپنی وارا سلطنت لاہور کو لوٹ آیا اور شروع سنہ ۱۷۵۳ء میں واسطے اشدان گجراتی
 کے مقام ہر وار میں آیا اور بعد کرنے بالکل سمیات نہ تھی کہ وہ پھر ان کے چلا گیا اور تمام طاقت میں مصروف تھا
 بعدہ دوسرے سنہ ۱۷۵۴ء کے رنجیت سنگھ پھر مسلمانوں کے ملک کی طرف متوجہ ہوا اور سردار جنگ کو
 طلب کر کے واسطے اوسے خراج ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ کے کہا۔ شراط مستقل بھی نہ دے
 پانچ تھیں کہ اوسے خراج و جنت راہ ہو کر اور امیر خان کی سنی۔ وہ اس باعث سے امرت سر کو لوٹ آیا غرض کہ
 وقت تمام یہ فتنہ فرو ہوا اور ہو لکرنے بدو سکھوں سے مایوس ہو کر تاجبداری سردار گھرنی کی قبول
 چنانچہ شراط صلح کے چوبیسویں دسمبر سنہ ۱۷۵۴ء کو مقرر ہوئے اور فوج مرہٹوں کی چوڑی سنہ ۱۷۵۴ء
 پنجاب سے طرف ہندوستان کے واپس آئی۔

ملازمین رنجیت سنگھ اور سکھ راجن کو خٹک ملک کہ درمیان دریائے ستلج اور جمنا کے تھے تنگ
 نے لگا اور بلکہ موافق اپنی عادت کے یہ چاہتا تھا کہ کسی بہانے سے یہ سب ملک میرے ہاتھ لگیں چنانچہ
 میں ارادہ انہا سے میں آیا اور جتنے شکر کہ اوسے متعلق تھے انکو درمیان سرداران کیتھل اور ناہیہ کے
 لڑوایا اور شاہ آباد اور تھانہ سے خراج لیکر پیالہ ہونا ہوا امرت سر کو چلا گیا۔

کس شکف صاحب نے جو کہ سابق اس سے واسطے کرانے عمد و بیان کے رنجیت سنگھ کے پاس
 اور اس بات کو اوسکے بیان حاضر تھا یہ کہا۔ کہ سردار گھرنی کا یہ غشاہ کہ آپ دریائے ستلج کو اپنی
 میں اور ہو ملک کہ دریائے اس پار میں اوسنے آپ لا دے گی ہوں رنجیت سنگھ نے اس بات کو قبول کیا

ہوتی تھی بھوت ہو گئی۔

۹۱ء میں گوجر سنگہ راجہ گجرات نے وفات پائی اور اسکا لڑکا صاحب سنگہ اسکا جانشین ہوا۔
یہ شخص صاحب سنگہ کا بہنوئی تھا لیکن باوجود اسکے صاحب سنگہ نے چاہا کہ کسی طرح سے یہ ملک بھی میرے ہاتھ
لگے اس مراد سے اس نے کھلم بھگتا کہ خراج اوس ضلع کا مجھ کو ملا کرے۔ صاحب سنگہ نے اس نئی بات
سے انکار کیا۔ چنانچہ صاحب سنگہ نے فوراً قلعہ بودہرپ کا جہان کہ حاکم گجرات تھا غاصبہ کر لیا۔ اس وقت میں اس
جنگی مثل والوں سے مدد مانگی اور اونہوں نے حتی الوسع اسکی امداد میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔
بیان تک کہ لشکر سو کر چکایا میں اندر رسد کی بندہ کر دی لیکن آخرش کو شکست کھائی۔ صاحب سنگہ نے تین مہینے
تک اسکا محاصرہ رکھا لیکن جبکہ ۹۲ء کے شروع میں ہمت بیار ہوا وہ تھا صرہ کو چھوڑ کر گجراتی کو چلا آیا
اور وہاں آکر اپنے شاہینوں پر اسکی عمر میں ملک آخرت کو روانہ ہوا۔

حال ہمارا راجہ رنجیت سنگہ

رنجیت سنگہ پسر سردار متونی کا اس وقت میں صرف بارہ برس کا تھا اس باعث سے اسکی والدہ گدی نشین
ہوئی۔ لیکن جبکہ اسکی عمر ابرس کی ہوئی وہ خود خیل کار ہوا اور اپنی والدہ کو بسبب بدکاری کے دہر
دلو کر مرداؤ الارنجیت سنگہ موافق نصیحت اپنی ساس سدا کنور کے عمل کرتا تھا اور اس باعث سے
روز بروز تجربہ اور ہوشیاری حاصل کرتا جاتا تھا۔

واقع ہو کہ بعد وفات تیمور شاہ ولذا محمد شاہ ابدالی کے شاہ زمان تخت سلطنت پر بیٹھا تھا۔ اس نے
۹۹ء میں پنجاب پر حملہ کیا اور اس باعث سے جتنے سرداروں کی حدود میں ہو کر رہے آئے انھوں
اپنے ملک چھوڑ کر اسے ۱۰۰۰ء میں شاہ لاہور میں پھر آیا اور انتظام ملک کو اپنی طاقت سے باہر بھجوا
اگلے بابوں لوٹ گیا سبب اس جلد چلے جانے کا یہ تھا کہ ولایت ایران میں کچھ صورت فساد کی نظر آئی
تھی اور اسکو اس صورت میں واسطے حفاظت اپنے ملک کے لوٹ جانا پڑا۔

اس خلیفہ میں شاہ موصوف بسبب بغیانی اور اپنے حیل کے توپ خانہ ساتھ لے جا سکا چنانچہ اس نے
رنجیت سنگہ کو لکھا کہ اگر تم ہماری توپیں دریائے سکوا کر بھیج دو گے تو عوض میں تمکو وہ اسلحے قبضہ
کرنے شہر لاہور کے جو کہ تمہاری درخواست ہے اجازت ملے گی چنانچہ رنجیت سنگہ نے بارہ توپوں میں
سے جو کہ دریائے پری تغین آٹھ توپیں نکلو کر شاہ موصوف کے پاس بھیج دیں اور شاہ زمان نے
بھی موافق اپنے قول و قرار کے کیا یعنی رنجیت سنگہ کو لاہور پر قبضہ کرنے کی اجازت دی۔

اس وقت لاہور میں تین سردار چیت سنگہ مر سنگہ اور صاحب سنگہ تھے۔ یہ پڑے عیاش بدکار ہو توفی لائی

ان دنوں میں پنجاب کے دیواراجہ جو کام کر گیا اور اس کا بڑا الزکار راج اور اس کا جانشین ہوا چونکہ یہ بہت عیاش تھا یہ غیرت نہیں سے ازبیس ناراض تھی اور بلکہ یہ چاہتی تھی کہ کوئی غیر شخص ملک پر قابض ہو جائے جیکہ اوس ملک کی یہ صورت تھی مہاسنگہ نے جو پر حملہ کیا اور بہت آسانی سے اوس پر قابض ہو گیا اور شہر اور اوس کے گرد و نواح کو خوب لوٹا۔

واقعہ ہو کہ جبکہ ملک پنجاب میں جگرے تزارع اور کشت و بون ہوتے تھے شہر جو کاسب آفات سے محفوظ تھا اور اس سبب سے وہ بڑی ترقی پر تھا سو اگر دن سے بھی اس بلکہ چاہا لی تھی اور اپنی کوٹھیوں مقرر کیں تھیں غرض کہ جبکہ مہاسنگہ اس پر قابض ہوا اوس کو بہت سال اس باب کوٹ میں ملا اس فتح کے حاصل کرنے سے جی سنگہ عقی مثل والا بھی بہت ناغوش ہوا میان تک کہ جبکہ مہاسنگہ پٹاروں سے لوٹے ہوئے واسطے ملاقات جو سنگہ کے امرت سر کو گیا سر دار موصوف نے اوس سے ملاقات نہ کی اور بلکہ چند الفاظ بجا بھی نسبت اوس کے کہ۔ مہاسنگہ کو یہ بہت ناگوار معلوم ہوا اور چپکے سے امرت سر سے ٹھکرا اپنے ملک میں آکر اوسکی عوض لینے میں مصروف ہوا۔ اوسنے ایک قاصد واسطے طلب جہا سنگہ سردار مثل رام گھڑیا کے جس کو کہ الوہ والہ اور غنی مثل نے نکال دیا تھا بجا۔ اس سردار کے ملک کو ان دونوں مشلون کے سرداروں نے آپس میں تقسیم کر لیا تھا اور اس سبب سے یہ بچارہ لاچار ہو کر اندون میں دواہ گنگا اور جہنا کو لوٹتا پھرتا تھا۔ جبکہ پیغامبر نے یہ خبر جہا سنگہ کو دی وہ فوراً مع اپنی فوج کے پنجاب کی طرف روانہ ہوا اور باتفاق مہاسنگہ کے پٹیا لے میں آن پہنچا۔

جی سنگہ نے فوراً گورنمنٹ سنگہ اپنے لڑکے کو مع آٹھ ہزار سواروں کے واسطے مقابلہ دشمن کے بھیجا چنانچہ ایک سخت لڑائی واقع ہوئی اور اوس میں گورنمنٹ سنگہ مار گیا اور موافق عادت کے فوج بھی کمان میں تھا سے بھاگ گئی فتح یابوں نے بغور حاصل ہونے فتح کے پٹیا لہ پر قبضہ کر لیا۔

جو سنگہ اب میان تک کم طاقت ہو گیا کہ اوسنے لاچار ہو کر مہاسنگہ سے صلح چاہی اور وہ ان شرط پر قبول ہوئی کہ دیات جو کہ مثل رام گھڑیا کے قبضے میں تھے جہا سنگہ کو دیے جاویں اور قلعہ کوٹ کا ٹکڑہ کا جو کہ اوسنے فتح کیا تھا سنسار چند راجہ قدیم اس مکان کو دیا جاوے۔ سدا کنور مویہ گورنمنٹ سنگہ خلف جو سنگہ کی بڑی عقیل تھی اوسنے بعد وفات جی سنگہ دیات سو ہزار اور جاجی پور کو درمیان اپنے دیواروں یعنی بھائیوں شوہر مرحوم کے جبکا نام بارغ سنگہ اور ندان سنگہ تھا تقسیم کئے اور پٹیا اپنے خاص قبضے میں لیا اس بھرت نے یہ چاہا کہ اوسکی لڑکی متاب کنور کی شادی کسی طرح پر رنجیت سنگہ خلف مہاسنگہ سے ہو جاوے چنانچہ آخر میں کو ایسا ہی ہوا اور اس سبب سے جو تزارع و فساد کہ ان مشلون کے درمیان

اپنے مکانوں کی طرف لوٹ آئے اور چرسنگ اور مہاشنگہ نے بھی میدان جنگ سے شادوان و فرخان اور ملک کی طرف مراجعت کی اور ان چھوٹے چھوٹے سرداروں نے جو کہ جرت سنگہ کے مطیع اور فرمان بردار ہو کر تھے بسبب گدی نشین ہونے مہاشنگہ کے جو کہ صفر میں تھا خود سر نہ ہونے کا ارادہ کیا۔ اول و ہرم سنگہ مطابقت چھوڑ دی کیونکہ اس کو یقین تھا کہ غنڈا سنگہ جانشین جہنڈا سنگہ کا اس کی ضرورت نہ کرے گا لیکن اس کا گمان درست نہ نکلا اور انجام اس سرکشی کا یہ ہوا کہ اس کی بالکل زمین ضبط ہو گئی۔ یہ دیکھ کر پھر کسی سردار نے سرکشی ہونے کا ارادہ نہ کیا اور دم نہ مارا۔

مشہد اعیسوی میں شادی مہاشنگہ کی جنید واسے کی لڑکی سے ہوئی اور رسمات شادی کی بڑی دھوم دھام سے عمل میں آئیں۔

مہاشنگہ اور جے سنگہ نے اب بالاتفاق قلعہ رسول نگر کو تسخیر کیا اور وجہ اس کے محاصرے کی یہ خاطر تھی کہ پیر محمد جٹ حاکم اس قلعے نے ایک توپ جو کہ احمد شاہ ابدالی بروقت مراجعت کے چھوڑ گیا تھا بھنگی مثل والوں کو دی تھی اور سو اسے ان کے اس توپ کو کوئی اور نہیں استعمال کر سکتا تھا۔ بعد محاصرہ چار مہینے کے قلعہ مذکور فتح ہوا۔ چونکہ بھنگی مثل والے اس وقت ملتان کے قرب و جوار میں لوٹ کھسوٹ کرتے تھے اس لیے وہ بھی پیر محمد کو مدد دے سکے۔ قلعہ مذکور کے فتح ہوتے ہی وہ سب سردار بھنگی مثل کے شریک تھے مہاشنگہ کی طرف ہو گئے اور بیٹہ اس کے مطیع اور فرمان بردار رہے۔

حال پیر ایشیہ رحمت سنگہ

اس واقعہ سے دو برس بعد یعنی دو سو و پندرہ سال بعد عیسوی کو مہاشنگہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام اس نے رحمت سنگہ رکھا۔ جبکہ یہ چھوٹا تھا اس کے چچا اس قدر بھکی کہ کسی روز نسبت کی امید باقی نہیں رہی تھی آخر ش کو عنایت خدا سے اس نے اس مرض ملک سے شفا تو پائی لیکن اس عارضہ میں اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ مہاشنگہ نے حسب دستور ہندوؤں کے اپنے لڑکے کی بیماری میں بہت سارو پیسہ وغیرہ غریب محتاجوں بیکسیوں برہمنوں کو دیا اور بہت کچھ جوالا لکھی اور کوٹ کا گڑھ کو جو کہ مشہور عبادت گاہ ہنود کے میں بھیجا۔

بقیہ حال مہاشنگہ

سبب بیماری اس نے اکثر سرداروں کے مہاشنگہ سے مثل بھنگی کی بہت کمزور ہو گئی یہاں تک کہ اس کو جوار ہو کر ملتان میں رہنے کا ارادہ کیا لیکن خوبی قسمت سے چٹانوں نے اس کو دیوان سے نکال دیا۔

چرت سنگہ وادامہ راجہ برنجیت سنگہ کا سردار سوکر چکیا کے مثل کا تھا اور اس کے لشاق قریب ڈھائی ہزار سرداروں کے
جو شخص کہ سنگہ سرداروں کی لڑائی میں شریک ہوا کرتے تھے انکو علی قدر مراتب نقد و جنس زمین و غیر
جو کہ ان کے سرداروں کو ملتی تھی بروقت تقسیم کے ملا کرتی تھی۔

چونکہ خواجہ عابد کو دیہہ گجراولی پر چرت سنگہ نے شکست فاش دی تھی اس سبب سے اس نے اپنے ہم وطنوں
کمال شہرت اور ناموری حاصل کی۔

ظاہر ہے کہ ملک اس وقت میں مختلف سرداروں میں منقسم تھا اور تاریخ سے دریافت ہوا ہے کہ جب کبھی کسی ملک میں
ایسا اتفاق ہوا ہو تو آخر میں کو ضرور بعد جہال و قتال کے بالکل ملک ایک خاص شخص کے زیر حکم ہو گیا ہوتا ہے
یقیناً واضح تھا کہ کوئی ناکوئی شخص ملک پنجاب میں بھی بعد مغلوب کرنے اور ان کے ضرور بالکل ملک پر
قابض و متصرف ہو چنانچہ آ کے واضح ہو گا کہ ایسا ہی ہوا۔

واضح ہو کہ اس وقت میں جو کاجہ برنجیت دیو تھا اس نے یہ چاہا کہ بعد اپنی وفات کے اپنے چھوٹے بیٹے میان
دیل سنگہ کو گدی نشین کرے اور اسکا بڑا لڑکا راج راج اس بات سے بہت ناراض ہوا اور چرت سنگہ کے پاس
آکر بالکل حال ظاہر کیا اور مدعی ہو گا ہوا اور کہا کہ اگر تم مجھ کو گدی نشین کر دینا چاہو گے تو میں تمکو خراج
دیا کروں گا چرت سنگہ کو راجہ جمو سے پہلے سے کچھ کینہ و بغض تھا اس سبب اس نے مدد کر نیکا اقرار کیا
اور جے سنگہ سردار غنی مثل کو اپنا شریک کر کے واسطے مقابلہ دشمن کے کو بیجیا۔ راجہ جمو بھی بہت
اس خبر کے بہ استعانت پہاڑی سرداروں مثل کانگرہ وغیرہ اور بھی جھنگی مثل والوں کے آمادہ جنگ کا ہوا
اور ایک خفیہ لڑائی ہوئی اور اوس میں چرت سنگہ سبب بچنے اپنی بندوق کے پتیا لیس برس کی عمر میں مر گیا
شروع میں یہ شخص ایک لوٹا تھا لیکن درجہ بدرجہ اس نے میان تاک قوت حاصل کی کہ بروقت وفات کے
وہ تین لاکھ روپے کا ملک چھوڑ گیا۔ اس کے دو لڑکے مسمیٰ ہما سنگہ اور جے سنگہ اور ایک لڑکی راج کنور تھی۔

حال ہما سنگہ

بعد وفات چرت سنگہ کے ہما سنگہ اوسکا بڑا بیٹا دس برس کی عمر میں گدی پر بیٹھا لیکن کاروبار ریاست کے
اوسکے ماویسان اور جے سنگہ غینا انجام کرتے تھے۔

چونکہ جھٹلا سنگہ سردار جھنگی مثل نے راجہ جمو کو مدد دی تھی اور اس کے وہ ان دونوں مشلون سے عداوت
ور بغض بہت رکھتا تھا اس لیے ان سرداروں نے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو ضرور قتل کرنا چاہیے اور اس کا یہ
انجام کے واسطے اوفھون نے ایک مہتر کو بہت سارے پیسے دینا کیا اور اس شخص نے جبکہ جھٹلا سنگہ
مثل پر ہاتھ ایک بندوق بھر کر ماری جبکہ مدد سے وہ مر گیا اور اس کے ہمراہی یا شملع اس خبر کے

[illegible]

احمد شاہ نے بعدہ سکیم جیون کے جو کہ اوسکی طرف سے صوبہ وار کشمیر کا تھا اور شنبہ عرصہ اور پیر
سے نثرانہ بادشاہی میں کچھ بھی خراج نہیں دیا تھا انکھین بکواوا لین بخت دیو راجہ جتو کو پیر کیا
اور کابل مل کر حاکم لاہور مقرر کر کے ^{۱۱۸۷} ۱۱۸۷ء میں اپنی ولایت کو لوٹ گیا۔

جب خبر مراجعت شاہ کی سکھوں کو پہنچی وہ سب پھر اگر امرت سرمن جمع ہوئے اور قریب ^{۱۱۸۷} ۱۱۸۷ء
آرمیوں سے مستبد پر حملہ کیا اور بعد ایک لڑائی کے جس میں کہ حکم شہنشاہ مارا گیا وہ شہر سکھوں کے
قبضے میں آیا۔ ^{۱۱۸۷} ۱۱۸۷ء اس خبر کے ابدالی نے ^{۱۱۸۷} ۱۱۸۷ء میں ساتویں دفعہ پھر مستبد و ستانہ پر حملہ
کیا اور ملک کی صورت و گروں و کچھک اور بکایا انتظام ملک کو اپنے حیلہ طاقت سے باہر پھینک دیا
سکھ جو کہ موافق عادت قدیم کے پہلے بھاگ گئے تھے اب پھر سر مستبد میں آمید ہوئے۔

کابل مل لاہور سے بھاگ گیا اور سکھوں نے اوسپر قبضہ کر لیا اور شہر مذکور کو تین سو تارون
لپٹا سنگہ و گوجر سنگہ و سو بھاسنگہ نے آپس میں تقسیم کر لیا۔

ابدالی ملک کی یہ صورت دیکھ کر تسلیم نہ کیا لیکن چونکہ اوسکی فوج کے بارہ ہزار آدمی ہلا احادث
اوسکے کابل کو چلے گئے وہ اوسکے سزاوہی کے واسطے اپنے ملک کو لوٹ گیا۔ اوسکی باقی فوج
پر بروقت مراجعت کے سکھوں نے بڑی زیادتی کی میان تاک کہ اوسکا در پاسے چناب تک نکلا
کیا اور اوسکو خوب لوٹا۔ احمد شاہ نے تا دم زبست پھر بھی اس ملک پر حملہ کر نیکا ارادہ نہ کیا اور
^{۱۱۸۷} ۱۱۸۷ء میں رحلت فرماتے ملک عدم ہوا۔

سکھ اب بالکل ملک پر قابض ہو گئے اور یہ دستور ملک پر خوب ہاتھ صاف کرنے لگے۔ اس وقت
میں سکھوں کی بارہ ٹیلیں یا جماعتیں تھیں اور ان میں قریب ساٹھ یا ستر ہزار سوار کے تھے
اور انکا حال مفصل نقشہ مندرجہ ماتحت سے معلوم ہوگا۔

مشہور ہو کر بدہ سنگ دریا سے جیل پنجاب اور اڑی کو پچاس فوٹ لمبے گھر بنے پر سوار ہو کر بار ہو گیا اور
جسم پر ۲۰ تھار کے زخم اور نو گولی کے زخم لگے تھے۔ یہ شخص ۱۲۰ امین مر گیا اور اسکی بیوی بھی بسبب بادی
ریج و الم کے اپنے تئیں مار کر مر گئی۔ بدہ سنگ کے دوار کے تھے نو دہ سنگ اور چند رجبان سنگ۔ چنانچہ او
سے اول نے پیشہ خانداری کا اختیار کیا اور اپنے ہم جنسوں میں شہرت اور ناموری حاصل کی۔ اسی شاد
مکلا ب سنگ کی لڑکی سے جو کہ تجنیٹھا کا زیندار تھا ہوئی تھی۔

نو دہ سنگ ۱۲۰ امین بدوق کے قرب سے مر گیا اور اس کے بڑے بیٹے جرت سنگ نے باغی خانہ
بھائیوں دل سنگ جیت سنگ اور مالو سنگ کے قریب وہید گجراتی کے جو کہ لاہور سے شمال کی طرف واقع ہے
ایک گڑھی بنائی یہ گڑھی بڑے موقع پر تھی اور واسطے رکھنے اسباب لوٹ کھسوٹ کے بہت ہی مناسب تھی۔
خواجہ عابد نے کہ حکم دیا کہ وہاں پر ہو چکا ہے ۱۲۰ امین اس گڑھی پر ہو گیا اور باوجودیکہ سکھوں نے فراوسکے پکا
میں بہت کوشش کی الاچھہ مفید نہ ہوئی اور آخر میں کو وہ گڑھی بچا عابد کے بالکل مسمار کرادی گئی۔
بعد اس کے خواجہ عابد وہید گجراتی پر حملہ آور ہوا لیکن فوج سکھ جو کہ اس کے ساتھ تھی اپنے ہتھیاروں سے
مل گئی اور اس سبب سے باقی فوج میں کمال بے انتظامی واقع ہوئی اور وہ ہراسان ہو کر ہر جاں بکلی
اور اس طرح پر سکھوں کو فتح نصیب ہوئی خواجہ عابد نے بعد اس واقع کے کچھ کچھ سکھوں کے مقابلہ کیا
ارادہ کیا۔ بروز دلیوالی سکھوں نے مقام امرت سر میں جمع ہو کر یاد ارادہ کیا کہ فرخن کو مدد و معاونانہ
کو جو کہ جہیل امین رہتا ہے اور ہر قسم کی زیادتی جاری قوم پر کرتا ہے سزا دیں چنانچہ او یمنوں نے گرد جی
کے نسکن کا حجامہ دیا۔ ہاتھ اس خبر کے احمد شاہ چچر ۱۲۰ امین پنجاب میں آیا لیکن قبل اسکے
ہو پہنچنے کے سکھ بھاگ گئے اور بہت سے اول امین کے دریا سے شیل کو عبور کر کے قریب حد مرہند کے
آگئے چنانچہ زین خان حاکم مرہند نے حسب احکام اہالی کے اور حکما مقابلہ کیا اور ایک سخت لڑائی واقع
ہوئی جس میں باغی تھاکہ شیخاؤن کو شکست ہو لیکن چونکہ اس وقت میں احمد شاہ مع کچھ اپنی فوج کے اس کے
بدو کو لایا سکھ ہراسان ہو کر بھاگ نکلے۔ اس لڑائی میں سکھوں کے فریڈیہ میں ہزار آدمیوں کے
جسم و روح و مقتول ہوئے بعد شاد سے الہ سنگ راہہ پٹیا کو قید کر کے اپنے پاس بلایا لیکن آخر کو
بر سفارش شاہ ولی خان سکھ اس کو سکود پرستور راہہ مقرر کیا اور بلکلی اپنی طرف سے ایک خلعت بھی اس کو عطا کیا
اہلی سکھوں سے میان تک ناراض تھا کہ اس سے طیش میں آکر امرت سر کو قید کیا اور معبد سکھوں کو جو کہ
اس مقام میں تھا سمار کر ڈالا اور شہید کو گاسے اور دیوان کی آمت اور خون داسے سے ناپاک کیا۔

احمد شاہ نے بعدہ سکھ جیون کے جو کہ اوسکی طرف سے صوبہ دار کشمیر کا تھا اور جسے عرصہ نوہیں سے نرانہ بادشاہی میں کچھ بھی خراج نہیں دیا تھا انکی جین بکلو اولین بخت دیو راجہ جتو کو نہ پر کیا اور کابلی مل کو حاکم لاہور مقرر کرے ۱۷۷۸ء میں اپنی ولایت کو لوٹ گیا۔

جب خبر مراجعت شاہ کی سکھوں کو پہونچی وہ سب پھر اکرامت مسرین جمع ہوئے اور قریب ۱۷۷۸ء آرمیوں سے سرحد پر حملہ کیا اور بعد ایک لڑائی کے جبین کہ حکم سرحد کا مارا گیا وہ شہر سکھوں کے قبضے میں آیا۔ باستان اس خبر کے ابدالی نے ۱۷۷۸ء میں ساتویں دفعہ پھر سرحد و ستان پر حملہ کیا اور ملک کی صورت و گروں دیکھ کر اور بلکہ انتظام ملک کو اپنے حیطہ طاقت و بابہر سمجھ کر وہ چلا گیا سکھ جو کہ موافق عادت قدیم کے پہلے بھاگ گئے تھے اب پھر سرحد میں آموجود ہوئے۔

کابلی مل لاہور سے بھاگ گیا اور سکھوں نے اوسپر قبضہ کر لیا اور شہر مذکور کو تین سو ارادوں میں لپٹا سنگ و گوبر سنگ و سو بھاسنگ نے آپس میں تقسیم کر لیا۔

ابدالی ملک کی یہ صورت دیکھ کر تلخ تک آیا لیکن چونکہ اوسکی فوج کے بارہ ہزار آدمی بلا اجازت اوسکے کابل کو چلے گئے وہ اوسکے سزاوہی کے واسطے اپنے ملک کو لوٹ گیا۔ اوسکی باہر فوج پر بروقت مراجعت کے سکھوں نے بڑی زیادتی کی یہاں تک کہ اوسکا دربارے چاراب تک تھا کیا اور اوسکو خوب لوٹا۔ احمد شاہ نے تا دم زیت پھر بھی اس ملک پر حملہ کر نیکا ارادہ نہ کیا اور ۱۷۷۸ء میں رحلت فرماتے ملک عدم ہوا۔

سکھ اب بالکل ملک پر قابض ہو گئے اور بدستور ملک پر خوب ماتحتہ صاف کرنے لگے۔ اسوقت میں سکھوں کی بارہ ٹیلیں یا جماعتیں تھیں اور انہیں قریب ساٹھ یا ستر ہزار سوار کے تھے اور انکا حال مفصل نقشہ مندرجہ ماتحت سے معلوم ہوگا۔

مشہور ہو کر بدہ سنگہ دریا سے جہلم پنجاب اور اڑیسہ کو پچاس دن فاصلے پر گھر پہنچ کر بارہ ہونے لگا اور اسکے جسم پر ۲۷ تلواریں زخم اور نو گولی کے زخم لگے تھے۔ یہ شخص ۱۶۷۰ء میں مر گیا اور اس کی بیوی بھی بسبب ابدی رنج و الم کے اپنے تئیں مار کر مر گئی۔ بدہ سنگہ کے دواڑ کے تھے نو دہ سنگہ اور چند بھجان سنگہ۔ چنانچہ انہیں سے اول نے پریشہ غارتگری کا اختیار کیا اور اپنے ہم جنسوں میں شہرت اور ناموری حاصل کی۔ اس کی شادی

گلاب سنگہ کی لڑکی سے جو کہ مجھیٹیا کا زمیندار تھا ہوئی تھی۔
 نو دہ سنگہ ۱۶۷۲ء میں بندوق کے ضرب سے مر گیا اور اسکے بڑے بیٹے جرت سنگہ نے باہق اپنے بھائیوں دل سنگہ جیت سنگہ اور نالو سنگہ کے قریب وہ یہ گجراتی کے جو کہ لاہور سے شمال کی طرف واقع ہوا ایک گڑھی بنائی یہ گڑھی بڑے موقع پر تھی اور واسطے رکھنے اسباب لوٹ کھسوٹ کے بہت ہی مناسب تھی۔
 خواجہ عابد نے کہ حکا ذکر اور ہو چکا ہے ۱۶۷۳ء میں اس گڑھی پر حملہ کیا اور بادشاہ کے سکھوں نے اس کے چارے میں بہت کوشش کی الاچھہ مفید نہ ہوئی اور آخر میں کو وہ گڑھی بجگاہ کے بالکل مسمار کرادی گئی۔
 بعد اس کے خواجہ عابد وہ یہ گجراتی پر حملہ آور ہوا لیکن فوج سکھ جو کہ اس کے ساتھ تھی اپنے ہتھیاروں سے مل گئی اور اس سبب سے باقی فوج میں کمال بے انتظامی واقع ہوئی اور وہ ہراسان ہو کر ہباگ نکلی اور اس طرح پر سکھوں کو فتح نصیب ہوئی خواجہ عابد نے بعد اس واقع کے کچھ کبھی سکھوں کے مقابلہ کیا اور وہ دیکھا۔ بروز دیوالی سکھوں نے مقام امرت سر میں جمع ہو کر یہ ارادہ کیا کہ نرنجن کرو محمد و معاونانہ کو جو کہ جہلیا میں رہتا ہے اور ہر قسم کی زیادتی ہماری قوم پر کرتا ہے سزا دیں چنانچہ انہوں نے گڑھی کے نرسکن کا محاصرہ کیا۔ باسٹما اس خبر کے احمد شاہ پھر ۱۶۷۴ء میں پنجاب میں آیا لیکن قبل اسکے پہنچنے کے سکھ بھاگ گئے اور بہت سے اول میں کے دریا سے ستلج کو عبور کر کے قریب حد مرہند سے آگئے چنانچہ زین خان حاکم مرہند نے حسب احکام دہلی کے اور کچھ مقابلہ کیا اور ایک سخت لڑائی واقع ہوئی جس میں یقین تھا کہ شیخا لون کو شکست ہو لیکن چونکہ اس وقت میں احمد شاہ مت کچھ انہی فوج کے اوکے مدد کو آگیا سکھ ہراسان ہو کر بھاگ نکلے۔ اس لڑائی میں سکھوں کے فریٹ رہے تھیں ہزاروں میوں کے جسے روح و مقتول ہوئے بعدہ شاہ نے آلا سنگہ راجہ پٹیا کو قید کر کے اپنے پاس بلا لیا لیکن آخر وہ بہ سفارش شاہ ولی خان سکھ و سکھ پرستور راجہ مقرر کیا اور بلکہ اپنی طرف سے ایک خلعت بھی اس کو عطا کیا۔
 ابدالی سکھوں سے یہاں تک ناراض تھا کہ اس نے طیش میں آکر امرت سر کو کچ کیا اور معبد سکھوں کو جو کہ اس مقام میں تھا مسمار کر ڈالا اور شہید کو گامے اور دیوان کی آنت اور خون ڈالنے سے ناپاک کیا۔

راجہ ۱۲۰۰ء میں تین لڑکے تھیلو تھکٹ اور نیلو چھوڑ کر مر گیا۔ تھیلو اور نیلو تو ایک لڑائی میں جو کہ اس کے
 قانون کے قریب ہوئی تھی اپنی نوجوانی میں مارے گئے لیکن تھکٹ اپنی عمر بھر وہ کانداری کرتا رہا اور جو
 روپیہ کہ اس کے پاس تھا لوگوں کو سود پر قرض دیتا تھا۔ یہ شخص ۱۲۵۳ء میں مر گیا اس کے دو لڑکے تھے
 بولو اور پرا۔ بولو تو نو دس برس کی عمر میں سالانیوں کا سنگ چھوڑ کر کل گیا اور اپنی اٹھارہ برس کی عمر میں
 ڈاکہ زنی میں مارا گیا۔ لیکن برا اپنی لیاقت سے سو کر چک کی نصف زمین پر قابض ہو گیا۔ چونکہ وہ ایک تاج
 کا بیٹا ہو گیا اس لیے لوگ اس کو بھائی برا کہنے لگے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا بولو اور پرا
 طبیعت اس مذہب کی طرف اس قدر رجوع ہوئی کہ اس نے واسطے لینے پال کے امرت سر جاسنے کا ارادہ
 کیا لیکن سبب کسی اتفاق کے وہ راستے سے لوٹ آیا۔

یہ شخص سر کے بال منین ہونڈاتا تھا اور ذائقہ کیالی اور سو کر چک میں لوگوں کو گرنتھ سناتا پھرتا تھا ۱۲۵۸ء
 میں اس کی وفات پائی اور دم و پسین اپنے لڑکے بدہ سے یہ وصیت کر گیا کہ گرنتھ ہمیشہ بڑھنا اور امرت سر کو
 جاکر اور پال سیکر سکھ ہونا بدہ کی عمر اس وقت میں نو برس کی تھی لیکن جبکہ وہ سن تیز کو پہنچا وہ کچھ لوٹیرے
 سکھوں سے واقف ہوا اور ان کے ساتھ امرت سر کو جاکر اور پال سیکر سکھ ہوا۔
 واضح ہو کہ یہ شخص اپنے خاندان میں پہلے پہل سکھ ہوا تھا اور بعد ہونے سکھ کے اس کا نام بدہ سنگھ ہو گیا۔
 جبکہ وہ امرت سر سے لوٹا اس نے ایک بڑا مکان سو کر چک میں تعمیر کیا اور وہاں کے رہنے والوں سے آئی
 محبت پیدا کی کہ

بعد ازیں وہ لوٹیروں سکھوں اور سالانیوں کا شراب ہوا اور اس کے ساتھ اس نے ایسی بہادری اور جرات
 کی کہ وہ بھی اس کی خاطر داری اور تعظیم کرنے لگے۔ یہ اکثر مویشی لوٹا کرتا تھا اور ان کو بایا تو اپنے قانون میں کہتا
 تھا اور بالابو اور امرت سر میں جاکر بیچ آتا تھا۔ اس کے پاس ایک گھوڑی تھی اور یہ بنام دیسی کے مشہور تھی
 چنانچہ اس باعث سے مالک گھوڑی کو دیو بدہ سنگھ کہتے ہیں یہ شخص جو امر و عقیل اور فہم تھا اور حتی الوسع
 غریبوں کے مال کو بہت کم لوٹتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہو کہ یہ شخص موضع سنگھوٹا سے سو مویشی لوٹ کر لے آیا بعد
 چند روز کے ایک بیچاری بیوہ اس کو ملی اور کہنے لگی کہ میں دور سے دیو کے پاس آئی ہوں کیونکہ وہ میرے
 پنج مویشی لوٹ کر لے آیا ہو دیو نے کہا کہ وہ شخص بڑا سنگدل اور بے رحم ہے وہ تجھے ہرگز تیرے مویشی واپس
 نہیں کرے گا۔ بیوہ نے جواب دیا کہ جب وہ میری غربت اور بیچاری سے واقف ہو گا وہ اسی وقت مجھ کو پنج
 کی عوض میں مویشی دیگا دیو یہ سن کر چلا گیا اور اس کے مویشی ایک اپنے آدمی کے ہاتھ اس کے مکان پر
 بھیج دیئے اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ بار دیگر کوئی شخص تیرے مویشی نہیں چورے گا۔

اپنی امداد کے بولا یا تھا۔ غرض کہ بعد چند خفیف لڑائیوں کے ایک سخت لڑائی مقام پانی پت میں ہوئی جس میں مرہٹوں کو شکست ملی نصیب ہوئی۔ احمد شاہ بعد خارج کرنے مرہٹوں کے پنجاب کو گیا اور خواجہ عابد اور زین خان کو حاکم لاہور اور سرہند کا مقرر کر کے آپ کابل کو چلا گیا چونکہ خواجہ عابد نے رعایا پر ظلم کیا یعنی جبر بنا رعیت سے روپیہ لیا اور علاوہ اسکے فوج جو کہ اس نے نوکر رکھی تھی بہت کم ریز تھی اس لیے سکھ پھر سرکشی کرنے لگے اور چونکہ اس سرکشی میں بزرگ خداجہ رنجیت سنگھ کے بھی شریک تھے اس لیے انکو اس مقام ہمارا جو موصوف کے آباد و اجاد کا حال لکھنا بہت مناسب ہو

حال آباد و ہمارا جو رنجیت سنگھ

واضح ہو کہ شاہ اسماعیل ایک ہندو جات سنی کالو موضع بندی پٹی میں جو کہ اکثر بنام بٹ کے مشہور ہے اور شہر لاہور سے جنوب مغرب کی طرف چالیس یا پچاس میل پر واقع ہو رہا کرتا تھا۔ اس کے گائون کے لوگ گرد فواح کے ملکوں میں لوٹ کھسوٹ کیا کرتے تھے لیکن یہ سچا رہبری محنت و مشقت سے مزدوری کر کے قوت پکڑتا تھا چونکہ اسکی فوجانی میں اس سے اور اس کے دوستوں سے کسی باعث سے نا اتفاقی ہو گئی وہ مع بیوی کے بٹی سے چلا آیا اور گائون سانسری میں جو کہ امرت سر سے بھا صلیہ جاپا پانچ کوس کے واقع ہوا کہ بسا بہان قوم سانسری جنگا پیشہ و کیتی تتھار مار کر فی تھی اس گائون میں مع بیوی کے آرام سے رہنے لگا اور اس جگہ باد کے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام اس نے جادو من بٹی رکھا یہ شخص بنام جادو من سانسری بہت مشہور تھا۔ قریب شاہ اسماعیل کے کالو مع اپنے چور و اور لڑکے کے سند کو جو کہ بعد بنام سند کے مشہور ہوا چلا گیا۔ یہ گائون وزیر آباد سے چار کوس پر واقع ہو جادو من بعد وفات اپنے باپ کے جو کہ شاہ اسماعیل میں واقع ہوئی سانسریوں کے ساتھ رہنے لگا اور بلکہ اس نے اونکا پیشہ اختیار کیا۔ چنانچہ شاہ اسماعیل میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔ گلاب سنگھ اوسکا لڑکا حسب دستور اپنے باپ کے سانسریوں کے سنگ مار کر رہا تھا چنانچہ شاہ اسماعیل میں مقام سند میں بسبب زخموں کے جو کہ اوسکی لڑائی میں لگے تھے مر گیا۔ اوسکا لڑکا کہ اصل پند آدمی تھا چنانچہ وہ سند سے مع کچھ مویشی کے جو کہ اوسکا باپ چھوڑ کر گیا تھا اول موضع گیلیاں اور بعد ہ ۱۵۵۵ء میں سوکر چک کو چلا گیا یہ تمام بھراؤ اسے ڈیرہ کوس جنوب کی طرف واقع ہے اس جگہ چارہ گدے نہ پیشہ کشکاری کا اختیار کیا اور اسی سے اپنے اور اپنے خاندان کی پرورش کی اور آخر کو شاہ اسماعیل میں دواڑ کے راجد اور پر نیو چھوڑ کر گیا راجدہ نے گورکھی پڑھنا لکھنا سیکھا اور صرف چاہی بٹی میں ہوا بلکہ اس نے موضع سوکر چک میں ایک دوکان کی اور یہ بھی مشہور ہو کہ یہ شخص گورکھ نواح کو گائون میں تک تاکو وغیرہ جاتا تھا

جو کہ بڑا عاقل اور جوانمرد اور معتد علیہ میرمنو کا تھا مارا گیا۔ میرمنو نے شکستہ دل ہو کر سوا سے صلح کے اور کوئی چارہ نہ بچا چنانچہ فیما بین احمد شاہ اور اوس کے صلح نامہ ہو گیا جس کے بموجب احمد شاہ بعد لینے روپے کے جو کہ اوس کا اس لڑائی میں صرف ہوا تھا اپنے ملک کو چلا گیا بعد تھوڑے دنوں کے میرمنو مر گیا اور اوسکی بیوہ نے اپنے لڑکے کو سندریاست پر بٹھایا یا جو کہ بعد انقضاے عرصہ دس مہینے کے مر گیا۔ بعد وفات اوس کے اوسنے آپ کو جو وار قرار دیکر واسطے منظوری اس امر کے دہلی اور کابل کو قاصد روانہ کیا اور وزیر بادشاہ دہلی کو یہ بھی لکھ بھیجا کہ بشرط منظوری اس بات کے میں اپنی لڑائی شادی تیرے ساتھ کروں گی چنانچہ اب ہٹی ہوا۔ چونکہ اس وقت میں ایک مسند آسے صوبہ واری پنجاب کی تھی اوس سے انتظام ملک جیسا کہ چاہیے منو سکا اور سکھ موافق اپنی عادت کے پھر لوٹ کھسوٹ کرنے لگے اور اسی طرح اوس کے گروہ کی پھر ترقی ہو نہ لگی۔ احمد شاہ ابدلی جس کے حمون کا سابق ذکر ہو چکا ہے ۱۷۵۵ء میں ہندوستان پر پھر حملہ آور ہوا اور بعد فتح کرنے دہلی اور نوٹنے بعض بڑے بڑے شہروں کے وہ اپنے ملک کو لوٹ گیا اور پنجاب اور سرہند کو اپنے احاطہ حکومت میں شامل کر کے اپنے لڑکے تیمور کو وہاں کا ناظم مقرر کر گیا۔

واقع ہو کہ بعد وفات میرمنو کے اونیہ بیک خان حاکم جہندہر کا خود سر ہو گیا تھا اس لیے تیمور نے چاہا کہ اول اوس شخص کو زیر کروں چنانچہ اوس نے اونیہ بیک خان کو یہ طلب کیا جس نے اوس کے جواب میں لکھ بھیجا کہ آج کل سکھ میرے ملک کی سرحد کے قریب غارتگری کر رہے ہیں اور در صورت میرے نمونے کے وہ اس ملک کو اپنے قبضے میں کر لیں گے اس لیے احضار خدمت سے متعذر ہوں۔ پس ابدالی نے اس عذر کو بوجھ سمجھ کر فوج کشی کی اور خان موصوف بھی سکھوں کو جو کہ اوس کے ملک کے قریب پڑے ہوئے تھے اپنی فوج میں شامل کر کے مقابلے کے واسطے مستعد اور آمادہ ہوا اور اوس نے مرہٹوں سے بھی جو کہ اس وقت میں قریب دہلی کے پڑے ہوئے تھے درخواست کمک کی کی چنانچہ ملہاراو ہولکر مع فوج مرہٹوں کے واسطے اوس کے امداد کے پنجاب کو گیا اور مع فوج اونیہ بیک خان واسطے مقابلہ تیمور شاہ کے روانہ ہوا جبکہ شاہنشاہ تیمور نے آپ کو مخالف کی لڑائی کے ناقابل سبھاوہ کابل کو بھاگ گیا اور اس طرح مرہٹوں نے بالکل ملک پنجاب پر قبضہ شہ ۱۷۵۷ء میں اونیہ بیک خان لاؤ لہر مر گیا۔ حق یہ ہے کہ یہ شخص بڑا عقیدل اور تجربہ کار تھا اور ہر وقت ایسی باتیں سوچتا تھا جو کہ ملک کے لیے بہتر ہوں۔ مرہٹے بڑے صاحب حسمت و طاقت ہو گئے تھے اور ان سب ڈرتے تھے بلکہ اکثرین صوبہ دار اؤ کو چوتہ دیا کرتے تھے۔ احمد شاہ ابدالی نے آپ پھر وہ وہاں سے ہندوستان پر تھام لیا۔ اول یہ کہ مرہٹوں نے اوس کے لڑکے تیمور کو پنجاب سے نکال دیا تھا۔ اور دوم یہ کہ اکثر صوبہ دار اور امیر اور رئیس ہندوستان نے جو ر قیدی مرہٹوں سے ناراض ہو کر اوس کو

اس لیے دارالسلطنت میں بڑا تھلکہ پڑا ہوا تھا اور یہ سب سے بھی خان کی نسبت کچھ حکم صادر نہ
 - چونکہ یہ افواہ تھی کہ شاہ نواز خان اور احمد شاہ میں آمد و رفت خط و کتابت کی جاری ہو اس لیے
 قمر الدین خان نے اس کو بلکھا کہ حتی الوت ورائی کا مقابلہ کر کیونکہ تو نمک خوار اس سرکار کا ہے۔ چنانچہ
 شاہ نواز خان نے ابدالی سے یکھم دوسری منقطع کر دی اور بلکہ جب وہ شہسوار عین ترویک
 قلعہ لاک کے آیا اور اپنے ایک ایلمی کو آپس شاہ نواز خان کے بھیجا اوس ایلمی کو خان موصوف نے
 قتل کروا دیا اور آپ سے فوج کے واسطے مفت بلہ ابدالی کے روانہ ہوا۔ ایک خیف لڑائی ہوئی
 اور اوس میں شاہ نواز خان کے شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر دہلی میں آیا۔ ابدالی نے لاہور پر قبضہ
 کر لیا اور بالکل خزانہ پر تقابض ہو گیا اور رعایا سے بھی بہت سارے روپیہ بھروے دیے۔ بعد ازاں
 نے دہلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور بایں ارادہ وہ قریب سرہند کے آکر مقیم ہوا۔ آخر میں کو ایک
 لڑائی واقع ہوئی اور باوجودیکہ وزیر قمر الدین خان اس لڑائی میں مارا گیا اور فوج بھی ہر اسان
 ہو گئی لیکن میر منو پسر وزیر مرحوم کا اس جوانمردی سے لڑاکہ فوج ابدالی کو لاپتہ ہو کر اپنی خاص
 ملک کو لوٹ جانا پڑا۔ میر معویہ صوبہ دار لاہور اور ملتان کا مقرر ہوا اور انتظام ملک میں بہت ترقی
 مصروف و مشغول واضح ہو کہ ان لڑائیوں کے سبب سکھوں کو بڑی فرصت ملی اور وہ بھی
 لوٹ بکھوٹ کرنے لگے لیکن جبکہ میر منو نے ایک حکم عام اپنی فوج کو دیا کہ جس کسی سکھ کو پاؤ او سکی
 فائر بھی اور بال مؤنڈو اوس سبب سے ترقی سکھوں کی ملتوی رہی کسوا سطلینک خوف ایمان کے
 ان لوگوں کے جہان سینگہ سمائے چلے گئے شہسوار عین احمد شاہ نے پھر دریلے
 انہیں کو عبور کیا۔ میر منو نے آپ کو قابل مقابلے کے نہ سمجھا ایک ایلمی واسطے مقرر کرنے لگا
 صلے کے شاہ کے پاس بھیجا چنانچہ شاہ نے بشرط ادا و عریض اطمینان گجرات و سیالکوٹ اور اونگ آباد
 وغیرہ کے صلے قبول کی اور اپنے ملک کو لوٹ گیا چونکہ نیک آدمیوں کے اکثر دشمن ہوا کرتے ہیں کان
 سلطنت نے مزاج بادشاہ کو میر منو کی طرف سے مکر کر دیا اور شاہ نواز خان کو از سر نو صوبہ دار مقرر
 کر کے اوس طرف روانہ کیا میر منو کو بہت ناگوار گذرا اور مقابلہ پیش آیا چنانچہ ایک لڑائی ہوئی اور اوس
 شاہ نواز خان مارا گیا۔ چونکہ اسے خراج معبودہ میں میر منو کی طرف سے خلل پڑا اس لیے احمد شاہ
 شہسوار عین پنجاب کی طرف پھر حالم ہوا۔ اور سکھوں کو واسطے لاسے زر خراج کے روانہ کیا
 چونکہ اس شخص کو جواب باضواب نہ ملا اس لیے شاہ نے لاہور پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا چار مہینے تک
 دو تین فوجیں قریب شہر لاہور کے پڑی ہیں لیکن آخر کو ایک لڑائی سخت واقع ہوئی جس میں احمد شاہ

حال گئے نادر شاہ کا

نادر شاہ قتل ہوا یعنی اللہ اع سے عہد آئے نادر شاہ تک سکھوں کا کچھ حال معلوم نہیں ہو سکتا لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ نادر شاہ ۱۱۵۹ھ میں ہندوستان میں آیا اور غنیمتیں لے کر لوٹا تو اس کا اسباب لوٹ گیا۔ بسبب جنگ نادر شاہ کے بارہا ہت دہلی میں بہت نقصان کیا ہوا اور وہیں لوٹ گیا اور اسے خراج میں انکار کر کے لے گا۔

حال صوبہ داران اہل اسلام ملک پنجاب

واضح ہو کہ اس وقت میں بھی خان خلیفہ زکریا خان صوبہ دار پنجاب کا تھا اور اس نے جاٹ زمینداروں پر بہت ظلم اور تعدی کی اور خراج دہلی سے زیادہ لیا۔ جبکہ جاٹ بہت دوق ہوئے اور غنیمتیں لے سکھوں کا مذہب جو کہ پیرو گو گو بند کے تھے اختیار کیا اور سروں پر بال چھوڑ دیے اور ڈاڑھی بھی موٹو ڈاڑھا موقوف کر دی اور پیشہ غارتگری کا اختیار کیا۔ آخر کو یہ لوگ مثل بیس لکھ ہو کر دن دو بھر گانوں رہستوں کو لے گئے۔ اور غنیمتیں لے کر لوٹ گئے۔ جبکہ تھوڑی دولت حاصل کی تو اپنے ساتھ گھوڑے رکھنے لگے اور بہت سے اور لوگ پرست اپنے او کو خوشحال دیکھ کر ان کے پیرو ہوئے۔ غرض کہ اس طرح پراونکی جماعت بڑھتی گئی اور حاکم ملک بھی اس کا ملنے لگا۔ جبکہ خافضا حب نے دیکھا کہ بسبب غارتگری سکھوں کے رعیت اور اسے خراج میں انکار کرتی ہو اور غنیمتیں لے کر تھوڑی سی فوج زیر حاکمیت اس کے واسطے قلع و قمع مفسدین کے روانہ کی چنانچہ اسے صاحب قتل ہو اور فوج مشرق ہو کر بھاگ گئی بہت سے اس خبر کے لکھتے رہے۔ بھائی مقبول کا واسطے لینے غنیمتیں لے سکھوں پر حملہ آور ہوا۔ اس لڑائی میں بہت سے سکھ مارے گئے اور بہتوں کو اس نے شہید کیا۔ کے نواس بازار میں قتل کیا۔ بعد ازاں کچھ خان نے ایک اشتہار اس معنوں کا جاری کیا کہ جو کوئی پیرو گو گو بند کا سر کاٹ کر میرے پاس لاویگا میں اس کو کچھ انعام دوں گا۔ بسبب جاری ہونے ان اشتہار کے سکھوں نے اپنے بال اور اڑھیاں کتر واؤائیں اور درباے ستیج کو عیب کر کے سر ہند کے گرد و نواح کے جنگلوں میں پناہ لی۔ بعد ازاں قضا نے عرصہ قلیل کے شاہ نادر خان برادر بھی خان نے بالکل ملک پنجاب پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی اور اس کے جمیع ملکی کارندوں کو قید کیا بھی خان بھاگ کر دہلی میں آیا اور بالکل سرگندشت اپنی حیات الدین خان وزیر سلطنت سے بیان کی لیکن اس وقت میں احمد شاہ ابدالی نے کابل اور پشاور پر قبضہ کر لیا اور بادشاہی ناظر کو دہلی سے نکال دیا تھا۔

مغلوں سے پناہ چاہی لیکن مغلوں نے باوجود اقرار کے کہ قید کر لیا مگر قتل کو ہرگز نہیں
معتزین فرزند کور کو عبدالصمد خان نے جھٹکرائی اور بڑی چھٹا کر دین اور گدھوں پر سوار کر کے لے
کو بیہوش ہو کر جب سکھ قیدی اس طرح پر بازار لاہور میں گزرتے تھے بازید خان کی والدہ اپنے لڑکے
کے خون کا ان مقام لینے کے غرض سے ایک چھت پر کھڑی ہوئی اور لوگوں سے کہا کہ جب پہنچیں
کہ جسے میرے لڑکے بازید خان کو مارا ہوا اور اس سبب سے وہ اپنے قوم میں بازید خان کے تھے
زواج اس اہ سے گذر کر سے ترجمہ کیا دیتا چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور اس پر زن سے یہ
بچے ہو کر نکلا ایک بھاری پتھر اس کے سر پر گرا دیا کہ جس سے وہ فوراً گر گیا بعد عبدالصمد خان نے
قیدیوں کو منتخب کر کے بھنورا بادشاہ روانہ کیا چنانچہ جب قریب شاہ جہان آباد کے پہنچے تو
بادشاہ نے اعتماد الدین محمد امین خان کو حکم دیا کہ وہ بندہ کو کاغذ کی ٹوپی چھینا کر اور ہاتھی پر چڑھا کر
اس کے ہمراہیوں کو اپنے قتل اور گدھوں پر سوار کر کے شہر میں لے کر چنانچہ قید خان کی بھینس کی گھڑی بند
میں لڑکے اور دو تین مرداروں کے قتل میں قتل کیا گیا۔ منجانب اس کے چار بھائیوں کے سلاو آدمی روز بروز
کو توالی چوہترہ میں قتل کیے جاتے تھے۔ سب سے چھپے بند اس طرح پر مارا گیا کہ اول اس کو عمدہ پوشاک
پھینکا اور لوہے کے پتھر سے منہ بند کر کے کو توالی میں لے گئے اس کے پیچھے جلاوطنی تواریف
کھڑا تھا اور اس کے ہمراہیوں کے سر پر چھین و بھالوں پر لڑکے ہوئے لوگ چاروں طرف کھڑے تھے
بلکہ ان کے ساتھ کی ایک بی کا مرتبہ ایک بھانے پر رکھا ہوا تھا اور اس سے نمائش اس مامی
تھی کہ اس کے متعلق کی کوئی شے قائم و برقرار نہیں رکھی گئی اس کے ہاتھ میں تباہ ایک کٹاڑیا گیا اور اس
کے لگا گیا کہ اسے قصوم بنے کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لیکن جب اس نے ایسا نہ کیا تب اس کے نگاہ کے
وہ میگنا مارا گیا اور اس کا دل نکال کر بند اس کے چہرے پر چھینک دیا گیا اس کے بعد گرم چھپوں سے اس کا گوشت
جسم سے علیحدہ کیا گیا مگر اس نے اُن بھی نہ کیا تھا پت استمال اور خوشی سے اس عقوبت کے
ساتھ بارگاہ (روایت) معتبر ہو کر محمد امین خان نے اس حالت عقوبت میں بند اسے یہ پوچھا کہ تیرے
چہرے سے آثار لیاقت و اقتدار و اشدندی کے ظاہر ہیں پھر تیرے یہ بیان ایسی حرکت کی کہ جس سے یہ
نوبت ہوئی کہ اس نے کہا کہ جلد غم بھوں سے یہ بات ثابت ہو کہ جب جہان میں گناہ کی ترقی ہوئی تو خدا
پاک نے ظالم کو اونکی سزا دی کہ واسطے پیدا کرتا ہو اور پھر ایک عرصے کے بعد اس کی سزا کو پہنچا دیتا ہے
شور ہو کر جب سکھ روز بازار میں قتل ہوتے تھے ہر شخص یہ پتا تھا کہ اول میں قتل ہوں
اور وہاں جانے کا مطلق رنج نہ تھا بلکہ ہر شخص اپنے قتل سے فخر کرتا تھا۔

لڑکوں اور حاملہ عورتوں کو بھی ہندو چھوڑتا تھا اور اسے مسلمانوں کی بستیوں کی بستیوں اور چاروں طرف
 اور یہاں تک تعصب کو دخل دیا کہ ہندو سے لکھنؤ کے لوگوں کو بچاؤ اور اس کے جانور کھاؤ میں جبکہ یہ حالات -
 بہادر شاہ بادشاہ دہلی کو معلوم ہوئی وہ بذات خاص مع ایک فوج جوار کے اور کئی ہتھیار کے واسطے روانہ
 ہوا۔ سکھ سپاہیوں کی طرف بھاگ گئے فوج شاہی نے تعاقب کر کے بندہ کو ایک قلعہ میں محصور کر لیا
 اور چاروں طرف سے رسی کی آذر رفت بند کر دی سکھ عیصرے میں عرصے تک رہے اور صدمہ بھوک
 کے مارے مار گئے مگر تاہم مقابلے سے باز نہ آئے جب بندہ اسے دیکھا کہ آئندہ محصور رہنے سے سوائے
 بربادی و تباہی سکھوں کے اور کچھ فائدہ نہ ہو گا وہ مع اپنے ہمراہیوں کے قلعے سے نکلا اور فوج شاہی
 کو چیرا اور لڑتا ہوا صاف نکل گیا اس میں بہت سے سکھ مارے گئے مینچلے اور نکلے ایک شخص گرفتار ہوا جو
 صورت سے سردار معلوم ہوتا تھا مسلمانوں کو اس کی نسبت یہ گمان ہوا کہ یہی بندہ ہے لیکن عند اللزوم ریافت
 معلوم ہوا کہ وہ سردار نہ تھا بلکہ اس نے صرف بندہ کی حفاظت کے مقصد سے اپنی وضع سردار نہ بنائی تھی
 بادشاہ دہلی اس شخص کی بہادری سے بہت خوش ہوا اور اس کو ایک لوہے کے پتھر سے ہنر بند کر کے
 دہلی کو بھیج دیا اسکے بعد بہادر شاہ نے سکھوں کی نگرانی کے واسطے متواری سی فوج متعین کی اور خود
 برف لاپور مراجعت فرمائی لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اسی عرصے میں بادشاہ موصوف نے
 قمری صاحب برس کی عمر میں بمقام لاہور وفات پائی اور درباب تخت نشینی کے درمیان شاہنشاہوں کے
 لاہور میں فتنہ و فساد اٹھا اس سبب کوئی شخص سکھوں کی تنبیہ کی طرف متوجہ نہیں ہوا اور وہ روز
 بروز طاقت و جہت حاصل کرتے رہے لیکن جبکہ میرالدین قتل ہوا اور فرخ سیر نے تخت سلطنت پر چڑھ لیا
 فرمایا اور اسے واسطے گرفتاری بندہ کے اسلم خان کو جو کہ اس وقت میں صوبہ دار لاہور کا تھا مقرر کیا گیا
 حسب حکم بادشاہ کے صوبہ دار مذکور مفسد کے مقابلے میں گیا لیکن شکست کھا کر لاہور کو لوٹ آیا بعد
 اسکے بائزید خان فوجدار بندہ واسطے تنبیہ بننا کے گیا لیکن سکھ سردار کے توابعین سے ایک شخص
 نے جبکہ وہ مع چند ہمراہیوں کے خیمے میں نماز پڑھتا تھا اس کو قتل کیا اور صاف نکل گیا جبکہ یہ خبر دہلی
 میں پہونچی شاہ موصوف نے عبد الصمد خان صوبہ دار کشمیر کو واسطے ہتھیار بندہ کے متعین کیا اور کچھ فوج
 مع توپخانہ کے اپنے پاس سے بھی بطور کمک اس طرف کو روانہ کی۔ کئی ایک لڑائیاں پیدا اور اس صوبہ دار
 میں واقع ہوئیں جنہیں بعض لڑائیوں میں فتح سکھوں کے اور اس جو انمزدی اور بہادری سے لڑا کہ فوج متسلحہ کی
 شکست ہونے میں کچھ شک نہ تھا لیکن آخر الامراؤں کی فتح ہوئی انجام کو بندہ شکست کھا کر قلعہ کوڑا
 میں جا کر مقیم ہوا اور عبدالصمد خان اسے اس کا محاصرہ کیا اور اس کو اتنا لالہ چار کیا کہ اس نے مع اپنے ساتھیوں

۱۹۵۵ء اور ہمنی انتقا ۔
 د . من بعدداری نواب حیدر آباد واقع ہو چلا ۔ کا
 یوزخ لکھتا ہو کہ گور و گوبند سنگہ اخیر وقت میں یہاں تک تنگ ہو گیا تھا کہ اوسنے بادشاہی فوج
 میں نوکری بھی کر لی تھی اور تھوڑی فوج کا افسر تھا گور و گوبند سنگہ کی حالات ایک مورخ اس پر
 تحریر کرتا ہو کہ جب تیغ بہادر ملی من قتل ہوا اوسکی عورت کو کہ پٹنہ میں رہتی تھی جبہ مہینے کا حاصل تھا بلکہ
 میسنہ وضع عمل ہوا اور ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام گوبند سنگہ رکھا چونکہ اوسکے پاس سات لاکھ کاٹا
 تھا لہذا اوسنے پرورش اپنے بیٹے کی نہایت فارغ البالی سے کی جب اوسکی عمر آٹھ برس کی ہوئی اوس
 ۱۰ وز اپنی مان سے دریافت کیا کہ میرے باپ سے کیا تقصیر ہوئی تھی جو بادشاہ نے اوسکو گردن مارا
 اوسکی ہانے جواب دیا کہ بنیا کچھ تصور تو سز و نہیں ہوا تھا لیکن بادشاہ نے اوس سے کہا تھا کہ کوئی
 معجزہ دکھلا نہیں تو گردن ماروں گا جب وہ آہیں قاصر ہوا بادشاہ نے اوس سے بے گناہ کو قتل کیا
 بند سنگہ نے اوسی روز قیامت کھائی کہ جسے جہاں تک ہوسکے گا بادشاہ خواہ اوسکی اولاد سے اپنے باپ
 خون کا انتقام لوں گا ۔ بعد چند کسے اوسنے وکسن و نیپال و قنوج و کاشی سے پنڈت جمع کیے اور اوسنے
 رو برد اپنے دل کا اظہار کیا اور اوسنے مشورہ چاہا چنانچہ بہون نے متفق ہو کر یہ صلاح دی
 ایک جگہ کرنا چاہیے جب وہ پورا ہو جاوے گا تو آسمان سے ایک تلوار و خشمہ نازل ہوگی اگر
 خوف نکر دے گے اور ماتھے پھیلاے رہو گے تو وہ مختارے ماتھے میں آجاوے گی اور اوسکے ذہن
 سے تم اپنے دل کا ارمان بخوبی و آسانی سے نکال سکو گے یہ شکر گوبند سنگہ نے بہت روپیہ اوس جگہ میں
 صرف کیا اور جب نوبت باختتام ہو پونجی مطابق کہنے پر بہون کے ایک تلوار و خشمہ آسمان سے نازل
 ہوئی لیکن گوبند سنگہ اوسکی جگہ کو دیکھ کر ڈر گیا اور ماتھے بھی اپنا کھینچ لیا اور اس باعث سے پھر وہ تلوار کا
 لوٹ گئی ہو دیکھ کر بہون نے افسوس کیا اور گوبند سنگہ کو بھی تاسف ہوا لیکن باوجود اسکے وہ اپنی
 زندگی پھر مسلمانوں سے لڑتا رہا ۔ سکھ گورو نامک کو بانی مذہب ابو گورو گوبند سنگہ کو بانی مذہب
 خیال کرتے ہیں اور دونوں کا نام بڑی تعظیم سے لیتے ہیں یہ شخص سکھوں کا دسواں یعنی اخیر گورو
 کیونکہ بعد اوسکے چھوٹے دارا اور راجا آکوا ملک مذہب کا خیال کرتے تھے

بعد وفات اوز ۔ ن ۔ قدرے قوت حاصل ہوئی چنانچہ اوسخون نے زبر نبلا
 بیراگی کے ملک کو تباہ اور پایا لکھ اس شخص کو اہل سلام سے اس قدر کینہ تھا کہ وہ اوسکے دیہات کو
 لوٹتا تھا سید و ن کو مسمار کرتا تھا اور مسلمانوں کو جہاں کہیں پاتا تھا مار ڈالتا تھا یہاں تک کہ یہ

سدی فتح محمد اکرم مطابق ۱۱۳۵ھ کے بمقام امرت سرودھات پانی اور اوسکا لڑکا جرن پال اور سکا
جانشین ہوا اور سنے اوگر تہہ یعنی جلد اول کتاب پاک سکھوں کی مذہب کی عیش کی اور جو اول کہ سو
گروں کے اور لوگوں نے شامل کر دیئے تھے اور لڑکا لالا اور چند قواعد واسطے انتظام و ترتیب
کے معین کیے یہ شخص جھپہ سو دی چونکہ سنی مطابق ۱۱۳۵ھ کے بمقام لاہور فوت ہوا اور اوسکا لڑکا
ہر گوبند گدی پر بیٹھا یہ شخص سیما ہی وضع تھا۔ اوسے اول ہی اول اپنے چیلے کو گوشت کھانے لڑکا
اجازت دی یہ شخص سنی مطابق ۱۱۳۵ھ کے بمقام لاہور فوت ہوا اور اوسکا لڑکا جرن پال اور سکا
کیرت پور کے واقع ہو گیا۔ اسکے پانچ بیٹے تھے اور ان میں سے پڑا کوٹ تھا لیکن چونکہ وہ اسپر باب
کی زندگی میں مر گیا لہذا اوسکا بیٹا ہی اپنے دادا کا قائم مقام ہوا اور سنی مطابق ۱۱۳۵ھ میں کنگ
بدی نومی روز انوار کو رحلت کر گیا اور اوسکا لڑکا سیما ہی کرشن اور سکا پشپین ہوا کہ اسے سنی مطابق ۱۱۳۵ھ
چیت بدی چووس کو بروز ہمار شنبہ دو گھنٹہ رات گدڑی مطابق ۱۱۳۵ھ کے بمقام دہلی انتقال کیا چونکہ
وہ لا ولد تھا لہذا اوسکے دادا اگر وٹ کا چھوڑا بھائی تیج بہادر گدی نشین ہوا اور عزت و تکریم سے پیشے میں
رہا اور آخر کو مغلیوں کے ہاتھ سے ۱۱۳۵ھ مطابق سنی ۱۱۳۵ھ میں آگس بدی چھ کو بروز شنبہ پرون
چمچے دہلی میں مارا گیا۔ روایت معتبرہ کہ تیج بہادر آدمی ذی وقار تھا اور سکا ساتھ ساتھ کئی کتب
نقارہ و نشان و پانچ سات سو آدمی رہا کرتے تھے اور سکو شکار کا بھی شوق تھا عالم گیر نے جب کاظم
مشہور ہو رہا بخصوص مغلیوں کے ساتھ یہ حال سکر تیج بہادر کو پایا اور کیا کہ تو فقیر ہو چکا اس چاندنی
سے کیا مطلب اور سیر و شکار سے کیا غرض و رویش کو چاہیے کہ تو کل کے ساتھ کسی جنگی یا سپاہی میں
نہ کہ اس شوکت کے ساتھ ہے غریب تو کہی اپنی فقیری کا معجزہ دکھلا نہیں تو گروں مار و لڑکا تیج بہادر
نے کہا کہ میں کوئی معجزہ نہیں جانتا اور یہ جو میرا غلام شان پر اسکا یہ باعث ہے کہ میرے دادا کے مرے
محبوب و ضرورت سے زائد نقد و جنس شہین عالمگیر کو اس سیر مشہور چمچے جو اس پر کچھ التفات نہیں
ہوا بلکہ کہ وہ بے گناہ قتل کیا جائے یا نہ وہ سب سے ہوا اور لڑکا گوبند سنگھ خلاف گورو متقول
اور سکا جانشین ہوا اسے بالکل طور و طریق سکھوں کے بدل ڈالے اور لڑکا چشہ سیاہ گری کا سکا
اور سکا نام سنگھ یعنی شیر رکھ دیا اور سنے سکھوں کو سر کے بال اور وارھی موڈ واسنے سے
مانعت ملی کی یہ شخص جھد اور رنگ زیب میں مسلمانوں سے بہت لڑا لیکن جب اوسکے چاروں
بیٹے مارے گئے اور اوسکی ماں بھی قتل ہوئی وہ شکستہ خاطر ہو کر اور اپنے تین انتقام لینے سے قابل
یہ سمجھ کر لاہور سے مقام اوڈیر میں جبا کو سکھ انجیل لکھ صاحب بھی کہتے ہیں اور جو کمارہ درما گو دہری

جناب

جواب ہو گئے اور سنے کہ کما کہ ہم نامک کے (کے) میں ہیں بھی جواب کیا ہو خود نامک سے
 ی جواب لیا جائیگا یہ سنکر اس نے کہا کہ یہ ہذا اچھا آپ آپ ہو اجازت دیوں کہ ہم پہلے جواب دے آئیں
 شکار کیے ہیں۔ سری چندر چپ را لیکن جب اس نے باصرہ پوچھا تو تیسری مرتبہ کہہ دیا کہ غور نہ کیا
 پانچ روزہ اس کے مکان پر آیا اور اپنے عورت سے کہہ کہ میں حساب دینے کو جاتا ہوں تو بیان رہے گی کہ
 میرے ساتھ پہلے کی اس نے کہا کہ میں آپ کے ہوا ہوں۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو اپنے چچا اپنی عورت کو
 بٹھا لیا اور اس کے اپنے چچے شیرہ خون کو اور مرغ گھوڑہ کے جانب آسمان کے چلا۔ سری چندر نے جب
 یہ دیکھا تہمت مترد ہوا اور فوراً اپنے جسم کو بند کر کے لکھی چپ کے گھر سے کی باگ پڑی اور کہا کہ تم مکمل
 خاندان کے بناتے ہو اور میں فقیر ہوں نہ میری شادی ہوئی ہو اور نہ آئندہ ارادہ ہے میرے سطر پر بنانا نامک
 قول کہ خاندان کے ترقی ہوگی سچا ہوگا لکھی چپ نے کہا کہ میں نے بلا اجازت آپ کے یہ قصد نہیں کیا نہ سری
 کما کہ اپنا لڑکا چپو سے جائے اور اس شیر خوارے کو گھوڑے سے اوتار لیا اور دھوئی کی خاک پلا پلا کر بڑا کیا
 اس لڑکے کا نام دھرم چند تھا اس کے دو لڑکے ہوئے نامک چند و مہر چند اور اس نے چودہ سو خاندان
 پیدا ہوئے جو بنام صاحبزادوں کے مشہور ہیں اور پیرہین رہتے ہیں۔ کسی کی بڑی تعلیم نہ کریم کرتے

ہیں اور ان کے بے متعین ہیں

حال گرونگا جو احمد ناناک شاہ کے گدی پر بیٹھے

بعد وفات نامک شاہ کے گرونگہ گدی پر بیٹھا۔ اس نے تھوڑا سا کرتہ لکھا اچھت سدی چوہ
 مطابق سدی کے بمقام کہہ و انتقال کیا اسی کے اولاد میں صاحبزادوں کے نام سے مشہور
 ہوا کہ انڈورین رہتی ہو۔ اور اس کٹری اور سکاف نام مقام ہوا اور بعد میں سدی پورن سی ملک کو
 مطابق سدی ان کے بمقام گو بند وال مر گیا۔ اس کے دو لڑکے تھے اور ایک لڑکی سناہ نہانی۔ چنانچہ گرونگی
 اولاد کو بند وال میں رہتی ہے اور بھلے صاحبزادوں کے نام سے مشہور ہو۔ بھانی کی شادی رام داس
 سے ہوئی تھی جو بعد مرنے لینے خسر کے سوا و نشین ہوا چونکہ وہ سووی کٹری تھا لہذا اس کے چہرہ پوری
 کے نام سے مشہور ہیں۔ اس نے قصبہ جاک کو بڑی رونق بخشی اور ایک تالاب تعمیر کرایا جو بنام امرت
 یعنی تالاب اجمیات کی مشہور ہو۔ بعض سکھ فوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ رام داس نے شہر امرت سر
 بنیاد ڈالی تھی۔ لیکن یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ ہمیشہ شہر پرانا ہوا اور زمانہ سابق میں بنام جاک
 کے مشہور تھا چونکہ گرو رام داس نے اس کو بہت آباد کیا تھا اس لیے وہ چند مدت تک رام داس
 سم کہلا مالک کہ بہت شہرت تالاب امرت سر کے شہر کا نام بھی امرت سر مشہور ہو گیا۔ آخر اس نے بہاؤ

عمل کرنے کے پڑھنا ہے حقیقت والا حاصل ہو کہ چونکہ خدا فرماتا ہے کہ میں اوں آدمیوں کو بہشت میں رکھوں جنہوں نے اپنی حیات میں نیک کام کیے ہیں۔ خالق کائنات انسان سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تو خدا کی مائیدہب تھا اور کیا قوم تھی وہ صرف یہی پوچھے گا کہ تم نے اپنی زندگی میں کیا کام کیے۔ اگر اس نے ناپسندیدہ کام میں مشغور فقر گذرے ہیں ناناک شاہ کے ہم عصر شہسخت چنانچہ مشہور ہے کہ جب ناپسندیدہ کام کے ایک کتاب موسوم بہ جھگڑت والی نالیٹ کی جبین فقرائے نامی کے تذکرے میں۔ ناناک شاہ نے اونکو لکھا کہ آپ نے اپنی کتاب میں اکثر سنون یعنی فقر کا حال لکھا ہے جو نہیں معلوم کہ جسے کیا خطا ہوئی جو آپ نے مجھے اس کتاب میں جگہ نہیں دی۔ اسکے جواب میں ناپسندیدہ کام کے لکھا ہے کہ آپ کی ذات فرشتہ صفت ہے اگر میں آپ کا نام اپنی کتاب میں داخل نہیں کیا تو اس سے آپ کے کمال میں نقصان نہیں آیا آپ کا نام مثل آفتاب کے روشن ہو۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ جھگڑت والی سے واسطہ ہے اسلئے میں نے صرف اونہیں بزرگوں کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے جو پیشینہ ہیں اور چونکہ میں آپ کے سلسلہ اور نیرس امر سے کہ آپ کو کس سے بیعت ہے واقعہ نہ تھا اور آپ کا یہ قول کہ ہمارا پیر یعنی گرو دریاہو قرین عقل نہیں لہذا میں آپ کی خدمت گزاری سے معذور رہا۔ چنانچہ اسکا کہ جواب ناناک شاہ نے نہیں بھیجا۔ یہ مشہور آدمی بمقام کرتار پور ڈیرہ جو کنارہ دریائے راوی پر واقع ہے اور اب ڈیرہ ناناک کے نام سے مشہور ہے اور بدی و سہمی سمیت اس میں اس دار فانی سے ملک آخرت کو روانہ ہوا۔ سکھ لوگ گرو ناناک و خدا کا اوتار سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا ناناک کی صورت میں شکل انسان ہماری نجات کی غرض سے جلوہ گر ہوا تھا۔ سکھوں کی نوشتہ میں مذکور ہے کہ گرو ناناک اپنی بی بی کے پاس نہیں جاتے تھے چنانچہ ایک روز اس نے حاضر ہو کر اس نے یہ عرض کی کہ آپ اور میں کی حاجت روائی تو کرتے ہیں مگر میں بے اولاد ہوں اور تمہارے اولاد رکھتی ہوں میری جانب بھی نظر عنایت مبذول فرمائیے۔ پندر ناناک شاہ نے دو لونگ دونوں ہاتھوں سے ملکر اس کے حوالے کیں اور کہا کہ یہ دونوں کھایا بنا تیرے دو لڑکے ہوں گے جسے خاندان کی بڑی ترقی ہوگی۔ اس نے ایسا ہی کیا اور دو لڑکے پیدا ہوئے سری چند راو لکھی چند سری چند ریڑے لڑکے نے شادی نہیں کی اور بوضع فقیرانہ ابد ہوت مارے میں رہا کرتا تھا اور سری چند کی شادی ہوئی اور وہ ہمیشہ سیر و شکار میں مصروف رہا کرتا تھا۔ ایک روز گاند کو رہی کہ موافق حادث کے لکھی چند شکار سے واپس آیا اور اس پر اتفاقہ سری چند کی نظر پڑی۔ اس نے کہا اے بھائی تیرا یہ طہر و طریقت اچھا نہیں۔ انسان کبھی تو اپنے خالق کو یاد کرے نہ یہ کہ ہمیشہ لہو و لہب میں مصروف رہے تم ہمیشہ سیر و شکار میں اپنی اوقات ضائع کرتے ہو

تاریخ پنجاب حصہ اول

واضح ہو کہ تاریخ قدیم ملک پنجاب کی تاریخ ہندوستان سے متعلق ہو گی کیونکہ صوبہ پنجاب ہمیشہ میں
فرار وایان ہندوستان رہا لیکن چونکہ عہد پیاپش ناک شاہ سے ملک پنجاب میں بہت انقلابات
ایسے واقع ہوئے جنکو اس ملک خاص سے تعلق جو اس باعث سے تاریخ اس ملک کی شروع پیدائش
ناک شاہ سے جو بانی مذہب سکھوں کا تھا لکھی گئی امید کہ مقبول طبایع ناظرین ہو

حال ناک شاہ

ناک شاہ ذات کا لکھتری اور بانی مذہب سکھ کا مقام تلونڈی میں جو کہ ضلع جھٹی صوبہ لاہور میں واقع
بیساکھ صدی تیج سروہ امین پرات رہے پیدا ہوا تھا۔ اوسکا باپ کا کویشہ والی کرتا تھا اور چچا
خوشحال تھا۔ وہ اپنی خور و سالی میں نہایت حسین تھا اور اکثر صحبت میں سید حسین درویش کے ساتھ
اوسنے اپنے شوق سے علم فارسی بھی تحصیل کیا۔ اوسکو فقر کی صحبت میں رہنے کا بڑا ذوق تھا اور چونکہ
میلان طبع اوسکا عرفان و تصوف کی جانب بیشتر تھا لہذا اکثر فقر کے قول کو جمع بھی کرتا تھا اور
خود بھی کچھ تصنیفات کیا کرتا تھا۔ جب اوسکی عمر بیس برس کی ہوئی اوسکے والد نے قضا کی اور پیش
ہزار روپیہ چھوڑ گیا۔ اسی زمانے میں شاہ بابر نے ایران سے مراجعت کی اور افغانہ نووی کو
شکست دیکر قابض سلطنت ہندوستان ہوا ناک شاہ نے رسالہ خاص بادشاہی میں سو روپے
ماہواری کی نوکری کر لی اور اپنے دو گھوڑے رسالے میں بھرتی کیے۔ تاحیات شاہ بابر وہ نوکر رہا
لیکن جب شاہ موصوف نے وفات پائی وہ بھی نوکری چھوڑ کر خانہ نشین بلکہ ارک الدنیا ہوا چچا
وہ ذی عقل ہے پروا نہایت درجہ میں صاحب خلق تھا۔ لہذا لوگ اوسکے نہایت گرویدہ تھے
وہ صاحب کشف و کرامت بھی تھا۔ اوسے اقوال فقارے سابق اور اپنی قصائد میں کو جمع کر کے
نیا پنہ یا مذہب چلا یا اور اپنی کتاب مذہبی کا نام گھر غتہ صاحب رکھا۔ روایت ہو کہ اوسکی زندگی
تتمینا پچاس ہزار آدمی سکھ رہے۔ وہ مسلمانوں سے کسارتا تھا کہ میں اختلاف مذہب سے
کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہندوؤں کے مذہب کی بھی کتابیں پڑھو کیونکہ
ہر نقطہ کہ لفظ سکنت جو اور اوسکے معنی چلہ یا مرد کے ہیں +
کہ زشتہ ان سے ناک کا نوکری کرنا معلوم نہیں ہوتا +

پنجاب کو وگروں کر دیا اور سلطنت جدید کی بنیاد ڈالی ناظرین کو شکا گلگشت کتاب معلوم ہو جائیگا کہ ایسے شخص قابل
 اور صاحب غم فتح نصیب ممالک ایشیہ بلکہ سارے عالم میں گمتر ہوئے ہیں اور کم اتفاق ہو کہ ایسا نامی اور
 حقیقت مذلت سے اوج سلطنت پر پہنچے اور اس طرح کی گمانی سے درجہ عالی مقام حاصل کرے ہر چند
 گاہ گاہ اوس سے بقصداے بشریت یا بسبب نہ پانے ابھی تربیت کے افعال نشانہ ظالمانہ صادر
 ہوتے تھے مگر یہ بھی اکثر موافق اور مخالف اور دوست دشمن کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتا تھا اور جتنی نصارت
 ظاہری اوسکی کم تھی اوس سے زیادہ بصیرت باطنی روشن رکھتا تھا اور عواقب امور کا بڑا دور بین تھا
 مگر افسوس کہ اوسکے مرتے ہی طرح طرح کے فساد ظاہر ہوئے اور اوسکے جانشینوں نے اوسکی تمام
 برباد کردی اور تمام قوت اپنی آپس کی خانہ جنگیوں میں صرف کر ڈالی اور ممالک پنجاب میں ایک قیامت مچادی۔
 جسے فخر سلطنت سے برخوردار ہونا چاہا اوس کی کانو نہال زندگانی قلم ہوا اور جسے تخت پر یاقوت رکھا فوراً اسے
 ہاتھ دھو بیٹھا اور اسی اندھا دھونڈی میں لوٹو یوں نے شیروں کا شکار کیا چنانچہ تفصیل اس کی مہنگام پر
 کتاب بخوبی معلوم ہو جائیگی تیسرے باعث قوی یہ ہوا کہ جسوقت علیا پنجاب کا باعث تزارع اور محنت دہلی
 اور ظلم حکام کے ناک میں دم اگیا اور سکھوں کی زیادہ سری اور نخوت فرو نشی اور میر حنی احمد سے بھی اور غلام اوی
 سلطنت برباد کرنا منظور ہوا تو سکھ خود بخود ممالک ہر کار پر برخلاف عمود و جان کے پڑھ آئے اور طرفین
 میں چند بار قتال اور جدال شدید واقع ہوئی ہر چند سکھ ہر دفعہ دلیرانہ لڑے مگر اوکو ہر جاکست نصیب نہ
 اور قوت سرکاری سے اس طرح کی شجاعت ظاہر ہوئی کہ اسکی صفت و ثنائیں لب پان خوردہ شمشیر سرائیزبان
 اور پیدہ جوہر حیران اور وہان القاب سے متواتر صدائے حسرت و مر جابلند تھی آخر یہ خطہ دلیر فرشتے
 میں حاکمان نصفت نشان اور صاحبان عالی شان سرکار انگریزی کے آس پاس بنام ایزد خرو پرورد گری
 صفی پور و نوازش گر گرہے + دلیر و جاہل چست و سبک خیز + شکر و کارخان نفرو لا ویز + زہکت برہم
 سرمایہ ارنڈ + ہمہ شان یکدل از صد گنہ از اند + جہان چاہو سیا جان افلاک + جو صحن خانہ شان ابن خطہ
 پاک + براہ نیکنامی گرم پویان + بکیش و نوازی نرم خویان + پتہ میر و بد دانش کارسانند + تباب فرخارا را شکافند + احمال آت
 رعیت پنجاب و مالک دہر کہ و مہ نادر و حکام کے جان و مال کو عافیت میں اور وہ لوگ جو شدت نخوت اور غایت تکبر سے دم افرا
 کا بھرتے تھے کوری کے تین تین بکتے پھر تے میں جبکہ یہ بلکہ ہمارے حکام کے قبضے میں آیا اور اکثر دوستوں کو دریافت احوال
 اوس فلاح کا شان و پایا تو بکھنا اس کتاب کا بہت مناسب معلوم ہوا ہر حال یہ وقتان عجیبہ محل عبرت میں ناظرین کو چاہیے کہ اس
 کتاب کے دل لگا کر ہمیں روزگار اور انقلاب وار سے جو ایک دم میں کچھ سے کچھ کر دیتا ہو ورنہ چشمی اری عالمی نظر
 دیگر چہ مسلم و کتابت باید + راقم نیت یہی پر شاہ طالع علی مدبر نہ بیلی فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم
ویدیاچہ

ناچند باب و نو بہاری شتاق + ناچند باب و نو بہاری شتاق + مین گلشن پنجاب کہ ملک آراست + ای آنکہ
بگلن بھی بہاری شتاق + بنظر کثرت فوائد علم تواریخ اندونون مین بندہ کا ارادہ ہوا کہ ایک کتاب حاوی
و فائق عجائب پنجاب ابتدا سے تولد ناناک شاہ سے زمانہ حال تک لکھ کر پیش احباب کرے ہر چند ملک
سیکڑوں اور حوادث و واقعات پیش کرتے مگر اس ملک کی تواریخ کو کتنی وجہ سے اختیار کیا - اول
یہ ملک بہت مسرور و شاداب اور نہایت آب و تاب ہوسے ہم شہس قبا پروردہم ہوا + کئی پٹھان
نشوونما + ہوا سے کرفاب حیوان چکر + فشا زہدیت صد جان چکر + موش گل کو بہاری ادھر + فرستان
نسیم بہاری ادھر + اگر شام و گر چاشت از خرمی + ہوا بھی و سبز باغبانی + اور اس لیے باشذے و دان کے اکثر
قوی ہیکل خوش و خوشنودین مین اور سلف سے خلف تک سب اس کی توجہ کرتے چلے آئے ہیں چنانچہ ایک
شاعر نامی فرما ہوا کہ ندیم کشور غارت گزتاب + بخوبیا زدن آباد پنجاب + چہ پنجاب آفتاب
ہفت کشور + قسم خوردہ چنانچہ آب کوثر + توقع قوی ہو کہ ناظرین کے غمچہ ہائے طبیعت سراسر بہار کشمیر سے
باغ باغ ہو جائیں اور دوم اس وجہ سے کہ اس ملک کے وفاق بہت کش اور عجیب مین کیونکہ ابتدا سے تولد
ناناک شاہ سے و نانکے اکثر حادثات اور اطوار مین تبدیلی ہونے لگی رفتہ رفتہ ملت اور سلطنت بالکل نئی
ہو گئی اور انقلاب عظیم واقع ہوا - خصوصاً عہد دولت ہمارا جو بخت سنگہ مین کہ اس کی ترقیات نمایان

مناجیح پنجاب

گلشن پنجاب

جناب نیت دی پی پشاور صاحب ڈپٹی کلکٹر ممالک مغربی و شمالی حال متعینہ ضلع شہر اے بجات
طالب علمی اعلیٰ بریلی کالج کے سٹاڈنٹ میں تصنیف فرما کر مطبع بریلی میں طبع کرایا تھا اسکے
نظر ثانی فرما کر باضافہ و ترمیم حسب اطلاع ذیل مصنف کے

اصلاح

یہ کتاب ششہ عیسوی میں مطبع بریلی طبع ہو کر شائع ہوئی تھی اور شہد جلدین کہ چھپی تھیں
شائقون نے ہاتھوں ہاتھ لے لیں چونکہ اب چند اجبات اس کے مکر طبع کے باب میں اصرار کیا گیا
واقعات ملکی شروع عملداری انگریزی سے تازمانہ حال ایک حصہ جدا گانہ میں مرتب کے و شامل نسخہ کو
کیے گئے نسخہ سابق کہ اب حصہ اول کے نام سے منوم کیا گیا ہے بحیثیت اصلی قائم ہے صرف اس قدر
فرق ہے کہ اوپر میں بعض واقعات جو سابق تحریر سے متروک ہو گئے تھے موقع مناسب پر اضافہ کر دی گئے
ششہ عیسوی ۱۲۸۵

مطبع فیض فنی مشینری لکھنؤ مقام لکھنؤ چھاپ گئی

کتاب

گلشن

چند

کتاب بیست و نهم صاحب بی کلکمر ملک مغربی شمالی حال تعین وضع متعادل بحالت
طالب علم علی علی کالج کرسٹم این تصنیف ناکر مطبع علی بن مطبع کرایا کتاب بر نظر ثانی و
باضافہ و ترمیم حسب اطلاع ذیل مضاف کے

اسلام

یہ کتاب بیست و نهم علی بن مطبع بر علی مطبع ہو کر شائع ہوئی تھی اور حقیقت علی بن
چند علی بن شیعہ نے مکتوب ہاتھ لیا لیکن چونکہ اپنا خیر احباب نے اس کے مکر طبع کر دیا
اس لئے کیا انداز و قیامت ملکی شروع عملدار علی انگریزی سے تازہ حال ایک حصہ گاہین
ترک کے شمال نسیم کو کہی گئی اس نسخہ سابقہ اب حصہ اول کے نام سے منسوب کیا گیا ہے بحقیقت
اصلی قلم سے حصہ دوم و ترمیم کے اس میں بعض اوقات سابقہ نسخہ کے متن سے متاثر ہوا ہے

بیست و نهم

مطبع فنیس

